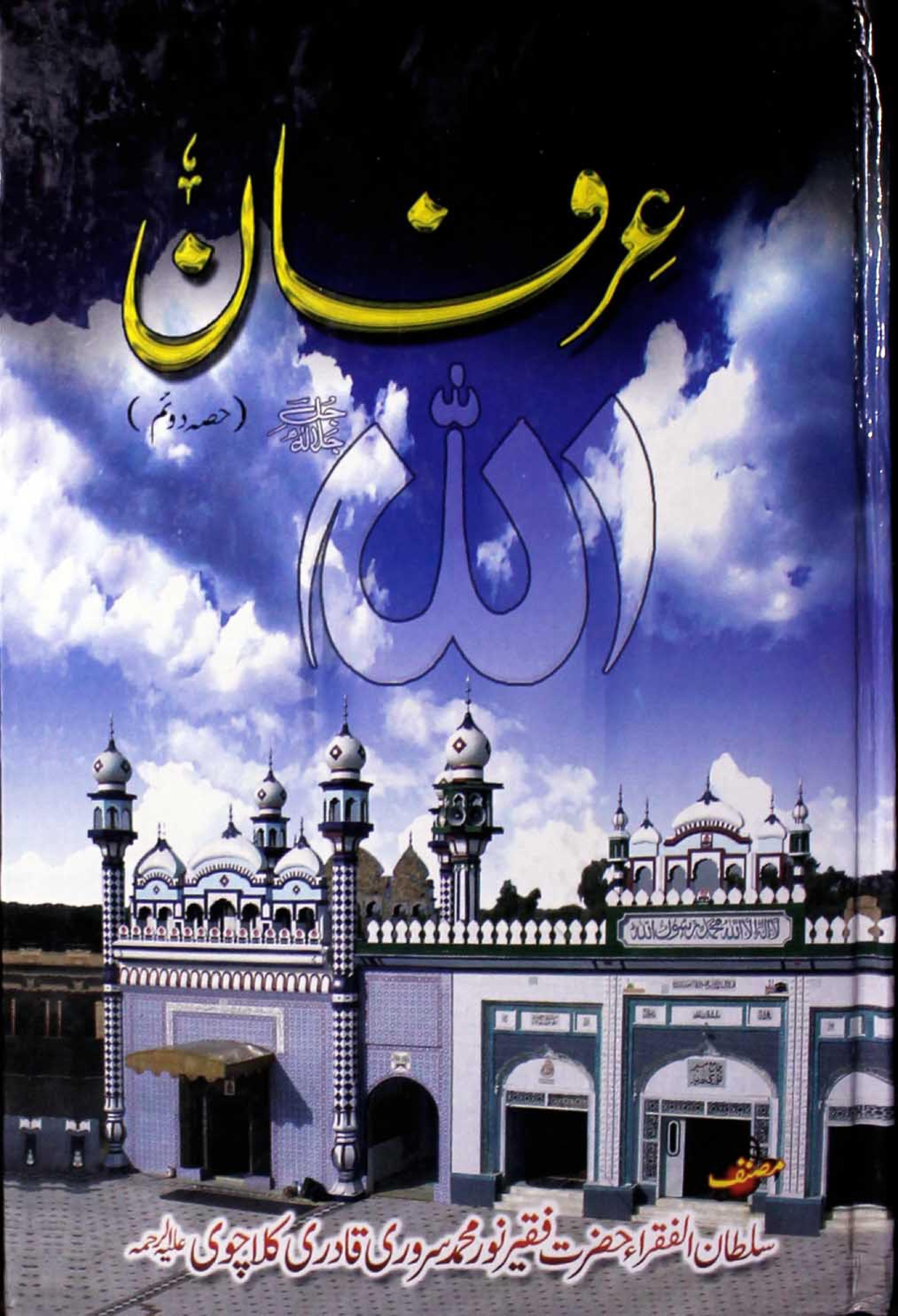
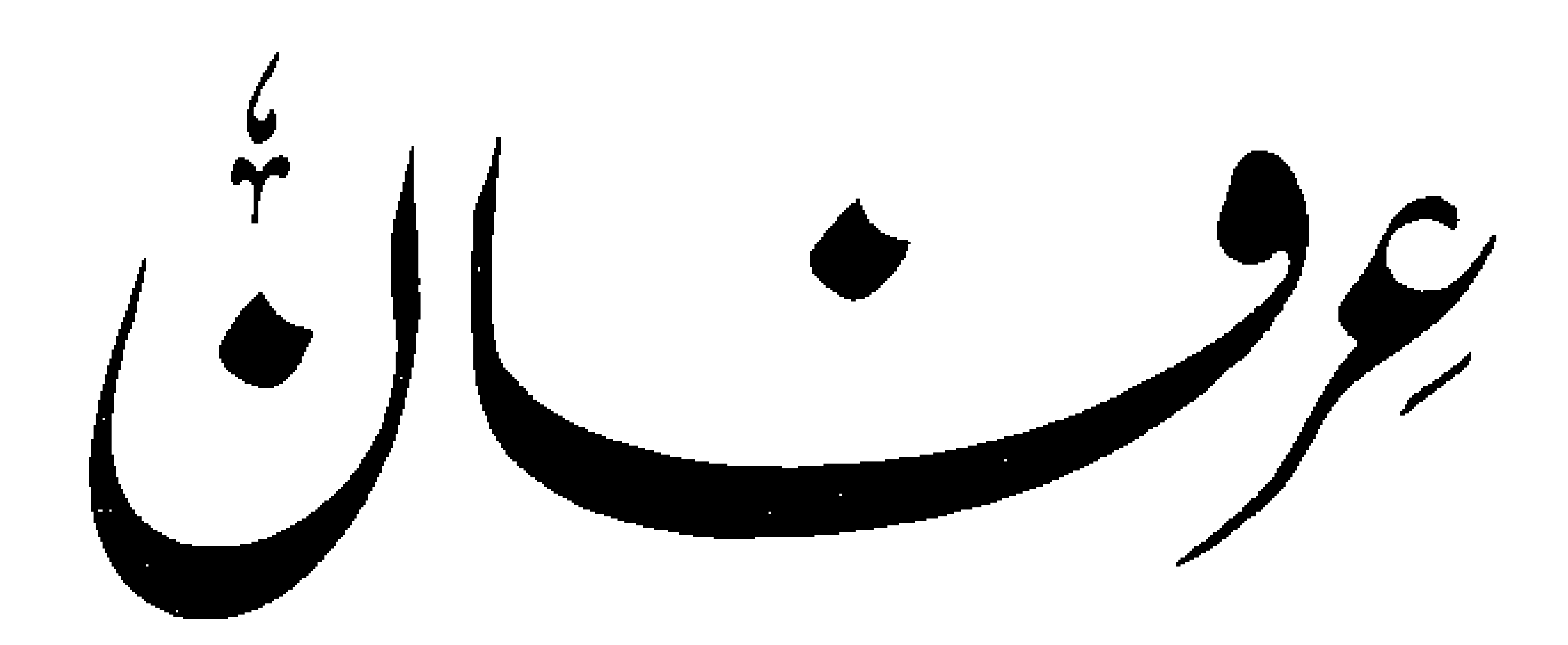


عرفان
(حصہ دوئم)
اللہ جل جلالہٗ
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مصنف
سلطان الفقراء حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نورِ محمد ﷺ کو درخشاں کر دے — نورِ عرفان سے دنیا میں چراغاں کر دے

سینہ سینہ ہو ہر اک آنکھ ہو بینا جس سے — خامہ مثلِ یدِ بیضا مرا تاباں کر دے



عرفان

حصہ دوئم

مصنف

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	عرفان (حصہ دوئم)
مصنف	حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ
اشاعت	اٹھائیسویں
سن اشاعت	۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ بمطابق اگست ۲۰۰۹
کمپیوٹر کمپوزنگ	کاشف کھیانی، ثاقب عبدالرحیم
تعداد	2100
ھدیہ	

ملنے کا پتہ

فقیر عبدالحمید سروری قادری

نوری دربار کولاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان

محمد صدیق کھیانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

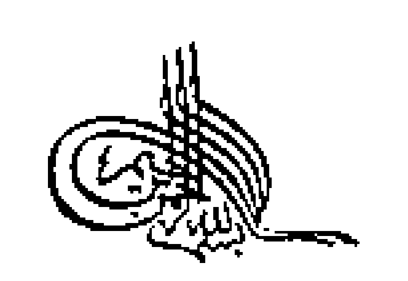
ناظم نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

3۔میزانائن فلور ہملٹن کورٹ G-2 بلاک 7 کلفٹن کراچی۔ 75600

Ph : 021-35863443 Cell : 0300-2681263

E-mail: noori_roohani_tehrik@yahoo.com
noori.r.tehrik@gmail.com

Marfat.com



پیش لفظ

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور پاکیزہ مذہب ہے اسکی حقانیت کی برکت سے لوگ اِس مذہب میں شامل ہوتے ہیں یہ دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس میں پیدائش سے لے کر قبر میں اُتارنے تک کے ہر مسائل کا حل موجود ہے۔ جب بھی دین میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کو بھیج کر اپنی مدد سے دین متین کا احیاء فرماتا ہے

میرے مرشد برحق حضرت فقیر نور محمد سروری قادری نے فقر و تصوف، باطنی کیفیت اور روحانیت پر نہایت دلچسپ اور پُر مغز معلوماتی کتاب ''عرفان'' لکھ کر ہم اہل دِل حضرات پر خصوصاً اور سب مُسلمانوں پر عموماً کرم فرمایا

یہ کمال التفات اولیاء اللہ ہے کہ مرشدِ برحق صاحبِ کمال حضرت عبدالحمید سروری قادری دامت فیوضھم صاحبِ تصنیف کے صاحبزادہ و جانشین کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے جس کا سبب خلیفہ حضرت قاری یٰسین رحمۃ اللہ علیہ اور خصوصی نظر کرم و عنایت حضرت سید شیراز شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

جن سے روحانی رابطہ و تعلق کا ذریعہ خلیفہ فضل اکبر رحمۃ اللہ علیہ بنے اور ان سب کی نگاہِ عنایت کے طفیل حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش اور حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے دربارِ عالی فیضِ باری تک مکمل رسائی ملی

Marfat.com

خلیفہ فضل اکبر اور صدیق کھیانی دو افراد کی صورت میں چلے

"لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا" مرشد پاک کی نگاہ بصیرت وعنایت کے طفیل عرفان حصہ اوّل نئے انداز کے ساتھ منظر عام پر آئی جب کہ حصہ دوئم کی پروف ریڈنگ وتیاری میں تردُد کا حل سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ سے ملا ہر سال اعتکاف کے دوران روضہ پاک کے ساتھ استوانہ تہجد (بیتِ فاطمہ) پر ایک دوست سے ملاقات رہتی تھی اس بار کی حاضری میں اپنا نام اخفیٰ رکھنے کی شرط پر اس کی پروف ریڈنگ، جدید، خوبصورت انداز میں چھپائی اور قرآن پاک کی آیات بیّنات کو اسی اسلوب کے ساتھ استعمال کر کے کتاب کی خوبصورتی اور رونق کو مزید دوبالا کیا جس میں بھرپور تعاون میرے بیٹے خلیفہ محمد کاشف کھیانی کا رہا جبکہ اللہ یار چانڈیو اور ثاقب عبدالرحیم سروری کی کارکردگی بھی اطمینان بخش رہی اور حصہ اوّل کی تیاری کے وقت کے تمام ساتھیوں کی بھی کسی نہ کسی طرح مدد رہی

اللہ کریم تمام احباب کی کاوشوں کو قبول فرمائے دینی اور دنیاوی حاجتوں کو پورا فرمائے "سلسلۂ عالیہ سروری" کو دوام بخشے اور ہمارے پیرومرشد کے سایہ عاطفت کو ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے

آمین بجاہِ النّبیِ الامین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

خادم مرشد کامل

خلیفہ محمد صدیق کھیانی

ناظم نوری روحانی تحریک

حلقہ کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر عبدالحمید سروری قادری



سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

تاریخ 29-8-08

خصوصی اجازت نامہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی کے ناظم خلیفہ مجاز محمد صدیق نعمانی صاحب کو عرفان اردو، انگریزی، شمس العارفین، اسرار قادری، شہباز الہی، ملفوظات، محک الفقر، رسالہ روحی، اسرار الہی، کشف الاسرار، کلید التوحید، محکم الفقراء، عین الفقر، تحفۃ الاسرار، اور حیات سروری شائع اور تقسیم کرنے کی خصوصی اجازت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

دعا گو: فقیر عبدالحمید سروری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر عبدالحمید سروری قادری



سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

تاریخ ....

اعترافِ حسنِ کارکردگی

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی کے ناظم
خلیفہ محمد صدیق کھیانی صاحب نے حضرت قبلہ فقیر نور محمد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں زرِ کثیر خرچ کر کے طبع کرانے کا جو بہت
اہم اور نیک سلسلہ شروع کیا ہے وہ قابلِ صد تحسین ہے۔

علاوہ ازیں پاک عرفان جو میں نے 1970ء میں شائع کی تھی۔
جس میں پہلی مرتبہ تمام آیات اور احادیث کے حوالے دیئے تھے۔
اور تمام فارسی اور اردو اشعار کے ساتھ شعرا کے نام بھی درج کر دیئے
تھے اور آخر میں ایک مکمل لغت اور فرہنگ بھی شامل کر دی تھی۔
جس کے لئے مجھے اپنے علم دوست احباب کے تعاون سے بڑی محنت کرنی
پڑی تھی اور بہت زیادہ وقت صرف کرنا پڑا تھا۔ اور بعض ناگزیر وجوہات کی
بنا پر کافی عرصہ تک اس کی دوبارہ اشاعت نہیں ہو سکی تھی۔ اسی کو
کھیانی صاحب نے شائع کر دیا ہے اور کھیانی صاحب نے ایک قابلِ تعریف
جدت یہ بھی کی ہے کہ بعض بہت اہم مضامین کے عنوانات بھی تحریر
کر دیئے ہیں جس سے کتاب اور زیادہ جامع اور محاسن کی حامل ہو گئی ہے
اس کے لئے کھیانی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس نیک
کام کے لئے جزائے خیر عطا فرمائے۔

دعا گو: فقیر عبدالحمید سروری 30-6-99

Marfat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر عبد الحمید سروری قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

تاریخ ....

﴿ دستِ بدُعا ﴾

میں خلیفہ مجاز جناب محمد صدیق کھیانی صاحب ناظم نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی کا شکر گزار ہوں اور ان کے حق میں دعا گو ہوں کہ انہوں نے حضرت قبلہ فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کتابوں کی طباعت کی عظیم ذمہ داری اپنے ذمے لے لی ہے اور ان کے اُن تمام احباب خصوصاً شیر افگن ملک صاحب، کھیانی اینڈ کھیانی لاء ایسوسیٹیکس، محمد انیس سروری، ڈاکٹر عبدالرؤف سروری، سید محمد ساجد سروری (اور ان کے دوست احباب)، اعجاز خالق، محمد آصف فضل (اور ان کے احباب) خلیفہ محمد ہارون گاڈٹ سروری، خلیفہ عبدالجبار سروری "ہوجمالو"، عبدالغفور سروری، محمد ہاشم، محمد وزیر محمد صدیق نور محمد پنگر، خلیفہ محمد انور (ضلع حب) اور ان تمام احباب کے حق میں بھی دعا گو ہوں جنہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے ان کی کتابوں کی طباعت کے لئے کاوشیں کیں۔ اللہ تعالیٰ کھیانی صاحب سمیت ان تمام احباب اور ارادتمندوں کو جزائے خیر سے نوازے، ان کو دین کی خدمت اور نیک کاموں میں حصہ لینے اور تعاون کرنے کی مزید توفیق و ہمت بخشے اور ان کو اپنے نیک ارادوں اور نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

منقبت

وارث گیسودراز ہیں وہ تو باھو کے ہمراز ہیں وہ تو
اور غریب نواز ہیں وہ تو حضرت نور محمد صاحب
وہ تو ہیں مقبول خدا کے پیکر ہیں وہ صدق وصفا کے
قلزم ہیں وہ جود و سخا کے حضرت نور محمد صاحب
وہ باھو کے باھو ان کا حکم جہاں پر لاگو ان کا
نفس و ہوا پر قابو ان کا حضرت نور محمد صاحب
فقر کا تخت و تاج ہے ان کا سب کے دلوں پر راج ہے ان کا
کل بھی ان کا آج بھی ہے ان کا حضرت نور محمد صاحب
زندہ ہیں بیدار ہیں دیکھو بینا ہیں ہشیار ہیں دیکھو
ولیوں کے سردار ہیں دیکھو حضرت نور محمد صاحب
شور سلام و درود ہے دیکھو حاصل ہر مقصود ہے دیکھو
محفل میں موجود ہے دیکھو حضرت نور محمد صاحب
وہ ماہی کے ان کا ماہی ان کو زیبا عالی جاہی
ان کی حکومت ان کی شاہی حضرت نور محمد صاحب
رُشد و ہدایت کام ہے ان کا دنیا بھر میں نام ہے ان کا
کاملؔ ایک غلام ہے ان کا
حضرت نور محمد صاحب

Marfat.com



Marfat.com



فہرستِ مضامین

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿باب اول﴾

تعارف

عرفان کے عظیم مصنف حضرت قبلہ والد صاحب بزرگوار کا اسم گرامی حضرت فقیر نور محمد صاحب سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت صوبہ سرحد کے ایک غیر معروف اور دُور افتادہ قصبہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ۱۳۰۳ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی حضرت حاجی گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے جو نہایت متقی، زاہد، عابد اور پرہیز گار بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہ فقیر صاحب کی نسبت انہیں کامل حُسنِ ظن اور پورا یقین تھا کہ وہ ظاہر و باطن میں صاحبِ کمال نکلیں گے چنانچہ اس سلسلے میں انہیں کئی دفعہ خواب میں اور چند کامل بزرگوں کی زبانی اشارات اور بشارات مل چکی تھیں۔ چونکہ عرفان کے پہلے حصے اور حیاتِ سروری میں راقم الحروف کے بھائی فقیر عبدالحمید سروری قادری نے حضرت قبلہ فقیر صاحب کے حالاتِ زندگی پوری تفصیل کے ساتھ قلم بند کر دیئے ہیں لہٰذا انہیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت قبلہ نے کتاب عرفان لکھ کر خلقِ خدا پر اور خصوصاً طالبانِ مولیٰ پر بڑا احسانِ عظیم فرمایا ہے آپ نے تشنگانِ آبِ زلالِ زندگی کے لئے گویا چشمۂ آبِ حیات مہیا فرمایا ہے

Marfat.com

بے شمار خوابیدہ اور غافل قلوب اس کے مطالعہ سے بیدار ہوگئے ہیں اور بکثرت گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت اسے مشعل راہ بنا کر طریقت کی صراطِ مستقیم کے راہوار ہوگئے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ علمِ تصوّف و روحانیت میں اس قسم کی معرکتہ الآراء، جامع، دلچسپ، معقول، مدلّل اور معیاری کتاب آج تک کسی نے نہیں لکھی۔ کتاب عرفان محض آپ کے روشن دل اور بیدار دماغ سے نکلے ہوئے اور پھوٹے ہوئے بالکل اچھوتے، نئے، نادر اور نایاب اسرار و معارف کا بیش بہا مجموعہ ہے اس کے مطالعہ سے اہلِ مطالعہ کے دل میں اپنے خالق اور مالک کی طلب اور تلاش کا ایسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اُسے لیلائے حجلہِ لاہوت کا مجنون اور دیوانہ بنا دیتا ہے اور اُس وقت تک اُسے بے قرار اور بے آرام رکھتا ہے جب تک اُسے اپنے محبوبِ ازلی سے واصل نہ کر دے۔

اِس کتاب میں حضرت قبلہ نے تین باتیں ایسی نرالی ظاہر فرمائی ہیں جو آج تک کسی اہلِ قلم اور اہلِ علم سے ظاہر نہیں ہو سکیں۔ ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ آپ نے اس کتاب میں یورپ کے جدید علمِ روحانیت یعنی اسپر چولزم (SPIRITULISM) پر قلم اُٹھایا ہے جس سے آج تک تمام اہلِ مشرق بالکل غافل اور بے خبر ہیں۔ آپ نے اس علم کے پوشیدہ راز اور مخفی بھید کو پوری طرح بے نقاب اور طشت از بام کر دیا ہے اور اہلِ مشرق کو پہلی بار اِس سے روشناس کرایا ہے۔ دوم اس علم کی روشنی میں اسلامی اور قرآنی حقائق، پیغمبروں کے دُور از عقل معجزات اور خوارق کو عقل اور نقل سے جس موثر انداز اور حیرت انگیز طریقے سے ثابت کیا ہے وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ انہیں تمام سلیم العقل اور منصف مزاج اصحاب اپنی مطالعہ گاہوں میں مطالعہ کر کے دِلی

Marfat.com

طور پر دادِ تحسین دیں گے اور خراجِ عقیدت پیش کریں گے تیسرے آپ نے اس کتاب میں قرآن کریم کی چند آیتوں اور سورتوں کے معنی المعنی اور تفسیر التفاسیر بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کر کے ایک ایسا قابلِ فخر اور عظیم کارنامہ انجام دیا ہے جس نے قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور جس نے قرآن کریم پر اعتراض کرنے اور بے جا و ناروا تاویل کا سہارا لینے والوں کو لاجواب اور خاموش کر دیا ہے۔ اب ان شآءاللہ قرآن کریم کے کسی منکر اور معترض کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو سکے گی کہ قرآنِ مجید (معاذ اللہ) ایک بے ربط کلام یا دُور از عقل اور بعید از قیاس خوارق کا مجموعہ اور بے لذت اور بے کیف قصوں اور کہانیوں کا مرقع ہے۔ نیز حضرت قبلہ نے اس کتاب کو ناظرین کی دلچسپی اور ازدیادِ یقین کی خاطر اپنے عینی مشاہدات اور دیدہ تجربات سے اور بھی دلچسپ اور مرغوبِ خاطر بنا دیا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت سے لے کر اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب، مشاہدے، وصال، فنا اور بقاء کے تمام مراتب اور مدارج کو ایسی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے کہ پڑھنے والے کو کسی جگہ شک اور شُبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

دُنیائے فقر و تصوّف اور روحانیات میں "عرفان" ایک بے مثل اور بے نظیر کتاب ہے اور ان شآءاللہ قیامت تک "عرفان" گم گشتگانِ بادیۂ ضلالت کے لئے مشعلِ راہ بنی رہے گی اور مستسقیانِ بحرِ ظلماتِ طریقت کے لئے چشمۂ آبِ حیات کا کام دے گی اس کے علاوہ حضرت قبلہ نے چند اور کتابیں بھی تصنیف و تالیف فرمائی ہیں۔ جو عوام اور خواص میں بے حد مقبول ہوئی ہیں ان کے مطالعہ سے ہزاروں افراد مستفید اور مستفیض ہوئے ہیں ان میں

Marfat.com

سے ایک کتاب "حق نماء" ہے جو سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی نہایت نادر و نایاب کتاب "نور الھدیٰ" فارسی کا اردو ترجمہ مع شرح ہے دوسری کتاب "مخزن الاسرار و سلطان الاوراد" ہے جس میں نادر وِردو وظائف اور بزرگانِ دین کے حالات درج ہیں۔ آپ نے نور الہدیٰ فارسی میں طبع فرمائی ہے اور کتاب عرفان کو دو حصوں میں شائع فرمایا ہے۔

بارگاہِ ربّ العزت سے استدعا ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کی غیر فانی تصانیف کے فیض کا مبارک سلسلہ قیامت تک جاری رکھے۔ آمین

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو ترا

احقر:۔ فقیر غلام سرور طاہر (سروری قادری) کلاچوی
ابنِ قبلہ فقیر صاحب (علیہ الرحمہ)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

کتاب " **عرفان** " کے پہلے حصے میں ہم اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت سے لے کر ذکر واذکار اور تصوّرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب، مشاہدے اور وصال کی دولتِ لازوال سے مالامال ہونے کے طور طریقے بیان کر چکے ہیں اب ہم یہاں " **عرفان** " کے اس دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ کی غیبی لطیف مخلوقات اور باطنی مؤکلات یعنی جن، ملائکہ اور ارواح کی حاضرات اور تسخیرات کے آسان اور مجرب طور طریقے بیان کرتے ہیں کہ ان جُنُودُ اللہ اور حزبُ اللہ کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور مقدس کلام یعنی ورد و وظائف اور قرآنی آیات کے عملیات اور دعوات کے ذریعے کس طرح حاضر کر کے مطیع اور منقاد کیا جاتا ہے اور ان سے کیوں کر عالمِ امر میں کام اور استخدام لیا جاتا ہے۔ " **عرفان** " کا پہلا حصہ فقر وسلوک اور تصوّف کا گویا علمی حصہ ہے اور یہ دوسرا عملی حصہ ہے یا دوسرے لفظوں میں اول سبجیکٹو (SUBJECTIVE) اور انٹلکچول (INTELLECTUAL) پارٹ ہے اور دوسرا آبجیکٹو (OBJECTIVE) اور پریکٹیکل پارٹ (PRACTICAL PART) ہے

یاد رہے کہ دُنیا میں جس وقت اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کو اپنی مخلوقات کی ہدایت اور تبلیغ پر مامور فرماتا ہے تو انہیں اور ان کے پیروؤں کو ظاہری، باطنی، مادی و روحانی اسلحہ اور ہتھیاروں سے مسلح کیا جاتا ہے تاکہ ان ہتھیاروں کے ذریعے وہ اہلِ باطل یعنی کافروں، منافقوں، مشرکوں، فاسقوں اور فاجروں کا مقابلہ کر سکیں جو اللہ تعالیٰ کے نور کو دُنیا سے مٹانا اور بجھانا چاہتے ہیں

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

ترجمہ:۔ ''کفار چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل اور مکمل کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو یہ بات بُری اور ناگوار گزرے''

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(ظفر علی خاں)

اہلِ حق کے اس نوری مشن کو مٹانے اور اس میں روڑے اٹکانے کے لئے شیطان اپنے باطن کے ظلماتی اور ناری جنود ابلیس کو لاکر کھڑا کر دیتا ہے لیکن نورِ حق کے سامنے ظلمتِ باطل کی کیا مجال ہے کہ قائم اور برقرار رہ سکے بلکہ حق کے مقابلے میں باطل ہمیشہ راہِ فرار اختیار کرتا ہے

قولہٗ تعالیٰ

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

(بنی اسرائیل: آیت ۸۱)

ترجمہ:۔ ''کہہ دے (اے میرے نبی!) کہ اب (نور) حق آ گیا ہے اور ظلمت باطل بھاگ گئی ہے تحقیق باطل (ظلمت آفتاب حق کے سامنے سے) بھاگنے اور ٹلنے والی چیز ہے''۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

(مفتی احمد رضا خاں)

جنود ابلیس اور حزب الشیطان کے مقابلے میں ہمیشہ جنود اللہ اور حزب اللہ مقابل اور صف آرا رہتے ہیں اور ہمیشہ اہلِ حق حزب اللہ کی فتح ہوتی ہے اور وہ اہل باطل حزب الشیطان کا مغز

Marfat.com

توڑ کر انہیں تہس نہس کر دیتے ہیں۔قولہٗ تعالیٰ

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ط (الانبیاء: آیت ۱۸)

ترجمہ:۔"بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو باطل کے اُوپر پس وہ توڑ دیتا ہے اس کا سر، وہ فوراً مٹ جاتا ہے"

ظاہری اور باطنی جہاد

ہر زمانے میں اہلِ حق ایمانداروں اور اہلِ باطل بے دینوں کے درمیان مقابلے اور مقاتلے ہوتے چلے آئے ہیں چنانچہ ان ظاہری مقاتلوں اور مادی مجاہدوں کے حالات اور کارناموں سے مذہبی، تاریخی اور آسمانی کتابیں بھری پڑی ہیں اور ہر شخص ان سے واقف اور آگاہ ہے لیکن اس کے علاوہ اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان ایک غیبی باطنی لڑائی اور روحانی جنگ بھی جاری رہتی ہے۔جس سے ظاہر بین مادی عقل والے بالکل بے خبر اور ناواقف ہیں کیوں کہ یہ باطنی مقاتلہ اور مقابلہ ظاہری عقل اور مادی حواس سے مخفی اور پوشیدہ ہے اور ہم یہاں پر ان غیبی اور باطنی لطیف مخلوق کے وجود کو ہر دو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کریں گے اور اہلِ باطن جنود الشیطان کے مقابلے میں ان کے باطنی جنگی کارنامے بیان کریں گے اور دیدہ تجربات اور عینی مشاہدات سے اس پر روشنی ڈالیں گے۔

قرآن کریم میں پیغمبر خدا ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی امداد کے لئے کافروں سے جنگ و جدال کے وقت آسمان سے ملائکہ یعنی فرشتوں کے نازل ہونے اور مسلمانوں کے دوش بدوش کافروں سے لڑنے کے حالات اور واقعات بہت جگہ مذکور ہیں۔اس کے علاوہ اور غیبی لطیف غیر مرئی مخلوق بھی اسلام کے تبلیغی مشن اور جنگی کارناموں میں شریک، حصہ دار اور اہلِ باطل سے برسر پیکار رہی ہیں جن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے قولہٗ تعالیٰ

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ؕ (المدثر: آیت ۳۱)

ترجمہ:۔"اور تیرے رب کے غیبی لشکروں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پوری طرح جانتا ہے"

Marfat.com

اور ان تمام غیبی لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح کی حاضرات اور تسخیرات اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور اس کے مقدس کلام سے کی جاتی ہے۔ آج اس موجودہ زمانے میں قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جسے صحیح طور پر آسمانی کتاب اور اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق کلام کہا جاسکتا ہے جو آج تک اپنے اصلی طور پر اور صحیح صورت میں بغیر کسی تحریف اور تصریف کے ہمارے پاس موجود ہے اور جس کے نزول اور تلاوت میں وہ غیر مخلوق نور مستور ہے کہ اگر اس کا نور سنگین پہاڑ پر نازل ہو تو پہاڑ مارے خوف کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ قولہٗ تعالیٰ

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ (الحشر: آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ ''اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ (سنگین اور سخت پہاڑ) بھی اللہ کے خوف (قرآن کی عظمت وثقالت) سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا''

قرآن کی یہ ایک ازلی فطری اور قدرتی صفت اور خاصیت ہے کہ جس وقت وہ پاک اور طیّب وجود اور طاہر زبان سے ادا ہوتا ہے تو اس کی تلاوت سے ایسا نور پیدا ہوتا ہے کہ جس کی شمع جمال پر تمام ظاہری و باطنی مخلوقات خصوصاً جن، ملائکہ اور ارواح پروانوں کی طرح گرتی ہیں اور اس کے امر اور حکم کی تعمیل کے لئے دوڑتی ہیں اور سر تسلیم خم کرتی ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۔ (الجاثیہ: آیت ۱۳)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تمام اسی کے ذریعے''

تو بر نخلِ کلیمے بے محابا شعلہ ے ریزی
تو بر شمعِ یتیمے صورت پروانہ ے آئی
(اقبال)

ترجمہ:۔ تو نخلِ کلیم اللہ پر بے اندازہ اپنے نور کے شعلے برساتا ہے
تو اس دُرّ یتیم پر عاشق زار کی طرح توجہ فرماتا ہے

Marfat.com

قرآن اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق وقدیم نوری کلام ہے تو اس کا نزول اور تخاطب کُل کائنات کی ہر قسم کی مخلوقات، جمادات، نباتات، حیوانات، انسان، جنات، ملائکہ اور ارواح کی طرف ہے اور ہر چیز میں اس کا کلام حکم اور امر نافذ، جاری وساری ہے اور ہر شے اس کے امر اور حکم کی مطیع اور منقاد ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام کے نور سے عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کی ہر چیز کی حاضرات اور تسخیرات کی جاسکتی ہے جسے ''علمِ دعوت'' کہتے ہیں جس کے ذریعے عالمِ غیب کی لطیف مخلوقات مثلاً جن، ملائکہ اور ارواح کی حاضرات کر کے ان سے تمام مشکل مہمات میں امداد لی جاتی ہے غرض علم دعوات اور روحانیات کی حاضرات وتسخیرات کا علم مسلمانوں کا اصلی قدیم ورثہ اور پرانا ترکہ ہے اور یہی وہ قدیم روحانی اسلحہ اور باطنی ہتھیار ہے جس کے ذریعے مسلمانوں نے تمام دُنیا کو تھوڑے عرصے میں مسخر اور زیرنگین کر لیا تھا۔ آج دُنیا میں مسلمان صرف اس لیے محکوم، مغلوب، ذلیل اور خوار ہیں کہ وہ اپنی اصلی دینی دولت اور اپنے روحانی ہتھیار کھو بیٹھے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(آل عمران: آیت ۱۳۹)

ترجمہ:۔ ''اے مومنو ناامید نہ ہو اور غم نہ کرو تم ہی دُنیا میں سربلند اور غالب رہو گے بشرطیکہ تمہارے اندر نورِ ایمان ہو (اور تمہارے پاس باطنی ایمانی طاقت ہو)''

مسلمانوں کے زوال اور ادبار کی وجہ

جب تک مسلمانوں میں نورِ ایمان، باطنی قوت اور روحانی طاقت رہی اور مسلمان بادشاہوں کی پشت پر روحانی لوگ یعنی اولیاء اللہ رہے مسلمان ہر میدان اور ہر ملک میں کفار کے مقابلے میں غالب رہے یہاں تک کہ شیرِ اسلام تمام بیشۂ دُنیا پر چھا گیا اور تمام مادی حکومتیں اور ظاہری سلطنتیں عام جانوروں کی طرح ہر جگہ شیرِ اسلام سے لرزہ براندام رہیں۔ افسوس مسلمان اپنے اصلی موروثی فن اور علم سے بالکل تہی دست ہو گئے ہیں عموماً تمام عالمِ اسلام میں مسلمانوں کی کوئی ایسی انجمن یا سوسائٹی نہیں جو اصلی معنوں میں صوفی اور روحانی کہلانے کی مستحق ہو اور

Marfat.com

علم روحانیت کے ہر دو علمی اور عملی پہلوؤں پر ترقی کر کے تجربے اور مشاہدے حاصل کرتی ہو ہاں نام کے لباسی دکاندار رسمی اور رواجی صوفی بے شمار ہیں جنہیں تصوّف اور روحانیت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں بس خالی ''پدرم سلطان بود'' کے بل بوتے اور اپنے باپ دادا کی قبروں پر مقبرے بنا کر سجادگی کا جال بچھا کر مرغانِ سادہ لوح سمجھتے ہوئے احمق مریدوں کو خالی طفل تسلیوں میں پھنسائے رکھتے ہیں ان کے مال و جان اور ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ خلاف اس کے یورپ کے لوگ جو ہر طرح سے بیدار اور منظم ہیں۔ اُن کے ہاں ہر قسم کے علوم وفنون کے باقاعدہ ادارے، خاص انجمنیں اور منظم سوسائٹیاں ہیں اور جملہ امراء اور اکابر قوم ہر مفید فن اور کارآمد علم کی ترقی اور توسیع میں کوشاں ہیں اور ان علوم وفنون کے عاملین اور ماہرین کی امداد کرتے ہیں حتّٰی کہ خود حکومت بھی ایسے برگزیدہ اور چیدہ اشخاص کی ہر طرح سے پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس نے مغرب کو بام عروج کے فلکُ الافلاک پر پہنچا دیا ہے اور اسی ہمدردی، تنظیم اور اتحاد میں ان کی ترقی اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔

افسوس کہ ہماری قوم میں اگر کوئی باکمال شخص پیدا ہو جائے تو قوم کا ہر فرد اُلٹا اس سے حسد کرتا ہے اور سب لوگ اس کی دشمنی اور عداوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے کام اور مشن میں روڑے اٹکاتے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے موروثی علم روحانیت کو اپنائیں۔ باقاعدہ انجمنیں اور سوسائٹیاں قائم کریں اور اس کے لئے ہر قسم کا لٹریچر مہیا کریں حتّٰی کہ اس علم کے حصول کے لئے اگر دوسرے ممالک میں بھی جانا پڑے تو اپنے چیدہ اور قابل اشخاص کو وہاں بھیج کر اس علم کو عملی طور پر حاصل کر کے اپنے ملک میں شائع کریں۔

مسلمانوں کے روحانی ہتھیار

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ (احیاء العلوم)

ترجمہ:۔ ''طلب کرو علم اگرچہ اس کی طلب میں چین تک جانا پڑے''

Marfat.com

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاطْلُبُهَا وَلَوْ كَانَ عِنْدَ الْكَافِرِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ ''حکمت مومنوں کی گم شدہ متاع ہے پس اسے تلاش کر کے حاصل کرو اگرچہ کسی کافر کے پاس سے ہی ملے''

اگر مسلمانوں نے اس طرف قدم اٹھایا تو ان شاء اللہ وہ تھوڑے عرصے میں جن شیاطین اور سفلی ارواح تو کیا پاک نوری مخلوق یعنی مومن جن، ملائکہ، مومن انسان، اولیاء اللہ اور انبیاء کی مقدس ارواح کی حاضرات کر کے ان سے حیرت انگیز کام لیں گے جن سے دوبارہ وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرلیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا یعنی شہزادی بلقیس کو اپنا زیر فرمان بنانا چاہا تو انہوں نے کس طرح اِس سے اپنا روحانی لوہا منوایا اور اپنی باطنی بادشاہی اور غیبی لشکر کا یقین دِلا کر اُسے اپنا مرید، معتقد اور آخر میں مسلمان بنالیا۔ چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے پہلے اپنا ایک حکم نامہ ایک غیبی مؤکل ''ہدہد'' کے ہاتھ ایسی حالت میں اُس کی طرف پہنچایا جب کہ وہ اپنے دارالحکومت شہر سبا کے اندر سو رہی تھی اور اردگرد ایسے سخت پہرے لگے ہوئے تھے کہ کسی پرندے کا بھی وہاں گزرنے کا امکان نہ تھا۔ خط کا مختصر مضمون یہ تھا

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝　(النمل: آیت ۳۱،۳۰)

ترجمہ:۔ ''بے شک وہ (خط) سلیمان کی طرف سے ہے اور بے شک وہ (خط) اللہ کے نام سے ہے جو نہایت رحمت والا بے حد رحم فرمانے والا ہے یہ کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور مطیعِ فرمان ہو کر میرے پاس چلے آؤ''

یعنی یہ خط خدا کے پیغمبر سلیمان کی طرف سے ہے اور اسے اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم کے نام کی طاقت سے بادشاہی حاصل ہے جس کا مقابلہ کرنا مادی طاقت والے بادشاہوں کا کام نہیں اس لیے مناسب یہی ہے کہ تم مجھ پر اپنی برتری اور بہتری کا خیال ترک کر کے میرے پاس مطیع فرمان اور مسلمان بن کر آ جاؤ۔

Marfat.com

ملکہ بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کا یہ عجیب و غریب خط پاتے ہی اپنے امیروں اور وزیروں کو جمع کیا اور اُن سے مشورہ کیا کہ میرے پاس سلیمان پیغمبر (علیہ السلام) کی طرف سے ''کتاب کریم'' یعنی بڑی عزت اور شان والا خط موصول ہوا ہے جس کے ذریعے انہوں نے ہم کو دینِ اسلام کی طرف دعوت دی ہے اب تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے۔ خط والے کی باطنی طاقت اور روحانی عظمت اس خط اور اس کے غیبی طور پر پہنچنے کی عجیب و غریب نوعیت سے نمایاں تھی کیوں کہ وہ ایک معمولی خط نہ تھا جسے نظر انداز کر دیا جاتا چنانچہ دربار میں اس معاملے پر خوب بحث و تمحیص ہوئی اور مختلف آراء دی گئیں اس زمانے میں یمن کے علاقہ سبا میں ملکہ بلقیس کی بڑی وسیع اور عظیم الشان سلطنت تھی۔ وہ لوگ سورج دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ آخر دربار کے امراء و وزراء نے متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ ﳔ وَّ الْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَا ذَا تَاْمُرِیْنَ (النمل: آیت ۳۳)

ترجمہ: ''وہ بولے ہم طاقتور اور سخت جنگجو ہیں اور اختیار تیرے ہی پاس ہے تو غور کر (کے بتا) ہمیں کیا حکم دیتی ہے''

یعنی ہمارے پاس بڑی زبردست فوجی طاقت ہے جس کے ذریعے اطراف عالم میں لوگوں کے دلوں میں ہمارا خوف و ہراس چھایا ہوا ہے۔ اے ہماری ملکہ! حکومت کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے۔ اب تو خود سوچ سمجھ کر اپنا آخری فیصلہ ظاہر کر کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے

چنانچہ ملکہ بلقیس نے اپنی رائے یوں ظاہر کی

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ (النمل: آیت ۳۴)

ترجمہ: ''اس (ملکہ) نے کہا بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے معززین کو ذلیل کر چھوڑتے ہیں اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں''

Marfat.com

یعنی اپنی اس رائے میں ملکہ نے جنگ و جدال اور خوں ریزی سے یہ کہتے ہوئے پہلوتہی کی کہ ''ہمیشہ سے دُنیاوی بادشاہوں کا یہی وطیرہ اور طریقہ چلا آیا ہے کہ جب انہیں اپنے مخالف فریق پر فتح اور غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اُن کے ملک پر چڑھ دوڑتے ہیں اور اسے جذبۂ انتقام میں تاخت و تاراج اور تہ و بالا کر دیتے ہیں'' یعنی جنگ کا نتیجہ بنی نوع انسان کی تباہی اور بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ ساتھ یہ بھی کہا

وَاِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ بِھَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (النمل: آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ ''اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی (میرے) فرستادہ کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں''

یعنی ''میں سلیمان کو کچھ تحفے تحائف بھیج کر راضی کرنے کی کوشش کرتی ہوں'' کیوں کہ اکثر دُنیا کے حریص بادشاہ ان باتوں سے خوش اور مطمئن ہو جایا کرتے ہیں لیکن میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ پیغمبر آخر کس بات کے خواہاں ہوتے ہیں

فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَآ اٰتٰىنِ َۧ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىکُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِھَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْھِمْ فَلَنَاْتِیَنَّھُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَھُمْ بِھَا وَلَنُخْرِجَنَّھُمْ مِّنْھَآ اَذِلَّۃً وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (النمل: آیت ۳۶،۳۷)

ترجمہ: ''تو جب (فرستادہ تحفہ لے کر) سلیمان کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کیا مال سے تم میری مدد کرتے ہو تو (یاد رکھو) اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا (میں اس سے خوش نہیں) بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہو رہے ہو۔ (اے قاصد) ان کی طرف واپس چلا جا (اور انہیں بتا دے کہ) ہم ضرور ان پر ایسے لشکروں کے ساتھ چڑھائی کریں گے جن کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہ ہو گی اور ضرور ہم اس شہر سے انہیں ذلیل و خوار کر کے اس حال میں نکال دیں گے کہ وہ (ہمارے) محکوم ہوں گے''

Marfat.com

یعنی جب سلیمان (علیہ السلام) کے پاس بلقیس کے قاصد تحفے تحائف لے کر پہنچے تو سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا ''تم لوگ مجھے اپنے مال کا لالچ دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو باطنی دولت مجھے بخشی ہے وہ دُنیا کی تمام مادی دولت سے بدرجہا بہتر ہے یہ تم ہی ہو جو اس قسم کے مادی تحائف سے خوش ہوتے ہو اپنے یہ تحفے واپس لے جاؤ اگر تمہاری ملکہ مسلمان اور مطیع فرمان ہو کر میرے پاس آتی ہے تو فبِہا۔ ورنہ میں ایسے ظاہری اور باطنی لشکر کے ساتھ تمہارے ملک پر چڑھ آؤں گا جس کے مقابلے کی تاب تمہیں ہرگز نہ ہوگی اور میں تمہیں ذلیل وخوار کر کے اس کے ملک سے نکال دوں گا'' چنانچہ جب قاصدوں اور ایلچیوں نے واپس آ کر اپنی ملکہ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی ظاہری اور باطنی سلطنت اور پیغمبری شان وشوکت کا حال سُنایا تو بلقیس پر آپ کی نبوت کی صداقت کُھل گئی اور مزید تحقیقات اور اطمینانِ خاطر کے لئے خود بنفسِ نفیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی زیارت اور ملاقات کے لئے روانہ ہوگئی۔ ملکہ بلقیس نے خیال کیا ''سلیمان علیہ السلام کے پاس اس قسم کی کوئی غیر مرئی غیبی طاقت ضرور موجود ہے جو آنکھوں سے اوجھل کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بغیر ظاہری اسباب کے بطور اپورٹس (APPORTS) ایک دم میں پہنچا سکتی ہے جیسا کہ اُس نے اپنا خط اسی غیبی غیر مرئی طاقت سے مجھ تک پہنچا دیا تھا۔ سو اگر سلیمان کوئی بڑی بھاری چیز بھی اسی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ اُڑا کر لے جا سکتا ہے تب تو وہ ہمارے خزانوں اور سامانِ حرب پر آسانی سے قبضہ کر سکتا ہے پس ایسے زبردست روحانی طاقت والے پیغمبر کا مقابلہ کرنا ہماری مادی طاقت سے بالاتر ہے''

دوسری طرف حضرت سلیمان علیہ السلام نے فوراً ملکہ بلقیس کے سنہری تخت کو جو کئی سو من وزنی تھا اپنے پاس اُٹھا کر لانے کا بندوبست کیا ملکہ بلقیس ابھی راستے ہی میں تھی کہ آپ نے اپنے مؤکلوں اور مصاحبوں کو حاضر کر کے اُن سے دریافت کیا کہ

Marfat.com

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۝ (النمل: آیت ۳۸)

ترجمہ: ''(سلیمان نے) فرمایا اے درباریوں تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس اس سے پہلے لے آئے کہ وہ مطیع فرمان ہو کر میرے پاس آئیں''

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے میرے دانشمند اور ہنر مند مصاحبو! تم میں سے کون ہے جو ملکہ بلقیس کے تخت کو اُٹھا کر اس کے یہاں مسلمان اور مطیع فرمان ہو کر پہنچنے سے پہلے میرے سامنے پیش کر دے۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۝ (النمل: آیت ۳۹)

ترجمہ: ''ایک سرکش جن بولا میں وہ تخت آپ کے پاس اس سے پہلے لے آؤں گا کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں گے اور بے شک میں اس پر ضرور قوت والا امانت دار ہوں''

یعنی ان مصاحبوں میں سے ایک عفریت نامی جن سردار تھا اُس نے کہا پیشتر اس کے کہ آپ اپنی جائے نشست سے اُٹھ کھڑے ہوں میں وہ تخت لا کر حاضر کر دوں گا اور مجھے اس قدر طاقت حاصل ہے اور میں اس بات کا بھی ضامن ہوں کہ اس تخت کے زر و جواہر میں کسی چیز کی خیانت نہ کروں گا۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ط۝ (النمل: آیت ۴۰)

ترجمہ:۔ ''اس کے بعد آپ کے ایک مصاحب (آصف برخیا) نے جس کے پاس آسمانی کتاب کی دعوت کا علم تھا کہا کہ میں طرفۃ العین یعنی آنکھ جھپکنے میں وہ تخت حاضر کر دوں گا''

الغرض وہ تخت طرفۃ العین میں آپ کے پاس حاضر کر دیا گیا۔ آپ نے اس تخت کو اپنے پاس اس قدر سرعت سے حاضر ہوتے دیکھ کر فرمایا

Marfat.com

قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۗ (النمل: آیت ۴۰)

یعنی ''یہ میرے رب کا محض فضل ہے اس نے مجھے یہ طاقت اس لئے عطا فرمائی ہے کہ مجھے آزمائے کہ آیا میں اس کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں''

الغرض جب وہ تخت آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ○ (النمل: آیت ۴۱)

ترجمہ: ''سلیمان نے فرمایا اس عورت (کی آزمائش) کے لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں کہ وہ (اسے پہچاننے کی طرف) راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے''

یعنی اس کے جواہرات وغیرہ اتار کر اس کی حیئت ذرا تبدیل کر دو کیوں کہ ملکہ بلقیس ہماری روحانی طاقت آزمانے آ رہی ہے۔ہم اُس کی مادی عقل کا امتحان لیتے ہیں کہ آیا وہ اپنے تخت کو جس پر وہ اتنی مدت بیٹھتی رہی ہے پہچان بھی سکتی ہے یا نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۗ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۞ (النمل: آیت ۴۲)

ترجمہ: ''پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا کیا اسی طرح ہے تیرا تخت؟ کہنے لگی گویا یہ وہی ہے اور ہمیں اس واقعہ سے پہلے علم دے دیا گیا تھا اور (اسی وقت) ہم فرمانبردار ہو گئے تھے''

یعنی جب بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی اور اپنے تخت کے قریب لائی گئی تو بلقیس کے مصاحبوں میں سے ایک نے تخت کو دیکھ کر بلقیس سے کہا ''یہ تو آپ کے تخت ہی کی طرح ہے'' بلقیس نے متحیّر ہو کر جواب دیا بلکہ یہ تو ہو بہو وہی نظر آتا ہے بعدہٗ بلقیس

Marfat.com

سلیمان علیہ السلام کی روحانی طاقت کو مانتے ہوئے اور آپ علیہ السلام کی فوق الفطرت پیغمبرانہ قوت کو تسلیم کرتے ہوئے کہنے لگی ''ہمیں پہلے بھی اس بات کا علم تھا کہ سلیمان علیہ السلام واقعی خدا کا پیغمبر ہے اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی روحانی غیبی طاقت ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں''۔

دوسری آزمائش حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کی یوں کی کہ آپ کے مصاحب اسے ایک محل میں فروکش کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ملکہ اس محل کے صحن میں پہنچی تو اس کا فرش ایسے صاف وشفاف بِلّور رِلرزاں کا بنا ہوا تھا کہ بالکل پانی کا ایک حوض معلوم ہوتا تھا جب بلقیس اس فرش پر سے گزرنے لگی تو اس نے اسے پانی کا حوض سمجھ کر اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اوپر اٹھالیا تب حضرت سلیمان علیہ السلام کے مصاحب اس کی عقل کی کوتاہی پر ہنس پڑے اور وہ کھسیانی سی ہوئی چنانچہ قرآنِ کریم نے یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (النمل: آیت ۴۴)

ترجمہ: ''اس سے کہا گیا اس محل میں داخل ہو جا تو جب اس (بلوریں فرش) کو اس نے دیکھا تو وہ اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اونچا کر لیا سلیمان نے فرمایا یہ تو چکنا شیش محل ہے، وہ بولی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور (اب) سلیمان کے ساتھ میں اللہ پر ایمان لائی جو مالک ہے تمام جہانوں کا''

ملکہ بلقیس اپنی مادی عقل کی کوتاہی اور پیغمبروں کی عقل کل کے کمال کی برتری کا اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگی کہ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ (النمل: آیت ۴۴) یعنی میں نے سلیمان علیہ السلام کا امتحان لینے سے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے کیوں کہ مجھے خود شرمندہ ہونا پڑا اور اب میں آپ کے ہاتھ پر اسلام لا کر اپنے رب العالمین پر ایمان لائی ہوں۔ بے شک وہ اپنے واحد پاک خدا کا سچا پیغمبر ہے۔

Marfat.com

افسوس ہمارے زمانے کے نیچر مزاج علماء نے اس قسم کے خارقِ عادات قرآنی حقائق کی بہت ناروا تاویلیں کی ہیں اور انہیں اپنے مادی خام خیالات کے ساتھ تطبیق دینے کے لئے توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ بنا کر رکھ دیا ہے لیکن ہم ان مادہ پرست اندھے علماء کو اُن کے جدِ امجد یورپین مادہ پرست علماء کے آج کل کے نظریات، عینی مشاہدات اور دیدہ تجربات کے ذریعے تمام قرآنی خوارق اور معجزات ثابت کر کے دکھائیں گے جن کے علوم اور فنون کے یہ لوگ خوشہ چین ہیں ہم نے سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس کا قصہ آیاتِ قرآنی سے مفصل اسی لئے بیان کر دیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تمام پیغمبروں میں سے فنِ تسخیرِ جنّات میں بے مثل اور یکتائے روزگار ہو گزرے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جس طرح جنّات کو مسخر اور قید کیا تھا آج تک کسی نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی کر سکے گا چنانچہ آپ علیہ السلام کی یہ استدعا اس بات پر شاہد ہے

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ (ص: آیت ۳۵)

یعنی آپ نے یہ دعا مانگی "اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت اور حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو تُو بے شک بہت بخشنے والا ہے"

عاملین اسم یَا وَھَّابُ کا عمل اس قسم کی تسخیر کے لئے کیا کرتے ہیں اور واقعی اس سے تسخیر کا زبردست عمل جاری ہوتا ہے۔ بشرطیکہ کسی عاملِ کامل کی نگرانی اور اجازت سے یہ عمل کیا جائے۔ حضرت سرورِ کائنات ﷺ کا رات کے وقت ایک جن کو پکڑ لینا اور بلحاظ حضرت سلیمان علیہ السلام اسے رہا کر دینا احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔

اہلِ یورپ روحانی ہتھیاروں سے خائف

بات یہ ہے کہ آج کل یورپین اسپر چولسٹس اپنے حلقوں میں جن شیاطین اور سفلی ارواح کی حاضرات کر کے اُن سے بہت قسم کے کام لیتے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک علم اپورٹس (APPORTS) ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے حلقوں میں جن ارواح (SPIRITS)

Marfat.com

کو حاضر کرتے ہیں ان کے ذریعے وہ اسی طرح دُور کی چیزیں منگواتے ہیں جس طرح سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا تخت منگوایا تھا یورپین اسپرچولسٹس کے نزدیک اپورٹس (APPORTS) ایک بہت معمولی بات ہے یعنی ارواح بہت دُور کی چیزیں اٹھا کر بند کمروں میں لاکر پیش کردیتی ہیں اور اندر سے بعض چیزیں اُٹھا کر باہر لے جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یورپ کے اسپرچولسٹس کے پاس اپورٹس کا نہایت معمولی قسم کا عمل ہے جس کے مقابلے میں سلیمان علیہ السلام کے اپورٹس (APPORTS) کا مظاہرہ نہایت حیرت انگیز تھا کہ کئی سو (100) من کے تخت کو طرفتہ العین میں سینکڑوں میل کی مسافت سے لاکر پیش کردیا گیا اور اس حیرت انگیز کارنامے سے ملکہ بلقیس اور اس کی لاکھوں مشرک آفتاب پرست رعایا کو موحد اور مسلمان بنالیا۔

مسلمان اگر خواب غفلت سے اُٹھ کر اپنے موروثی علم روحانیت کو اپنائیں شیر اسلام اگر اپنے دینی دانتوں اور روحانی ناخنوں سے مسلح ہوجائے تو دُنیا وآخرت ہر دو کی بادشاہت اور سلطنت ان کے قدم چومے لیکن افسوس! کہ شیرِ اسلام اپنے فطری ہتھیاروں سے محروم کردیا گیا اور اب وہ یورپ کے مادی گدھوں کے مقابلے میں مادی طاقت کی دولتیاں چلا رہا ہے بھلا شیر اپنے نرم بے ناخن پنجوں سے گدھے کے سخت آہنی سموں کا مقابلہ کرنے میں سوائے اپنا سر پھوڑنے کے اور کیا کرسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ کی دُور اندیش اور دانشمند حکومتیں ابتداء سے آج تک شیر اسلام کو اس کے دینی دانتوں اور روحانی ناخنوں سے محروم کرکے بے دست و پا بناتی چلی آئی ہیں اور جب کبھی دیکھتی ہیں کہ شیر بتقاضائے فطرت پھر نئے دانت اور ناخن نکالنے لگ گیا ہے۔ اُن کے سیاسی پاسبان اور پولیٹیکل نگران ان کے نئے روحانی دانت اور ناخن اپنے مضبوط زنبوروں اور زبردست ہتھوڑوں سے جلدی ہی توڑ مروڑ کر رکھ دیتے ہیں۔

اہل یورپ کا سیاسی فہم، فراست اور پولیٹیکل دور بینی داد دینے کے قابل ہے ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ جس طرح بن پڑے مسلمانوں کو ان کی اصلی دینی اسپرٹ اور روحانی ہتھیاروں سے عاری اور محروم رکھا جائے۔ انہیں کامل یقین ہے کہ اگر شیر اسلام نے پھر سے اپنے دینی دانت اور روحانی ناخن حاصل کرلئے تو یہ مادی حیوان کہیں کے نہ رہیں گے۔ انہیں معلوم ہے

Marfat.com

کہ اگر مسلمان اپنے خدا کے سچے خادم بن گئے اور ان کا خدا ان کے ساتھ ہو گیا تو وہ قادر اور قدیر ذات ابابیلوں سے ہوائی جہازوں اور ان کی کنکریوں سے ایٹم بموں کا کام لینے لگ جائے گا انہیں اچھی طرح یاد ہے کہ مسلمانوں کے خدا نے نمرود مردود کے زبردست لشکرِ جرار کو نا چیز مچھروں سے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ فرعون کے لاکھوں فوجیوں کی تیز تلواروں اور چمکدار نیزوں اور ہامان کے زبردست ساز و سامان اور تدبیروں کے مقابلے میں ایک اسرائیلی درویش موسیٰ علیہ السلام کے عصائے چوبیں نے کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور کس طرح ایک زبردست بادشاہ کو اس کے لاؤ لشکر سمیت آب و گل میں تہس نہس کر دیا تھا۔ الغرض مسلمانوں کی آسمانی طاقت کی ہیبت آج تک اُن کے دلوں پر چھائی ہوئی ہے اور شیر اسلام کی خوفناک اور مُہیب گرج ان کے دماغوں میں آج تک گونج رہی ہے لہٰذا وہ ہمیشہ سے مسلمانوں سے ان کی دینی دولت اور روحانی ہتھیار چھین لینے کے درپے رہے ہیں چنانچہ ہم اپنے اس خیال کی تائید میں ایک چھوٹا سا واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں شاید مسلمان اس سے غیرت حاصل کریں اور اپنے انجام کی فکر کریں۔

مسلمانوں کی فطرت (دینی جذبہ)

واقعہ یہ ہے کہ مرحوم محمد علی پاشا والی مصر کے زمانے میں مصر کے طالب علم مغربی علوم و فنون سیکھنے کی خاطر فرانس جایا کرتے تھے اور ان کے ہمراہ چند شیخ یعنی مذہبی رہنما اور روحانی پیشوا بھی بھیج دیئے جاتے تھے جو انہیں مغربی علوم و فنون کی تحصیل کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم اور روحانی تلقین بھی کیا کرتے تا کہ مصری طالب علم مغربی تعلیم سے متاثر ہو کر الحاد اور دہریت کی طرف راغب نہ ہو جائیں۔ ایک صبح فرانس میں ایک اخبار کے نامہ نگار نے ایسے وقت میں جب کہ ہر جگہ برف پڑی ہوئی تھی ایک مصری طالب علم کو وضو کے لئے پانی کی تلاش میں پھرتے ہوئے یہ دیکھا کہ وہ برف کو توڑ توڑ کر وضو کر رہا ہے یہ حالت دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور دوسرے روز فرانس کے ایک اخبار میں ایک مضمون لکھا کہ اگر مصری نوجوانوں کے جذبہٗ دین کی یہ حالت رہی تو

Marfat.com

عنقریب مصر تمام یورپ کو غلام بنا لے گا۔ ایسے عزم کی نظیر اور استقلال کی مثال یورپ میں نہیں مل سکتی۔ یہ وہ عزائم ہیں جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتے ہیں اور ملکوں کو زیروزبر کر دیتے ہیں۔ اس مضمون کے بعد مصری طلبہ کے ہمراہ مذہبی شیوخ اور روحانی رہنماؤں کے بھیجنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

متاعِ دین ودانش

غور وفکر کا مقام ہے کہ یورپین لوگ مسلمانوں کی مذہبی اسپرٹ اور روحانی قوت سے کس قدر خائف اور ہراساں ہیں۔ کہ دن رات ہمارے مذہبی اعمال اور روحانی احوال پر کڑی نگرانی رکھتے ہیں کیوں کہ مذہبی جذبہ اور روحانی جوش ہی وہ اصلی جوہر ہے جو مسلمانوں کو ترقی کے معراج پر پہنچانے والا ہے مغرب خود تو مدتوں سے دنیوی حرص وآز میں اپنا روحانی حاسّہ اور مذہبی اسپرٹ کھو چکا ہے اس کے سینے کی انگیٹھی میں مذہبی آگ کی آخری چنگاری بھی بجھ چکی ہے صرف برائے نام رسمی ورواجی طور پر مذہب کی راکھ ہی پڑی ہوئی ہے جو کبھی کبھار گرجاؤں میں پادریوں کے خشک وعظ کی پھونکوں اور آرگن کی چوں چوں سے اُڑتی ہوئی اور دیکھنے والی آنکھوں کو اُلٹا اندھا کرتی ہوئی نظر آتی ہے اس کے خلاف مسلمانوں کی غفلت اور مخالف کے ہتھکنڈوں سے اگرچہ مسلمانوں کے سینوں کی انگیٹھیاں سرد پڑ چکی ہیں لیکن ان کے قلوب کے کوئلوں میں ایمان کی آخری چنگاری ابھی تک دبی پڑی ہے اور جب بھی کبھی اسے علماء عاملین کے پندونصائح یا فقراء کاملین کی موافق ہوا کا جھونکا پہنچتا ہے وہ چنگاری فوراً بھڑک اُٹھتی ہے اور ان کے سینوں کی انگیٹھیاں گرم اور دلوں کے آتش دان روشن ہو جاتے ہیں۔ مسلمان اگرچہ سیاسی صورت میں مدت سے محکوم ومغلوب اور اقتصادی طور پر مفلس اور مفلوک ہو گیا ہے لیکن جب بھی اس کے سامنے اسلام کے نام پر کٹ مرنے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ناموس پر جانِ عزیز کی بازی لگانے کا سوال آیا ہے تو مسلمان نوجوان سر سے کفن باندھ کر میدان امتحان میں بے تامل کود پڑا اور سینہ تان کر گولیوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے خوشی سے جامِ شہادت نوش کر لیا۔

اسلام کے اصلی مذہبی پیشوا اور حقیقی روحانی رہنما اپنے پاک ہاتھوں سے دین اور

Marfat.com

روحانیت کے ایسے محکم اشجارِ طیبہ مسلمانوں کے دلوں میں لگا گئے ہیں کہ چودہ سو سال سے ابلیس خبیث مَع اپنے ظاہری و باطنی جنود شیاطین الانسِ والجنِ طرح طرح کے ہتھیاروں اور اوزاروں سے انہیں دن رات کاٹ رہے ہیں کاٹتے کاٹتے ان کے بازو تھک گئے اور اُن کے اوزار کند ہوگئے ہیں اگرچہ اُن کی ٹہنیاں کٹ گئیں، پتے جھڑ گئے نہ پھل رہے اور نہ پھول لیکن آفرین ہے اسلام کے اس مبارک شجر طوبیٰ پر کہ ابھی تک اس کا پاک تنا اور مبارک جڑ مسلمانوں کے دلوں کی زمین میں بدستور قائم اور برقرار ہے۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی دُنیا کا کوئی مذہب اور ملت اپنے ظاہری اعمال وافعال اور باطنی احوال میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

افسوس! مسلمانوں نے اسلامی شعائر اور دینی احکام پس پشت ڈال دیئے ہیں وہ اخلاقی طور پر بہت گر گئے ہیں اور اس لئے دُنیا میں ذلیل وخوار ہوگئے ہیں۔ کافروں اور مشرکوں نے ان کے اچھے اسلامی محاسن اور دینی محامد اپنا لئے ہیں اس لئے مسلمان ان کافروں اور بے دینوں کے ہاتھوں محکوم ومغلوب ہوگئے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں کا اخلاق شہرہ آفاق تھا اور دُنیا کی تمام قومیں ان کی بلندیٔ اخلاق کو دیکھ کر عش عش کرتی اور رشک کھاتی تھیں دُور کیوں جائیں ان انگریزوں کے ابتدائی دورِ حکومت میں مسلمانوں کے کردار اس قدر اعلیٰ تھے کہ وہ مخالفین اور دشمنانِ دین سے بھی خراجِ تحسین حاصل کرتے تھے۔ مسلمان شخصی اور ذاتی مفاد کے لئے بھولے سے بھی کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے بلکہ جس معاملے میں سچائی سے تمام قوم اور مِلت کے نقصان کا احتمال ہوتا وہاں بھی راستی کا دامن نہیں چھوڑتے تھے اور قرآن کریم کی مفصلہ ذیل ہدایات پر عمل پیرا تھے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ (النساء: آیت ۱۳۵)

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! انصاف پر قائم اور اللہ کے لئے حق کی گواہی دینے والے رہو خواہ وہ تمہیں اپنے اور اپنے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف دینی پڑے''

Marfat.com

قولہٗ تعالٰی

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ (المائدہ: آیت ۸)

ترجمہ:۔ ''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے معاملے میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو بلکہ ہر حال میں انصاف پر قائم رہو یہ بات تقویٰ کے بہت قریب ہے''

انگریزی عملداری کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ ضلع مظفرنگر کے ایک قصبہ کاندھلہ میں ایک جگہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ہوا کہ یہ ہندوؤں کا مندر ہے یا مسلمانوں کی مسجد، انگریز مجسٹریٹ نے فریقین کے بیانات سُننے کے بعد مسلمانوں سے تخلیئے میں پوچھا کہ ہندوؤں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی صداقت پر وہ اعتماد کر سکتے ہوں اور جس کی شہادت پر فیصلہ کر دیا جائے انہوں نے کہا کہ ان کے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ اس کے بعد ہندوؤں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ بڑی آزمائش کا موقع ہے اور بڑا اہم مذہبی معاملہ ہے لیکن پھر بھی ایک مسلمان بزرگ ایسے ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتے شاید وہ اس معاملے میں بھی صداقت سے گریز نہیں کریں گے اور یہ بزرگ مفتی الٰہی بخش صاحب (شاگرد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب) تھے مجسٹریٹ نے ان کے پاس چپراسی بھیج کر عدالت میں طلب کیا۔ انہوں نے چپراسی سے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ فرنگی کا منہ کبھی نہیں دیکھوں گا۔ مجسٹریٹ نے کہلا بھیجا کہ وہ اس کا مُنہ نہ دیکھیں لیکن تشریف لے آئیں۔ معاملہ بڑا اہم ہے اور اُن کے وہاں تشریف لائے بغیر فیصلہ نہیں ہو سکتا وہ بزرگ تشریف لے آئے اور پیٹھ پھیر کر عدالت میں کھڑے ہو گئے۔ معاملہ اُن کی خدمت میں عرض کیا گیا اور کہا گیا کہ ان کا اس معاملے کے بارے میں کیا علم ہے۔ کمرۂ عدالت ہندوؤں اور مسلمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تمام لوگوں کی نگاہیں ان کے چہرے پر تھیں اور سب ہمہ تن گوش تھے اس پاک باز بزرگ نے یوں زبان کھولی

''صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ جگہ ہندوؤں کی ہے مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے''

Marfat.com

عدالت نے فیصلہ دے دیا جگہ ہندوؤں کو مل گئی۔ مسلمان ایک قومی مقدمہ ہار گئے لیکن اسلام نے اخلاقی فتح پائی۔ صداقت اور اسلامی بلند اخلاق کے مظاہرے نے چند گز زمین کھو کر بہت سے غیر مسلمانوں کے ضمیر جیت لئے بہت سے ہندو اسی روز ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور دُور دُور تک اسلام کی بلندیٔ اخلاق کا ڈنکا بج گیا۔

باطنی اور روحانی علم

ضمیر کے علاوہ مسلمانوں میں علم وفضل اور دین و دانش بھی ایک ایسی مقدس اور قیمتی متاع سمجھی جاتی تھی جس کو کسی قیمت پر بھی غیروں کے ہاتھ فروخت کرنا گناہِ عظیم خیال کیا جاتا تھا ہماری قوم کے سابق علمائے عاملین تو اسے اللہ تعالیٰ کا ایک بے بہا قیمتی عطیہ اور قومی امانت سمجھتے تھے خصوصاً کفر، شرک اور فسق و فجور کی بلاواسطہ یا بالواسطہ تقویت اور اعانت میں اس کو صَرف کرنا اور کافر حاکم کے نظام میں آلہ کار بن کر اسے استعمال کرنا بڑی قومی خیانت اور ایمان فروشی خیال کرتے تھے اسی طرز کے نیک سیرت اور پاک طینت بزرگ مولانا عبدالرحیم صاحب رامپوری تھے (۱۲۳۴ھ) روہیل کھنڈ (ROHAIL KHAND) کے انگریز حاکم مسٹر ہاکنسن (MR. HAKNSON) نے ان کو بریلی کالج میں درس و تدریس کے لئے ڈھائی سو (250) روپیہ مشاہرہ کی پیشکش کی جو ۱۸۵۷ء سے پہلے آج کے ہزار بارہ سو روپے ماہوار کی حیثیت رکھتی تھی ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ تھوڑی ہی مدت میں اس مشاہرہ میں ترقی اور اضافہ کر دیا جائے گا انہوں نے عذر کیا کہ ریاست سے ان کو دس روپے ماہوار ملتے ہیں وہ بند ہو جائیں گے۔ ہاکنسن نے کہا ''میں تو اس وظیفے سے پچاس گنا زیادہ پیش کرتا ہوں اتنی بڑی رقم کے مقابلے میں ریاست کی یہ حقیری رقم کیا وقعت رکھتی ہے''۔ انہوں نے اس کے بعد یہ عذر کیا کہ ان کے گھر میں بیری کا درخت ہے جس کے بیر بہت لذیذ اور انہیں مرغوب ہیں۔ بریلی میں وہ بیر کھانے کو نہیں ملیں گے ظاہر بین انگریز اب بھی ان کے دل کی بات کو نہ پاسکا اس نے کہا کہ رام پور سے بیر لے جانے کا انتظام ہو سکتا ہے اور وہ بریلی میں بیٹھے بھی اپنے گھر کے بیر کھا سکتے ہیں مولانا نے فرمایا کہ ایک

Marfat.com

بات اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ان کے طالب علم جو رام پور میں درس لیتے ہیں ان کا درس بند ہو جائے گا اور وہ ان کی خدمت سے محروم ہو جائیں گے۔ انگریز کا دماغ اب بھی بات کی تہہ تک نہ پہنچ سکا اس نے کہا۔ ''میں ان کے وظائف مقرر کرتا ہوں وہ بریلی میں آپ سے تعلیم جاری رکھیں اور اپنی تکمیل کرتے رہیں''۔ آخر اس باعمل اور متقی عالم نے اپنے ترکش کا آخری تیر ایسا چھوڑا جس کا کوئی جواب انگریز کے پاس نہ رہا۔ مولانا نے فرمایا ''آپ کی باتیں سب بجا سہی لیکن تعلیم پر اُجرت لے کر میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا''۔ اس وقت ہندوستان کے مادی فاتح نے ایک پاک باز عالم کے اخلاقی اور روحانی ہتھیار کی ایک ہی ضرب پر اپنی شکست تسلیم کر لی اور یوں ایک سچے مسلمان عالم نے ایک غیر مذہب کے عالم کے دل پر اسلام کی بلندیٔ اخلاق کا سِکّہ بٹھا دیا اور اسلام کے نام کو چار چاند لگا دیئے۔

ظاہری اور باطنی حکومت

اس اخلاقی بلندی اور اعلیٰ کردار کا مقابلہ ہمارے اس آخری زمانے کی دانش فروشی سے کیجئے ہمارے بڑے بڑے علامۂ زمان اور شمس العلماء نے اپنی علمی لیاقت اور ذہانت کو نیلام پر چڑھا رکھا ہے جو زیادہ بولی دے گا اسی کے ہاتھ فروخت کر دیں گے اگر کوئی اسلامی ادارہ سو (100) دے رہا ہے اور کسی نصرانی، یہودی، ہندو یا سکھ ادارے نے ایک سو پانچ لگا دیئے بس اسی کے ہاتھ بک جائیں گے۔ مناسبتِ موضوع اور ذوقِ طبع کی بھی کوئی شرط نہیں۔ محکمہ تعلیم کا آدمی ترقی پر پولیس کے محکمہ سی، آئی، ڈی یا کسی غیر مسلم سیاسی فوجی محکمے کی طرف بطیبِ خاطر منتقل ہو سکتا ہے ایک مسلمان شاعر جس کی ولولہ انگیز اسلامی نظمیں جو مسلمان نوجوانوں کے سینوں میں اسلامی حمیت اور قومی جذبات کا طوفان برپا کر دیتی ہیں باآسانی ممکن ہے کہ وہ کل اسی روانی کے ساتھ فوجی بھرتی کے لئے نظمیں لکھنے لگے اور اس کی نظمیں مسلم نوجوانوں کو طاغوت کے جھنڈے تلے لڑنے اور جان دینے کے لئے میدان جنگ میں پہنچا دیں۔

Marfat.com

آج اسلام اور دین اس لئے خوار اور بے وقعت نظر آتا ہے کہ علماءِ سوء یعنی بے عمل علماء اس کے علمبردار اور مبلّغ بنے ہوئے ہیں جن کی نیت صاف نہیں۔ دنیوی طمع ولالچ اور سیاسی علو اقتدار ان کا مطلوب اور مقصود ہے ان کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ اپنی تقریروں کو مبالغہ آمیز دلچسپ قصوں، کہانیوں اور دل آویز نغموں سے دل کش بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان میں کوئی کشش اور دلچسپی نہیں ہوتی اگر ان کی غرض و غایت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دین کی اشاعت وتبلیغ ہوتی تو وہ ضرور خالق اور مخلوق ہر دو کی نظروں میں مقبول اور منظور ہوتے یہی وجہ ہے کہ مردانِ خدا یعنی اولیاء اللہ کی دُنیا میں بھی اور بعد از مرگ بھی عزت اور توقیر قائم رہتی ہے ان کی خاک چومی جاتی ہے ان کے مزاروں پر لوگ پروانوں کی طرح گرتے ہیں ان کی تصانیف اور ملفوظات کا قیامت تک اثر رہتا ہے۔ لوگ انہیں سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ انبیاء ومرسلین اور اولیائے کاملین کے پاس علم کا مغز اور مُخ ہوتا ہے اور علمائے بے عمل کے پاس علم کا محض خشک، بےلذت چھلکا ہوتا ہے اس لئے اسکولوں اور کالجوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ علمِ روحانیت اور تصوف کا ایک شعبہ ہونا چاہیے اور اس کے لئے اصلی روحانی علماء اور کامل فقراء کی خدمات حاصل ہونی چاہئیں۔ ظاہری علمِ شریعت اور کسبی علمِ روایت تو ظاہری علماء سے کسبی طور پر حاصل ہو جاتا ہے لیکن علم تصدیق اور علم ہدایت کتابوں کے کاغذی دفینوں اور ظاہری کسبی عالموں کی زبانی تقریروں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ علمائے عاملین اور فقرائے کاملین کے سینوں سے سینوں میں بطور نظر وتوجہ منتقل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومرسلین اور اولیاءِ کاملین کو نہ صرف زبانی باتیں قصے کہانیاں اور قیل وقال ہی عطا کیا تھا بلکہ انہیں نورِ نبوت والہام روحانی طاقت، معجزات وکرامات اور علمِ تسخیر ودعوات سے بھی آراستہ وپیراستہ فرمایا تھا اور انہیں علمِ تسخیرات اور حاضرات کے ذریعے جن، ملائکہ اور ارواح پر حکومت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ انبیاء اور اولیاء خالی اہلِ قیل وقال واہلِ شنید نہیں ہوتے بلکہ صاحب حال ودید، اہل رسید اور اہلِ یافت ہوتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس توریت کی صرف خالی روایتی تختیاں نہیں تھیں جنہیں وہ زبانی طور پر بنی اسرائیل کو پڑھ پڑھ کر سناتے تھے اور وہ سن کر ہدایت پاتے تھے بلکہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے تِسۡعَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ (بنی اسرائیل: آیت ۱۰۱) یعنی نوقسم کے باطنی علوم اور روحانی طاقتیں بھی انہیں عطا فرمائی تھیں جن میں سے ایک عصا اور دوئم ید بیضا دو مشہور نوری ہتھیار تھے جنہیں موسیٰ علیہ السلام وقتاً فوقتاً گمراہ خلقت کی ہدایت اور بدخواہ مخالفین یعنی کفار اور مشرکین کی تباہی اور ہلاکت کے نازک موقعوں پر استعمال کیا کرتے تھے موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا اصلی سرمایہ، آپ کی نبوت کے نوری نیزے، باطنی تلواریں اور روحانی تیر و کمان قدرت کے یہی غیبی سامان اور ہتھیار تھے۔ جن کے ذریعے فرعون اور اس کی جرار فوج کو آپ کے عصائے چوبیں کی ایک ضرب نے سمندر کی خوفناک لہروں کے حوالے کر کے آب و گل میں تہس نہس کر ڈالا۔ انہی باطنی ہتھیاروں کے بل بوتے پر آپ نے قارون جیسے زبردست سرمایہ دار کو قعرِ مذلّت میں گرا کر برباد کر دیا۔ سامری کے سحرِ گئوسالہ سازی کا ستیاناس کر دیا۔ انہی کی بدولت من و سلویٰ آسمان سے نازل ہوتے تھے۔ خشک پتھروں اور جامد چٹانوں سے پانی کے چشمے ابل پڑتے تھے کڑکڑاتی دھوپ میں سایہ کرنے کے لئے بادل ساتھ ساتھ چلتے اور اسی طرح کے بہتیرے قدرت کے کرشمے آپ کے ہاتھ پر نمودار ہوتے جنہیں دیکھ کر بنی اسرائیل جیسی جاہل، گمراہ اور سرکش قوم ایمان لائی ہوئی تھی۔ توریت کے خالی کاغذی انبار تو بعد کے یہودی علماء کے پاس بھی موجود تھے اگر انہیں کی بدولت وہ وارثِ انبیاء تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں انہیں قرآن کریم میں کَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ؕ (الجمعہ: آیت ۵) کے خطاب پرعتاب سے مخاطب فرما کر ایسے گدھوں سے تشبیہ دی جن کی پیٹھ پر خالی کتابیں لدی ہوئی ہوں الغرض انبیاء علیہم السلام کی وراثت صرف کاغذی، روایتی اور زبانی کسبی علم نہیں بلکہ وہ باطنی، نوری، حضوری علم اور روحانی طاقت ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بلا واسطہ وہبی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی رہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے

وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ﴿۶۵﴾ (الکہف: آیت ۶۵)

یعنی ہم نے انہیں اپنی طرف سے بے واسطہ باطنی علم عطا کیا تھا

یہی وہ اصلی وراثت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارثوں اور جانشینوں یعنی علمائے

Marfat.com

عاملین، فقراءِ کاملین اور صدیقین وصالحین کی طرف منتقل ہوتی چلی آئی ہے ظاہری کسبی علم کی مثال چراغ کی سی ہے جو تیل بتی وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے لیکن باطنی علوم، روحانی طاقت اور نوری حضوری کمالات کی مثال اس برقی رو کی سی ہے جس کے ذریعے ایک پاور ہاؤس سے روشنی آواز اور برقی طاقت ہزاروں گھروں میں صرف بٹن دبانے سے ایک دم میں منتقل ہو جاتی ہے۔ باطنی علم اور روحانی طاقت توجہ اور نگاہ سے بلا واسطہ ایک دم میں ایک مرشد کامل کے سینے سے ہزار ہا طالبوں کے سینوں میں طرفۃ العین میں منتقل ہو جاتی ہے۔

جامی کہ فیض از دوسہ پیمانہ دُرد یافت　　　　ترسم کہ شیخ شہر نیابد بصد چلہ
(جامی)

ترجمہ:۔ مولانا جامی نے جو فیضِ باطن مرشدِ کامل کی ایک نگاہِ باطن سے حاصل کیا شاید کہ مولوی ظاہر بیں کو چلہ کشی سے بھی حاصل نہ ہو سکے

آں چہ تبریز یافت یک نظر از شمسِ دیں　　　　طعنہ زند بَرْ دَہ وَ سُخرہ کند بَرْ چلہ
(رومی)

ترجمہ:۔ جو باطنی فیوضات اور روحانی برکات ہم نے اپنے پیر حضرت خواجہ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر اور توجہ سے پائے وہ دس دن کے اعتکاف اور چالیس دن کے چلوں پر طعن اور تمسخر کرتے ہیں۔

تلاوتِ قرآن، جنّ، ملائکہ اور ارواح کی غذا

جب کسی کامل انسان کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی ہدایت پر مامور فرماتا ہے تو اسے اپنی قدرت کے غیبی نوری خزانوں پر مطلع فرما کر بلا واسطہ اپنے پاس سے باطنی علوم اور روحانی طاقتیں عطا فرماتا ہے اور اسے اپنی طرف سے جنّ، ملائکہ اور ارواح پر باطنی حکومت عطا فرماتا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی باطنی سلطنت کا حال پہلے بیان کیا گیا ہے سو جس طرح ظاہری بادشاہ کے پاس ظاہری سلطنت اور حکومت چلانے کے لئے سونے، چاندی اور زر و جواہر کے خزانوں کی ضرورت ہوتی ہے جن سے زندگی کے جملہ لوازمات خریدے جاتے ہیں اور جب بادشاہ اور

Marfat.com

حاکمِ وقت کے پاس اس قسم کا خزانہ بافراط جمع ہو جاتا ہے اور وہ دارالضرب کا مالک ہو جاتا ہے اور اپنے علاقے میں اس کے نام کا سکہ رائج ہو جاتا ہے تو طوعاً وکرہاً ایک جہان اس کا تابع فرمان ملازم، نوکر، خادم اور تابع بن جاتا ہے اور تمام لوگ اپنے پیٹ کی خاطر اس کے خدمتگار اور ملازم بننے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اسے دو قسم کے ملازم اور نوکر رکھنے پڑتے ہیں۔ ایک سول لائن کے ملازم اور نوکر ہوتے ہیں جن سے ہر قسم کے ملکی اور انتظامی کاروبار میں مدد لی جاتی ہے۔ دوئم ملٹری اور فوجی مد کے سپاہی اور عسکری نوکر ہوتے ہیں جن سے ملک اور حکومت کے دشمنوں اور مخالفوں سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ بعینہٖ جب کسی کامل انسان مثلاً کسی نبی یا ولی کو اللہ تعالیٰ باطنی بادشاہی عطا فرماتا ہے تو اسے نیک اعمال، ذکر وفکر اور دعوت کی باطنی دولت یعنی روحانی زر وجواہر کے باطنی لطیف غیبی خزانے عنایت فرماتا ہے یعنی کامل انسان کے نیک اعمال طاعت، عبادت ذکر، فکر، تلاوت اور دعوت وغیرہ سے جو نور پیدا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی غیبی لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح کی غذا اور خوراک ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ط (فاطر: آیت ۱۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں پاک کلمات (کے انوار) اور عمل صالح (کے انوار) اس کی طرف بلند ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کی تلاوت سے جو نور پیدا ہوتا ہے وہ فرشتوں اور ملائکہ کی غذا ہوتا ہے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا فِيْهَا (مشکوٰۃ)

''جب کبھی تمہارا باغِ جنت کی جانب گزر ہو تو اس سے کچھ کھا پی لیا کرو''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا حضرت! وہ جنت کا باغ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا

حَلَقَةُ الذِّكْرِ (مشکوٰۃ) ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے''

سو معلوم ہو گیا کہ مومنوں کے باطنی نفوس، قلوب اور ارواح کی غذا بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر فکر کا نور ہوتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (الرعد: آیت ۲۸) یعنی محض اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

ذکر ہی سے قلوب سیر ہوتے ہیں اور انہیں اطمینان حاصل ہوتا ہے نہیں دیکھتے کہ بھوک اور پیاس سے انسان پریشان خاطر اور بے قرار ہوتا ہے اور جب اسے کھانا پینا مل جاتا ہے تو وہ ہر طرح سے خاطر جمع اور مطمئن ہو جاتا ہے نیز ارشاد ربانی ہے کہ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ: آیت ۱۲۴)

یعنی جو ہمارے ذکر سے اعراض اور کنارہ کرتا ہے اس کی معیشت اور روزی تنگ ہو جاتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ذکر، فکر اور تلاوت وغیرہ چونکہ باطنی غذا اور اس کا حصول روحانی معیشت اور روزی ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض اور کنارہ کرے گا اس کی روزی ضرور تنگ ہو جائے گی۔ ورنہ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے اعراض اور کنارہ کرنے والے دُنیادار اور مالدار لوگ دیکھے جاتے ہیں اور ان کی ظاہری روزی اور معیشت کشادہ اور فراخ ہوا کرتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض اور کنارہ سے دُنیا کی ظاہری تنگی لاحق ہوتی تو دُنیا میں اللہ اللہ کرنے والے ہی دولت منداور آسودہ حال نظر آتے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل لوگ دُنیا میں مفلس نظر آتے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے کلامِ حق نظام میں سخت اشکال پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی رزق کا قرآن مجید میں دو مختلف جگہ ذکر فرمایا ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود: آیت ٦)

یعنی نہیں ہے کوئی جانور روئے زمین پر مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے

(انہیں بلا امتیاز حیوان کہا گیا ہے)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۞ (الذٰریٰت: آیت ۲۲)

ترجمہ: ''اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے''

Marfat.com

یعنی تم اہلِ ایمان انسانوں کا رزق آسمان میں ہے اور یہ وہ نوری حضوری آسمانی رزق ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے کہ بہشت میں تمہیں ملا کرے گا اس باطنی رزق کو اس واسطے آسمانی رزق کہا گیا ہے کہ وہ کلمات طیبات اور اعمال صالحہ کی صورت میں آسمان کی طرف نوری صورت میں چڑھتا ہے اور وہاں اہلِ آسمان ملائکہ اور ارواح کی غذا بنتا ہے ان مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے ایک سلیم العقل منصف مزاج آدمی ان دو قسم کے ظاہری اور باطنی طعام اور غذا کو اچھی طرح سمجھ سکتا اور ذہن نشین کر سکتا ہے جب کبھی اہل زمین اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر، طاعت، عبادت اور نیک اعمال کی ادائیگی میں سست کاہل اور غافل ہو جاتے ہیں اور ان کے نیک اعمال کا نور آسمان کی طرف نہیں چڑھتا تو اہل آسمان میں قحط رونما ہو جاتا ہے اور وہ صفیں اور پرے بنا کر بطور نمازِ استسقاء دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ اہل زمین کو ذکر، فکر، نیکی اور عبادت کی توفیق دے تا کہ ان کی عبادت اور نیکی کا نور آسمان پر برسے اور ہماری غذا بنے علاوہ اس کے روزمرّہ صدق دل سے اللہ اللہ کرنے والوں کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ کس طرح اللہ اللہ کرنے سے دل کو باطنی غذا پہنچتی ہے اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نور سے معمور اور سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بات تو عام طور پر اللہ اللہ کرنے والے بھی معلوم کر لیتے ہیں کہ انسان جس روز حسب معمول اللہ تعالیٰ کے ذکر کا وظیفہ ادا کرتا ہے تو اس روز دل ہر وقت خوش وخُرم اور بے واسطہ ہشاش وبشاش رہتا ہے حتّٰی کہ ظاہری حواس بھی روشن اور منور ہوتے ہیں دل میں صبر وسکون اور ایک گونہ اطمینان رہتا ہے اگر گھر میں ظاہری طور پر کچھ نقدی اور مال نہ بھی ہو تب بھی دل ایسا مطمئن ہوتا ہے گویا سب کچھ موجود ہے اور کسی قسم کی پریشانی اور بے قراری لاحق نہیں ہوتی لیکن اس کے خلاف جس روز انسان کے اپنے روزمرہ کے وظائف، عبادات اور ذکر وفکر کا ناغہ ہو جاتا ہے اس روز طبیعت بے وجہ پریشان، دل پژمُردہ اور زندگی بے لطف معلوم ہوتی ہے دل کو ایک قسم کی تنگی اور پریشانی لاحق ہوتی ہے مال ودولت کے ہوتے ہوئے دل میں حرص اور بے صبری آ جاتی ہے دُنیا کی تمام فضا بے مزہ اور بے رونق معلوم ہوتی ہے دل کمزور اور طبیعت مضمحل ہو جاتی ہے یہ بات عام ذکر وفکر کرنے

Marfat.com

والوں کو معلوم ہوتی ہے لیکن خواص جن کے ذکر، فکر اور عبادت میں کمال درجے کا صدق اور اخلاص ہوتا ہے اور ان کے ذکر و فکر اور عبادت سے بکثرت نور پیدا ہوتا ہے وہ اس باطنی غذا کو ظاہری اور مادی غذا کی طرح معلوم اور محسوس کرتے ہیں اور اُن کے بطنِ باطن کو اس طرح ذکر فکر سے پُری اور سیری معلوم ہوتی ہے جس طرح وہ ظاہر غذا سے سیر اور مطمئن ہو جاتے ہیں اور ان کے ذکر سے بافراط نور پیدا ہوتا ہے اور وہ نور ان کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے تو وہ جنات ملائکہ اور ارواح کو اپنے پاس آتے اور اپنی مخصوص باطنی غذا پاتے دیکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی مومن قرآن پڑھنے والا اہل دعوت کسی اہل قبر کے پاس سے گزرتا ہے تو اہلِ قبر روحانی اس کے قرآن کی بو پا کر اپنی قبر سے اس طرح سر نکال کر جھانکتا اور ثواب، فاتحہ اور تلاوت قرآن پاک کی آرزو اور التجا کرتا ہے جس طرح چڑیا کا بچہ اپنی ماں کی آواز سن کر اپنے گھونسلے سے سر نکال کر چوں چوں کرتا اور دانہ دُنکا لینے کے لئے منہ پھاڑ پھاڑ کر چلاتا ہے۔

اس فقیر کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ یہ فقیر اپنے والد صاحب کے ہمراہ سفر پر جا رہا تھا ان دنوں ہمارے وطن میں موٹر لاریوں کا رواج نہیں تھا ہم اپنے شہر کلاچی سے ڈیرہ اسماعیل خاں کی طرف اونٹوں پر جا رہے تھے۔ رات کا وقت تھا والد صاحب اگلے اونٹ پر کجاوے میں سوار تھے اور میں پچھلے اُونٹ پر کجاوے میں اُونگھ رہا تھا میں نے اس غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ والد صاحب کجاوے سے اُتر پڑے ہیں ان کے پاس چادر میں کچھ شیرینی ہے سڑک کے قریب کچھ لوگ جمع ہو کر بیٹھے ہیں۔ مجھے کچھ تعجب سا ہوا کہ اس اندھیری رات میں سڑک کے کنارے یہ لوگ کہاں سے آ گئے اور والد صاحب کو ان کے درمیان شیرینی تقسیم کرنے کی کیا سوجھی ہے اس حالتِ حیرت میں میری آنکھ کھلی اور میں نے دیکھا کہ ہمارے اونٹ ایک گورستان آبا شہید کے پاس سے گزر رہے ہیں جو کلاچی اور ڈیرہ کے درمیان واقع ہے اور والد صاحب اس وقت ہاتھ اٹھائے فاتحہ وغیرہ پڑھ کر اُن اہلِ قبور کو بخش رہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ سڑک کے کنارے جو لوگ مجھے بیٹھے نظر آئے وہ گورستان کے اہل قبور روحانی لوگ تھے اور والد صاحب جو شیرینی ان کے درمیان تقسیم

Marfat.com

کرتے نظر آ رہے تھے وہ اس فاتحہ اور کلام کی باطنی غذائی صورت تھی جو اس وقت مجھے خواب میں نظر آ رہی تھی غرض اس قسم کے واقعات اور مشاہدات بے شمار ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر، تلاوت عبادت، صدقات اور خیرات وغیرہ کا نور جن، ملائکہ اور ارواح کی غذا بن جاتا ہے اور وہ اس غذا سے بہت خوش وقت اور محظوظ ہوتے ہیں۔ اور غذا پہنچانے والے کے ہر طرح سے مد، معاون مددگار، ملازم اور خدمتگار بن جاتے ہیں کیوں کہ وہ باطن میں اس کے نوری لنگر کے وظیفہ خوار ہوتے ہیں۔

سو اہلِ دعوت کامل سالک کو جب باطنی حکومت حاصل ہوتی ہے تو اس کے اِرد گرد چار قسم کے لطیف غیبی موکلات بطور چوکیدار اور معاون و مددگار لگے رہتے ہیں۔ اوّل مسلمان جن دوئم ملائکہ اور فرشتے موکلات، سوئم ارواح شہداء، چہارم ارواح پاک طیّبہ انبیاء و اولیاء اللہ۔

سات لطائف کا ذکر

انسان کے اندر مختلف باطنی لطیف جثّے مغز در مغز اور پوست در پوست واقع ہیں جیسے کہ دودھ میں مکھن اور مکھن میں گھی ہوتا ہے اور انسان کے اس خام بیضہ عنصری میں نفس کا ناسوتی لطیفہ اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح انڈے میں بچہ نمودار ہوتا ہے اور لطیفۂ قلب میں لطیفۂ روح اور پھر لطیفۂ سِرّ وغیرہ سات لطائف پیدا ہوتے ہیں اور یہ لطائف اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر تلاوت عبادت، اطاعت، نیک اعمال اور مرشدِ کامل کی توجہ سے یکے بعد دیگرے زندہ اور بیدار ہوتے ہیں۔ سالک ہر لطیفے سے اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر اور دعوت وغیرہ میں مشغول ہوتا ہے اور ترقی کرتا ہے جس وقت سالک لطیفۂ نفس سے دعوت شروع کرتا ہے اور یہ لطیفہ چونکہ مقامِ ناسوت میں واقع ہے اور جن شیاطین اور سفلی ارواح اسی مقام میں رہتی ہیں اس لئے دعوتِ لطیفۂ نفس کے وقت سالک کے پاس غیبی لطیف مخلوق میں سے جن حاضر ہوتے ہیں اور اس قسم کی دعوت سے جنات اور سفلی ارواح کی غذا پیدا ہوتی ہے اور وہ مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہیں ان ناری مخلوقات کی تسخیر اور حاضرات کے دوران اہل دعوت کو سخت مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ باطن میں ہر

Marfat.com

وقت ان سے آسیب اور آزار پہنچنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔اہلِ دعوت کو ہمہ وقت باوضو صاحب احتیاط اور باحصار رہنا پڑتا ہے۔تھوڑی سی بے احتیاطی اہل دعوت کے لئے ایک لازوال مصیبت اور رجعت کا موجب بن جاتی ہے جس کا انسداد اور ازالہ بعد میں بہت مشکل ہوتا ہے بہت سے لوگ جب تسخیر جنات کے عمل کے لئے خلوت اور چلے اختیار کر لیتے ہیں تو وہ چونکہ کسی عامل کامل کی طرف سے مامور اور ماذون نہیں ہوتے اور علمِ دعوت کے قواعد وقوانین سے جاہل ناواقف اور پڑھنے میں بھی ناقص ہوتے ہیں اور کسی عامل کامل کی نگرانی اور سرپرستی کے بغیر عملِ تسخیر میں قدم رکھتے ہیں لہٰذا موکل ایسی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو بہت جلدی اور آسانی سے شکار کر لیتے ہیں اکثر اس قسم کے ناقص خام ناتمام طالب دورانِ عملِ دیوانے اور مجنون ہو جاتے ہیں بعض لاعلاج امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔بعض قسم قسم کی تنگیوں اور پریشانیوں میں گرفتار ہو کر عمر بھر کفِ افسوس ملتے رہتے ہیں۔اس لئے طالب کو چاہئے کہ جب تک وہ پہلے اپنے وجود کو تصوّر اسم اللہ ذات سے پختہ نہ کر لے، پڑھنے کے قابل نہ ہو جائے اور کسی عامل کی اجازت حاصل نہ کر لے ہرگز ہرگز عملِ تسخیرِ جنات کا قصد اور ارادہ نہ کرے بعض طالب ہر دو امر یعنی پڑھنے اور اجازت میں ناقص ہوتے ہیں بعض پڑھنے میں قابل لیکن اجازت میں ناقص ہوتے ہیں بعض اجازت میں کامل لیکن پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔عملِ تسخیر اس وقت تکمیل کو پہنچتا ہے جس وقت طالب پڑھنے اور اجازت ہر دو میں کامل اور قابل ہو۔پڑھنے میں قابل اور اجازت میں ناقص کی یوں مثال ہے کہ گویا ایک شخص بندوق چلانے میں ماہر ہے لیکن اس کے پاس لائسنس نہیں اور اجازت میں کامل اور پڑھنے میں ناقص کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص کے پاس لائسنس تو ہے لیکن وہ بندوق چلانے میں ماہر نہیں ہے ہم نے بہت سے طالبوں کو دیکھا ہے کہ جب وہ خلوت میں عملِ تسخیر کے لئے داخل ہوتے ہیں تو انہیں ابتداء میں کچھ فائدہ اور اثر معلوم ہوتا ہے لیکن بعد میں خواب یا مراقبے میں انہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس کوئی ہتھیار بندوق وغیرہ ہے اور انہیں خواب میں کوئی سپاہی قسم کا آدمی ملتا ہے جو اُن سے بندوق چھین لیتا ہے ڈانٹتا

Marfat.com

ہے کہ وہ کیوں بغیر لائسنس بندوق چلاتے ہیں اور خواب میں انہیں مع اسلحہ گرفتار کر لیتا ہے اس کے بعد وہ فوراً رجعت اور رنج میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ عالمِ جنون کی رجعتیں بے شمار ہیں بعض ناقص طالب بیمار ہو جاتے ہیں اور پشتوں تک جنون کا آسیب اور آزار چلا جاتا ہے۔

تسخیرِ جنّات اور حاضرات کا بیان

جنّات کی دعوت کے وقت مکان میں نیم اندھیرا ہونا چاہئے خوشبو اور بخور بھی مفید ہے جنّات کی حاضرات کے وقت ایک قسم کی بدبو جو گندھک کے جلنے کے مشابہ ہوتی ہے اہلِ دعوت کی ناک میں آنے اور ساتھ ساتھ تھوڑی سی وحشت اور ہیبت کلام پڑھنے والے کے دل پر چھانے لگتی ہے۔ کبھی آس پاس کچھ کھڑاک اور چوٹ کی سی آوازیں آنے لگتی ہیں سوتے میں جن وغیرہ سینے پر سوار ہو جاتے ہیں جس سے بیدار ہونے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ کابوس یعنی (NIGHT MARE) کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کان کی لو، انگلی یا جسم کا کوئی حصہ جنّات کے چھونے اور مَس ہونے سے جل اٹھتا ہے کبھی خواب میں ان مؤکلات کی طرف سے ڈانٹ للکار اور سخت مہیب آواز کان میں سنائی دیتی ہے جس سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی جن مؤکلات اپنے ہمراہ اہلِ دعوت کو دُور دراز سفر پر خواب میں لئے پھرتے ہیں اور نئے نئے عجیب ملکوں اور اَن دیکھے مقامات کی سیر کراتے ہیں۔ گاہے ڈراؤنے مہیب خواب دکھاتے ہیں اگر مرشدِ کامل جلدی طالب کو اس خطرناک منزل سے نہ نکالے اور راہِ نجات نہ دکھائے تو طالب مدت دراز تک ان موذیوں کے بُرے بکھیڑوں اور سخت الجھنوں میں پھنسا رہتا ہے اور بطور "نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" اس کی زندگی دوبھر ہو جاتی ہے یہ تو اس راستے کی مشکلات اور مصائب ہیں جو خام ناقص طالبوں کو پیش آتے ہیں جیسے کہ ضربُ المثل ہے "جائیکہ گنج است آنجا مار است" لیکن طالب کامل کو اس راستے میں بے شمار فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں مثلاً بعض طالبوں کو کشفِ جنونی حاصل ہو جاتا ہے اور جن اسے آئندہ کے واقعات اور غیب کی خبریں بتانے لگ جاتے ہیں بعض کو سلب امراض کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے جب وہ

Marfat.com

مریض پر ہاتھ پھیرتے ہیں یا دم کرتے ہیں تو مریض فوراً اچھا ہو جاتا ہے اس قسم کے عامل کا تعویذ دھاگہ اور دم درود خوب چلتا ہے جنات لوگوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے پاس مریض کر کے لاتے ہیں اور وہ ان کے ہاتھوں شفایاب ہو کر جاتے ہیں۔ بعض عاملوں کا جنات پر روزینہ مقرر ہو جاتا ہے اور جن عامل کے پاس نقدی وغیرہ لاتے ہیں جس سے عامل مستغنی ہو جاتا ہے لیکن اس منزل کو کوئی منتہی عامل پہنچتا ہے بعض عاملوں کو آسیب زدہ لوگوں سے جن اتارنے کا ڈھنگ آجاتا ہے یعنی جب کسی آسیب زدہ شخص کو ان کے پاس لایا جاتا ہے تو اگر آسیب زدہ شخص پر اس کا کوئی اپنا آشنا اور مطیع جن مسلّط ہوتا ہے تو اس کے دم تعویذ سے فوراً نکل جاتا ہے اور اگر آسیب زدہ شخص پر کوئی اجنبی جن مسلط ہوتا ہے تو اسے نکالنے کے لئے عامل کلام پڑھ کر اپنا کوئی جن بلا کر حاضر کرتا ہے اور اگر آسیب زدہ کا مسلط جن غالب ہے تو عامل کو اس سے قوی تر جن بلانے اور اس کے ذریعے اسے نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر عامل کے تمام بلائے ہوئے جنات مریض کے مسلط جن پر غالب نہیں آسکتے اور اسے نکالنے اور اتارنے پر قادر نہیں ہو سکتے تو جن بدستور مریض پر مسلط رہتا ہے بلکہ بعض اوقات عامل پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور اسے نقصان پہنچا دیتا ہے۔

جنات کی قسمیں

جنات کی مختلف قسمیں ہیں اور اُن کے آسیب اور آزار بھی مختلف ہوتے ہیں غرض جن اور اس کے آزار اور آسیب کو کسی دوسرے جن کے ذریعے اتارا اور زائل کیا جاسکتا ہے انسان کا مادی ہاتھ اس کے لطیف غیبی وجود تک نہیں پہنچ سکتا۔ جنات کے ذریعے بغض وعداوت اور تسخیر و محبت کے عمل کرتے ہیں لوگوں کو غیبی طور پر دُکھ سُکھ پہنچاتے ہیں زمین پر طَیر سَیر کرتے ہیں ہوا میں اڑتے ہیں پانی پر تیرتے ہیں آگ میں داخل ہوتے ہیں اور انہیں ضرر نہیں پہنچتا ہندوستان بنگال، تبت اور چین میں اس قسم کے سفلی عامل بے شمار پائے جاتے ہیں یورپ کے اسپرچولسٹس نے بھی اسی سفلی عمل کو اپنایا ہے اور اسی میں مبتلا ہیں۔ اسلامی تصوّف کے کامل عارف شہبازانِ قدس کے نزدیک ان عاملوں کی حیثیت مکھیوں اور پروانوں کی سی ہے

Marfat.com

جیسا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

اِذْ رَاَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْھَوَآءِ اَوْ یَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ اَوْ یَاکُلُ النَّارَ وَ تَرَکَ سُنَّۃً مِّنْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ فَاِنَّہٗ شَیْطَانٌ وَمَا صَدَرَ مِنْہُ فَھُوَ مَکْرٌ وَ اِسْتِدْرَاجٌ

''جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ ہوا میں اڑتا ہے اور پانی پر چلتا ہے اور آگ کھاتا ہے درآنحالیکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت کا تارک ہو تو اسے جوتوں سے مار کیوں کہ وہ شیطان ہے اور جو کچھ اس سے صادر ہو رہا ہے وہ مکر اور استدراج ہے''۔

مردِ درویش بے شریعت اگر	پَرد بر ہوا مگس باشد
ور چوکشتی رواں شود بر آب	اعتمادش مکن کہ خس باشد

(زکریا رازی)

ترجمہ:۔''اگر مردِ درویش شریعتِ مطہرہ کی پیروی کے بغیر ہوا پر بھی اُڑے تو وہ ایک مکھی ہے اگر کشتی کی طرح پانی پر چلنا شروع کرے تو اس کا اعتماد نہ کر، یہ عمل ایک تنکے کے برابر ہے''۔

دعوتِ قرآن

جنات کے ظہور کا مخصوص وقت غروبِ آفتاب یعنی شام سے لے کر نصف رات تک ہے ہمارے ہاں تمام غیبی مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح کی حاضرات کا سب سے بھاری ذریعہ اور وسیلہ قرآن مجید کی دعوت اور تلاوت ہے جس وقت سالک زبانِ نفس سے دعوت شروع کرتا ہے تو عالمِ غیب میں سے جنات اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس سے قوّت اور قوّت پاتے ہیں اور اس کے وظیفہ خوار اور خدمتگار بن جاتے ہیں اس وقت اگر سالک جنات کا عامل ہو کر اسی کو منزل مقصود سمجھ لے اور اسی پر غرّہ ہو کر سفلی دکان کھول بیٹھے تو آگے ترقی کرنے سے رہ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت وقرب اور وصال سے محروم رہ جاتا ہے۔

Marfat.com

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ دعوت پڑھنے کے وقت اہلِ دعوت کے پاس جن، ملائکہ اور ارواح حاضر ہوتے ہیں اور جس قدر پاک اور لطیف زبان سے کلام الٰہی پڑھا جائے اتنا ہی زیادہ اس سے نور پیدا ہوتا ہے اور جس قدر زیادہ نور پیدا ہوتا ہے اتنے ہی زیادہ لطیف باطنی مؤکلات اس نور کو حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور اس لطیف غذا سے قُوّت اور قُوت پاتے ہیں۔ زبان عنصری یعنی گوشت کی ظاہری زبان سے نفس کی زبان زیادہ لطیف اور پاک ہے جس وقت اہل دعوت نفس کی زبان سے قرآن شریف پڑھتا ہے تو اُس وقت اس سے ایک قسم کا نور پیدا ہوتا ہے جو جِنّات کی غذا بنتا ہے اور ایسے دعوت کے پڑھنے والے کے پاس جِنّات حاضر ہوتے ہیں اور اس سے قُوت حاصل کرتے ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دفعہ قرآن کی تلاوت فرماتے وقت جِنّات حاضر ہوئے تھے زبانِ نفس سے زیادہ پاک، طیب، طاہر اور لطیف زبان قلب کی ہے اور جب طالب زبانِ قلب سے دعوت پڑھتا ہے تو اس دعوت سے جو نور پیدا ہوتا ہے وہ ملائکہ اور فرشتوں کی غذا بنتا ہے اور ایسے سالک اہلِ دعوت کے اس نورِ تلاوت کے لینے کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ پاک لطیف زبان روح کی ہے۔ زبان روح کی تلاوت سے جو نور پیدا ہوتا ہے وہ چونکہ ارواح کی غذا ہے لہٰذا اس کے لینے کے لئے ارواح حاضر ہوتی ہیں اور اس سے قُوت حاصل کرتی ہیں۔ عوام کالانعام جو محض گوشت پوست کا ایک ڈھانچہ ہوتے ہیں اور اس عنصری مادی زبان یعنی گوشت کی بوٹی کے سوا اور کسی چیز کو نہیں جانتے انہیں ان باطنی لطیف زبانوں اور اُن سے پیدا شدہ انوار اور ان انوار کو غذا بنانے والے مؤکلات کا قائل کرانا ایک نہایت مشکل اور تقریباً محال کام ہے کیوں کہ جس وقت اس ظاہری عنصری زبان یعنی گوشت کی بوٹی سے اللہ تعالیٰ کا پاک غیر مخلوق کلام پڑھا جاتا ہے اور چونکہ یہی زبان جھوٹ لغویات، شکایات اور طرح طرح کے کفر سے آلودہ رہتی ہے اس واسطے بسبب عدم جنسیت و توافُق اس تلاوت سے کچھ نور نہیں پیدا ہوتا لیکن بعض دفعہ اہلِ دعوت کی زبانِ عنصری کے ساتھ ساتھ زبانِ نفس بھی دعوت میں شامل ہو جاتی ہے اس وقت دعوت اور تلاوت سے کچھ نور پیدا

Marfat.com

ہونے لگتا ہے اور جب نفس کا لطیفہ باطن میں مزکیٰ ہوکر زندہ ہوجاتا ہے تو اس وقت نفس کی زبان پورے طور پر کلام اللہ پر گویا ہو جاتی ہے اور اس سے کافی نور پیدا ہوتا ہے ایسی حالت میں اہل دعوت کے پاس جنّات حاضر ہوتے ہیں اور اس سے قوّت حاصل کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ نفس کا معنوی طفل جسم عنصری کے مادرِ جثہّ کثیف سے اس طرح کلام، دعوت اور تلاوت اخذ کرتا رہتا ہے جس طرح ماں اور دایہ کے تکرار اور کثرت کلام سے بچہ بولنے لگ جاتا ہے اور گاہے مادرِ جثہّ کثیف کے ساتھ ساتھ طفلِ معنوی لطیف دعوت میں شریک ہوجاتا ہے لیکن پڑھنے والا اس بات کو معلوم نہیں کرتا۔ گاہے بیداری میں جب جثہّ کثیف سے دعوت شروع کرتا ہے تو خواب یا مراقبے میں اس ذکر اور دعوت کو لطیف بچہ اختیار کر لیتا ہے غرض جن عارف سالک لوگوں کے لطائف ذکر اللہ سے زندہ بیدار ہوکر دعوت میں شریک ہوجاتے ہیں تو ایسی دعوت سے ضرور نور پیدا ہوتا ہے بعض کامل عارف لوگوں کی دعوت کلام اللہ سے اس قدر نور پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کے ایک لحظہ دعوت پڑھنے کے انوار کو کسی گورستان کے اہل قبور کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو اس گورستان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انوار کی اس طرح موسلا دھار بارش ہو جاتی ہے کہ ہزاروں اہل قبور کی مُعذّب سَری جلی خشک کھیتی ایک دم میں سرسبز اور شاداب ہو کر لہلہا اٹھتی ہے کہ یا تو اس گورستان میں ہر قبر جہنم کا گرم ابلتا ہوا تنور تھی۔ یا پل کے پل میں سارا سوختہ وسوزاں گورستان بہشت بریں کا نمونہ اور مہکتا ہوا گلستان بن جاتا ہے ناظرین کو اس بات سے تعجب ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے قدیم غیر مخلوق نوری کلام کی عظمت اور شان کو اندھے نفسانی لوگ کیا جانیں جنہیں ناولوں کے فرضی قِصّوں اور بے ہودہ فحش افسانوں کے پڑھنے سے تو بڑا لطف آتا ہے لیکن قرآن مجید سننے اور پڑھنے سے ان پر موت طاری ہو جاتی ہے دراصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید دل اور روح کی باطنی لطیف غذا ہے اور ان لوگوں کے قلوب اور ارواح یا تو مُردہ اور بے حس ہیں یا بیمار اور مریض ہیں اور یہ ایک امرِ مسلّم ہے کہ غذا خواہ کتنی ہی عمدہ اور لذیذ ہو بیمار آدمی کو کڑوی اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے نفسانی مُردہ دل آدمی گبریلے کی طرح دُنیا کی گندگی کا شیدائی اور طالب ہوتا ہے

Marfat.com

قرآن مجید کے مُشک اور عنبر سے منہ موڑ کر نفسانی ناولوں کی گندگی کی طرف اس لئے دوڑتا ہے کہ پلیدی اور گندگی میں اسے نفسانی اور حیوانی قوّت اور قوّت حاصل ہوتی ہے اس کے خلاف مُشک اور عنبر کی خوشبو اور مہک اس کے لئے موت کا پیغام ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے غیر مخلوق نور کا ایک بحرِ بے پایاں ہے اور تمام دعوتوں سے افضل اور اعلیٰ دعوت تلاوتِ قرآن مجید ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ تِلَاوَةُ الْقُرْآن

یعنی قرآن مجید کی تلاوت تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے

اب ہم تلاوت قرآن مجید کے مختلف مراتب اور مدارج بیان کرتے ہیں گو یہ حقائق جو ہم بیان کر رہے ہیں مُردہ دل نفسانی لوگوں کے فہم سے بالاتر ہیں لیکن چونکہ بالکل صحیح ہیں اس لئے بیان کیے دیتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کا کوئی مقبول بندہ ان حقائق سے دوچار ہو اور اپنی حالت اور کیفیت کو ان کے مطابق پا کر خوش وقت اور مطمئن ہو جائے۔ حضرت سلطان العارفین اپنی کتابوں میں مختلف لطائف کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر ”سالک ایک دفعہ زبانِ نفس سے یا اللہ کہے جو تمام قرآن مجید کا نعم البدل ہے تو اس کا ثواب اور درجہ ستر ہزار دفعہ اس ظاہری عنصری زبان یعنی گوشت کے لوتھڑے کے ختم قرآن کے برابر ہے اور اگر قلب کا لطیفہ ایک دفعہ یا اللہ کہے تو وہ زبان نفس سے ستر ہزار دفعہ ختم قرآن کے ثواب کے برابر ہے اور اسی طرح لطیفہ روح اور لطیفہ سِرّ وغیرہ کو قیاس کر لینا چاہیے“۔

اب ہم قرآن کی عظمت، شان اور اس کے نرالے قدیم نور کے خیر و برکت اور ثواب کا کچھ حال بیان کیے دیتے ہیں کہ اگر قرآن مجید نوری زبان سے کماحقہٗ ادا ہو اور اس کا نور، فیض اور برکت اہل قبور کو پہنچے تو اُس کے نور سے اہل قبور کی کیا حالت ہو جاتی ہے اور اسے کس قدر خیر اور برکت پہنچتی ہے۔

Marfat.com

ہمشیرہ رابعہ کا ایک واقعہ

اس فقیر کی ایک عزیزہ ہمشیرہ تھیں جن کا اسم گرامی بی بی رابعہ تھا بڑی نیک، عابدہ، پارسا اور سعادت مند لڑکی تھیں اس فقیر سے مرحومہ کو کمال درجہ کی محبت تھی نو جوانی کی عمر میں بے چاری مرض استسقاء کا شکار ہو گئیں اس مرض میں پیٹ، ہاتھ، پاؤں غرض تمام جسم پھول گیا تھا اور رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ نزع کے آخری وقت میں یہ فقیر پاس موجود تھا اس فقیر نے اس وقت سورہ یٰس پڑھی اور کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کی تکرار کی چنانچہ اسی کمزور حالت میں خاتمہ ہوا اور دُنیا سے گزر گئیں۔ میں ان کی قبر کے اندر برزخی حالات کا بڑا فکر مند تھا۔ فوت ہونے کی تیسری رات میں نے باطنی طور پر واقعہ میں دیکھا کہ اپنے خاندانی گورستان کی طرف جو ہمارے گھر کے قریب ہے جا رہا ہوں اور جب اُس جگہ پہنچا جہاں ہمشیرہ مرحومہ کو دفن کیا گیا تھا تو اس جگہ کو ایسی حالت میں پایا کہ ایک ٹوٹا شکستہ مکان ہے اور وہاں ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر ہمشیرہ اسی بیماری کی حالت میں زرد رنگت اور پھولے ہوئے جسم کے ساتھ زار و نزار پڑی ہوئی ہیں اور مجھے پکار رہی ہیں "بھائی جلدی پہنچو میں گھبرا رہی ہوں" چنانچہ یہ فقیر جلدی دوڑ کر ان کی چارپائی کے قریب پہنچا اور انہیں تسلی دے کر کہا۔ بہن ڈرو نہیں میں آن پہنچا ہوں" چنانچہ میں ان کی چارپائی کی پائنتی کی جانب بیٹھ گیا آیت الکرسی پڑھی اور اس کے بعد سورہ مزمل شریف پڑھنی شروع کی۔ سورہ مزمل ختم کرنے سے پہلے میں نے دیکھا کہ وہ ٹوٹا ہوا مکان ایک عالیشان محل بن گیا ہے۔ معمولی چارپائی ایک خوشنما شاندار پلنگ کی شکل میں تبدیل ہو گئی اور ہمشیرہ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک اٹھا اور ان کے اوپر رنگ برنگ اور زرق و برق ریشمی اور زربفت کے ملبوسات نظر آئے۔ اسی اثنا میں چند روحانی عربی لباس پہنے ہوا میں اڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے مصافحہ کر کے واپس چلے گئے اس کے بعد چند اور باطنی حالات اور واقعات پیش آئے"۔

یہ واقعہ بیان کرنے سے ناظرین کو محض یہ دکھانا منظور ہے کہ اہلِ قبور روحانیوں کو کامل اہل دعوت کی تلاوتِ قرآن اور اس کے نور سے طرفتہ العین میں کیا کچھ فیوضات اور برکات پہنچتی

Marfat.com

ہیں اس فقیر نے اس قسم کے بے شمار حالات اور واقعات بالکل ہوش وحواس اور عالمِ بیداری میں دیکھے اور آزمائے ہیں۔ کس قدر نادان ہیں مسلمان کہ ان کے گھر میں نورِ قرآن کی اس قدر عظیم الشان دولت جاوداں موجود ہے اور وہ اس سے غافل اور روگردان ہو کر چند روز کی مادی فانی دُنیا کی طلب میں حیران و پریشان اور دن رات رواں دواں ہیں۔ ان کی اس کوتاہ عقلی پر صد افسوس ہے وہ آخرت کے ابدی سرمدی ہیرے جواہرات سے منہ موڑ کر بچوں کی طرح فانی دُنیا کی کوڑیوں اور ٹھیکریوں سے کھیل رہے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ دُنیا اور دُنیا والے ان سے روٹھ گئے اور انہیں چھوڑ گئے تو کیوں اپنے مولیٰ کی طرف رُخ نہیں کرتے جو ہر وقت ان سے یوں مخاطب ہے

عَبْدِیْ تَنَعَّمْ بِیْ وَاْنِسْ بِیْ اَنَا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ کُلِّ مَا سِوَای

یعنی اے میرے بندے! میرے ساتھ انس حاصل کر اور عیش کر، میں تیرے لئے جملہ ماسویٰ نعمتوں سے بہتر ہوں۔

قرآن، پیغمبر آخر الزمان ﷺ اور مذہب اسلام

قرآن کریم ذاتی انوار کا ایک لازوال باطنی پاور ہاؤس ہے جس کی کلیمی تجلی کے ایک کرنٹ نے کوہ طور پاش پاش کر دیا تھا۔ وہی طوفانِ برقِ باطنی اس کے حروف اور الفاظ کے تاروں میں اب بھی مخفی اور مستور ہے۔ اگر اسے دل اور روح کی پاک زبان کے مضراب سے چھیڑا جائے تو وہی شان پیدا ہو جو اس آیت قرآن مجید میں نمایاں ہے

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ (الحشر: آیت ۲۱)

یعنی ''اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر بھی نازل کرتے تو تو اسے اللہ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھتا''

افسوس ہے ان بدبخت لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ کے غیر مخلوق نوری کلام کی قدر و منزلت نہیں جانتے یا اس کے پیغمبر ﷺ کی شان میں کمی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا مذہب اسلام میں

Marfat.com

نقص وعیوب نکالتے ہیں۔ ایسا کرنے سے یہ لوگ خود اللہ تعالیٰ کی قدر وعزت گھٹاتے ہیں ورنہ اگر ہم کہتے ہیں۔ (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اللہ بہت بڑا ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کا کلام قدیم، اس کا رسول اور اس کا مذہب اسلام بہت بڑی عظمت اور شان والا ہو۔ دُنیا میں آج ایک ہی ایسی آسمانی کتاب موجود ہے جو خود ایک معجزہ ہے اور آفتاب کی طرح خود اپنی صداقت پر شاہد ہے اور جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے بقول خود وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (الحجر: آیت ۹) ذمہ لیا ہے جو تواتر سے حرفاً حرفاً اپنے لانے والے کی طرف سے حفظ وتحریر دونوں طریقوں سے بے کم وکاست صحیح طور پر نقل ہوتی چلی آئی ہے جو اپنی بے مثلی اور یکتائی کا ڈنکے کی چوٹ پر دعویٰ کرتی ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر مخلوق کلام نہیں ہے تو تمام مخلوق جمع ہو کر اس جیسی ایک سورۃ بنا کر لے آئے ورنہ قرآن مجید کو بے مثل اور بے ہمتا غیر مخلوق نوری قدیم کلام تسلیم کیا جائے۔

دوئم آج دُنیا میں صرف خدا کا ایک ہی برگزیدہ پیغمبر ایسا ہے جس کی زندگی متصل اور متواتر اَسانید کے ساتھ حفظ وتحریر دونوں طریقوں سے روایت ہوتی چلی آئی ہے جسے دستور العمل بنا کر ہر انسان ظاہری و باطنی، صوری ومعنوی اور دینی و دُنیوی لحاظ سے زندگی کے تمام شعبہ جات اور مراحل میں کامیاب ہوسکتا ہے اور وہ پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اِسلام کی جامعیت اور صداقت کا بیان

سوئم آج دُنیا میں صرف ایک ہی ایسا دین موجود ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک مکمل نظام حیات پیش کرسکتا ہے جس پر عمل کر کے انسانیت امن وسلامتی، اخوت ومساوات اور عدل وانصاف کے اعلیٰ اوصاف سے متصف ہو کر دُنیا میں چین اور آرام کی زندگی بسر کرسکتی ہے اور جو انسانوں کے بنائے ہوئے تمام ناقص نظاموں مثلاً کمیونزم، سوشلزم، فاشزم، امپریل ازم یعنی تمام ازموں کا مکمل جواب ہوسکتا ہے اور جو کمیونزم اور سرمایہ داری کی افراط وتفریط کے درمیان اعتدال کا صحیح اور درست مسلک بن سکتا ہے اور وہ دین اسلام ہے۔

Marfat.com

دُنیا کے مذاہب اور مِلل میں سب سے سچا اور برحق مذہب وہی ہے جس پر چلنے کے بہت ضوابط وشرائط اور بے شمار قواعد وقوانین ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ ط (النحل: آیت۹)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ایک سیدھا راستہ ہے اور اس سے (اِدھر اُدھر غلط اور گمراہی کے بے شمار) ٹیڑھے راستے ہیں

سو جو مسافر اور راہ رو کسی خاص منزلِ مقصود تک جانے والا ہو اسے قدم قدم پر احتیاط اور پابندی سے چلنا پڑتا ہے تاکہ راستہ سے بھٹک نہ جائے لیکن ایک آوارہ گرد اور بے مقصد مسافر جس کا کوئی نصب العین اور مقرر منزل مقصود نہ ہو وہ جس طرف چلا جائے اس پر کوئی پابندی نہیں جس طرف منہ اٹھا چلا گیا ہر طرح سے آزاد ہے ایک خاص نشانے پر تیر مارنے یا گولی چلانے میں جس قدر کوشش، پابندی اور احتیاط برتنی پڑتی ہے لیکن بغیر نشانے کے تیر اور بندوق چلانا کس قدر آسان اور سہل ہے اور ایسا فضول تیر انداز اور نمائشی بے نشانہ بندوق چلانے والا شخص ہر قسم کی پابندی اور قید سے آزاد ہوتا ہے۔ سو جس مذہب اور ملت کی منزلِ مقصود اور نصب العین اللہ تعالیٰ جیسی مخفی، پوشیدہ غیب الغیب، عقل و قیاس سے دور اور فہم وفراست سے مستور ذات ہوگی اس کا راستہ بہت دور و دراز، بے حد پیچیدہ اور پوشیدہ ہونے کے سبب بے شمار قواعد اور بے حد پابندیوں سے معمور ہوگا۔ کسی ملک کے مہذب اور متمدن ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس میں بے شمار قواعد اور قوانین جاری اور نافذ ہوں لیکن ایک وحشی اور غیر متمدن علاقہ ہر قسم کے قاعدوں اور قوانین سے آزاد ہوتا ہے اور وہاں دن رات، خون خرابے اور لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ رہتا ہے تمام دُنیا کے مذاہب اور مِلل پر نظر ڈالو جس کثرت کے ساتھ اوامر ونواہی اور قواعد وقوانین مذہب اسلام میں ہیں اور کسی مذہب میں ان کا عشرِ عشیر بھی نہیں پایا جاتا دُنیا بھر کے مذاہب میں سے کسی کو لے لیجئے۔ کسی میں اسلام کے برابر مَامُوْرَات اور مَنْہِیَّات موجود نہیں لیکن مذہب اسلام کو دیکھئے کہ آغوش مادر میں آنے کے وقت سے لے کر گوشۂ لحد میں جانے تک انسانی زندگی کا کوئی فعل، کوئی

Marfat.com

قول، کوئی حرکت اور کوئی سکون ایسا نہیں چھوڑا گیا جس پر بے شمار ماموراتِ اور منہیات لازم اور نافذ نہ کی گئی ہوں بلکہ ماموراتِ میں فرض، واجب، سنت اور مستحب کے مرتبے اور منہیات میں حرام، مکروہ اور مکروہ تحریمہ و تنزیہہ کے درجے بھی مقرر اور معیّن فرما دیئے ہیں۔ ایمان کے پانچ اجزاء کر دیئے عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت اور ہر ایک کے تحت صدہا ابواب اور فُصُول مرتب کئے گئے ہیں مثلاً عقائد کو لیجئے اس میں عقائد ذاتِ بحت، مُتعلّقہ صفاتِ الٰہیہ اور رسالت وغیرہ الگ الگ ہیں اور ہر ایک میں ثقیلہ اور خفیفہ کے دو درجے ہیں۔ عبادات میں ارکان اربعہ کی تفصیل اتنی لمبی ہے کہ انسان کی عمر ختم ہو جاتی ہے مگر فہرست پوری یاد نہیں ہوتی۔ شرائط الگ ہیں ارکان جدا، مستحبات الگ ہیں۔ واجبات جدا، مکروہات الگ ہیں اور مفسدات جدا۔ سَر سے لے کر پاؤں تک بدن کا کوئی عضو کیوں نہ ہو ہر ایک کے لئے خاص عبادت ہے اور بے شمار پابندیاں از قسم اوامر و نواہی ہر قدم پر اور ہر دم میں اس پر لازم ہیں۔ معاملات کی فہرست تو اس سے بھی بیش از بیش ہے کہ بادشاہ سے لے کر ایک مفلس گداگر تک ہر طبقے اور ہر پیشے کا جو شخص بھی ہو اور کوئی بھی کاروبار اختیار کئے ہوئے ہو تجارت ہو یا زراعت، صنعت و حرفت الغرض کوئی کام اور پیشہ ایسا نہیں جس پر شریعت محمدیہ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ بے شمار اوامر و نواہی اور بکثرت پابندیاں عائد نہ کی ہوں تاکہ اس کے پیشے اور کاروبار سے کسی انسان پر کسی قسم کا ناجائز دباؤ نہ پڑے اور وہ ہر قسم کے ظلم و تَعَدِّی اور لوٹ کھسوٹ سے محفوظ ہو پھر اخلاق میں تخیلات و شمائل اور عادات و خصائل کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کو نظر انداز کیا گیا ہو اسی طرح معاشرت میں دُنیا کی تمام مخلوقات انسان، حیوان، نباتات اور جمادات کے ساتھ جس قسم کا بہتر سلوک اور برتاؤ ہو سکتا ہے سب کو اوامر و نواہی سے آراستہ اور پیراستہ کر دیا ہے اور محیّرُ العقول کمال یہ ہے کہ موجودات اور واقعات ہی نہیں بلکہ انسان کی قوت متخلیہ جو محال سے محال چیز بھی اپنے ذہن سے اختراع کرے ناممکن ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ اس پر جواز یا عدم جواز کا فتویٰ عائد نہ کرے الغرض شریعتِ محمدیہ ﷺ کے قواعد و قوانین کا یہ دائرہ اس قدر وسیع ہے جس قدر اس پاک مذہب کی منزلِ مقصود اور نصب

Marfat.com

العین اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کے شایان شان ہوسکتا ہے اوران سب قواعدوقوانین پر اس دُنیا میں اس گئے گزرے زمانے میں بھی عملدرآمد جاری ہے چنانچہ ہرزمان ومکان میں دن رات صبح وشام ہروقت آپ اس امتِ مرحومہ کو اپنے خالق اور مالک کی عبادت میں مصروف ومشغول پائیں گے مسلمان قوم خشکی اور تری میں سفر میں ہو یا حضر میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سرنگوں اور سجدہ ریز نظر آئے گی۔ ریلوں، بحری جہازوں حتیٰ کہ ہوائی جہازوں میں آپ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے پائیں گے۔ رمضان کا مہینہ آتا ہے تو فرزندانِ اسلام صبح سے شام تک اپنے آپ کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر بھوکا اور پیاسا رکھ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور رات کو تراویح میں اللہ کا کلام سنتے ہیں۔ حج کے زمانے میں ہرسال دُنیا کی اطراف وجوانب سے لاکھوں مسلمان کس قدر ذوق وشوق اور جوش وجذبے سے دور ودراز سفری صعوبتیں اور تکلیفیں جھیل کر اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی کعبۃ اللہ میں جمع ہوتے ہیں۔ عرب کی سرزمین ان کی تکبیر وتہلیل اور ان کے نعروں سے گونجتی ہے اللہ تعالیٰ کا گھر سال کے بارہ مہینوں اور دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک لحہ کے لئے طواف سے خالی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی زمین مسلمانوں کی عبادت، حمد وثنا، دن رات کی تہلیل اور تکبیر کے نعروں سے معمور ہے۔ سچ پوچھو تو اسلام ہی ایک ایسا سچا اور پاک مذہب ہے جس کی صداقت اور سچائی کے آثار ہرزمان ومکان میں روز روشن کی طرح نمودار نظر آتے ہیں خلاف اس کے جب ہم دُنیا کے دیگر مذاہب کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کی طرف خیال کرتے ہیں تو سوائے چند معمولی ماموراتِ رسمی رواجی اور تفریحی عبادات تہواروں کے ان میں کچھ بھی نہیں پاتے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے گرجوں، ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کے مندروں اور گوردواروں میں اگر گانے بجانے اور راگ رنگ کے نفسانی تفریحی مشاغل نہ ہوتے تو بھولے سے بھی کوئی ان میں قدم نہ رکھتا یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ظاہری وباطنی خوبیوں سے متاثر ہوکر دُنیا کے تمام مذاہب اور ملل آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ مجبور ہوکر اسلام کی طرف آرہے ہیں اور ان کے طور وطریقے طوعاً وکرہاً اختیار کررہی ہیں۔ ہندو لوگ جو مدت سے بت پرستی کے قبیح وناقص ترین

Marfat.com

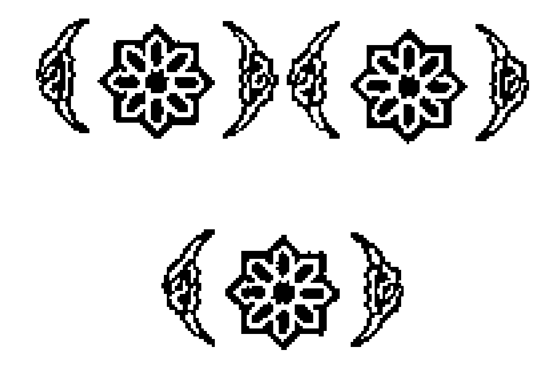
رسم و رواج کے بری طرح پابند چلے آتے تھے اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر اب بت پرستی، مناظر پرستی، مخلوق اور ہر غیر پرستی کو چھوڑ کر خالق پرستی کے قریب آ رہے ہیں۔ اسلامی مساوات کو دیکھ کر ذات پات کی اونچ نیچ اور چھوت چھات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ ہندوؤں میں بیوہ عورتوں کی شادی اور عورتوں کی طلاق کا کوئی رواج نہ تھا لیکن اسلام کے صحیح مسلک کی خوبی دیکھ کر اب ان خرابیوں کی اصلاح اور انسداد کر رہے ہیں۔ عیسائیوں میں تثلیث اور کفارے کا غلط عقیدہ جو مدتِ مدید سے ان کی نجات کا اصل اصول مانا جاتا تھا اور ہر عیسائی اسے بہشت کی راہداری اور سرٹیفیکٹ خیال کرتا تھا۔ اسلام کے صحیح مسلک توحید نے اس کی دھجیاں اڑا دی ہیں یورپ کا تمام سمجھدار اور تعلیم یافتہ طبقہ آج اس غلط عقیدے سے بیزاری کا اعلان کر چکا ہے ان کے دانشمند اور حق شناس لیڈر پادریوں کے خودساختہ ناقص مذہب کی ریفارمیشن (REFORMATION) اور اصلاح کرتے کرتے تھک گئے ہیں چونکہ اس کے تمام غلط اصول اور ناقص قواعد نفسانی پادریوں کی خودساختہ فریب کاریوں اور باطل آرائیوں کی پیداوار تھے اس واسطے اس میں نت نئے نقص نکلتے رہے ہیں اور آج تمام عیسائی دُنیا اس سے بیزار اور برسرپیکار ہے۔ شراب، خنزیر، سود اور بے پردگی کی قباحت معلوم ہوگئی ہے الغرض تمام دُنیا کی پیاسی روحیں آج اسلام کے چشمۂ آبِ حیات کے لئے بے تاب اور مضطرب نظر آتی ہیں کیوں کہ قلوب کا اطمینان اور دلوں کا سکون نہ تو اب اشتراکیت کے خشک، بے کیف، الحادی اور مادی نظامِ حیات میں پایا جاتا ہے اور نہ اب کسی سرمایہ دارانہ، غیر مساویانہ اور ظالمانہ قارونی مسلک میں نظر آتا ہے۔ آج دُنیا ہلاکت و نجات اور موت و حیات کے سخت بحران میں مبتلا ہے۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو مذہب دُنیا سے بالکل ختم ہو جائے گا اس کی جگہ دہریت اور مادیت لے لیگی انسانیت، حیوانیت کے درکِ اسفل میں گر جائے گی اور باطنی اور معنوی موت مر جائے گی دُنیا میں ہر جگہ انسان نما حیوان نظر آئیں گے اور یہی وہ زمانہ ہوگا جسے قرآن کریم اور احادیث شریفہ نے دآبۃُ الارض کے خروج اور دجالی دور کی حیوانیت اور گدھے پن سے تعبیر کیا ہے اور یا پھر

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور خروج سے دُنیا کے تن مُردہ میں پھر روح القدس کی مذہبی اور روحانی زندگی عود کر آئے دُنیا اسلام یا اسلام جیسا کوئی نیا صحیح نظام اختیار کر لے جو دنیوی لوٹ کھسوٹ سے جمع کردہ سرمایہ داری کو ختم کر دے انسانی زندگی کا مقصد عبادت اور معرفت قرار دے تا کہ انسانیت، حیوانیت اور مادیت سے عروج کر کے ملکوتیت کے اعلیٰ اخلاق سے متخلق اور عبودیت کی پاک صفات سے متصف ہو جائے۔ دُنیا میں مساوات واخوت اور عدل وانصاف کا دور دورہ ہو اور ظلم وتعدّی، جبر واستبداد، بیجا لوٹ کھسوٹ، قومی تعصب، نسلی امتیاز اور برتری، حرص وآز، جوع الارض اور قارونیت وفرعونیت سے دُنیا پاک وصاف ہو جائے اس وقت دُنیا بہشت بریں کا نمونہ بن جائے گی اور اگر ''شامتِ اعمال ماصورتِ نادر گرفت'' والا معاملہ بن گیا تو دُنیا اپنی سائنس اور جدید علوم کی ''روشنیٔ طبع'' میں ایک لازوال عذاب اور غیر مختتم وبال میں پھنسی رہے گی حتیٰ کہ وہ اپنے ہاتھ کی لگائی اور پھیلائی ہوئی آگ اور دھوئیں میں دم گھٹ گھٹ کر ختم ہو جائے گی جس کی پیشین گوئی قرآن مجید پہلے کر چکا ہے

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (الدخان: آیت ۱۰،۱۱)

یعنی جس روز دُنیا مہلک دھوئیں سے بھر جائے گی اور وہ دھواں ہر جگہ لوگوں پر چھا جائے گا اس وقت یہ بہت المناک عذاب کا منظر ہوگا۔



Marfat.com

باب دوئم

شانِ قرآن

سورۂ رحمٰن میں مخلوق پر اپنے آلاء ونعماء کو ظاہر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام نعمتوں میں سے قرآن کو اول درجے میں رکھا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمٰن)

ترجمہ: ''رحمٰن نے (رسول کو کل علم والا یہ) قرآن تعلیم فرمایا (اپنے محبوب رسول، کامل) انسان کو پیدا کیا انہیں (علوم قرآن کا) بیان سکھایا''

یعنی اللہ تعالیٰ ارحم الرحمٰن کی پہلی اور اولین کمال مہربانی یہ ہے کہ اس نے انسان ضَعِيفُ الْبُنْيَان کو اپنے کلام کی تعلیم دی اسے اسی غرض کے لئے پیدا کیا اور اپنی صفت تَكَلُّم سے گویا فرمایا ان آیات سے چند عجیب وغریب اسرار و معارف مترشح ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ (الرحمٰن: آیت ۳-۱) سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن کا وجود تخلیقِ آدم سے پہلے ظہور پذیر ہوا جس سے قرآن کے غیر مخلوق ہونے کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: كُنْتُ نَبِيًّا وَ كَانَ الْاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مشکوٰۃ) یعنی میں اُس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب کہ آدم ابھی جسم اور روح کے درمیان تھے۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد اس بات کی تصدیق کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ پیدائش سے پہلے مَورِدِ انوارِ الٰہی شانِ نبوت اور نزولِ وحی سے سرفراز تھے یعنی آپ ﷺ روزِ ازل میں اور اس سے بھی پہلے وحیِ الٰہی سے بلاواسطہ مستفیض اور بہرہ یاب تھے یا یوں کہیے آپ ﷺ کا وجودِ مسعود روزِ ازل اور یومِ میثاق سے بھی پہلے قرآن کی غیر مخلوق نوری صورت سے جو کہ ابھی حرف وصوت کے کالبد میں نہیں پڑی تھی بلاواسطہ مقتبس اور منور تھا۔ قرآن کی اس غیر مخلوق نوری صورت کی طرف اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے جابجا قرآن کریم میں اشارے فرمائے ہیں

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء: آیت ۱۷۴)

اور ہم نے تمہاری طرف ایک نورِ مبین نازل فرمایا

وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ (الاعراف: آیت ۱۵۷)

اور اے مومنو! اس نور کی تابعداری کرو جو ہم نے اپنے نبی ﷺ کے ہمراہ نازل فرمایا ہے

قرآن کریم کو اگر اللہ تعالیٰ کا کلام مانا جائے تو اسے قدیم اور غیر مخلوق ماننا لازم آتا ہے کیوں کہ کلام اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور صفت کلام ذات متکلم قدیم سے کسی طرح جدا نہیں ہوسکتی۔ آفتاب ذات متکلم نے جب کائناتِ قلوب پر اپنے کلام کی تجلی فرمائی تو اس کلام قدیم کی تجلی اور پرتو سے انسان میں نُطق اور گویائی کی صفت پیدا ہوئی اور وہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمٰن:) کی شان سے نمایاں ہوا۔ انسان اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کی جامعیت کے باعث ہی اللہ تعالیٰ کا مظہرِ اتم اور خلیفہ اعظم ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ (مشکوٰۃ) اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔

یعنی اپنی صفات سے متصف فرمایا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ شکل وصورت سے پاک اور منزہ ہے چنانچہ انسان میں ہر روز اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان ہے اور من جملہ ایک شان یہ ہے کہ انسان اس کی صفتِ کلام کے پرتو اور تجلی سے دیگر جملہ حیوانات سے ممتاز قادر الکلام اور ابوالبیان ہے اسی سورہ رحمٰن کی اگلی آیت اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (الرحمٰن: آیت ۵) کی تفسیر اس مطلب کو اور بھی صاف اور واضح کر دیتی ہے کہ جس طرح سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں اور ان کی مختلف گردش سے چاند کی تیس تاریخیں پیدا ہوتی ہیں اسی طرح انسان کے قمر قلوب پر اللہ تعالیٰ کا جب ازل سے آفتابِ کلام چمکا تو اس کلامِ قدیم کی تجلی سے انسان کے وجود میں نُطق اور گویائی کا ملکہ پیدا ہوا اور انسان کی زبان پر تیس تاریخوں کے مطابق تیس عدد حروف تہجی جاری ہوئے جن کے ذریعے حضرت اِنسان کے قمرِ قلوب میں حروف واصوات کی صورتیں نمودار ہوئیں چنانچہ جملہ اقوام

Marfat.com

عالم کی مختلف زبانیں انہی تیس حروف کی ترکیب اور جوڑ توڑ سے ماخوذ ہیں اور آج دُنیا میں جو تقریباً چار ہزار پانچ سو کے قریب زبانیں بولی جاتی ہیں سب کے حروف تہجی تقریباً یہی تیس حروف ہیں اگلی آیت وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ (الرحمٰن: آیت ۶) بتا رہی ہے کہ جس طرح آفتاب کی روشنی سے رات کو اجرامِ فلکی یعنی کواکب اور ستارے اور دن کو اجرام ارضی یعنی شجر و حجر وغیرہ نمودار ہو رہے ہیں اسی طرح آفتابِ کلام قدیم کے نوری پرتو سے انفس و آفاق کے لیل و نہار میں اشیاء اور ان کے حقائق انسان پر ظاہر ہو رہے ہیں ورنہ اگر انسان میں ملکۂ نطق و بیان نہ ہوتا اور کلام کے ذریعے انسان ایک دوسرے پر اپنے دل کے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے تو تمام انسانی دُنیا جہل و نادانی کے ایک تنگ و تاریک ماحول میں گرفتار رہتی اور انسان ہر قسم کی عقل اور علم و دانش کی روشنی سے محروم رہتے الغرض یہ اس ذات رحمٰن حق سبحانہ کا عالمِ انسان پر قرآن نازل فرمانے کا بڑا بھاری فضل و احسان ہے کہ اس کے وجود میں عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمٰن: آیت ۴) سے نطق و گویائی کے لئے زمین ہموار کر ڈالی اور اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (الرحمٰن: آیت ۱،۲) یعنی اپنے کلام کے نزول سے سرفراز اور ممتاز فرمایا۔

یہی حروف تہجی ہی اصل الاصول ہیں جن سے کلام کی بنیاد پڑی اور ان کی ترکیب اور ترتیب سے انسان نے اشیاء کائنات کو مناسب اسماء سے موسوم کیا اور انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی صفات سے انسان کو روشناس فرمایا اور وہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرۃ: آیت ۳۱) کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ملائکہ سے گوئے سبقت لے گیا۔

قرآن کے مختلف اسم اور قرأت کی مختلف قسمیں

یاد رہے کہ علم الحروف دُنیا کے تمام علوم میں نہایت اعلیٰ، افضل اور بہت دقیق و عمیق علم ہے کیوں کہ یہی حروف ہی وہ سابق عناصر ہیں جو انسان میں فطری اور قدرتی طور پر دُنیائے نطق عالمِ کلام اور جہانِ بیان کی تخلیق کا باعث بنے ہیں۔ انہی کے ذریعے انسان میں علم و معانی کا ظہور

Marfat.com

اور تمام قلبی واردات اور باطنی خیالات کا اظہار ہوتا ہے چنانچہ اکثر قرآنی سورتوں کے آغاز میں جا بجا حروفِ مقطعات صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ یہ وہ قدیم ازلی، ابدی اور قدرتی غیر مخلوق کلام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی یہ غیر مخلوق زبان خاکی مخلوق کی کوتاہ سمجھ اور کم فہم کے لئے قِدم کے افق اعلیٰ سے حُدُوث اور اِمکان کی منزل اَسفل میں اُترنے کو تھی اور اس کا پہلا لطیف قدم جو کہ ابھی حُدُوثِ اصوات و الفاظ کے گرد و غبار سے کسی قدر پاک اور صاف تھا تو آفتابِ کلامِ قدیم کی شعاعیں ان حروف مقطعات ہی کی دھیمی کرنوں میں نمودار ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ کے پاک نوری مقال اور اس کے غیبی منزّہ حال کو صرف نبی کی ذات بابرکات ہی سمجھ سکتی ہے یہی اس نبی اُمّی (فداہ ابی و اُمیّ) صاحب ام الکتاب کی اُمّیت تھی جو کہ ان علوم ذات حیَ و قیوم سے ماخوذ لیکن تمام کسبی علوم سے منزہ اور معصوم تھی۔ اسے کہتے ہیں تلمیذ الرحمٰن یعنی استادِ کُل ہو اور شاگرد کسی کا نہ ہو اسے انگریزی میں TEACHER OF ALL AND PUPIL OF NONE کہتے ہیں یعنی قدرت اس طرح اپنا جلوہ عیاں فرمائے اور اسباب کی آستین چڑھا کر اپنا ہاتھ عریاں دکھائے کہ اس کی تعلیم لدّنی میں اسباب، رسم اور کسب کو دخل نہ ہو اور اس غیر مخلوق قدیم مکتب کا تلمیذ کسی مخلوق استاد کی تعلیم کا مرہونِ منت نہ ہو۔

نگارِ من کہ بہ مکتب نہ رفت و خط ننوشت　　　　بہ غمزہ مسئلہ آموزِ صد مدرس شد

(حافظ)

ترجمہ:۔ میرا محبوب جو مکتب و مدرسہ کی آمد و رفت اور کتابت آموزی سے ماوراء ہے وہ اپنے اشارۂ نازنین سے سینکڑوں مدرّسین کے معلّم و استاد ہیں۔

"ایک دوسرے صاحب فرماتے ہیں"

نبی اُمیّ و اُمّ الکتاب درس دہی　　　　علیم الاوّل و کشّاف رازِ ما اَوحیٰ

ترجمہ:۔ آپ ایسے امّی نبی ہیں کہ امّ الکتاب کی تعلیم عطا فرماتے ہیں اوّل جو ذاتِ حق ہے اسکے علیم و خبیر ہیں اور "واوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ" کے راز کشا ہیں۔

Marfat.com

دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے سیاسی حاکموں، خصوصاً فوجی افسروں کو جب کبھی حکومتِ وقت کی طرف سے خاص خاص پوشیدہ اسرار نہایت مخفی بھید کی باتیں اور پولیٹیکل حالات تاروں یا لاسلکی کے ذریعے پہنچانے مقصود ہوتے ہیں تو ان کی ظاہری صورت اور طرزِ ادا ایسی اجنبی اور انوکھی ہوا کرتی ہے کہ سوائے مخصوص افسروں کے انہیں اور کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا یہاں تک کہ خود ڈاک کے منشی، تار بابو اور لاسلکی کے کارکن بھی نہیں سمجھ سکتے وہ یا تو حروف مفردات یا خالی اعداد کی شکل میں محض مرموز اشارات ہوا کرتے ہیں الغرض قرآنی حروفِ مقطعات بھی اجنبی اور قدیم زبان کے تمہیدی مرموز اشارات اور مخفی نکات ہیں جسے محض نبی کی عقلِ کل یا ان کے طفیل ان کے خاص جانشین ہی سمجھ سکتے ہیں اور بس۔

ایک روایت ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام سورہ بقرہ لائے اور بولے الف، لام، میم تو آپ ﷺ نے فرمایا علمتُ میں سمجھ گیا تو جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا مَا عَلِمْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ میرے اور اللہ کے درمیان راز ہے"۔

الغرض قرآن اللہ تعالیٰ کی ایک نوری قدیم غیر مخلوق زبان ہے لیکن اس کا نور غافل لوگوں سے بے شمار حجابوں میں مخفی اور پنہاں ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

(بنی اسرائیل: آیت ۴۵،۴۶)

ترجمہ:۔ "اور (اے ہمارے نبی!) جس وقت تو انہیں قرآن سناتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے طرح طرح کے (حجاب اور) پردے ڈال دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر غفلت کے تالے لگا دیتے ہیں تا کہ وہ کچھ نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی ٹھونس دیتے ہیں (تا کہ وہ کچھ نہ سنیں)"

مذکورہ بالا آیت میں نفوس، قلوب اور ارواح کے مختلف حجابوں اور پردوں کا ذکر کیا گیا

Marfat.com

ہے جو غافل انسان اور قرآن کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے قرآن کا اثر نہیں ہوتا نہیں دیکھتے کہ کسی بڑے پاور ہاؤس سے لاکھوں وولٹ کی بجلی اگر کسی تانبے کے تار میں سے دوڑائی جائے تو ربڑ اور ریشم کی ایک معمولی پتلی تہہ اُس کے اثر کو زائل کر دیتی ہے سو قرآن کی غیر مخلوق قدیم نوری زبان کی برق باطن کی عظیم الشان بجلی حروف اور الفاظ کے تاروں میں مخفی اور پنہاں ہے لیکن غافل نفسانی انسانوں کے جسم اور زبانیں چونکہ طرح طرح کے مخالف اور مانع اثر مادوں سے ملوث اور آلودہ ہوتی ہیں لہٰذا قرآنی نور کو انسانی جسم کے اندر جانے نہیں دیتیں جیسا کہ آیا ہے کَلَامُ اللّٰہِ شَیْء" طَاھِر" لَا یَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاھِرٍ

"کلام اللہ اور اسم اللہ پاک چیز ہے اور بجز پاک جگہ کے قرار نہیں پکڑتا"

اور یہ بھی آیا ہے کہ بہت لوگ کلام اللہ کو پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترتا یعنی گلے کے نیچے جو دل ہے اس میں نفوذ نہیں کرتا اور یوں بھی روایت ہے کہ بہت لوگ قرآن پڑھتے ہیں لیکن قرآن اُلٹا انہیں لعنت اور پھٹکار کرتا ہے سو قرآن کریم کی سورتیں مختلف ہیں اور اس کے پڑھنے کی زبانیں اور جثے الگ الگ ہیں اسی اختلاف کی وجہ سے قرآن کے درجے اور مرتبے مختلف بن جاتے ہیں اور ان کا اثر مختلف ہو جاتا ہے چنانچہ ایک تو وہ قرآن ہے جس کی شان اس آیت سے نمایاں ہے اگر وہ پہاڑ پر بھی نازل ہو تو اس کے اثر سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور دوسرا وہ بھی قرآن ہے جو الٹا پڑھنے والے کو لعنت کرتا ہے غرض اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے نام کے انوار، اس سے غفلت اور ظلمت کے حجابوں کا ذکر ان دو مختلف آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اوّل آیتِ نور یہ ہے

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ (النور: آیت ۳۵)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہو، وہ چراغ (شیشہ کے) فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ) برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ مشرق کے رخ پر ہے نہ مغرب کے (بلکہ کسی آڑ کے بغیر کھلے میدان میں ہے) قریب ہے کہ اس کا تیل (آپ ہی) روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے، نور ہے نور پر، اللہ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''

اور وہ آیت جس میں ظلمت اور غفلت کا بیان وہ یہ ہے

أَوْ كَظُلُمَٰتٍ فِى بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَغْشَىٰهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ سَحَابٌ ظُلُمَٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ط (النور: آیت ۴۰)

ترجمہ: ''یا (کافروں کے اعمال) گہرے سمندر میں تاریکیوں کی طرح ہیں جن کو اوپر سے موج ڈھانپے ہوئے ہے، موج پر ایک اور موج ہے اس کے اوپر بادل ہے (تہ بہ تہ) تاریکیاں ہیں ایک کے اوپر دوسری''

یہاں پہلی آیت میں اسم اللہ کے نور کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں ذکر اللہ سے غفلت اور ظلمت کے حجابوں کا بیان ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط .... الخ (النور: آیت ۳۵) سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہرگز نہیں ہوسکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نور اور ظلمت کی تشبیہوں اور مثالوں سے پاک اور منزہ ہے اور وہ نور اور ظلمت دونوں کا خالق ہے جیسا کہ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط (الانعام: آیت ۱) سے ظاہر ہے جس کی تشریح کسی قدر ہم ''عرفان'' حصہ اول میں کر آئے ہیں۔ سو اس نور اور ظلمت کے تفاوت اور اختلاف کی وجہ سے ذکر اللہ اور کلام اللہ کے مراتب اور تاثیر میں فرق آجاتا ہے ان مختلف درجات کے سبب قرآن کے مختلف اسماء اور اقسام بیان کی گئی ہیں۔ اسی اختلاف کی وجہ سے قرآن کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے چنانچہ قرآنِ مجید، قرآنِ کریم، قرآنِ عظیم، قرآنِ حکیم

Marfat.com

کتابِ عزیز اور کہیں کتابِ مکنون کے مختلف القاب دیئے گئے ہیں اور یہ مہمل نہیں ہیں بلکہ یہ مختلف القاب قرآن کی مختلف اقسام اور صفات کے حامل ہیں جنہیں ہم یہاں ذرا تفصیل کے ساتھ الگ الگ آیتوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

(۱) قرآن کی ایک صورت وہ بھی تھی جو حضرت رسول کریم ﷺ کے دل پر نازل ہوئی اور اس میں ہمیشہ کے لئے محفوظ اور متمکن ہوگئی اور قرآن آپ ﷺ کو ہمیشہ کے لئے بغیر کوشش وتکرار کے یاد رہ گیا تھا اور کبھی نہیں بھولتے تھے حالانکہ ایک شاعر جب چند شعر کہتا ہے تو جب تک ان اشعار کو لکھ نہ لے فوراً ذہن سے اتر جاتے ہیں باوجود اس کے کہ نظم کا یاد رکھنا بہ نسبت نثر کے بہت آسان ہے اور قرآن تمام نثر ہے جس کی یاد اور حفظ بہت مشکل ہے چنانچہ ابتدائے وحی میں حضور ﷺ کو یہی خوف لاحق ہوگیا تھا اور آپ ﷺ قرآن کے نزول کے بعد خوفِ نسیان کی وجہ سے اس کی بار بار تکرار کرنے لگتے تھے کہ اگر قرآن یاد نہ رہا اور بھول گیا تو لوگوں کو کس طرح سنائیں گے اور قرآن کتاب کی صورت میں کس طرح جمع ہوگا چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ انہیں تکرار کی تکلیف سے منع فرماتا ہے اور قرآن کے حفظ، جمع اور بیان کرنے کا ذمہ خود اٹھاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیامہ: آیت ۱۹-۱۷)

ترجمہ:۔ ''(اے ہمارے نبی ﷺ!) قرآن کا (کتاب کی صورت میں) جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے پس جب نزول اور وحی کی صورت میں قرآن پڑھ لیا جائے تو اس قرات کے ساتھ رہو۔ اس کا دوبارہ بیان کرنا ہمارے ذمے ٹھہرا''۔

غرض یہ قرآن کا بڑا بھاری اعجاز ہے کہ جس پر نازل ہوا اس کے مغز یعنی دل اور روح میں اتر گیا۔ قرآن کی یہ نرالی شان اب بھی موجود ہے قرآن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب کسی کے دل اور روح میں اتر جاتا ہے تو بن پڑھے اور تکرار کئے یاد رہ جاتا ہے اور ہمیشہ پڑھا جاتا ہے

Marfat.com

اس کی مثالیں بے شمار ہیں کہ دل اور روح کی لطیف زبان تمام قرآن کو طرفۃ العین میں ختم کر ڈالتی ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت جو یہ مشہور ہے کہ آپ ﷺ ایک رکاب سے دوسری رکاب میں پاؤں ڈالنے کے وقفہ میں قرآن ختم کر لیتے تھے اس سے بالکل تعجب نہیں کرنا چاہیے۔

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت بایزید بسطامی کی نسبت مذکور ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک ولی اللہ کو دیکھا کہ اس پر آسمان سے نور کی تجلی ہوتی تھی پس میں حصول فیض و برکت کی غرض سے اس کے پیچھے ہولیا اور جہاں زمین پر اس کا قدم پڑتا تھا۔ میں بھی تبرک کے طور پر اس کے قدم پر قدم رکھتا جاتا تھا۔ آخر اس نے مڑ کر میری طرف دیکھ کر کہا ''اے نادان! جب تک تو میرے جیسے عمل نہیں کرے گا۔ خالی میرے قدم پر قدم رکھنے سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا'' میں نے دل میں خیال کیا خدا جانے یہ کونسا ایسا عمل کرتا ہوگا اس نے پھر میری طرف مڑ کر کہا' میرا عمل یہ ہے کہ میں روزانہ ستر بار قرآن کریم ختم کرتا ہوں''۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص خیال میں قرآن اتنی دفعہ پڑھ لیتا ہوگا ظاہر طور پر تو یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے اس نے پھر میری طرف مڑ کر کہا ''میں خیال سے نہیں بلکہ لفظاً اور عبارتاً قرآن پڑھتا ہوں'' سو اس طرح بھی قرآن پڑھنے کی صورت ہے۔

ایک دفعہ ایک درویش محمد یار نامی نے مجھے اپنا واقعہ سنایا کہ وہ جوانی میں حضرت سلطان العارفین کے مزار پر اس خیال سے حاضر ہوا کہ اس نے لوگوں سے سنا تھا کہ حضرت کے مزار پر زائر جو مراد لے کر جاتا ہے وہ پوری ہو جاتی ہے چنانچہ وہ یہ مراد دل میں لے کر حاضر ہوا کہ حضرت اسے اپنی اصلی صورت میں زیارت سے مشرف فرمائیں وہ کئی روز اسی خیال سے وہاں ٹھہرا رہا مگر اسے دورانِ قیام آپ کی زیارت نصیب نہ ہوئی اور وہ ناامید ہو کر وہاں سے پچھلے پہر اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا اور دل میں خیال کیا کہ یہ محض غلط پراپیگنڈہ ہے کہ حضرت زائر کی دلی مراد معلوم کر کے پوری فرماتے ہیں۔ رات کو وہ راستے میں ایک مسجد میں شب باش ہو گیا اور خواب میں دیکھا کہ دربار شریف میں موجود ہے اور وہاں سے رخصت ہونے کی تیاری میں ہے دل میں

Marfat.com

کہا کہ چلو آخری بار حضرت کے مزار کی زیارت کر کے پھر گھر کو روانہ ہو جائے چنانچہ اسی خیال سے محل میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں کوئی مزار وغیرہ نام کو بھی موجود نہیں بلکہ ایک پلنگ پڑا ہوا ہے جب وہ اس پلنگ کے قریب گیا تو دیکھا کہ آپ نے چہرہ مبارک سے نقاب اٹھا کر فرمایا! ''محمد یار مجھے دیکھو دُنیا میں میری یہی صورت تھی جو اس وقت تم دیکھ رہے ہو'' محمد یار نے بیان کیا ''خدا کی قسم میں ایک جاہل مطلق اور اَن پڑھ آدمی ہوں لیکن آپ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی میرا قرآن جاری ہو گیا اور میرے اندر قرآن اس طرح پڑھا جانے لگا جس طرح پڑھتے ہوئے حافظ پڑھتے ہیں، میں وہ قرآن بے ہوش وحواس حالت استغراق میں پڑھتا تھا اور ساتھ ہی گریہ بھی جاری تھا مدت تک میری یہی حالت جاری رہی اور جوں ہی میں باطن کی طرف متوجہ ہوتا مجھے غیبت حاصل ہوتی اور میرا قرآن جاری رہتا'' اس بارے میں اس فقیر کا اپنا تجربہ بھی ہے جو اسی کتاب کے اگلے صفحات میں ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا غرض قرآن کی یہ شان اب بھی موجود ہے اور خاصانِ خدا میں مروّج اور جاری ہے غافل مردہ دل اور نادان لوگ قرآن کی اس نرالی شان کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔

(۲) دوسری صورت قرآن کریم کی یہ مذکور ہے کہ اس نوری مخفی قرآن کو نفسانی ناپاک لوگ ہرگز چھو نہیں سکتے جیسا کہ ارشاد ہے

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍۙ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ
(الواقعہ: آیت ۷۹-۷۷)

ترجمہ: ''بے شک وہ قرآن کریم (کا ایک پاک نوری وجود) ایک مخفی پوشیدہ کتاب کی صورت میں بھی موجود ہے جسے چھو نہیں سکتے مگر پاک لوگ''

یعنی ناپاک نفسانی لوگوں کی اس قرآن تک رسائی نہیں ہے یہاں لفظ لَا يَمَسُّهٗ مضارع کا صیغہ ہے جس کے معنی حال اور مستقبل کے ہیں یعنی اس قرآن کو نہیں چھوتے یا نہیں چھوئیں گے مگر پاک لوگ یہاں نہی کا صیغہ ہرگز نہیں ہے کہ اسے ناپاک آدمی نہ چھوئے کے معنی لئے جائیں۔

Marfat.com

(۴) سورۂ عبس میں آیا ہے

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿١٢﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ (عبس: آیت ۱۶-۱۱)

ترجمہ: ''حق یہ ہے کہ بے شک یہ (قرآن کی آیتیں) نصیحت ہیں تو جو چاہے اس (قرآن) کو یاد کرے، ان صحیفوں میں یہ عزت والے ہیں بلندی والے پاکی والے ہیں، ایسے کاتبوں کے ہاتھوں سے (لکھے ہوئے) جو نہایت بزرگی والے (بہت) نیک ہیں''

یعنی خبردار قرآن ایک عام ذکر کا دسترخوان ہے جو چاہے اس میں شامل ہو جائے اس کی نوری تحریر تو عزت والے بلند اور پاک صحیفوں میں محفوظ ہے جسے عزت والے پاک فرشتوں نے تحریر کیا ہے۔

یہاں اُس قرآن کا ذکر نہیں ہے جسے جودھ سنگھ اور سنت سنگھ وغیرہ ناپاک اور پلید ہاتھوں سے لکھواتے، چھپواتے اور چند ٹکوں کے عوض بیچا کرتے ہیں بلکہ وہ ایک بلند، پاک اور عزت والی کتاب ہے جسے پاک اور نیک ملائکہ کے لطیف ہاتھوں نے نوری حروف سے تحریر کیا ہے سو قرآن اگر اللہ تعالیٰ کا قدیم اور غیر مخلوق کلام ہے تو اس کی ہر دو قدیم تحریری اور تقریری صورتیں موجود ہونی چاہییں اور یہ وہ قدیم تحریری اور تقریری صورتیں ہیں جو پچھلی آیتوں میں بیان کی گئی ہیں۔ قرآن کی قدیم تقریری صورت وہ ہے جو قاری کے مغز یعنی لطیفۂ قلب اور روح میں اُتر جاتی ہے اور کبھی نہیں بھولتا۔ ورنہ حادث دماغ والے حافظ اگر قرآن کا دور اور تکرار چھوڑ دیں تو قرآن ان کے دماغ سے اتر جاتا ہے اسی طرح جودھ سنگھ اور سنت سنگھ کے چھپے ہوئے حادث قرآن ضائع اور بوسیدہ ہو جاتے ہیں لیکن بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ (عبس: آیت ۱۶، ۱۵) کا پاک نوری مرقوم قرآن بوسیدہ اور ضائع ہونے سے پاک ہے۔

Marfat.com

(۴) ایک آیت میں قرآن کا یوں ذکر آیا ہے

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۞ (حٰمٓ السجدہ: آیت ۴۲،۴۱)

ترجمہ: ''تحقیق قرآن ایک ایسی غالب کتاب ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی باطل نہ آگے سے نہ پیچھے سے قائم رہ سکتا ہے (کیوں کہ) یہ حکمت والے اور تعریف والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے''

اس کا مطلب یہ ہے کہ خواب یا مراقبے میں جس مجلس میں قرآن پڑھا جائے اس میں شیطان کا دخل نہیں ہوسکتا اور وہ خواب یا مراقبہ شیطانی نہیں ہوتا بلکہ رحمانی ہوتا ہے الغرض قرآن حق اور باطل کے پرکھنے کا سچا معیار ہے اور تصوف کا مسئلہ ہے کہ شیطان باطن میں ان تین صورتوں پر متمثل نہیں ہوسکتا کیوں کہ یہ تینوں مظہر ہدایت ہیں

اوّل ☆ شیطان نبی ﷺ کی صورت پر متمثل نہیں ہوسکتا

دوئم ☆ قرآن یا اس کی کسی سورت یا آیت کی صورت میں

سوئم ☆ خانہ کعبہ کی صورت میں

نورِ قرآن کی دو تفسیری اور تاثیری برقی لہریں

قرآن کے یہ مختلف نام بے فائدہ اور مہمل نہیں ہیں بلکہ جس طرح اس کے مختلف نام ہیں اسی کے مطابق اس کی الگ الگ اقسام ہیں اور اسی طرح اس کے پڑھنے کے علیحدہ اجسام ہیں اور اس کے لئے مختلف زبانیں اور ان کے پڑھنے کی جُدا جُدا تاثیرات، نتیجے اور انجام ہیں

الغرض قرآن کریم اگر اپنی اصلی شان میں نمایاں ہو اور ذات متکلم کی غیر مخلوق نوری بجلی کی برقی لہر اور کرنٹ اس میں رواں ہو تو اس کی طاقت اور ثقالت سے سنگین پہاڑ بھی ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا نور اور اس کا اثر جسم اور زبان کی لطافت اور پاکی پر موقوف ہے۔ مولانا روم صاحب اپنی مثنوی میں اپنے پیر صحبت مولانا حسام الدین کو خطاب

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

اے حسام الدیں بحذق رائے تو　　　حلق بخشد سنگ را حلوائے تو

ترجمہ:۔''اے حسام الدین تیری بیدار اور پختہ رائے کی قسم تیرے کلام کی شیرینی بے جان پتھر میں بھی ذوق وشوق اور اشتہاء پیدا کر رہی ہے اور پہاڑ بھی اس کے لینے اور قبول کرنے کے لئے منہ پھاڑ رہے ہیں''

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مناجات اور حمد وثناء میں جس وقت مشغول ہوتے تو ان کی آواز اور تاثیر سے بے جان پہاڑ اور بے شعور طیور متاثر ہو کر ان کی طرف مائل اور راغب ہوتے اور ان کے ساتھ حمد ومناجات میں شریک ہو جاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾

(ص: آیت ۱۹-۱۷)

ترجمہ:۔''اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو تھے (باطنی) ہاتھوں والے اور تھے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے اور ہم نے ان کے ساتھ مسخر کر دیئے تھے پہاڑ جو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح میں رات اور دن شریک رہتے اور پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ سب ان کی طرف مائل اور راغب رہتے''

الغرض کلام اور آواز کی حلاوت اور تاثیر سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا کیوں کہ کلام اور قوتِ بیان میں سحر اور جادو بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ بے شمار اس قسم کے کلام، منتر اور جادو وغیرہ مخلوق میں خاص خاص امراض اور آزار کے لئے مؤثر اور مفید پائے گئے جو انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں زہریلے جانوروں مثلاً سانپ، بچھو دیوانے کتے اور اکثر عصبی اور دیگر بدنی امراض کے لئے تیر بہدف مؤثر پائے گئے ہیں اور طرفہ یہ کہ ان کلاموں کے معنی ان کے عامل بھی نہیں سمجھتے۔ صرف طوطے کی طرح بر سر زبان یاد کیا ہوا ہوتا

Marfat.com

ہے اسی طرح پڑھ دیتے ہیں اور وہ فوراً اپنا اثر کر جاتے ہیں تو پھر قرآن جو اللہ تعالیٰ کا برحق غیر مخلوق نوری کلام ہے کیوں اثر نہ کرے ضرور کلام اللہ اپنا اثر رکھتا ہے بشرطیکہ وہ طاہر جسم اور پاک زبان سے ادا ہو اور اس میں غیر مخلوق نور کی بجلی اور پاور موجود ہو اگر وہ صحیح طور پر برمحل ادا ہو تو ہر چیز اور کام پر اس کا عمل نافذ اور جاری ہو جاتا ہے قولہٗ تعالیٰ

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ط (الرعد: آیت ۳۱)

ترجمہ: ''اور اگر کوئی ایسا قرآن (نازل) ہوتا جس سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس سے زمین پھٹ جاتی یا اس کی وجہ سے مردوں سے باتیں کی جاتیں (تب بھی وہ ایمان نہ لاتے، اللہ عاجز نہیں) بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں''

یعنی ممکن ہے کہ قرآن اس طرح کا ہو کہ اس کی تاثیر سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں یا زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یا مُردے جی کر بولنے لگ جائیں لیکن اس امر کی بجلی اللہ تعالیٰ کے پاور ہاؤس میں محفوظ ہے اور وہاں سے جاری ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بجلی اپنے پاور ہاؤس سے نکلتی ہے تو موافق اور مناسب اجسام میں سرایت کرتی ہے اور مخالف اجسام میں نفوذ نہیں کرتی اسی طرح کلام کی بجلی اپنے متکلم کے دل و دماغ کے ڈائنمو سے خارج ہو کر حروف، الفاظ اور عبارت کی صورت میں تار تنفس کے ذریعے سامعین کے کانوں سے ہو کر ان کے دل اور دماغ کو متاثر کرتی ہے اور اسی طرح جس وقت قرآن کریم کے حروف، الفاظ اور عبارات اپنے محل سے صحیح اور درست طور پر ادا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے غیر مخلوق انوارِ ذات، صفات و افعال کی بجلی سے بھرپور اور معمور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاور ہاؤس سے ان کا کنکشن ہوتا ہے اور وہاں سے الہام، تجلیات اور باطنی برقی طاقت کی لہریں پڑھنے والے کے وجود میں منتقل ہوتی ہیں ہر چیز اپنے صحیح محل اور ٹھیک موقع سے چالو ہوتی ہے چنانچہ کارتوس اور توپ کا گولہ اپنے محلِ بندوق اور توپ کے اصلی مقام سے چلے تو وہ چالو اور کارگر ہوتا ہے اور اگر صرف ہاتھ سے کسی پر پھینکا جائے تو وہ اثر نہیں کرتا

Marfat.com

قرآن پاک کی تاثیر اور طاقت اگر دیکھنی ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے پہلے پاک زبان، طاہر جسم زندہ دل اور روشن دماغ کی ضرورت ہوگی۔ عارف کامل کا دل اللہ تعالیٰ کی لوحِ محفوظ کا نمونہ اور ماڈل ہوتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے پاور ہاؤس کے مشابہ اور مماثل بیٹری لگی ہوئی ہوتی ہے کہ جب اس کا بٹن دبا دیا جاتا ہے تو اس کے نور کا روزن کھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر مخلوق پاور ہاؤس سے اس کا تعلق اور کنکشن ہو جاتا ہے۔ اس وقت دل کی باطنی سوئی اگر قرآن کے اصلی حقیقی ریڈیو اسٹیشن سے ملا دی جائے تو قرآن پڑھنے والے کے دل پر اپنی اصلی شان اور آن سے جاری ہونے لگ جاتا ہے۔

سائنس کا یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جس قدر انسان جانور اور پرندے کلام کر چکے ہیں یا بولیاں بول چکے ہیں ان سب کی آواز اس فضا میں محفوظ اور موجود ہے اور ان کو دوبارہ اخذ اور جاری کیا جاسکتا ہے جب حادث مادی زبان کی بولیوں اور آوازوں کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کے غیر قدیم مخلوق نوری کلام کو تو مع آواز وصورتِ قدیم وصورتِ تحریر وتقریر قدیم اور جملہ قدیم آن اور شان کے ساتھ ہمیشہ قائم ودائم اور موجود ہونا چاہیے قرآن کی ظاہر کتابی صورت، حروف اور الفاظ کی سیاہی اور اس کے اوراق گو مخلوق ہیں لیکن اس کی باطنی نوری صورت جو اس کی روح اور جان ہے غیر مخلوق ہے اصل ونقل، قشر ولُب، ظاہر وباطن اور جسد وروح میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایک نفسانی مردہ دل، ناپاک جسم اور ناپاک زبان والا شخص جو قرآن پڑھتا ہے وہ اصلی حقیقی قرآن کا خالی نمونہ اور عکس پیش کرتا ہے نہ کہ اصلی حقیقی قرآن۔ اصل قرآن وہ ہے جو نبی آخر زمان ﷺ پر اپنی حقیقی عظمت اور شان کے ساتھ تیئس برس کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً مکہ اور مدینہ میں نازل ہوتا رہا جس کے نزول کے وقت نبی ﷺ کے دل سے لے کر ساق عرش تک جبرائیل امین اور اس کے ملائکہ معاونین کے پَرے اور صفیں قائم ہو جایا کرتیں اور آپ ﷺ کے طُورِ دل پر انوار اور تجلیات کی بجلیاں کوندنے لگتیں اور ساتھ ساتھ قرآنی معانی کے معارف واسرار اور روحانی انوار کی موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا قدیم اور غیر مخلوق کلام ہے اور جب وہ قدیم ہے تو اس کے نزول کی وہ قدیمی شان اب بھی بدستور قائم اور موجود ہے جو لوگ نبی ﷺ کی مکمل پیروی کر کے آپ تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور آپ کے ساتھ کمالِ محبت اور عشق کے ذریعے درجہ فنافی الرسول حاصل کر لیتے ہیں وہ حضور کے خاص لطف وکرم سے تلاوتِ قرآن اور دعوتِ قرآن کے وقت حضور اکرم ﷺ کے ہم جسم، ہم دم، ہم قدم، ہم جان اور ہم زبان ہو کر آپ کی اس شانِ قرآن کو پا لیتے ہیں اور حضور ﷺ کے صبغتہ اللہ میں رنگ دیئے جاتے ہیں اور آپ کی شانِ قرآن ان میں جلوہ گر ہو جاتی ہے۔

گفتِ پیغمبر بُوَد از اُمّتم　　　کہ بود ہم جوہر وہم ہمّتم

(رومی)

ترجمہ:۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایسے افراد بھی ہیں میرے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو کر حصولِ سعادت میں میرے ساتھ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ جب کمال ادائے نوافل کے سبب اللہ تعالیٰ سے اس قدر قرب حاصل کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے تو ایک خاص بندے کا کمال متابعت اور محبتِ نبوی کے سبب آپ کے اخلاق سے متخلق اور آپ کی صفات سے متصف ہونے میں کیا شک اور شبہ ہو سکتا ہے، عوام نفسانی لوگوں کے رسمی طور پر قرآن پڑھنے کا طور اور طریقہ الگ ہے اور خاصانِ خدا کے قرآن پڑھنے کی شان کچھ اور ہی قسم کی ہوتی ہے۔

زِ دَلوِ چرخ اگر خواہی کہ یابی آبِ خوش خوردن　　　بجُز اللہ بزن دستے بردل چہ زیں چہ زنداں

تو گاندر نکتہ حرفی چہ دانی سِرّ ایں معنیٰ　　　کہ جز دودے ندیدی از حروفِ روشن قرآں

نہ حرف ونکتہ قرآن است ظلمت نور کے گرد　　　ولیکن اندر آں ظلمت ہست آں چشمۂ حیواں

ہماں قاری کہ از عادت کند ختمے بہ ہر ساعت　　　اگر یک نکتہ دریابد بماند تا ابد حیراں

(ناصر خسرو)

Marfat.com

ترجمہ:۔

اگر آسمان کی گردش تجھے اچھی روزی دے سکتی ہے تو حبل اللہ سے دلِ پریشان اور بے دین کو بھی تبدیل کر سکتا ہے۔

تو حروف کے نکتہ میں اس حقیقت کو کب سمجھ سکتا ہے جو تو پُر نور قرآن سے سوائے حرف گیری کے کچھ نہیں دیکھتا۔

قرآن کے یہ سیاہ نکتہ و حروف نور کب ہوں گے لیکن انہی سیاہ حروف میں چشمہ حیات پایا جاتا ہے۔

قرآن کا وہ قاری جو ہر ساعت میں ختم قرآن کرنے کی عادت رکھتا ہے اگر وہ ایک مرتبہ قرآن کی حقیقت پر غور کر لیتا تو ہمیشہ محو حیرت میں رہتا۔

جس طرح مادی اور ظاہری بجلی کی دو مثبت و منفی لہریں ہوا کرتی ہیں اسی طرح جب قرآن کے حروف و الفاظ کے تاروں کو زبان سے حرکت دے کر چھیڑا جاتا ہے تو اگر زبان سے انسانی دل اور دماغ تک نوری بجلی کے پہنچنے کے لئے توفیق اور استعداد کے موافق تارگی ہوئی ہو تو قرآن کے قدیم نوری پاور ہاؤس میں باطنی بجلی کی دو قسم کی لہریں یعنی تفسیر و تاثیر کی نوری لہریں پڑھنے والے کے دل اور دماغ کے بلبوں تک جاری ہو جاتی ہیں۔ دماغ تک جو نوری لہر جاتی ہے وہ نورِ علم کی تفسیری رو ہے اور دل کی طرف جو رو چلتی ہے وہ نورِ امر کی تاثیری لہر ہوتی ہے تفسیر اور تاثیر کی یہ دو لہریں سالک عارف کے جسم میں دل اور دماغ کے بلبوں کو روشن کرتی ہیں اور جس شخص کے قرآن پڑھنے سے یہ دو قسم کے نور پیدا نہ ہوں وہ اگر تمام عمر قرآن پڑھتا رہے اسے قرآن پڑھنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

ہیچ علمے بہتر از تفسیر نیست　　　　ہیچ تفسیرے بہ از تاثیر نیست

(رومی)

ترجمہ:۔ کوئی علم تفسیر سے بہتر نہیں اور کوئی تفسیر تاثیر سے بڑھ کر نہیں

Marfat.com

دعوتِ قرآن کے اجراء کی شرائط

قرآن کے یہ دوقسم کے نور ظاہری زبانی عالموں سے درسی اور کسبی طور پر حاصل نہیں ہوتے بلکہ یہ باطنی برقی لہریں انبیاء اور ان کے وارث اولیاء کے سینوں سے جاری ہوتی ہیں اور جس شخص کا ان سے باطنی رابطہ قائم ہو جاتا ہے وہ اس باطنی بجلی کے نوری کنکشن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے پاور ہاؤس سے منسلک ہو جاتا ہے اور یہ دوقسم کی نوری لہریں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے وہبی طور پر بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے سینوں میں منتقل ہوتی ہیں ان دوعلوم کے حصول کے لئے طالب کو دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک تو اپنے جسم و جان اور دل و زبان کو پاک و صاف کر کے اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام کے ساتھ موافقت اور مناسبت پیدا کرنی پڑتی ہے، دوئم کسی باطنی مربی اور روحانی استاد کے ذریعے اپنے اصلی پاور ہاؤس سے نوری کنکشن، باطنی رابطہ اور روحانی رشتہ جوڑنا پڑتا ہے کیوں کہ اس نور کا فیضان بغیر باطنی رابطے اور روحانی رشتے کے ناممکن اور محال ہے۔ پہلی بات سے طالب سالک دعوت پڑھنے میں کامل ہو جاتا ہے اور دوسری سے طالب صاحبِ اجازت و صاحبِ رابطہ بن جاتا ہے اگر یہ دو باتیں کسی میں نہ ہوں تو اس سے کلام اور دعوت کا عمل جاری نہیں ہوتا یعنی قرآن کا نور زبان تک ہی محدود رہ جاتا ہے اور دل و دماغ کے بلبوں کو روشن نہیں کرتا۔ لہٰذا نور قرآن کو زبان سے دل، دل سے دماغ اور وہاں سے تمام جسم و جان اور اس کے جملہ اعضاء تک پہنچنے کے لئے تمام جسم اور جان وغیرہ کو پاک ہونا چاہئے اور قرآن اس طرح پڑھا جائے کہ اس کی پھر وہی اصلی لطیف نوری صورت بن جائے جو صورت اس کی نزولی حالت میں تھی اور جو ملائکہ اور ارواح کی لطیف غذا بن جاتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کے اصلی پاور ہاؤس سے کنکشن اور روحانی رابطہ پیدا

Marfat.com

کرنے کے لئے زبان، جسم، اعضاء اور دل و دماغ کی موافقت اور مناسبت کیوں کر پیدا کی جائے اس امر کے لئے اس فن کے متقدمین عاملین اور اہل سلف بزرگانِ دین نے کچھ اصول، قاعدے اور قوانین مقرر کئے ہیں ان قواعد اور قوانین پر جو طالب اور سالک عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے نام کا ورد جاری رکھتا ہے تو اس سے ضرور نور پیدا ہونے لگتا ہے اور غیبی لطیف مخلوق میں سے جن، ملائکہ اور ارواح ایسے سالک عامل کے پاس اپنی نوری لطیف غذا حاصل کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر اس سے قُوت اور قُوّت حاصل کرتے ہیں اور اس کے وظیفہ خوار بن کر اس کے کاموں میں معاون اور مددگار بن جایا کرتے ہیں وہ شرائط اور قوانین حسب ذیل ہیں

شرائط اور قوانین

ا۔　اوّل شرط یہ ہے کہ طالب حق گو اور راست رو ہو اور یاوہ گوئی و بدزبانی سے پرہیز کرے اور کبھی بھولے سے بھی جھوٹ نہ بولے کیوں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام برحق ہے

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ط (بنی اسرائیل: آیت ۱۰۵)

ترجمہ: ''اور ہم نے قرآن کو صرف حق کے ساتھ اتارا اور وہ حق ہی کے ساتھ اترا''

قَوْلُهُ الْحَقُّ ط وَ لَهُ الْمُلْكُ (الانعام: آیت ۷۳)

ترجمہ: ''اس کا فرمان حق ہے اور اسی کی حکومت ہوگی''

اور جھوٹ اس کلام حق کی ضد ہے۔ اگر طالب جھوٹ، لغویات، کفریات، غیبت اور ہر قسم کی دشنام طرازی سے زبان کو آلودہ کرے گا تو اس کی زبان قرآن پاک کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوگی اور اس کے قرآن پڑھنے سے نور ہرگز نہ پیدا ہوگا۔

۲۔　دوئم:۔ اَكْلُ الْحَلَال ہے یعنی طالبِ حق کی کمائی حلال اور اس کی غذا اور قُوت پاک اور طیّب ہو کیوں کہ حرام غذا سے جس آدمی کا خون گوشت اور جسم تیار ہوتا ہے اس میں قرآن کا نور داخل نہیں ہوتا اور اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

Marfat.com

۳۔ سوئم:۔تن، جسم، کپڑے اور تلاوت کی جگہ پاک ہو اگر ہو سکے تو جسم اور اس جگہ کو خوشبو مثلاً عطر، بخور اور پھولوں سے خوشبو دار رکھے کیوں کہ غیبی لطیف مخلوق خوشبو کی طرف راغب اور بدبو سے متنفر ہوتی ہے حقہ نوشی، نسوار، کچے پیاز و لہسن وغیرہ ہر قسم کی بدبو دار اشیاء سے اجتناب کرے

۴۔ چہارم:۔ اگر جلالی جمالی پرہیز رکھے اور ترک حیوانات کرے تو بہتر ہے یعنی حیوانات کے خون، گوشت، دودھ، گھی، دہی، چھاچھ وغیرہ ترک کر دے کیوں کہ جس غذا میں خون اور ظلم کی بو آتی ہو مؤکلات اس سے نفرت کرتے ہیں۔

۵۔ پنجم:۔ جائے مقیم اور وقت کا تعین بھی اس عمل کے لئے لازمی گردانا گیا ہے یعنی تا ادائے زکوٰۃ کلام اور تا اجرائے عمل ایک معین جگہ اور مقررہ وقت میں کلام پڑھا کرے جس وقت عامل کلام پڑھتا ہے تو موکلات اپنی باطنی لطیف غذا کے حصول کے لئے اس معین مقام اور مقررہ وقت پر عامل کے پاس حاضر ہو کر اپنی مخصوص غذا حاصل کر کے خوش وقت ہو جاتے ہیں اور اگر پڑھنے کی جگہ اور وقت تبدیل ہو جائے تو موکلات کو عامل کے پاس حاضر ہونے میں دِقت پیش آتی ہے اور بعض دفعہ ناراض ہو کر اس کے پاس آنا چھوڑ دیتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا کے کنارے مچھلیوں کے لئے ایک مقررہ گھاٹ اور معین وقت پر آٹا یا کوئی کھانے کی چیز پانی میں ڈالتا ہے تو مچھلیاں مقررہ گھاٹ اور معین وقت پر غذا حاصل کرنے کے لئے آ موجود ہوتی ہیں بلکہ ان میں اور زیادہ ملتی جاتی ہیں اور اگر ان کا گھاٹ اور وقت تبدیل ہوتا رہے تو انہیں غذا حاصل کرنے میں دقت پیش آتی ہے یہی حال ان غیبی مؤکلات کا ہے۔

۶۔ ششم:۔ بار بار قرآن، کلام اللہ اور ذکر اللہ کو زبان سے تکرار کرے اسی طرح بار بار قرآنی الفاظ کو زبان سے تکرار کرنے اور رگڑنے سے نور کی بجلی پیدا ہونے لگتی ہے اور قرآن باطن یعنی قلب اور روح وغیرہ کی طرف منتقل ہونے لگ جاتا ہے اور دل اس طرح ظاہر زبان کے تکرار سے کلام اللہ پر گویا ہو جاتا ہے جس طرح ماں کے بار بار بولنے سے بچہ بولنے لگ جاتا ہے اس

Marfat.com

کے لئے عاملوں نے ہر کلام کے لئے تکرار اور بار بار پڑھنے کی تعداد مقرر کی ہے اور زکوٰۃ، نصاب بذل، قفل، کلید اور دورِ مدوّر کے ناموں سے اسے موسوم کیا ہے۔

۷۔ ہفتم:۔ جسم اور جان کو نورِ قرآن سے موافق بنانے کے لئے قرآن پر ایمان لانا لازمی ہے یعنی قرآن کو اللہ تعالیٰ کا برحق کلام ماننا اور اس پر سچے دل سے ایمان لانا لازمی ہے مذکورہ شرائط کے ساتھ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اس کے دل اور دماغ کو نورِ قرآن سے منور ہونے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی اور قرآن کا عمل اس سے جاری ہو جاتا ہے قرآن کے پاور ہاؤس سے نور قرآن کے اجراء کا راستہ صاف ہو جاتا ہے۔

اب سب سے بڑی اور اہم شرط کسی ایسے عامل کامل کے ساتھ باطنی رابطہ اور غیبی رشتہ پیدا کرنا ہے جس کا تعلق اور کنکشن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نوری پاور ہاؤس سے ہو اسے کلام کی اجازت اور اذن بھی کہتے ہیں اور رابطۂ شیخ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں پہلی سات شرائط سے طالب میں باطنی بجلی کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے اور اس کے وجود تک بجلی کے تار، کھمبے اور بلب وغیرہ لگ جاتے ہیں اور آخری شرط سے پاور ہاؤس سے کنکشن مل کر وہاں سے نوری بجلی کی رو جاری ہو جاتی ہے اور طالب کے دل و دماغ اور تمام اعضاء وغیرہ کے بلب روشن ہو جاتے ہیں۔

عملِ دعوت

عملِ دعوت دو قسم کا ہے ایک جمالی دوئم جلالی۔ دعوت جمالی محبت، تسخیر، جذب اور تالیفِ قلوب کے لئے اور دعوت جلالی ہر قسم کے باطنی و ظاہری دشمنوں کی مقہوری اور ہلاکت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اس عمل میں پہلی سات شرائط سے طالب گویا بندوق کی قسم کے ہتھیار چلانے میں قابل اور ماہر بن جاتا ہے اور آخری شرط سے گویا اسے بندوق وغیرہ رکھنے کی سرکاری سند اور لائسنس مل جاتا ہے۔

Marfat.com

آج کل کے مغرب زدہ علماء میں یہ خیال عام طور پر پایا جاتا ہے کہ قرآن کو بار بار پڑھنا اور ثواب کے طور پر اس کا روزانہ وِرد کرنا یا کسی حاجت یا مرض کی شفاء کے لئے پڑھنا بے فائدہ اور بے سود ہے یعنی یہ لوگ قرآنی تاثیر کے سرے سے منکر ہیں حالانکہ دیکھتے ہیں کہ جب انسانوں کے بنائے ہوئے منتر جنتر خالی زبانی طور پر پڑھے جانے سے فوری اثر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق قدیم کلام کیوں نہ اثر کرے گا جس کا امر تمام کائنات میں نافذ اور جاری ہے اور جس میں تمام کائنات اور کائنات کے جاندار و بے جان، ظاہری و باطنی کُل مخلوق مخاطب مُکلّف مامور اور مطیع ہے۔ قرآن ہر قسم کے ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور مادی و روحانی امراض اور آفات کے لئے شفاء اور رحمت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بنی اسرائیل: آیت ۸۲)

ترجمہ: ''اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو رحمت اور شفاء ہے ایمان والوں کے لئے''

یعنی قرآن مومنین کے لئے موجب شفائے بدن و موجب احیائے قلوب اور باعث راحت ارواح ہے۔ قرآن کے ظاہری حروف، الفاظ اور عبارت جسم انسان کے لئے اور اس کے معنی اور باطن قلوب کے لئے اور معنی المعنی روح کے لئے علیٰ ہذا القیاس قرآن اِلٰی سَبْعِ بُطُوْنٍ یعنی سات لطائف تک موجب شفا اور باعثِ رحمت ہے

حدیث ☆ اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَاهِر'' وَ بَاطِن'' وَّ لِكُلِّ بَاطِنٍ بَطَن'' اِلٰی سَبْعِ بُطُوْنٍ

اسی کے مطابق یہ حدیث بھی ہے

اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، حدیث نمبر: ۲۲۸)

یعنی قرآن سات مختلف طرق و طرح پر نازل ہوا ہے۔

Marfat.com

مثنوی

حرفِ قرآن را مداں کہ ظاہر است
زیرِ ظاہر باطنے ہم قاہر است

زیرِ آں باطن یکے بطنِ دگر
خیرہ گردد اندر او فکر و نظر

زیرِ آں باطن یکے بطنِ سوم
کہ درو گردد خردہا جملہ گم

بطنِ چارم از نبی خود کس ندید
بے خدائے بے نظیر و بے ندید

ہم چنیں تا ہفت بطن اے بُو الکرم
مے شمُر تو زیں حدیثِ معتصم

نورِ قرآن اے پسر ظاہر مبیں
دیو آدم را ندیدہ غیر طین

گرچہ قرآن از لبِ پیغمبر است
ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

(رومی)

ترجمہ:۔

قرآن کا صرف ظاہر نہیں ہے بلکہ اس کے ظاہر سے زیادہ اس کا باطن ہے۔
اس باطن کا بھی ایک دوسرا باطن ہے کہ عقل وخرد اسکی معنویت سے حیران رہ جاتے ہیں
نیز اُس باطن کا بھی ایک اور تیسرا باطن ہے کہ جس میں عقلیں گُم ہو جاتیں ہیں۔
قرآن کا چوتھا باطن آپ علیہ السلام سے کوئی نہ سیکھ سکا وہ باطن بھی بے مثل ومثال خدا کے سکھائے بغیر کسی کے علم میں نہیں آ سکتا۔
اس طرح اے خوش نصیب اُس قرآن کے سات باطن ہیں تو اس بات پر پختہ یقین رکھ
صرف قرآن کے ظاہری نور کو مت دیکھ شیطان کو جسدِ آدم میں صرف مٹی ہی نظر آئی تھی
قرآن لبِ نبی سے ظاہر ہوتا ہے لیکن جو اس پر ایمان نہ رکھے وہ کافر ہے۔
ایک حدیث میں ہے

مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا (مشکوۃ، کتاب فضائل القرآن، حدیث نمبر ۲۱۹۴)

''جو قرآن کے ذریعے ہر چیز سے غنی اور بے نیاز نہ ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے''
یعنی قرآن کے جانتے ہوئے وہ پھر بھی محتاج رہے تو وہ ہماری امت میں سے نہیں ہے

Marfat.com

غرض جسے قرآن کا پڑھنا اوراس کا عمل صحیح طور پر آ گیا وہ جملہ حاجات ومرادات سے لا یحتاج ہو گیا ایک دوسری حدیث میں ہے خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ یعنی قرآن میں سے جس آیت اور سورت کو تو جس کام اور امر کے لئے استعمال کرے گا وہ اس کے لئے مفتاح الفتوح اور کافی وشافی ثابت ہوگی۔ تلاوت قرآن یا دعوت کلام حق سبحانہ وذکر رحمٰن کو جزو جسم وجان بنانے کے لئے پچھلی مذکورہ شرائط لازمی اور ضروری ہیں اوران کے بغیر قرآن اثر نہیں کرتا اوراس کے پڑھنے سے نور پیدا نہیں ہوتا۔ آج کل دُنیا میں لوگوں کی اخلاقی حالت بہت کمزور ہوگئی ہے اَکْلُ الْحَلَال اور صِدْقُ الْمَقَال نہیں رہا۔

عملِ تسخیر

عملِ دعوت اور عملِ تسخیر چونکہ ایک قسم کی باطنی حکومت ہے اور جس طرح بعض ظاہری حاکم اور مادی بادشاہ دوسرے حاکم اور بادشاہ کے ملک پر چڑھائی کر کے اس کے ملک کو فتح کر لیتے ہیں اوراس کے خزانے اور رعیت کو اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اوراسے ہلاک واسیر یا ملک بدر کر دیتے ہیں اوراس کے ملک کے مالک بن جاتے ہیں اسی طرح عمل دعوت اور عمل تسخیر کے عامل جن، ملائکہ اورارواح کے باطنی عساکر کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر حکومت اور تصرف کرتے ہیں اور یہ باطنی حاکم اور روحانی بادشاہ بھی ایک دوسرے پر باطن میں چڑھائی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سلب کر لیتے ہیں۔ بہت ظاہر بین لوگوں کو اس بات کا پتہ بھی نہیں لگتا اور وہ بے خبری میں مارے اور لوٹ لئے جاتے ہیں اور اکثر تو اس باطنی لوٹ کھسوٹ کو سمجھتے اور جانتے بھی نہیں بلکہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا عملِ دعوت اور تسخیر کے طالب کو اثنائے عمل میں بہت محتاط رہنا چاہیے کہ جب اس کے دعوت کا عمل رواں اور جاری ہو تو کوئی دوسرا زبردست عامل اسے سلب نہ کر لے ورنہ تمام عمر کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا۔ اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ جب کوئی طالب عملِ دعوت قرآن یا عمل اسماء حُسنیٰ یا دیگر وظائف باقاعدہ مذکورہ بالا شرائط اور قوانین کے ساتھ پڑھتا ہے تو ہر دو انفس اور آفاق میں اس کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ انفس میں اجراء عمل کی یہ تاثیر ہوتی ہے

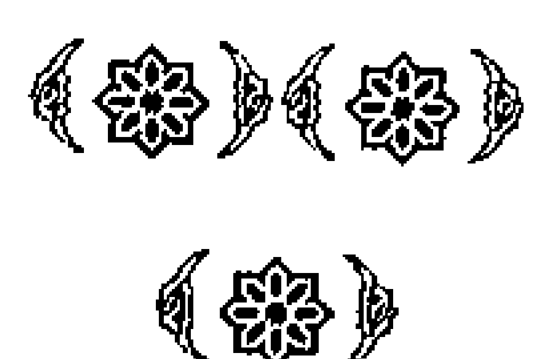
Marfat.com

کہ طالب کو پڑھنے میں لذت آتی ہے۔اس کے ذوق شوق، توفیقِ عمل اور باطنی قوت وطاقت اور روحانی مکاشفات ومشاہدات میں دن بدن ترقی ہوتی ہے اور آفاق میں لوگوں کے قلوب مسخر اور مطیع فرمان ہوتے ہیں اور لوگ اس کی دل وجان سے خدمت کرتے ہیں اور اسے ظاہری وباطنی کشائش حاصل ہوتی ہے لیکن بعض طالبوں پر جب یکدم باطنی ڈاکہ پڑ جاتا ہے اور کوئی زبردست اور طاقتور عامل اسے سلب کر لیتا ہے تو اس کی ساری پونجی لٹ جاتی ہے دعوت اور وردوظائف پڑھنے میں پہلی سی لذت نہیں رہتی اور سارا معاملہ برعکس ہو جاتا ہے بعض لوگ ہمارے اس بیان پر حیران ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں بھی عجیب معاملہ ہے لُوٹ مار اور ڈاکہ زنی کی کھلی چھٹی اور اجازت ہے لیکن یہ لُوٹ کھسوٹ عملِ دعوت اور تسخیر کی باطنی حکمرانی میں واقع ہوتی ہے مولیٰ کی طلب اور اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت والوں میں یہ معاملات نہیں ہوتے اس باطنی لُوٹ کھسوٹ کی بھی وجہ ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح دُنیا میں چھوٹے حکمران کو کسی بڑے حکمران کا باج گزار یعنی کسی پروٹکٹڈ اسٹیٹ (PROTECTED STATE) کی حیثیت میں رہنا پڑتا ہے اور اگر زبردست حکمران کی اطاعت سے سرتابی کرتا ہے تو محافظ حکمران اپنی حفاظت اٹھالیتا ہے اور ایسے وقت میں کوئی دوسرا طاقتور حکمران چڑھ دوڑتا ہے اور اس کی حکومت، ملک اور مال وزر چھین لیتا ہے بعینہٖ باطنی عمل اور روحانی حکومت کا حال ہے کہ جب کبھی کوئی طالب اپنے عمل پر مغرور ہو کر اپنے استاد مربی اور مرشد کے امر اور اطاعت سے روگردان ہو جاتا ہے تو ایسے طالب سے مرشد اپنی توجہ ہٹالیتا ہے اور اس وقت وہ باطن میں بے یار ومددگار اکیلا رہ جاتا ہے اور اس پر باطنی ڈاکہ پڑ جاتا ہے لہٰذا طالب کو چاہیے کہ عملِ دعوت اور تسخیر کسی عامل کامل مربی کی نگرانی میں پڑھے۔

ابتدائے حال میں جب اس فقیر کو عملِ دعوت میں طاقت سلبی حاصل ہوئی اور اہلِ باطن سے مقابلے شروع ہوئے تو ان مقابلوں کا ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک رات میں اپنے باطنی روحانی مربی حضرت سلطان العارفین کے دربار میں حاضر تھا باطن میں دیکھا کہ حضرت کے دربار میں داخل ہو رہا ہوں۔ میں نے ایک بزرگ عامل کو آپ کے دربار کے باہر غلام گردش

Marfat.com

میں دیکھا کہ بیٹھے ایک طالب کو سورہ مزمل پڑھنے کی ایک خاص تلقین فرما رہے ہیں چنانچہ دربار کے دروازے میں میری آنکھیں اس بزرگ سے دوچار ہوگئیں اور میری اس کے ساتھ باطنی رسہ کشی شروع ہوگئی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے اور اس عامل کے درمیان ایک نور کا رسہ ہے جس کا ایک سرا اس بزرگ کے ماتھے میں لگا ہوا ہے اور دوسرا سرا میرے ماتھے میں لگا ہوا ہے اور ہم دونوں خوب زور لگا کر اس نوری رسے کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت وہ نوری رسے کو اپنی طرف زور لگا کر کھینچ لیتا تھا تو اس کی آنکھیں چوڑی اور جسم بھاری اور موٹا ہو جاتا تھا اور جب میں اپنی طرف زور لگا کر اس نوری رسے کو کھینچ لیتا تھا تو اس کی آنکھیں اور جسم ہر دو بہت چھوٹے ہو جاتے تھے اسی طرح ہم ہر دو کے درمیان ایک لحظہ خوب رسہ کشی جاری رہی چونکہ اس وقت میں عین دروازے میں کھڑا تھا اور میرا منہ اس عامل کی طرف تھا اور پیٹھ حضرت سلطان العارفین کے مزار کی طرف تھی میں نے دیکھا کہ پیٹھ کی طرف سے میرے اندر ایک زبردست روحانی طاقت اور باطنی پاور داخل ہوگئی ہے اور جب میں نے اس پاور کے ساتھ زور لگا کر وہ نوری رسہ اپنی طرف کھینچا تو وہ نوری ستون اس عامل کے جسم سے تڑاخ کے ساتھ نکل کر میرے جسم میں آ گیا اُس وقت اس عامل کا جسم چوہے کی طرح چھوٹا ہو گیا اور کسی نے میری پیٹھ پر تھپکی دی اور آفرین کہی اور مجھے میرا سینہ اور جسم وزنی معلوم ہوئے اس قسم کے مقابلے ہاتھ آنکھ اور سینہ ملانے سے ہوا کرتے ہیں۔



Marfat.com

﴿باب سوئم﴾

جنّ، شیاطین اور ارواحِ خبیثہ کا حال

اللہ تعالیٰ اپنے خاص برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء اور اولیاء کو جب اپنی مخلوق کی رشد و ہدایت پر مامور فرماتا ہے تو انہیں ایک تو اپنا باطنی علم عطا فرماتا ہے جسے علمِ لدنی کہتے ہیں۔

اوّل۔ قولہٗ تعالیٰ

اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ (الکہف: آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ ''جسے ہم نے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا اور اسے اپنی طرف سے (باطنی) علم عطا کیا تھا''

دوئم۔ انہیں عالمِ غیب کی باطنی لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح پر حکم اور حکومت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ اکثر انبیاء کے حق میں قرآن کریم میں آیا ہے

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ (القصص: آیت ۱۴)

ترجمہ: ''اور جب موسیٰ اپنی پوری قوت کو پہنچے اور جسمانی اعتدال پر آ گئے (تو) ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا''۔

یعنی جب وہ تبلیغ اور دعوت کی حد اور عمر کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا۔ ان ہی ہر دو روحانی علوم، باطنی اعمال اور احکام سے انبیائے عظام اور اُن کے نائب اولیائے کرام مخلوق میں رشد، ہدایت، تبلیغ اور دعوت کا حق ادا فرماتے ہیں اسلام میں ان ہر دو علوم اور فنون کا منبع قرآن کریم ہے اور اس پاک کلام کی تلاوت اور دعوت میں تمام انبیاء اور مرسلین کے ظاہری اور باطنی علوم اور فنون جمع ہیں۔ قرآن کی تلاوت اور دعوت میں اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا زبردست امر اور حکم جاری ہوتا ہے جس کے ذریعے اہلِ دعوت کے پاس تمام غیبی لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور

Marfat.com

ارواح حاضر ہوتی ہیں اور اس کی مسخر، مطیع اور منقاد ہو جاتی ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت احمد مختار ﷺ کو دعوتِ قرآن کا علم اور عمل بدرجہ اتم حاصل تھا اور آپ کی دعوتِ نورِ قرآن کی شمع پر جن ملائکہ اور ارواح پروانہ وار گرتے تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چونکہ ہر دو طائفہ جن وانس کی رشد اور ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور آپ سید الکونین اور رسول الثقلین ہیں اس لئے علاوہ انسانوں کے طائفہ جنات نے بھی آپ کا قرآن سن کر آپ کا دین قبول کیا اور ان میں سے بعض جن مُبلغ بن کر اپنی قوم جنات میں تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ دین پر مامور ہوئے اور اس طرح ان کی سعی اور کوشش سے بے شمار جن مسلمان اور اہل ایمان ہو گئے۔

جنّات کے متعلق قرآنی آیات

قولہ تعالیٰ

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۔ (الجن: آیت ۱،۲)

ترجمہ: ''(اے محبوب) آپ فرمائیں میری طرف وحی کی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت نے (میری تلاوت) غور سے سنی تو انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہم اس پر ایمان لائے''

یعنی اے میرے نبی! اپنے اصحاب سے کہو کہ مجھے اس بات کی وحی ہوئی ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ میرے پاس جنات کے ایک گروہ نے آ کر قرآن سنا انہوں نے اپنی قوم کو واپس جا کر بتایا کہ اے ہمارے جن بھائیو! ہم ایک عجیب آسمانی کتاب یعنی قرآن سن کر آئے ہیں جو رشد اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ ایک دوسری آیت میں بھی اس قسم کا بیان ہے

Marfat.com

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (الاحقاف: آیت ۲۹)

ترجمہ: ''یاد کر (اے ہمارے نبی) وہ وقت جب کہ ہم نے بھیجا تمہاری طرف ایک گروہ جنّات کا تا کہ وہ تمہارا قرآن سنیں۔ پس جب وہ ایسی حالت میں تمہارے پاس حاضر ہوئے (جب کہ تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں (ایک دوسرے سے) کہا کہ خاموش ہو کر سنو۔ پس جب کہ ان کے قرآن سننے اور اس پر ان کے ایمان لانے کا معاملہ طے ہو گیا تو وہ اپنی قوم کی طرف داعی اور مبلغ بن کر چلے گئے''

قرآن پاک کی یہ ایک فطری خاصیت ہے کہ جس وقت یہ پاک زبان سے ادا ہوتا ہے تو اس کی شمعِ جمال پر جن، ملائکہ اور ارواح پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور اس کا مقناطیسی نور کونین کو اپنی تسخیر اور لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ: آیت ۱۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سب کچھ جو زمین اور آسمانوں کے اندر ہے مسخر کر دیا ہے''

جنّات کی تبلیغ اور جہاد کے متعلق احادیث

الغرض جس طرح آنخضرت ﷺ پر انسان، قرآن معجز بیان سن کر ایمان لے آئے تھے۔ اسی طرح قرآن کی آیاتِ بیّنات سن کر آنخضرت ﷺ پر جنّات کی ایک اچھی خاصی جماعت ایمان لے آئی اور جس طرح مسلمان انسانوں نے اپنی ہم جنس قوم میں دعوت تبلیغ اور جہاد کے ذریعے اسلام پھیلایا یعنی جو لوگ حقائقِ قرآنی اور اس کا اعجاز بیانی سن کر ایمان لے آئے ان کو اپنی اخوت اور برادری میں شامل کر لیا اور جنہوں نے انکار و پیکار کی انہیں ملک بدر یا تہہ تیغ کر دیا اسی طرح جو جنّات آنخضرت ﷺ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے انہوں نے اپنی قوم جنّات میں جا کر بعینہٖ دعوت، تبلیغ اور جہاد کے ذریعے اسلام کی اشاعت میں سعی اور کوشش کی۔ بعض جن تو ایمان لے آئے اور جنہوں نے انکار کیا اور مدافعت کی انہیں اپنی باطنی اور روحانی تلواروں سے

Marfat.com

ملک بدر یا ہلاک کر دیا چنانچہ جن بتوں اور مورتیوں میں یہ جن بھوت اور شیاطین گھسے ہوئے تھے یا جو عالمِ بالا میں چڑھ کر اور ملاء الاعلیٰ سے غیب کی باتیں سن کر کاہنوں اور ساحروں کو آ کر بتاتے تھے انہیں مسلمان جنوں نے بتوں اور مورتیوں میں سے نکال کر بھگا دیا یا قتل اور ہلاک کر دیا علاوہ ازیں ملائکہ آسمانی یعنی فرشتوں نے پہرے لگا کر ان کے عالمِ بالا کے راستے مسدود کر دیے اور شہاب ثاقب مار مار کر انہیں ہلاک کر دیا اور باقیوں کو آسمان پر جانے سے روک دیا اس طرح ان شیاطین کے دم قدم سے جو بُت پرستی کا بازار گرم تھا وہ یکدم سرد پڑ گیا اور بُت پرستی کی ساری عمارت رفتہ رفتہ مُنہدم ہو گئی کاہنوں کی کہانت اور ساحروں کے سحر سب گرد و غبار اور هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان: آیت ۲۳) بن کر رہ گئے اور یوں نعرۂ تکبیر اور کلمۂ توحید سے کفر کا جادو اور شرک کا طلسم ٹوٹ گیا اور آفتابِ حق کے نور سے باطل کی ظلمت کی شبِ یلدا دور اور کافور ہو گئی اور بعض کامل انسانوں اور عامل جنوں نے یہاں تک دعوت اور تبلیغ کا حق ادا کیا کہ عامل جنات نے انسانوں میں اور کامل انسانوں نے جنات میں شامل ہو کر دعوت اور تبلیغ کا فرض انجام دیا چنانچہ ہم یہاں احادیث سے اس قسم کی تبلیغ، دعوت اور جہاد باطنی کے حالات اور واقعات پیش کرتے ہیں جن سے ہمارے مذکورہ بالا بیان کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو سورہ رحمٰن سنائی تو ہم نے خاموشی کے ساتھ اسے سنا جب آپ نے سورہ رحمٰن ختم کی تو فرمایا کہ میں نے فرقہ جنات کو استماعِ قرآن کے معاملے میں تم سے بہتر پایا کیوں کہ جس وقت میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر آتا جس کے معنی ہیں ''پھر تم اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے'' تو جن جواب دیتے

لَا بِشَیْءٍ مِّنَ اٰلَائِکَ یَا رَبِّ نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ

یعنی ''اے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی ایک کی بھی تکذیب اور کفران نہیں کرتے بے شک تو حمد اور ستائش کے لائق ہے''

Marfat.com

خطیب نے جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ ایک بڑا کالا سانپ ہمارے سامنے نمودار ہوا اور آپ کی طرف چلا لوگوں نے اٹھ کر اُسے مارنے کا ارادہ کیا لیکن آپ ﷺ نے انہیں اشارے سے منع فرمایا۔ وہ سانپ اپنا منہ آپ ﷺ کے کان کے پاس لے گیا پھر آپ ﷺ نے اس سانپ کے کان میں کچھ فرمایا بعدہٗ وہ سانپ ایک طرف کو چل دیا۔ جب وہ ہماری نظر سے غائب ہو گیا تو ہم نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ سانپ کا ہے کو آپ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنات کا ایک قاصد تھا جو قرآن کی چند آیتیں بھولنے پر یاد کرنے آیا تھا اور اب انہیں یاد کر کے واپس اپنی قوم کو سنانے اور یاد کرانے جا رہا ہے۔

بیہقی نے سَوَاد بن قارب ؓ سے روایت کی ہے کہ سواد نے کہا کہ ایامِ جاہلیت میں ایک جن میرا آشنا تھا وہ مجھے گاہے گاہے ملا کرتا اور آئندہ کے واقعات اور مستقبل کے حالات سنایا کرتا ایک دفعہ وہ ملا تو چند عربی کے اشعار سنائے جن کا ترجمہ یہ ہے "ایک شخص لُوَیٔ ابن غالب کی اولاد سے پیدا ہوا ہے میں نے جنات کو دیکھا کہ اونٹوں پر کجاوے باندھ کر اور گھوڑوں پر زینیں کس کر مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور ہدایت پا رہے ہیں۔ اے سواد! تو بھی اس کی طرف جا اور اس مردِ خدا سے ہدایت پا جسے بنی ہاشم میں سے اللہ تعالیٰ نے چُنا ہے" اور چند اشعار آپ کی تعریف میں کہے جن میں سے آخری شعر کا ترجمہ یہ ہے "اور تم میرے واسطے شفیع ہو جس دن نہ ہوگا کوئی کام آنے والا شفیع بغیر تیرے"۔ سَوَاد کہتا ہے کہ میں نے پے در پے تین راتیں یہ معاملہ دیکھا اس کے بعد میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا مرحبا یا سَوَاد! مجھے معلوم ہے جو چیز تجھے یہاں لائی۔ سو میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اس واقعہ میں ایک جن نے انسان کو اسلام کی طرف لانے کی کامیاب کوشش کی۔

Marfat.com

جنات کے متعلق مصنف کے عینی مشاہدات

اس موقع پر اسی قسم کا ایک اپنا واقعہ بیان کرنا یہ فقیر ضروری سمجھتا ہے۔

ابتدائے حال میں یہ فقیر ایک روز دوپہر کو لیٹا ہوا تھا کہ چند جن قوالوں نے خواجہ حافظ کی یہ فارسی غزل میرے پہلو میں بیٹھ کر نہایت خوش الحانی سے گانی شروع کی

ساقی بنورِ بادہ بر افروز جامِ ما　　　مُطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکامِ ما

ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم　　　اے بے خبر زِلذتِ شربِ مدامِ ما

ترجمہ:۔ "اے ساقی شراب معرفت کے نور سے ہمارے جام کو منور کردے اے مطرب (موسیقار) کہدے کہ جہان کا کام ہمارے مطلب کے مطابق پورا ہوگیا ہم نے شراب کے پیالے میں محبوب کے چہرے کا عکس دیکھا ہے اور اے بے خبر تو ہمارے مدام بادہ نوشی کی لذت سے نہ آشنا ہے"

اور جب وہ اس شعر پر آئے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　　ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(حافظ)

ترجمہ:۔

"جس کا دل عشق حقیقی سے زندہ ہوجاتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا عالم کے جریدے پر ہماری دوامی زندگی ثبت ہوچکی ہے"

تو مجھے وجد سا آ گیا اور بہت دیر تک وجدانی حالت طاری رہی۔

ایک دفعہ میں نے زائرین جنات کا ایک بہت بڑا قافلہ حضرت سلطان العارفین کے مزار پر اپنی سواریوں سے اُترتے اور فروکش ہوتے دیکھا۔ میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ چل کر جنات کے اس قافلے کی سیر کروں اور دیکھوں کہ یہ لوگ کس طرح رہتے سہتے ہیں چنانچہ میں نے بازار کی طرح دوطرفہ لائن اور قطاروں میں انہیں فروکش پایا میں نے دیکھا کہ دوطرفہ بازار کی طرح دو قطاروں میں انہوں نے چارپایاں ڈال رکھی ہیں اور ان چارپائیوں کے نیچے انہوں نے کنوؤں کی طرح لمبے اور گہرے غار کھود رکھے ہیں چارپائیوں پر جن مرد اور عورتیں چڑھی بیٹھی ہیں اور نیچے غاروں میں ان کے بچے بھرے پڑے ہیں ان کی شکلیں بالکل انسانوں جیسی تھیں صرف آنکھیں اور انگلیوں کی ساخت میں قدرے فرق تھا۔ میں نے جنات کے اس قافلے کو اول سے آخر تک دیکھا۔

Marfat.com

ترجمہ:۔

اگر آسمان کی گردش تجھے اچھی روزی دے سکتی ہے تو حبل اللہ سے دلِ پریشان اور بے دین کو بھی تبدیل کر سکتا ہے۔

تو حروف کے نکتہ میں اس حقیقت کو کب سمجھ سکتا ہے جو تو پُر نور قرآن سے سوائے حرف گیری کے کچھ نہیں دیکھتا۔

قرآن کے یہ سیاہ نکتہ و حروف نور کب ہوں گے لیکن انہی سیاہ حروف میں چشمہ حیات پایا جاتا ہے۔

قرآن کا وہ قاری جو ہر ساعت میں ختم قرآن کرنے کی عادت رکھتا ہے اگر وہ ایک مرتبہ قرآن کی حقیقت پر غور کر لیتا تو ہمیشہ محوِ حیرت میں رہتا۔

جس طرح مادی اور ظاہری بجلی کی دو مثبت و منفی لہریں ہوا کرتی ہیں اسی طرح جب قرآن کے حروف و الفاظ کے تاروں کو زبان سے حرکت دے کر چھیڑا جاتا ہے تو اگر زبان سے انسانی دل اور دماغ تک نوری بجلی کے پہنچنے کے لئے توفیق اور استعداد کے موافق تار لگی ہوئی ہو تو قرآن کے قدیم نوری پاور ہاؤس میں باطنی بجلی کی دو قسم کی لہریں یعنی تفسیر و تاثیر کی نوری لہریں پڑھنے والے کے دل اور دماغ کے بلبوں تک جاری ہو جاتی ہیں۔ دماغ تک جو نوری لہر جاتی ہے وہ نورِ علم کی تفسیری رو ہے اور دل کی طرف جو رو چلتی ہے وہ نورِ امر کی تاثیری لہر ہوتی ہے تفسیر اور تاثیر کی یہ دو لہریں سالک عارف کے جسم میں دل اور دماغ کے بلبوں کو روشن کرتی ہیں اور جس شخص کے قرآن پڑھنے سے یہ دو قسم کے نور پیدا نہ ہوں وہ اگر تمام عمر قرآن پڑھتا رہے اسے قرآن پڑھنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

ہیچ علمے بہتر از تفسیر نیست　　　ہیچ تفسیرے بہ از تاثیر نیست

(رومی)

ترجمہ:۔ کوئی علم تفسیر سے بہتر نہیں اور کوئی تفسیر تاثیر سے بڑھ کر نہیں

Marfat.com

دعوتِ قرآن کے اجراء کی شرائط

قرآن کے یہ دوقسم کے نور ظاہری زبانی عالموں سے درسی اور کسبی طور پر حاصل نہیں ہوتے بلکہ یہ باطنی برقی لہریں انبیاء اوران کے وارث اولیاء کے سینوں سے جاری ہوتی ہیں اور جس شخص کا ان سے باطنی رابطہ قائم ہو جاتا ہے وہ اس باطنی بجلی کے نوری کنکشن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے پاور ہاؤس سے منسلک ہو جاتا ہےاور یہ دوقسم کی نوری لہریں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی طرف سے وہبی طور پر بے واسطہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے سینوں میں منتقل ہوتی ہیں ان دوعلوم کے حصول کے لئے طالب کودو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک تو اپنے جسم و جان اور دل وزبان کو پاک وصاف کر کے اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام کے ساتھ موافقت اور مناسبت پیدا کرنی پڑتی ہے، دوئم کسی باطنی مربی اور روحانی استاد کے ذریعے اپنے اصلی پاور ہاؤس سے نوری کنکشن، باطنی رابطہ اور روحانی رشتہ جوڑنا پڑتا ہے کیوں کہ اس نور کا فیضان بغیر باطنی رابطے اور روحانی رشتے کے ناممکن اور محال ہے۔ پہلی بات سے طالب سالک دعوت پڑھنے میں کامل ہوجاتا ہےاور دوسری سے طالب صاحبِ اجازت وصاحبِ رابطہ بن جاتا ہے اگر یہ دو باتیں کسی میں نہ ہوں تو اس سے کلام اور دعوت کا عمل جاری نہیں ہوتا یعنی قرآن کا نور زبان تک ہی محدود رہ جاتا ہےاور دل و دماغ کے بلبوں کو روشن نہیں کرتا۔ لہٰذا نور قرآن کو زبان سے دل، دل سے دماغ اور وہاں سے تمام جسم و جان اوراس کے جملہ اعضاء تک پہنچنے کے لئے تمام جسم اور جان وغیرہ کو پاک ہونا چاہئے اور قرآن اس طرح پڑھا جائے کہ اس کی پھر وہی اصلی لطیف نوری صورت بن جائے جوصورت اس کی نزولی حالت میں تھی اور جو ملائکہ اور ارواح کی لطیف غذا بن جاتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کے اصلی پاور ہاؤس سے کنکشن اور روحانی رابطہ پیدا

Marfat.com

کرنے کے لئے زبان، جسم، اعضاء اور دل و دماغ کی موافقت اور مناسبت کیوں کر پیدا کی جائے اس امر کے لئے اس فن کے متقدمین عاملین اور اہل سلف بزرگانِ دین نے کچھ اصول، قاعدے اور قوانین مقرر کئے ہیں ان قواعد اور قوانین پر جو طالب اور سالک عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے نام کا ورد جاری رکھتا ہے تو اس سے ضرور نور پیدا ہونے لگتا ہے اور غیبی لطیف مخلوق میں سے جن، ملائکہ اور ارواح ایسے سالک عامل کے پاس اپنی نوری لطیف غذا حاصل کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر اس سے قُوت اور قُوّت حاصل کرتے ہیں اور اس کے وظیفہ خوار بن کر اس کے کاموں میں معاون اور مددگار بن جایا کرتے ہیں وہ شرائط اور قوانین حسب ذیل ہیں

شرائط اور قوانین

۱۔　اوّل شرط یہ ہے کہ طالب حق گو اور راست رو ہو اور یاوہ گوئی و بدزبانی سے پرہیز کرے اور کبھی بھولے سے بھی جھوٹ نہ بولے کیوں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام برحق ہے

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ط　(بنی اسرائیل: آیت ۱۰۵)

ترجمہ: ''اور ہم نے قرآن کو صرف حق کے ساتھ اتارا اور وہ حق ہی کے ساتھ اترا''

قَوْلُهُ الْحَقُّ ط وَ لَهُ الْمُلْكُ　(الانعام: آیت ۷۳)

ترجمہ: ''اس کا فرمان حق ہے اور اسی کی حکومت ہوگی''

اور جھوٹ اس کلام حق کی ضد ہے۔ اگر طالب جھوٹ، لغویات، کفریات، غیبت اور ہر قسم کی دشنام طرازی سے زبان کو آلودہ کرے گا تو اس کی زبان قرآن پاک کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوگی اور اس کے قرآن پڑھنے سے نور ہرگز نہ پیدا ہوگا۔

۲۔　دوئم:۔ اَكْلُ الْحَلَال ہے یعنی طالبِ حق کی کمائی حلال اور اس کی غذا اور قُوت پاک اور طیّب ہو کیوں کہ حرام غذا سے جس آدمی کا خون گوشت اور جسم تیار ہوتا ہے اس میں قرآن کا نور داخل نہیں ہوتا اور اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

Marfat.com

۳۔ سوئم:۔تن، جسم، کپڑے اور تلاوت کی جگہ پاک ہو اگر ہو سکے تو جسم اور اس جگہ کو خوشبو مثلاً عطر، بخور اور پھولوں سے خوشبودار رکھے کیوں کہ غیبی لطیف مخلوق خوشبو کی طرف راغب اور بدبو سے متنفر ہوتی ہے حقہ نوشی، نسوار، کچے پیاز و لہسن وغیرہ ہر قسم کی بدبودار اشیاء سے اجتناب کرے

۴۔ چہارم:۔اگر جلالی جمالی پرہیز رکھے اور ترک حیوانات کرے تو بہتر ہے یعنی حیوانات کے خون، گوشت، دودھ، گھی، دہی، چھاچھ وغیرہ ترک کردے کیوں کہ جس غذا میں خون اور ظلم کی بو آتی ہو مؤکلات اس سے نفرت کرتے ہیں۔

۵۔ پنجم:۔ جائے مقیم اور وقت کا تعین بھی اس عمل کے لئے لازمی گردانا گیا ہے یعنی تا ادائے زکوٰۃ کلام اور تا اجرائے عمل ایک معیّن جگہ اور مقررہ وقت میں کلام پڑھا کرے جس وقت عامل کلام پڑھتا ہے تو موکلات اپنی باطنی لطیف غذا کے حصول کے لئے اس معیّن مقام اور مقررہ وقت پر عامل کے پاس حاضر ہو کر اپنی مخصوص غذا حاصل کر کے خوش وقت ہو جاتے ہیں اور اگر پڑھنے کی جگہ اور وقت تبدیل ہو جائے تو موکلات کو عامل کے پاس حاضر ہونے میں دِقت پیش آتی ہے اور بعض دفعہ ناراض ہو کر اس کے پاس آنا چھوڑ دیتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا کے کنارے مچھلیوں کے لئے ایک مقررہ گھاٹ اور معیّن وقت پر آٹا یا کوئی کھانے کی چیز پانی میں ڈالتا ہے تو مچھلیاں مقررہ گھاٹ اور معیّن وقت پر غذا حاصل کرنے کے لئے آموجود ہوتی ہیں بلکہ ان میں اور زیادہ ملتی جاتی ہیں اور اگر ان کا گھاٹ اور وقت تبدیل ہوتا رہے تو انہیں غذا حاصل کرنے میں دقت پیش آتی ہے یہی حال ان غیبی مؤکلات کا ہے۔

۶۔ ششم:۔ بار بار قرآن، کلام اللہ اور ذکر اللہ کو زبان سے تکرار کرے اسی طرح بار بار قرآنی الفاظ کو زبان سے تکرار کرنے اور رگڑنے سے نور کی بجلی پیدا ہونے لگتی ہے اور قرآن باطن یعنی قلب اور روح وغیرہ کی طرف منتقل ہونے لگ جاتا ہے اور دل اس طرح ظاہر زبان کے تکرار سے کلام اللہ پر گویا ہو جاتا ہے جس طرح ماں کے بار بار بولنے سے بچہ بولنے لگ جاتا ہے اس

Marfat.com

کے لئے عاملوں نے ہر کلام کے لئے تکرار اور بار بار پڑھنے کی تعداد مقرر کی ہے اور زکوٰۃ، نصاب بذل، قفل، کلید اور دورِ مدوّر کے ناموں سے اسے موسوم کیا ہے۔

۷۔　ہفتم:۔ جسم اور جان کو نور قرآن سے موافق بنانے کے لئے قرآن پر ایمان لانا لازمی ہے یعنی قرآن کو اللہ تعالیٰ کا برحق کلام ماننا اور اس پر سچے دل سے ایمان لانا لازمی ہے مذکورہ شرائط کے ساتھ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اس کے دل اور دماغ کو نورِ قرآن سے منور ہونے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی اور قرآن کا عمل اس سے جاری ہو جاتا ہے قرآن کے پاور ہاؤس سے نور قرآن کے اجراء کا راستہ صاف ہو جاتا ہے۔

اب سب سے بڑی اور اہم شرط کسی ایسے عامل کامل کے ساتھ باطنی رابطہ اور غیبی رشتہ پیدا کرنا ہے جس کا تعلق اور کنکشن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نوری پاور ہاؤس سے ہو اسے کلام کی اجازت اور اذن بھی کہتے ہیں اور رابطہ شیخ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں دوسرے لفظوں میں پہلی سات شرائط سے طالب میں باطنی بجلی کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے اور اس کے وجود تک بجلی کے تار، کھمبے اور بلب وغیرہ لگ جاتے ہیں اور آخری شرط سے پاور ہاؤس سے کنکشن مل کر وہاں سے نوری بجلی کی رو جاری ہو جاتی ہے اور طالب کے دل و دماغ اور تمام اعضاء وغیرہ کے بلب روشن ہو جاتے ہیں۔

عملِ دعوت

عملِ دعوت دو قسم کا ہے ایک جمالی دوئم جلالی۔ دعوت جمالی محبت، تسخیر، جذب اور تالیفِ قلوب کے لئے اور دعوت جلالی ہر قسم کے باطنی و ظاہری دشمنوں کی مقہوری اور ہلاکت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اس عمل میں پہلی سات شرائط سے طالب گویا بندوق کی قسم کے ہتھیار چلانے میں قابل اور ماہر بن جاتا ہے اور آخری شرط سے گویا اسے بندوق وغیرہ رکھنے کی سرکاری سند اور لائسنس مل جاتا ہے۔

Marfat.com

آج کل کے مغرب زدہ علماء میں یہ خیال عام طور پر پایا جاتا ہے کہ قرآن کو بار بار پڑھنا اور ثواب کے طور پر اس کا روزانہ وِرد کرنا یا کسی حاجت یا مرض کی شفاء کے لئے پڑھنا بے فائدہ اور بے سود ہے یعنی یہ لوگ قرآنی تاثیر کے سرے سے منکر ہیں حالانکہ دیکھتے ہیں کہ جب انسانوں کے بنائے ہوئے منتر جنتر خالی زبانی طور پر پڑھے جانے سے فوری اثر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق قدیم کلام کیوں نہ اثر کرے گا جس کا امر تمام کائنات میں نافذ اور جاری ہے اور جس میں تمام کائنات اور کائنات کے جاندار و بے جان، ظاہری و باطنی کُل مخلوق مخاطب مُکلّف مامور اور مطیع ہے۔ قرآن ہر قسم کے ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور مادی و روحانی امراض اور آفات کے لئے شفاء اور رحمت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ (بنی اسرائیل: آیت ۸۲)

ترجمہ: ''اور قرآن میں ہم وہ چیز نازل فرماتے ہیں جو رحمت اور شفاء ہے ایمان والوں کے لئے''

یعنی قرآن مومنین کے لئے موجب شفائے بدن و موجب احیائے قلوب اور باعث راحت ارواح ہے۔ قرآن کے ظاہری حروف، الفاظ اور عبارت جسم انسان کے لئے اور اس کے معنی اور باطن قلوب کے لئے اور معنی المعنی روح کے لئے علیٰ ہٰذا القیاس قرآن اِلٰی سَبعِ بُطُوْنٍ یعنی سات لطائف تک موجب شفا اور باعثِ رحمت ہے

حدیث ☆ اِنَّ لِلقُرآنِ ظَاھِر'' وَ بَاطِن'' وَّ لِکُلِّ بَاطِنٍ بَطَن'' اِلٰی سَبعِ بُطُوْنٍ

اسی کے مطابق یہ حدیث بھی ہے

اُنزِلَ القُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ (مشکوٰۃ، کتاب العلم، حدیث نمبر: ۲۳۸)

یعنی قرآن سات مختلف طرق و طرح پر نازل ہوا ہے۔

Marfat.com

مثنوی

حرفِ قرآن را مداں کہ ظاہر است — زیرِ ظاہر باطنے ہم قاہر است
زیرِ آں باطن یکے بطنِ دگر — خیرہ گردد اندر او فکر و نظر
زیرِ آں باطن یکے بطنِ سوم — کہ درو گردد خردہا جملہ گم
بطنِ چارم از نبی خود کس ندید — بے خدائے بے نظیر و بے ندید
ہم چنیں تا ہفت بطن اے بُو الکرم — مے شمُر تو زیں حدیثِ معتصم
نورِ قرآن اے پسر ظاہر مبین — دیو آدم را ندیدہ غیر طین
گرچہ قرآن از لبِ پیغمبر است — ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

(رومی)

ترجمہ:۔

قرآن کا صرف ظاہر نہیں ہے بلکہ اس کے ظاہر سے زیادہ اس کا باطن ہے۔
اس باطن کا بھی ایک دوسرا باطن ہے کہ عقل و خرد اسکی معنویت سے حیران رہ جاتے ہیں
نیز اُس باطن کا بھی ایک اور تیسرا باطن ہے کہ جس میں عقلیں گم ہو جاتیں ہیں۔
قرآن کا چوتھا باطن آپ علیہ السلام سے کوئی نہ سیکھ سکا وہ باطن بھی بے مثل و مثال خدا کے سکھائے بغیر کسی کے علم میں نہیں آ سکتا۔
اس طرح اے خوش نصیب اُس قرآن کے سات باطن ہیں تو اس بات پر پختہ یقین رکھ
صرف قرآن کے ظاہری نور کو مت دیکھ' شیطان کو جسدِ آدم میں صرف مٹی ہی نظر آئی تھی
قرآن لبِ نبی سے ظاہر ہوتا ہے لیکن جو اس پر ایمان نہ رکھے وہ کافر ہے۔
ایک حدیث میں ہے

مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا (مشکوٰۃ، کتاب فضائل القران، حدیث نمبر ۲۱۹۴)

''جو قرآن کے ذریعے ہر چیز سے غنی اور بے نیاز نہ ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے''
یعنی قرآن کے جانتے ہوئے وہ پھر بھی محتاج رہے تو وہ ہماری امت میں سے نہیں ہے

Marfat.com

غرض جسے قرآن کا پڑھنا اور اس کا عمل صحیح طور پر آ گیا وہ جملہ حاجات و مرادات سے لایحتاج ہو گیا ایک دوسری حدیث میں ہے خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ یعنی قرآن میں سے جس آیت اور سورت کو تو جس کام اور امر کے لئے استعمال کرے گا وہ اس کے لئے مفتاح الفتوح اور کافی وشافی ثابت ہوگی۔ تلاوت قرآن یا دعوت کلام حق سبحانہ وذکر رحمٰن کو جز وجسم و جان بنانے کے لئے پچھلی مذکورہ شرائط لازمی اور ضروری ہیں اور ان کے بغیر قرآن اثر نہیں کرتا اور اس کے پڑھنے سے نور پیدا نہیں ہوتا۔ آج کل دُنیا میں لوگوں کی اخلاقی حالت بہت کمزور ہوگئی ہے اَکْلُ الْحَلَال اور صِدْقُ الْمَقَال نہیں رہا۔

عملِ تسخیر

عملِ دعوت اور عملِ تسخیر چونکہ ایک قسم کی باطنی حکومت ہے اور جس طرح بعض ظاہری حاکم اور مادی بادشاہ دوسرے حاکم اور بادشاہ کے ملک پر چڑھائی کر کے اس کے ملک کو فتح کر لیتے ہیں اور اس کے خزانے اور رعیت کو اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اور اسے ہلاک واسیر یا ملک بدر کر دیتے ہیں اور اس کے ملک کے مالک بن جاتے ہیں اسی طرح عمل دعوت اور عمل تسخیر کے عامل جن، ملائکہ اور ارواح کے باطنی عساکر کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر حکومت اور تصرف کرتے ہیں اور یہ باطنی حاکم اور روحانی بادشاہ بھی ایک دوسرے پر باطن میں چڑھائی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سلب کر لیتے ہیں۔ بہت ظاہر بین لوگوں کو اس بات کا پتہ بھی نہیں لگتا اور وہ بے خبری میں مارے اور لوٹ لئے جاتے ہیں اور اکثر تو اس باطنی لوٹ کھسوٹ کو سمجھتے اور جانتے بھی نہیں بلکہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا عملِ دعوت اور تسخیر کے طالب کو اثنائے عمل میں بہت محتاط رہنا چاہیے کہ جب اس کے دعوت کا عمل رواں اور جاری ہو تو کوئی دوسرا زبردست عامل اسے سلب نہ کر لے ورنہ تمام عمر کفِ افسوس ملتا رہ جائے گا۔ اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ جب کوئی طالب عملِ دعوت قرآن یا عمل اسماءِ حُسنیٰ یا دیگر وظائف باقاعدہ مذکورہ بالا شرائط اور قوانین کے ساتھ پڑھتا ہے تو ہر دو انفس اور آفاق میں اس کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ انفس میں اجراء عمل کی یہ تاثیر ہوتی ہے

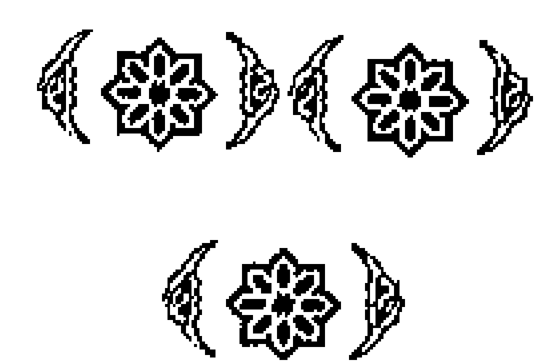
Marfat.com

کہ طالب کو پڑھنے میں لذت آتی ہے۔ اس کے ذوق شوق، توفیقِ عمل اور باطنی قوت وطاقت اور روحانی مکاشفات ومشاہدات میں دن بدن ترقی ہوتی ہے اور آفاق میں لوگوں کے قلوب مسخر اور مطیع فرمان ہوتے ہیں اور لوگ اس کی دل وجان سے خدمت کرتے ہیں اور اسے ظاہری وباطنی گشائش حاصل ہوتی ہے لیکن بعض طالبوں پر جب یکدم باطنی ڈاکہ پڑ جاتا ہے اور کوئی زبردست اور طاقتور عامل اسے سلب کر لیتا ہے تو اس کی ساری پونجی لٹ جاتی ہے دعوت اور ورد وظائف پڑھنے میں پہلی سی لذت نہیں رہتی اور سارا معاملہ برعکس ہو جاتا ہے بعض لوگ ہمارے اس بیان پر حیران ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں بھی عجیب معاملہ ہے لُوٹ مار اور ڈاکہ زنی کی کھلی چھٹی اور اجازت ہے لیکن یہ لُوٹ کھسوٹ عملِ دعوت اور تسخیر کی باطنی حکمرانی میں واقع ہوتی ہے مولیٰ کی طلب اور اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت والوں میں یہ معاملات نہیں ہوتے اس باطنی لُوٹ کھسوٹ کی بھی وجہ ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح دُنیا میں چھوٹے حکمران کو کسی بڑے حکمران کا باج گزار یعنی کسی پروٹکٹڈ اسٹیٹ (PROTECTED STATE) کی حیثیت میں رہنا پڑتا ہے اور اگر زبردست حکمران کی اطاعت سے سرتابی کرتا ہے تو محافظ حکمران اپنی حفاظت اٹھا لیتا ہے اور ایسے وقت میں کوئی دوسرا طاقتور حکمران چڑھ دوڑتا ہے اور اس کی حکومت، ملک اور مال وزر چھین لیتا ہے بعینہٖ باطنی عمل اور روحانی حکومت کا حال ہے کہ جب کبھی کوئی طالب اپنے عمل پر مغرور ہو کر اپنے استاد مربی اور مرشد کے امر اور اطاعت سے روگردان ہو جاتا ہے تو ایسے طالب سے مرشد اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے اور اس وقت وہ باطن میں بے یار ومددگار اکیلا رہ جاتا ہے اور اس پر باطنی ڈاکہ پڑ جاتا ہے لہٰذا طالب کو چاہیے کہ عملِ دعوت اور تسخیر کسی عامل کامل مربی کی نگرانی میں پڑھے۔

ابتدائے حال میں جب اس فقیر کو عملِ دعوت میں طاقت سلبی حاصل ہوئی اور اہلِ باطن سے مقابلے شروع ہوئے تو ان مقابلوں کا ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ ایک رات میں اپنے باطنی روحانی مربی حضرت سلطان العارفین کے دربار میں حاضر تھا باطن میں دیکھا کہ حضرت کے دربار میں داخل ہو رہا ہوں۔ میں نے ایک بزرگ عامل کو آپ کے دربار کے باہر غلام گردش

Marfat.com

میں دیکھا کہ بیٹھے ایک طالب کو سورہ مزّمل پڑھنے کی ایک خاص تلقین فرما رہے ہیں چنانچہ دربار کے دروازے میں میری آنکھیں اس بزرگ سے دوچار ہو گئیں اور میری اس کے ساتھ باطنی رسّہ کشی شروع ہو گئی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے اور اس عامل کے درمیان ایک نور کا رسّہ ہے جس کا ایک سرا اس بزرگ کے ماتھے میں لگا ہوا ہے اور دوسرا سرا میرے ماتھے میں لگا ہوا ہے اور ہم دونوں خوب زور لگا کر اس نوری رسّے کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت وہ نوری رسّے کو اپنی طرف زور لگا کر کھینچ لیتا تھا تو اس کی آنکھیں چوڑی اور جسم بھاری اور موٹا ہو جاتا تھا اور جب میں اپنی طرف زور لگا کر اس نوری رسے کو کھینچ لیتا تھا تو اس کی آنکھیں اور جسم ہر دو بہت چھوٹے ہو جاتے تھے اسی طرح ہم ہر دو کے درمیان ایک لحظہ خوب رسّہ کشی جاری رہی چونکہ اس وقت میں عین دروازے میں کھڑا تھا اور میرا منہ اس عامل کی طرف تھا اور پیٹھ حضرت سلطان العارفین کے مزار کی طرف تھی میں نے دیکھا کہ پیٹھ کی طرف سے میرے اندر ایک زبردست روحانی طاقت اور باطنی پاور داخل ہو گئی ہے اور جب میں نے اس پاور کے ساتھ زور لگا کر وہ نوری رسّہ اپنی طرف کھینچا تو وہ نوری ستون اس عامل کے جسم سے تڑاخ کے ساتھ نکل کر میرے جسم میں آ گیا اُس وقت اس عامل کا جسم چوہے کی طرح چھوٹا ہو گیا اور کسی نے میری پیٹھ پر تھپکی دی اور آفرین کہی اور مجھے میرا سینہ اور جسم وزنی معلوم ہوئے اس قسم کے مقابلے ہاتھ آنکھ اور سینہ ملانے سے ہوا کرتے ہیں۔



Marfat.com

﴿باب سوئم﴾

جنّ، شیاطین اور ارواحِ خبیثہ کا حال

اللہ تعالیٰ اپنے خاص برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء اور اولیاء کو جب اپنی مخلوق کی رشد و ہدایت پر مامور فرماتا ہے تو انہیں ایک تو اپنا باطنی علم عطا فرماتا ہے جسے علمِ لدّنی کہتے ہیں۔

اوّل۔ قولہٗ تعالیٰ

اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ (الکہف: آیت ۶۵)

ترجمہ: ''جسے ہم نے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا اور اسے اپنی طرف سے (باطنی) علم عطا کیا تھا''

دوئم۔ انہیں عالم غیب کی باطنی لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح پر حکم اور حکومت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ اکثر انبیاء کے حق میں قرآن کریم میں آیا ہے

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ (القصص: آیت ۱۴)

ترجمہ: ''اور جب موسیٰ اپنی پوری قوت کو پہنچے اور جسمانی اعتدال پر آ گئے (تو) ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا''۔

یعنی جب وہ تبلیغ اور دعوت کی حد اور عمر کو پہنچے تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا۔ ان ہی ہر دو روحانی علوم، باطنی اعمال اور احکام سے انبیائے عظام اور اُن کے نائب اولیائے کرام مخلوق میں رشد، ہدایت، تبلیغ اور دعوت کا حق ادا فرماتے ہیں اسلام میں ان ہر دو علوم اور فنون کا منبع قرآن کریم ہے اور اس پاک کلام کی تلاوت اور دعوت میں تمام انبیاء اور مرسلین کے ظاہری اور باطنی علوم اور فنون جمع ہیں۔ قرآن کی تلاوت اور دعوت میں اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا زبردست امر اور حکم جاری ہوتا ہے جس کے ذریعے اہل دعوت کے پاس تمام غیبی لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور

Marfat.com

ارواح حاضر ہوتی ہیں اور اس کی مسخر، مطیع اور منقاد ہو جاتی ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت احمدِ مختار ﷺ کو دعوتِ قرآن کا علم اور عمل بدرجہ اتم حاصل تھا اور آپ کی دعوتِ نورِ قرآن کی شمع پر جن ملائکہ اور ارواح پروانہ وار گرتے تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چونکہ ہر دو طائفہ جن وانس کی رشد اور ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور آپ سید الکونین اور رسول الثقلین ہیں اس لئے علاوہ انسانوں کے طائفہ جنات نے بھی آپ کا قرآن سن کر آپ کا دین قبول کیا اور ان میں سے بعض جن مُبلغ بن کر اپنی قوم جنات میں تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ دین پر مامور ہوئے اور اس طرح ان کی سعی اور کوشش سے بے شمار جن مسلمان اور اہل ایمان ہو گئے۔

جنّات کے متعلق قرآنی آیات

قولہ تعالیٰ

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاۙ۝۱ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۔ (الجن: آیت ۱،۲)

ترجمہ: ''(اے محبوب) آپ فرمائیں میری طرف وحی کی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت نے (میری تلاوت) غور سے سنی تو انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہم اس پر ایمان لائے''

یعنی اے میرے نبی! اپنے اصحاب سے کہو کہ مجھے اس بات کی وحی ہوئی ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ میرے پاس جنات کے ایک گروہ نے آ کر قرآن سنا انہوں نے اپنی قوم کو واپس جا کر بتایا کہ اے ہمارے جن بھائیو! ہم ایک عجیب آسمانی کتاب یعنی قرآن سن کر آئے ہیں جو رشد اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ ایک دوسری آیت میں بھی اس قسم کا بیان ہے

Marfat.com

وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوٓا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ۝ (الاحقاف: آیت ۲۹)

ترجمہ: ''یاد کر (اے ہمارے نبی) وہ وقت جب کہ ہم نے بھیجا تمہاری طرف ایک گروہ جنات کا تا کہ وہ تمہارا قرآن سنیں۔ پس جب وہ ایسی حالت میں تمہارے پاس حاضر ہوئے (جب کہ تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں (ایک دوسرے سے) کہا کہ خاموش ہو کر سنو۔ پس جب کہ ان کے قرآن سننے اور اس پر ان کے ایمان لانے کا معاملہ طے ہو گیا تو وہ اپنی قوم کی طرف داعی اور مبلغ بن کر چلے گئے''

قرآن پاک کی یہ ایک فطری خاصیت ہے کہ جس وقت یہ پاک زبان سے ادا ہوتا ہے تو اس کی شمعِ جمال پر جن، ملائکہ اور ارواح پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور اس کا مقناطیسی نور کونین کو اپنی تسخیر اور لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ (الجاثیہ: آیت ۱۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سب کچھ جو زمین اور آسمانوں کے اندر ہے مسخر کر دیا ہے''

جنّات کی تبلیغ اور جہاد کے متعلق احادیث

الغرض جس طرح آنحضرت ﷺ پر انسان، قرآن معجز بیان سن کر ایمان لے آئے تھے۔ اسی طرح قرآن کی آیاتِ بینات سن کر آنحضرت ﷺ پر جنات کی ایک اچھی خاصی جماعت ایمان لے آئی اور جس طرح مسلمان انسانوں نے اپنی ہم جنس قوم میں دعوت تبلیغ اور جہاد کے ذریعے اسلام پھیلایا یعنی جو لوگ حقائقِ قرآنی اور اس کا اعجاز بیانی سن کر ایمان لے آئے ان کو اپنی اخوت اور برادری میں شامل کر لیا اور جنہوں نے انکار و پیکار کی انہیں ملک بدر یا تہہ تیغ کر دیا اسی طرح جو جنات آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے انہوں نے اپنی قوم جنات میں جا کر بعینہٖ دعوت، تبلیغ اور جہاد کے ذریعے اسلام کی اشاعت میں سعی اور کوشش کی۔ بعض جن تو ایمان لے آئے اور جنہوں نے انکار کیا اور مدافعت کی انہیں اپنی باطنی اور روحانی تلواروں سے

Marfat.com

ملک بدر یا ہلاک کر دیا چنانچہ جن بتوں اور مورتیوں میں یہ جن بھوت اور شیاطین گھسے ہوئے تھے یا جو عالمِ بالا میں چڑھ کر اور ملاء الاعلیٰ سے غیب کی باتیں سن کر کاہنوں اور ساحروں کو آ کر بتاتے تھے انہیں مسلمان جنوں نے بتوں اور مورتیوں میں سے نکال کر بھگا دیا یا قتل اور ہلاک کر دیا علاوہ ازیں ملائکہ آسمانی یعنی فرشتوں نے پہرے لگا کر ان کے عالمِ بالا کے راستے مسدود کر دیئے اور شہاب ثاقب مار مار کر انہیں ہلاک کر دیا اور باقیوں کو آسمان پر جانے سے روک دیا اس طرح ان شیاطین کے دم قدم سے جو بُت پرستی کا بازار گرم تھا وہ یکدم سرد پڑ گیا اور بُت پرستی کی ساری عمارت رفتہ رفتہ مُنہدم ہوگئی کاہنوں کی کہانت اور ساحروں کے سحر سب گرد و غبار اور هَبَآءً مَّنثُورًا (الفرقان: آیت ۲۳) بن کر رہ گئے اور یوں نعرۂ تکبیر اور کلمۂ توحید سے کفر کا جادو اور شرک کا طلسم ٹوٹ گیا اور آفتابِ حق کے نور سے باطل کی ظلمت کی شبِ یلدا دور اور کافور ہوگئی اور بعض کامل انسانوں اور عامل جنوں نے یہاں تک دعوت اور تبلیغ کا حق ادا کیا کہ عامل جنات نے انسانوں میں اور کامل انسانوں نے جنات میں شامل ہو کر دعوت اور تبلیغ کا فرض انجام دیا چنانچہ ہم یہاں احادیث سے اس قسم کی تبلیغ، دعوت اور جہاد باطنی کے حالات اور واقعات پیش کرتے ہیں جن سے ہمارے مذکورہ بالا بیان کی مزید تصدیق ہوتی ہے۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو سورہ رحمٰن سنائی تو ہم نے خاموشی کے ساتھ اسے سنا جب آپ نے سورہ رحمٰن ختم کی تو فرمایا کہ میں نے فرقہ جنات کو استماعِ قرآن کے معاملے میں تم سے بہتر پایا کیوں کہ جس وقت میں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر آتا جس کے معنی ہیں "پھر تم اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے" تو جن جواب دیتے

لَا بِشَيْءٍ مِّنَ الٰائِكَ يَا رَبِّ نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ

یعنی "اے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی ایک کی بھی تکذیب اور کفران نہیں کرتے بے شک تو حمد اور ستائش کے لائق ہے"

Marfat.com

خطیب نے جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ ایک بڑا کالا سانپ ہمارے سامنے نمودار ہوا اور آپ کی طرف چلا لوگوں نے اٹھ کر اُسے مارنے کا ارادہ کیا لیکن آپ ﷺ نے انہیں اشارے سے منع فرمایا۔ وہ سانپ اپنا منہ آپ ﷺ کے کان کے پاس لے گیا پھر آپ ﷺ نے اس سانپ کے کان میں کچھ فرمایا بعدہٗ وہ سانپ ایک طرف کو چل دیا۔ جب وہ ہماری نظر سے غائب ہو گیا تو ہم نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ سانپ کاہے کو آپ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا بلکہ جنات کا ایک قاصد تھا جو قرآن کی چند آیتیں بھولنے پر یاد کرنے آیا تھا اور اب انہیں یاد کر کے واپس اپنی قوم کو سنانے اور یاد کرانے جا رہا ہے۔

بیہقی نے سَوَاد بن قارِب ؓ سے روایت کی ہے کہ سواد نے کہا کہ ایامِ جاہلیت میں ایک جن میرا آشنا تھا وہ مجھے گاہے گاہے ملا کرتا اور آئندہ کے واقعات اور مستقبل کے حالات سنایا کرتا ایک دفعہ وہ ملا تو چند عربی کے اشعار سنائے جن کا ترجمہ یہ ہے ''ایک شخص لُوَیّ ابن غالب کی اولاد سے پیدا ہوا ہے میں نے جنات کو دیکھا کہ اونٹوں پر کجاوے باندھ کر اور گھوڑوں پر زینیں کس کر مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور ہدایت پا رہے ہیں۔ اے سواد! تو بھی اس کی طرف جا اور اس مردِ خدا سے ہدایت پا جسے بنی ہاشم میں سے اللہ تعالیٰ نے چُنا ہے'' اور چند اشعار آپ کی تعریف میں کہے جن میں سے آخری شعر کا ترجمہ یہ ہے ''اور تم میرے واسطے شفیع ہو جس دن نہ ہوگا کوئی کام آنے والا شفیع بغیر تیرے''۔ سَوَاد کہتا ہے کہ میں نے پے در پے تین راتیں یہ معاملہ دیکھا اس کے بعد میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا مرحبا یا سَوَاد! مجھے معلوم ہے جو چیز تجھے یہاں لائی۔ سو میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اس واقعہ میں ایک جن نے انسان کو اسلام کی طرف لانے کی کامیاب کوشش کی۔

Marfat.com

جنات کے متعلق مصنف کے عینی مشاہدات۔

اس موقع پر اسی قسم کا ایک اپنا واقعہ بیان کرنا یہ فقیر ضروری سمجھتا ہے۔

ابتدائے حال میں یہ فقیر ایک روز دوپہر کو لیٹا ہوا تھا کہ چند جن قوالوں نے خواجہ حافظ کی یہ فارسی غزل میرے پہلو میں بیٹھ کر نہایت خوش الحانی سے گانی شروع کی

ساقی بنُورِ بادہ بر افروز جامِ ما　　　　مُطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکامِ ما

ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم　　　　اے بے خبر ز لذتِ شربِ مدامِ ما

ترجمہ:۔"اے ساقی شراب معرفت کے نور سے ہمارے جام کو منور کردے اے مطرب (موسیقار) کہدے کہ جہان کا کام ہمارے مطلب کے مطابق پورا ہوگیا ہم نے شراب کے پیالے میں محبوب کے چہرے کا عکس دیکھا ہے اور اے بے خبر تو ہمارے مدام بادہ نوشی کی لذت سے نہ آشنا ہے"

اور جب وہ اس شعر پر آئے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　　　ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

(حافظ)

ترجمہ:۔

"جس کا دل عشق حقیقی سے زندہ ہوجاتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا عالم کے جریدے پر ہماری دوامی زندگی ثبت ہو چکی ہے"

تو مجھے وجد سا آگیا اور بہت دیر تک وجدانی حالت طاری رہی۔

ایک دفعہ میں نے زائرین جنات کا ایک بہت بڑا قافلہ حضرت سلطان العارفین کے مزار پر اپنی سواریوں سے اُترتے اور فروکش ہوتے دیکھا۔ میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ چل کر جنات کے اس قافلے کی سیر کروں اور دیکھوں کہ یہ لوگ کس طرح رہتے سہتے ہیں چنانچہ میں نے بازار کی طرح دوطرفہ لائن اور قطاروں میں انہیں فروکش پایا میں نے دیکھا کہ دوطرفہ بازار کی طرح دو قطاروں میں انہوں نے چارپایاں ڈال رکھی ہیں اور ان چارپائیوں کے نیچے انہوں نے کنوؤں کی طرح لمبے اور گہرے غار کھود رکھے ہیں چارپائیوں پر جن مرد اور عورتیں چڑھی بیٹھی ہیں اور نیچے غاروں میں ان کے بچے بھرے پڑے ہیں ان کی شکلیں بالکل انسانوں جیسی تھیں صرف آنکھیں اور انگلیوں کی ساخت میں قدرے فرق تھا۔ میں نے جنات کے اس قافلے کو اول سے آخر تک دیکھا۔

Marfat.com

لوگوں پر مُسلّط ہو جاتے ہیں وہ ہرگز کسی صورت میں اس فعلِ بد سے باز نہیں آتے ان جن شیاطین کے لوطی تسلّط اور تصرف سے بعض اشخاص اپنی جوان خوبصورت عورتوں سے منہ پھیر کر دیوانہ وار دن رات فطری وضع کے خلاف فعل کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے اور بعض مفعولیت کی صورت میں مرتے دم تک دوسرے سے یہ شرمناک اور حیا سوز فعل کراتے پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان شیاطین کے تسلّط سے انسان کو محفوظ رکھے۔ آمین

نویں قسم

نواں گروہ، وہ ہے جو انسانوں پر مسلّط ہو کر انہیں بیمار کر دیتا ہے اور انسان کا خون چوستا ہے یہ ظالم جن شیاطین، حیوان پر بھی مُسلّط ہو جایا کرتے ہیں اکثر شیر دار گائے، بھینس اور بکریوں پر ان کا تسلّط ہو جاتا ہے ان کے دودھ اور مکھن کی کمی بیشی میں ان کا بڑا اثر ہوتا ہے عورتیں جو دودھ دوہتی اور بلوتی ہیں اکثر ان کی شرارتوں سے بہت چلاتی ہیں سچ پوچھو تو ان عورتوں کا چیخنا اور چلانا محض بے وجہ نہیں ہوتا اور یہ نِرا تو ہم بھی نہیں ہوتا۔ جن شیاطین تعداد میں انسانوں سے زیادہ ہیں اور ان کی شرارتیں اور آزار بے شمار ہیں۔

دسویں قسم

ان میں دسواں گروہ ان جن شیاطین کا ہے جو بتوں اور مورتیوں میں گھس کر لوگوں میں بت پرستی کے مشرکانہ رسم و رواج کا موجب بنا رہتا ہے اس قسم کے جن شیاطین طرح طرح کے مکروفریب سے اپنے پجاریوں کو اپنی پرستش میں پھنسائے رکھتے ہیں اور جب بھی ان کے پجاری ان کی چوکی بھرنے یا سلام اور سجدے کے روزانہ فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں تو یہ جن شیاطین ان پر اور ان کے گھر والوں پر مسلّط ہو کر انہیں ستاتے اور دکھ اور آزار پہنچاتے ہیں۔ بعض چڑھاوے طلب کرتے ہیں اور قربانیاں مانگتے ہیں چنانچہ کلکتہ کی کالی دیوی جو ایک سخت خونخوار اور سفاک قسم کی بھوتنی ہے اس معاملے میں بہت مشہور چلی آتی ہے یہ چڑیل دیوی اپنے پجاریوں سے انسانوں کی قربانی طلب کرتی رہی ہے اور جب تک کئی بے گناہ انسان اس کی دہلیز پر ہر سال

Marfat.com

ذبح نہیں کیے جاتے تھے، یہ اپنے پجاریوں اور پرستاروں سے ناراض رہتی تھی اور پاداش میں اپنے مشرک پرستاروں کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں پہنچاتی تھی۔ اس کی خوفناک اور ڈراؤنی سیاہ صورت کے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کی بڑی مالا آج تک اس کے شیطانی ظلم وستم کی شہادت دے رہی ہے چونکہ انگریزوں کی عملداری میں یہ سفاکانہ اور مشرکانہ رواج قانوناً بند کر دیا گیا تھا۔ اس واسطے اب ہر سال میلے پر بجائے انسانوں کے بکروں اور دیگر جانوروں کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔

گیارہویں قسم

گیارہواں گروہ جن شیاطین کا وہ ہے جو کاہنوں، ساحروں اور سفلی عاملوں کے پاس غیب کی خبریں لاتا ہے یا اپنے عاملوں کے دم دھاگے، تعویذوں، جھاڑ پھونکوں، ٹوٹکوں اور سحروں میں ان کی امداد اور اعانت کرتا ہے اور یوں ان کے دم قدم سے ان کے سفلی عمل اور کالے علم کی دکان گرم رہتی ہے، اس قسم کے سفلی عامل اپنے خبیث مؤکلوں کی طرح پلید اور نجس رہتے ہیں اور اپنے سفلی الٹے کلاموں کی زکوٰۃ ادا کرتے وقت پاک اور طیب ارواح سے بچنے کی خاطر اپنے اردگرد گوبر اور گندگی کا حصار کرتے ہیں اس قسم کے جن شیاطین اور ارواح خبیثہ کے عاملین کے نمونے اگر دیکھنے ہوں تو ہندوؤں کے کنبھ کے میلے میں ان مادرزاد ننگے میلے کچیلے گندگی کھانے والے سادھوؤں کو جاکر دیکھو جو ہزاروں کی تعداد میں اس میلے میں شامل ہوتے ہیں وہاں ان الف ننگے، گندے اور غلیظ لوگوں کا ایک لمبا جلوس نکلتا ہے۔ ہندو مرد وعورتیں لاکھوں کی تعداد میں دوطرفہ قطار باندھ کر ان کے درشن کے لئے بڑے ادب اور احترام سے کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے سب ان کے آگے ہاتھ جوڑتے، ڈنڈوت کرتے یعنی زمین پر اُوندھے اور دوہرے ہوکر گرتے ہیں اور طرح طرح کی مُشرکانہ حرکتیں کرتے ہیں۔ ان میں جو سادھو بہت ڈراؤنی خوفناک صورت والا اور بہت میلا کچیلا گندا اور غلیظ ہوتا ہے وہی بڑا صاحب کمال اور صاحب کرامت سمجھا جاتا ہے یہ لوگ پاخانہ کھاتے اور پیشاب تک پیتے دیکھے گئے ہیں۔ باطن میں ان سفلی کالے علم والے ساحرین اور علوی نوری علم کے عاملین کے درمیان طرح طرح کے مقابلے ہوا کرتے ہیں۔

Marfat.com

﴿باب چہارم﴾

ارواح طیّبہ اور ارواحِ خبیثہ

ان کے علاوہ جن، شیاطین اور ارواح خبیثہ کی اور بہت سی قسمیں ہیں جن کا ذکر موجبِ طوالت ہے انسان جب نیک عمل، عبادت، طاعت، نماز، روزہ، تلاوت، ذکر اور فکر تہہ دل اور اخلاص سے کرتا ہے تو اس کے ساتھ ارواح طیّبہ، مومن جن، ملائکہ اور نیک ارواح شامل ہو جاتی ہیں اس کے اردگرد رہتی ہیں۔ اس کی امداد، اعانت اور حفاظت کرتی ہیں اور جب وہ برے اعمال، بدافعال، فسق و فجور، گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع کرتا ہے تو پاک ارواح اس سے جدا ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ جب تک ایک بھی پاک روح اس کے ساتھ ہوتی ہے اسے باطن میں ملامت کرتی رہتی ہے اور خود اسے گناہ پر ندامت ہوتی ہے اور جب پاک ارواح اس سے جدا ہو جاتی ہیں تو وہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا بلکہ اس پر خوشی اور فخر کا اظہار کرتا ہے اس وقت اس کے ساتھ جن شیاطین اور ارواح خبیثہ ملنے اور شامل ہونے لگتے ہیں۔ جس قدر کوئی شخص نیکی، تقویٰ، عملِ صالح، اطاعت، عبادت اور ذکر و فکر میں ترقی کرتا ہے اسی قدر اس کے دل میں نورِ ایمان قوی زیادہ روشن اور تاباں ہو جاتا ہے اور جس قدر اس کے دل میں اس نور کی مقناطیسی طاقت یعنی میگنیٹک پاور (MAGNETIC POWER) ترقی کرتی جاتی ہے اسی قدر اس کی باطنی نوری شمع پر ہر طرف سے یہ نوری لطیف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح پروانہ وار گرتی اور اس کے نور سے قوت اور قوّت حاصل کرتی ہے اور جوں جوں باطن میں سالک ترقی کرتا ہے اس کا نوری دائرہ اور باطنی ماحول وسیع تر ہوتا جاتا ہے زندہ دل عارف سالک نور کا ایٹم، اس کا دل نور کا مرکز اور نیوکلیئس ہوتا ہے اور آس پاس کی نوری مخلوق اس کے ساتھ مثل برقی ذرات اور الیکٹرونز کے ہوتی ہے اور جوں جوں اس کے دل کے مرکز میں نوری پاور زیادہ ہوتی جاتی ہے توں توں اس کے اردگرد

Marfat.com

کا ماحول ترقی کرتا جاتا ہے اور اپنے اس نور سے دیگر آس پاس کے احباب اور ہم نشینوں میں بھی اثر کرتا ہے۔ اس کے احباب، ارادت مند اور ہم نشین اس کے نور سے اقتباس اور اس کے فیوضات اور برکات سے بہرہ ور اور فیض یاب ہوتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والوں کے گناہ جھڑتے ہیں ان کی معصیت کی آگ بجھتی ہے اور ان کے شیاطین بھاگتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (الانعام: آیت ۱۲۲)

ترجمہ: ''کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اسے روشنی عطا کی جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے کیا وہ اس کی طرح ہوسکتا ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ تاریکیوں میں پڑا ہے ان سے نکل نہیں سکتا، اسی طرح آراستہ کر دیئے گئے ہیں کافروں کے لئے ان کے کام جو وہ کرتے تھے''

یعنی کیا وہ شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو اپنے نور سے زندہ کر دیا اور اس میں ایسا نور بھر دیا جس سے وہ لوگوں کے اندر گھستا اور سرایت کرتا ہے اس کی مثل ہوسکتا ہے جو اپنی باطنی ظلمت اور اندھیرے میں محصور اور مقید ہے اور کسی طرح نہیں نکل سکتا کیوں کہ کافروں کے اپنے بداعمال ان کی ظلمت کا باعث بن گئے ہیں اور وہ بدعمل ان کے سامنے مزین کر دیئے گئے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مؤمن متقی قیامت کے روز پل صراط سے گزرے گا تو دوزخ اسے کہے گی ''اے مومن جلدی گزر جا تیرے نور سے میری آگ بجھ رہی ہے'' سو وہ کل قیامت کا معاملہ آج اسی دُنیا میں ہو رہا ہے جب کسی مومن اہل ایمان کا گزر کسی فاسق اہل نار پر ہوتا ہے تو اوّل الذکر کے نور ایمان سے اس کی نار معصیت بجھتی ہے شیطان جو مجسم نار معصیت اور دوزخ ہے ان ہر دو کو آپس میں ملنے نہیں دیتا اور جلدی سے گزرنے کی تاکید کرتا ہے قرآن کریم میں ان لوگوں کو حزب اللہ اور جنود اللہ کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے، اس کے برخلاف

Marfat.com

جو لوگ بد عملی، فسق و فجور، شرک اور کفر میں کمال درجہ ترقی کر جاتے ہیں نارِ معصیت اور ظلمتِ ظلم و نافرمانی کے سبب دوزخ کی ایک بھٹی بن جاتے ہیں اور کافر جن شیاطین اور ارواح خبیثہ ان کے اردگرد چنگاریوں کی طرح ان سے نکلتی اور ان میں داخل ہوتی اور ان کی آگ اور ظلمت میں اضافے کا باعث ہوتی ہیں اور جو لوگ ان کی صحبت میں رہتے ہیں یا ان کے پاس بیٹھتے ہیں وہ بھی ان کی اس آگ اور ظلمت کی لپیٹ میں آتے ہیں اور ان کے بداعمال اور برے افعال سے متاثر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (ھود: آیت ۱۱۳)

ترجمہ: ''اور نہ جھکو ان لوگوں کی طرف جو ظالم ہیں پس تمہیں ان لوگوں کی آگ لگ جائے گی کیوں کہ سوائے اللہ کے تمہارا کوئی آسرا اور تکیہ نہیں ہے۔ پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے''

ایک دفعہ مجھے ایک ہندوستانی درویش نے اپنا حال اس طرح سنایا'' کچھ عرصہ میرا بہت اچھا حال تھا میں اپنے اردگرد روحانی اور نوری لوگ دیکھا کرتا تھا۔ میرا سلسلہ چلا ہوا تھا اور میں لوگوں پر توجہ کیا کرتا تھا ان کو فیض اور اثر ہو جایا کرتا تھا۔ آخر مجھے ایک عورت سے عشق ہو گیا اور میں زنا کے گناہ میں مبتلا ہو گیا۔ زنا کی پہلی رات جب میں نے مراقبہ کیا تو بجائے نوری روحانی لوگوں کے میں نے اپنے اردگرد کالے سیاہ اور چارچشم کتے دوڑتے ہوئے دیکھے اس کے بعد میری روحانیت کا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا میری حالت خراب اور ابتر ہو گئی۔ پیری مریدی کا سلسلہ ختم ہو گیا اب کوئی میری بات تک نہیں پوچھتا ہر چند کہ ریاضت اور کوشش کرتا ہوں لیکن کچھ نہیں بنتا'' الغرض گناہ کے ارتکاب سے جن شیاطین اور ارواح خبیثہ انسان کے ساتھ لگ جایا کرتی ہیں۔

ہمیشہ سے دُنیا کا یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ جب کبھی دُنیا شموس انبیاء، اقمارِ اولیاء اور نجومِ صلحاء کے نوری وجود سے خالی ہو جاتی ہے تو ایسی تاریکی اور ظلمت کے زمانے میں جن شیاطین اور ارواح خبیثہ موقع پا کر دُنیا پر چھا جاتی ہیں۔ ان کے باطنی خُبث اور پلید اثر سے دُنیا میں سحر، کہانت

Marfat.com

کفر، شرک، فسق و فجور، لہو ولعب، قتل و غارت، ظلم و تعدی اور دیگر ہر قسم کی برائیوں اور بدکاریوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے ایسے زمانے میں سفلی عاملین، جوگیوں، ساحروں اور کاہنوں کی دکانیں چلنے لگتی ہیں قرآن کریم میں اس خبیث گروہ کو حزب الشیطان اور جنودِ ابلیس کے نام سے یاد کیا گیا ہے ایسے زمانے میں الحاد، دہریت اور مادہ پرستی کو بڑا فروغ ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے زمانے میں ان جن شیاطین کو اپنی باطنی طاقت اور روحانی قوت سے تسخیر کر رکھا تھا اور جب آپ دُنیا سے رحلت فرما گئے تو یہ جن شیاطین بھی آزاد ہو گئے تب ان ارواحِ خبیثہ نے موقع پا کر لوگوں پر نازل ہونا اور تسلّط جمانا شروع کر دیا یہ سفلی عاملوں کو سحر اور کہانت کی باتیں القا کرتے اور اس طرح ہر جگہ اس سفلی اور کالے علم کا چرچا ہو گیا نبوت اور رسالت کی جگہ سحر اور کہانت نے لے لی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ (البقرۃ: آیت ۱۰۲)

ترجمہ: ''اور وہ اس (کفریہ جادو منتر) کے پیچھے لگ گئے جسے سلیمان کے عہدِ سلطنت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا ہاں شیطانوں ہی نے کفر کیا وہ لوگوں کو (کفریہ) جادو (منتر) سکھاتے تھے''۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملک کے لوگ ان باتوں میں لگ گئے تھے۔ جو ان کی طرف شیاطین القاء کرتے تھے اور یہ کفر کا کام سلیمان کا نہیں تھا بلکہ ان شیاطین کا اپنا اِختراعی فعل تھا جس سے وہ لوگوں کو سحر اور جادو سکھاتے تھے۔

یورپ کے اسپرچولسٹس (SPIRTUALISTS) یعنی سفلی عاملین بھی اسی قسم کے شیاطین کے اثر اور تسلّط میں آج کل مبتلا ہیں اور یہ لوگ ان جن شیاطین کے ذریعے جو سفلی شعبدے اور غیبی کرشمے دکھاتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں کہ سابق انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامات بھی اسی قسم کی چیزیں تھیں جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں جن شیاطین اپنے کفر کی کرتوتوں کو سلیمان علیہ السلام کے معجزات بتاتے تھے۔

Marfat.com

ہمارے مُلک میں بھی جنّات کے سفلی عجیب اور محیرّ العقول واقعات بہت رونما ہوتے ہیں لیکن ہمارے پاس اس قسم کے واقعات کی ریسرچ اور تحقیقات کا کوئی انتظام نہیں اور نہ ہی ہمارے مشرق اور ایشیا میں کوئی روحانی ادارہ اور سوسائٹی ایسی موجود ہے جو اس قسم کے عجیب واقعات کا ریکارڈ رکھے اور ان سے کوئی نتیجہ اخذ کرے ہم اہل مشرق کے صرف پیٹ کا ہی ایک مشکل دھندا ایسا گلے پڑا ہوا ہے کہ کسی دوسری طرف ہمیں متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

ایک عجیب واقعہ

چند سال ہوئے ہمارے ضلع لائلپور کے ایک مخلص محمد صادق کو اسی قسم کا نہایت عجیب واقعہ پیش آیا اگر یورپ میں کسی کو ایسا معاملہ پیش آتا تو اخباروں اور رسالوں کے ذریعے تمام ملک میں اس کے عجیب وغریب حالات شائع ہوتے اور ایسے شخص کو اپنے حلقوں میں بطور میڈیم یعنی وسیط بٹھا کر وہ لوگ اس سے طرح طرح کے عجیب رُوحانی تجربات اور مُشاہدات حاصل کرتے اور یہ شخص یورپ کے سب سے بڑے میڈیم میں شمار ہوتا۔

واقعہ یوں ہے کہ تحصیل سمندری ضلع لائلپور کے ایک چک میں ہمارے ایک مخلص محمد صادق نامی رہتے ہیں یہ واقعہ انہی کا ہے جو بالکل صحیح ہے اور اس میں کسی قسم کا جھوٹ اور مبالغہ نہیں ہم نے خود اس کی تحقیقات کی ہیں۔ ہم یہ واقعہ محمد صادق کی زبانی بیان کرتے ہیں محمد صادق نے بیان کیا۔ ”میں ایک روز جمعہ کی نماز پاس کے ایک چک میں پڑھنے کے لئے گیا واپسی پر نہر کے پُل کے قریب ایک درخت کے نیچے ایک ملنگ صورت فقیر کو میں نے دیکھا جو سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے گلے اور ہاتھ میں عقیق کے دانوں کی مالائیں پڑی ہوئی تھیں اس نے اپنی لکڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ میری طرف اشارہ کر کے مجھے اپنی طرف بلا کر کہا مجھے راستہ پر لگاؤ میں سمجھا کہ یہ کوئی نابینا مسافر ہے اور کہیں جانا چاہتا ہے لیکن جونہی میری آنکھیں اس سے دوچار ہوئیں میں اسی وقت بیہوش ہوگیا اور اس کے بعد مجھے اپنی کوئی سُدھ بُدھ نہ رہی حتیٰ کہ وہ دن اور رات اسی حالت میں گزر گئے۔ صبح دن چڑھے جب میں نے آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو ایک

Marfat.com

جنگل میں پڑا ہوا پایا میرا وجود بہت تھکا ماندہ اور چور چور تھا میں اٹھ بیٹھا اور سوچنے لگا کہ میں اس جنگل میں کس طرح آ گیا ہوں میں نے جب اپنے لباس کی طرف دیکھا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرے بدن پر اس ملنگ کے سیاہ کپڑے تھے اور میرے گلے اور ہاتھوں میں بھی اس کی عقیق کے دانوں والی مالائیں پڑی ہوئی تھیں جسے دیکھ کر مجھے ملنگ کے ساتھ جمعہ کے روز والا واقعہ یاد آ گیا۔ اتنے میں دو شخص ہل جوتے ہوئے میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کونسا علاقہ ہے ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ یہ شورکوٹ کا علاقہ ہے۔ میں اپنے علاقہ میں لوگوں سے اکثر سنا کرتا تھا کہ شورکوٹ میں حضرت سلطان باہو صاحب کا مزار مبارک ہے میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت سلطان باہو صاحب کا دربار کس طرف ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ جو دو آدمی آ رہے ہیں وہ حضرت کے دربار کے زائرین معلوم ہوتے ہیں اگر وہاں جانا ہے تو ان کے ہمراہ چلے جاؤ چنانچہ میں وہاں سے اٹھ کر راستے پر جا بیٹھا اور جب وہ زائرین میرے قریب آ گئے تو میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ لوگ دربار شریف جا رہے ہیں انہوں نے اثبات میں جواب دیا تب میں نے ان سے التجا کی کہ میں بیمار اور کمزور ہوں اگر مجھے اپنے ہمراہ لے چلو تو بڑی مہربانی ہوگی۔ انہوں نے کہا بے شک آؤ چنانچہ ہم چل پڑے وہ میرے عجیب لباس اور ہیئتِ کذائی کو دیکھ کر پوچھنے لگے کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آ رہا ہوں اور یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟ میں نے کہا اگر تم آہستہ آہستہ چلو تو میں اپنی داستان تمہیں سناتا ہوں چنانچہ وہ آہستہ آہستہ چلنے لگے اور مجھ سے کہا کہ قصہ سناؤ۔ میں نے اپنا تمام واقعہ اوّل سے آخر تک سنا دیا وہ میرا حال سن کر بہت حیران ہوئے۔ وہ سپاہی آدمی تھے چھٹی لے کر زیارت کے لئے جا رہے تھے جب ہم دربار شریف پہنچے تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کے سامنے میرا قصہ بیان کیا۔ وہاں کے لوگ تعجب کرتے تھے بعض لوگ میری بات کو جھوٹ سمجھتے تھے۔ تین چار دن ہم وہاں قیام پذیر رہے میں اتنا کمزور تھا کہ پہلے دو روز محض لنگر کی دال پی سکتا تھا بعدہٗ وہ مجھے اپنے ہمراہ ملتان لے گئے وہاں کی زیارتیں کیں انہوں نے وہاں میرا اسی لباس میں فوٹو بھی لیا اپنے پاس رکھا اور مجھے کرایہ دے کر

Marfat.com

روانہ کر دیا۔ اس اثناء میں مجھے گھر سے نکلے ہوئے سات آٹھ روز ہو گئے تھے۔ میرے گھر میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی وہ سمجھے تھے کہ مجھے کسی نے مار ڈالا ہو گا اور نہر میں بہا دیا ہو گا۔ ہمارے دور دور کے خویش و اقارب اور یار دوست ماتم پُرسی کے لئے جمع تھے کہ میں اچانک اس عجیب وغریب لباس اور ہیئت کذائی کے ساتھ وہاں آ نکلا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو خوشی کے نعروں سے تمام گھر میں ایک شور مچ گیا اور جب میں نے اپنا واقعہ بیان کیا تو سب انگشت بدنداں رہ گئے لوگ جوق در جوق مجھے ملنے اور میرا عجیب واقعہ سننے کے لئے آتے تھے میرے گھر والوں نے مجھ سے وہ ملنگ والے سیاہ کپڑے اتروا لئے کہ مبادا پھر اس قسم کا کوئی حادثہ رونما ہو جائے۔ وہ کپڑے ایک چھوٹے سے صندوق میں بند کر کے الماری میں رکھ دیئے گئے جب کوئی شخص ان کپڑوں کو دیکھنے کی خواہش کرتا تو اسے دکھا کر پھر الماری میں رکھ دیئے جاتے آخر ایک روز جب کسی کو دکھانے کے لئے وہ صندوق کھولا گیا تو وہ کپڑے غائب تھے"۔

میرے ایک لاہور کے مخلص نے جوان کا رشتہ دار تھا بتایا کہ وہ بھی ماتم پُرسی کے لئے وہاں گیا تھا اور اس نے بھی وہ کپڑے دیکھے تھے ان کپڑوں کی حالت کچھ ایسی عجیب قسم کی تھی کہ سلائی کا دھاگہ کہیں نظر نہیں آتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کپڑے کے مختلف بند آپس میں ویسے ہی جڑے ہوئے ہیں اور ان میں کوئی دھاگہ سلائی کے لئے استعمال نہیں ہوا۔

مغرب کے اسپرچولسٹس (SPIRTUALISTS) کے نزدیک ایسے واقعات بڑے روحانی کمالات سمجھے جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ سیاہ پوش جن جو حضرت سلطان باہو کا مرید تھا محمد صادق مذکور کو اپنے علاقے سے اٹھا کر ستر، اسی میل دور حضرت سلطان العارفین کے مزار کی زیارت کرانے لے گیا تھا وہ جن اس کے جسم میں داخل ہو گیا تھا اس لئے بطور نشانی اور یادگار اپنے کپڑے اس کے تن پر چھوڑ گیا اور اس کے کپڑے خود لے گیا۔ اس قسم کے واقعات ہمارے ملک میں بہت رونما ہوتے ہیں اور یونہی نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں یورپین اسپرچولسٹس کے پاس جو کچھ ہے وہ پرانی کہانت اور سحر کی ترقی یافتہ شکل ہے البتہ ان لوگوں نے اس علم کو ایک باقاعدہ آرٹ اور سائنس کی شکل دے رکھی ہے۔

Marfat.com

آسیب زدہ شخص کا حال

ایک دفعہ میں خوشاب میں اپنے چند احباب کے ہاں جو اسکول ماسٹر تھے ٹھہرا ہوا تھا وہاں کے لوگ میرے پاس ایک بوڑھے نیلگر کو لے آئے اور کہا کہ اس شخص پر ایک جن مُسلّط ہے اور وہ جن اسے نہ نماز پڑھنے دیتا ہے اور نہ کوئی دوسرا کام کرنے دیتا ہے ہر وقت اسے ستاتا رہتا ہے اس وقت چند گریجویٹ احباب میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کچھ پڑھ کر جب اس جن کو حاضر کیا تو وہ فوراً اس نیلگر پر مسلّط ہو گیا۔ اس جن کے تسلّط سے اس نیلگر کی صورت بھی بدل گئی اور جن کی صورت اس پر غالب اور مُستولی ہو گئی اسپر چولسٹس اسے ٹرانس فیگریشن (TRANSFIGURATION) یعنی عمل تبدیلی ہیئت کہتے ہیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح لال ہو گئیں اور اس کی شکل بہت مہیب اور ڈراؤنی ہو گئی میں نے ان گریجویٹوں کو دیکھا سب خوف کے مارے کانپ رہے تھے اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں ایک دو منٹ کے بعد وہ جن اس نیلگر کی زبانی مجھ سے یوں مُخاطب ہوا'' میں ایک ہندو جوگی ہوں۔ مہاراج کرپا کرو۔ مجھے کچھ نہ کہو میں آپ کی گئو (گائے) ہوں آپ کے دو بچوں کی خیر، مجھے چھوڑ دو''۔ آخر اس نے اس قسم کی بہت منت سماجت کی باتیں کیں پھر وہ سنسکرت زبان کے شلوک اور منتر اس طرح پڑھنے لگا جیسے وہ ایک بڑا ودوان اور پنڈت ہے اس نے میری بابت چند پیشین گوئیاں کیں جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئیں آخر اس نے خود ہی مجھے بتایا کہ میں سورہ وَالشَّمۡسِ (سورۃ نمبر ۹۱) پڑھوں تو وہ نکل جائے گا چنانچہ میں نے سورت وَالشَّمۡسِ پڑھی تو اس آسیب زدہ نیلگر نے ایک لمبی انگڑائی لی اور آسیب اس کو چھوڑ کر نکل گیا۔ بعدہٗ نیلگر مذکور اپنی اصلی حالت پر آ گیا میں نے اس سے پوچھا کہ وہ جن جو کچھ اس کی زبان پر بول رہا تھا اسے بھی اس کی کوئی خبر ہے اس نے بتایا

Marfat.com

کہ اسے اس کی کوئی خبر نہیں وہ اس وقت مردے کی طرح بیہوش تھا۔ اس نیلگر نے بتایا کہ جس شدت کے ساتھ یہ جن اسے آج چڑھا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں چڑھا تھا۔ اب اس کا تمام بدن تھکا ماندہ اور چور ہے اور ہر عضو درد کر رہا ہے آخر لوگ اسے گھر لے گئے۔ مجھے ان گریجویٹ احباب نے بعدہٗ بتایا کہ انہوں نے ایسا عجیب ڈرامہ پہلے نہیں دیکھا اور اسے کبھی نہ بھولیں گے۔

ابتداء میں جب یہ فقیر رات کو سورہ مزمّل کی دعوت پڑھتا تھا۔ تو جنات غول کے غول ٹڈی دَل کی طرح میرے سر پر آ کر اترتے تھے اور میرے اردگرد جمع ہو جاتے تھے جیسا کہ سورہ جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ؕ﴿۱۹﴾

(الجن: آیت ۱۹)

ترجمہ: ''اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کرنے کھڑا ہوا تو (وہ ان کے پاس اس کثرت سے جمع ہوئے کہ) قریب تھا وہ ان پر آ پڑیں''

یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ خاص دعوت پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ جن اس پر ہجوم لا کر اسے گھیر لیتے ہیں

سالک کے لئے تسخیرِ جنات کا یہ ابتدائی زمانہ بہت پُر آشوب ہوتا ہے کیوں کہ ابتداء میں جب سالک عالمِ غیب کے اس ناری طبقے سے گزرتا ہے تو جنات کے ایک بے پناہ طوفان میں الجھ جاتا ہے جنات کی مختلف عادات اور ناری اثرات سے متاثر ہوتا ہے ہزاروں بے سمجھ سالک اس ناری مخلوق کی شرارتوں اور آزار کے سبب دیوانے اور مجنون ہو جاتے ہیں بعض لاعلاج امراض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں بہت لوگ دورانِ عمل طرح طرح کی رجعتوں اور آفتوں میں پھنس کر اپنی صحت اور عزیز زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اس لئے کسی عامل کے اذن اور امر کے بغیر اس راہ میں قدم رکھنا موت کو دعوت دینے اور خودکشی کے مترادف ہے۔

Marfat.com

ارواح طیّبہ اور خبیثہ کے درمیان مقابلے اور مقاتلے

یاد رہے کہ عالمِ غیب یا عالم امر کی لطیف مخلوق دو طرح کی ہوتی ہے ایک نُوری دوئم ناری۔ نوری لطیف مخلوق میں مسلمان جن، ملائکہ، مومن لوگوں، اولیاء اور انبیاء کی ارواح شامل ہیں انہیں ارواحِ طیبہ بھی کہتے ہیں اور ناری مخلوق کافر جن، شیاطین اور ارواح خبیثہ پر مشتمل ہے۔ یہ دو قسم کی لطیف مخلوق ایک دوسرے کی ضد اور دشمن ہے اور باطن میں قیامت تک ان کے درمیان جنگ وجدال قائم ہے اور یہ ہمیشہ برسرِ پیکار رہتے ہیں اور ارواحِ طیّبہ ہمیشہ باطن میں ارواحِ خبیثہ کا استیصال کرتی ہیں۔

ان روایات سے دوسری نئی بات یہ ثابت ہوگئی کہ ابتداء سے مسلمان جنات نے بھی مسلم انسانوں کے دوش بدوش تبلیغ، دعوت اور جہاد فی الدین میں بڑا پارٹ ادا کیا ہے نیز واضح ہو کہ یورپ کے اسپرچولسٹ یعنی روحانیین بھی اپنے حلقوں میں اسی قسم کی سفلی غیبی مخلوقات یعنی جن شیاطین اور ارواح خبیثہ کی حاضرات کر کے ان سے کلام کرتے غیبی خبریں پاتے اور طرح طرح کے سفلی شعبدے اور ناسوتی کرشمے دکھا کر حاضرین اور تماش بین لوگوں سے رقمیں وصول کرتے ہیں۔ ان سفلی ارواح اور خاص کر جنات کے ذریعے کشفِ جنونی اور سلبِ امراض کے کرشمے بھی دکھائے جاتے ہیں، یورپ والوں نے اس سفلی علم کو اتنی ترقی دی ہے کہ اسے ایک باقاعدہ آرٹ روحانی سائنس اور ایک نیا مذہب بنا رکھا ہے اور لاکھوں آدمی اس کے پیرو ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبر بڑے بڑے سائنس دان، ڈاکٹر اور فلاسفر اس میں شامل ہیں گھر گھر اس علم کے حلقے اور چرچے قائم ہیں اور اب تو انہیں پارلیمنٹ کے ہر دو ایوانوں یعنی ہاؤس آف لارڈز (HOUSE OF LORDS) اور ہاؤس آف کامنز (HOUSE OF COMMONS) میں نمائندگی بھی حاصل ہوگئی ہے اور ان کی پریکٹس کو قانونا جائز تسلیم کر لیا گیا ہے حالانکہ اس سے قبل عیسائی مذہب میں اس قسم کے لوگوں کو وچ لاء (WITCH LAW) کے ذریعے سولی پر چڑھاتے یا زندہ جلا دیتے تھے۔ یہ عمل ابتدائے زمانہ سے سحر اور کہانت کی صورت میں مُروّج چلا آیا ہے اور آج بھی افریقہ، بنگال، تبت، چین اور

Marfat.com

امریکہ کی قدیم وحشی اقوام میں یہ سفلی طاقتیں اور روحانی اعمال فرداً فرداً کثرت سے پائے جاتے ہیں اور ان وحشی لوگوں کی یہ سفلی طاقتیں یورپ کے مہذب، تعلیم یافتہ اور روشن خیال اصحاب کی نسبت بدرجہا بڑھی ہوئی ہیں۔

یورپین اسپر چولسٹس (ارواح کی حقیقت اور غلط فہمی)

اب ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یورپ کے اسپر چولسٹس جن سفلی ارواح کی حاضرات کر کے ان سے ہم کلام ہوتے ہیں آخر وہ کیا چیز ہیں؟ اور ان سے جب دریافت کیا جاتا ہے کہ وہ کون ہیں تو وہ جواب میں یہ کیوں کہتی ہیں کہ وہ ان کے آباؤ اجداد اور ان لوگوں کی ارواح ہیں جو دُنیا سے گزر گئے ہیں اور اس سے پہلے ان کی طرح روئے زمین پر زندگی بسر کرتے رہے ہیں اور اب عالمِ ارواح کے سات طبقوں میں آباد ہیں اور اپنی روحانی ترقی میں مصروف ہیں۔

اگر یہ بات صحیح ہے تو تمام مذاہب اور ادیان خصوصاً مذہب اسلام کے عقائد یعنی یوم حساب یومِ آخرت، حشر نشر، عذابِ قبر، سوال و جواب، منکر نکیر، قیامِ قیامت، سزا و جزا اور وجود جنت و دوزخ وغیرہ پر سے اعتقاد اٹھ جاتا ہے۔ کیوں کہ ان ارواح یعنی اسپرٹس سے جب اس قسم کے سوالات کیے جاتے ہیں تو وہ ان سب کا انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ وہاں اس قسم کی کوئی غور طلب چیز موجود نہیں نہ دوزخ ہے نہ جنت اور نہ خدا یعنی (GOD HEAD) کا کوئی وجود ہے اسپر چولزم کی بدولت یورپ کے سائنس زدہ مادہ پرستوں کا سابقہ نیچری اور دہری نظریہ اگرچہ بالکل بدل گیا ہے اور وہ سب کے سب حیات بعد الممات کے قائل ہو گئے ہیں۔ عیسائی مذہب کی پرانی پاپائی اور پادریانہ فریب کاریوں سے نجات مل گئی ہے جنہوں نے انہیں تثلیث اور کفارے کی غلط طفل تسلیوں میں مبتلا کر رکھا تھا اور اب ہر شخص اپنے آپ کو اپنے اعمال کا ذمہ دار سمجھتا ہے لیکن ان اسپرٹس یعنی سفلی ارواح اور جن شیاطین کی مُلمع اور جھوٹی باتوں نے انہیں نئی قسم کی دہریت اور بے دینی کے ولدل میں ڈال دیا ہے اور ڈارون کے ارتقاء (EVOLUTION) کا بُھوت پھر سے ان کے دل اور دماغ پر مسلط ہو گیا ہے یعنی یہ کہ زندگی ایک فطرتی چیز ہے اور جس

Marfat.com

طرح دُنیا کی زندگی میں انسانی جسم مادی ترقی اور ارتقاء کی منازل طے کر رہا ہے اسی طرح موت بھی ایک فطرتی اور نیچرل تبدیلی کا نام ہے اور موت کے بعد انسان روحانی ترقی اور ارتقاء کی منازل اور مدارج خود بخود طے کرتا رہتا ہے اس سے پہلے کسی قدر موت کا خدشہ اور ڈر ہر شخص کو لاحق تھا جس کے سبب برے اعمال، بد افعال اور گناہ کے ارتکاب سے وہ لوگ کتراتے اور جھجکتے تھے لیکن اب موت کا ڈر بھی دلوں سے کافور ہو گیا ہے اور سزا و جزاء کا خیال بھی دور ہو گیا ہے صرف ترقی اور ارتقاء کا نام اور اس کا کام باقی رہ گیا ہے جو خود بخود ہو رہا ہے اس طرح شیطان نے انہیں ایک نئی قسم کی بے دینی اور گمراہی میں ڈال دیا ہے الغرض آسمان سے گرے اور کھجور میں اٹکے کی مثال ان پر صادق آتی ہے اور ساتھ ہی انہیں اس زعم باطل میں مبتلا کر دیا ہے کہ اگلے پیغمبروں کے معجزے اور کشف و کرامات بھی اسی قبیل اور اسی قسم کے سفلی جنونی کرشمے تھے اور ان کے میڈیم جب جنونی آسیب سے پیدا شدہ امراض کا ازالہ اور علاج کرتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ اگلے پیغمبر اور خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کوڑھی اور جذامی یا اپاہج، لولے لنگڑے یا مادر زاد اندھوں کو اچھا کیا کرتے تھے ان میں بھی اسی طرح کی روحانی طاقت اور ہیلنگ پاور (HEALING POWER) تھی جس کی پریکٹس یہ لوگ اپنے ہیلنگ چرچز میں پاسز وغیرہ کے ذریعے کرتے ہیں حالانکہ ان ہر دو سفلی شعبدوں اور اصلی علوی معجزوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے

شیرِ قالیں اور ہے شیرِ نیستاں اور ہے

کجا فرعونی ساحروں کے نقلی سانپ اور کجا موسوی عصا کا حقیقی اژدہا

سحر با معجزہ پہلو نہ زند دل خوش دار　　　سامری کیست کہ دست از یدِ بیضا بُرد

(حافظ)

ترجمہ:۔ جادو، معجزے کا مقابلہ نہیں کر سکتا خوش رہو، سامری کی کیا مجال کہ ید بیضا جیسا کمال کرے

Marfat.com

اب ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ جن ارواح یعنی اسپرٹس (SPIRITS) کو یورپ کے اسپرچولسٹس اپنے حلقوں میں حاضر کرتے ہیں اور جو کہتی ہیں کہ وہ ان کے دُنیا سے گزرے ہوئے متوفی آباءواجداد ہیں یا ان مردہ انسانوں کی ارواح ہیں جو اس روئے زمین پر آباد تھے اور اب دُنیا سے گزر گئے ہیں اور وہ اپنے خویش و اقارب کو اپنی پوری پوری صحیح نشانیاں اور پتے دیتی ہیں آخر یہ کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے۔

واضح ہو کہ یورپ کے میڈیم اکثر عورتیں یا کمزور ان پڑھ سادہ لوح مرد ہوا کرتے ہیں اکثر میڈیم کچھ عرصہ عصبی امراض میں مبتلا رہے ہوتے ہیں اور جو گائیڈ اسپرٹ ان پر مسلط ہوتی ہے وہ اکثر اپنے آپ کو غیر ملکی باشندہ بتاتی ہے سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض ایسے کمسن بچے جو ہفتہ عشرہ سے بھی کم عرصہ دُنیا میں رہ کر مر جاتے ہیں جب ایسے کمسن چھوٹے شیر خوار بچوں کی روحیں حاضر کی جاتی ہیں تو وہ بغیر سیکھے سکھائے بڑے آدمی کی طرح بولتی ہیں باتیں کرتی اور ہر سوال کا جواب دیتی ہیں۔ نیز جب بعض آدمی مرتے ہیں تو ابھی ان کی تکفین و تدفین بھی نہیں ہونے پاتی کہ اسی روز روحانی حلقوں میں حاضر ہو کر بے دھڑک بولنے اور باتیں کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ متوفی کو طویل بیماری، جان کندن کے عذاب، سکرات الموت، برزخ کے نادیدہ اور ناشنیدہ عالم میں داخل ہو کر طرح طرح کے انقلابات اور طوفانوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسے خواہ مخواہ اپنے وطن عزیز، گھربار، خویش و اقارب اور جدائی کا صدمہ لاحق ہوتا ہے وہ کیوں کر ایک ہی آن میں ان تمام الجھنوں اور آفتوں سے نجات پا کر اہل حلقہ سے بے روک ٹوک باتیں کرنے لگ جاتا ہے الغرض یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں عقل سلیم ہرگز نہیں مان سکتی۔ پس یہ کیا چیزیں ہیں جو اپنے آپ کو مردہ لوگوں کی روح بتاتی ہیں اگر یہ روحیں نہیں ہیں تو روحوں کی تمام معلومات، ان کے حالات سے وہ کیوں اور کیسے واقف ہو جاتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلامی عقائد کے مطابق جس وقت انسان پیدا ہوتا ہے تو اس پر ایک شیطان مسلّط اور متعین کر دیا جاتا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا

Marfat.com

کہ آیا آپ پر بھی اس قسم کا شیطان مسلط کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں! میرے ساتھ بھی ایک شیطان لگا دیا گیا ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے اس پر غلبہ عطا کیا ہے اور میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے'' ایسے طبعی جن اور شیطان ہر انسان کے ہمراہ فطرتی طور پر جنم لیتے ہیں اور اس کے ہم جان اور ہم جسم ایک باطنی جثہ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ انہیں ہمزاد اور ڈپلیکیٹ (DUPLICATE) بھی کہتے ہیں۔ یہ جثہ انسانی روح کا ظِل، عکس اور مکمل ماڈل ہوتا ہے اور تمام انسانی احساسات اور ادراکات کا حامل ہوتا ہے اس کے علاوہ انسانی وجود میں اور بھی لطیف جثے ہوا کرتے ہیں

ہمارے روحانی پیشوا حضرت سلطان باہو اپنی کتاب ''نورالہدیٰ'' کلاں میں فرماتے ہیں

''آدمی را در وجود چند جسم است و ہر جسم بہ چند قسم است و قسم بہ چند اسم است کہ وجودِ آدمی مثل خزانہ گنج طلسم است ایں طلسمِ جسم را معمےٰ صاحبِ طلسم و صاحبِ اسم و صاحبِ جسم بحکمت می کشاید و عینہٖ بعین ے نماید۔ بعضے جسم آدمی را مثلِ روحانی بعضے جسم زندہ قلب و حیات جاودانی، بعضے جسم غرق فنا فی اللہ اولیاء اللہ بقرب سبحانی، بعضے جسم دوام در مطالعہِ علم علوم مطالبِ معرفت مطوّل کتاب حی و قیوم بدل ورق تجلی برق انوارِ رحمت درس دیدار خوانی، بعضے جسم بعقل حکمت شعورِ انسانی، بعضے جسم در ناسوت مردہ دل مطلق نفسانی، بعضے جسم پُر خطرات وسوسہ واہمات از خناس خرطوم بشرِ شیطانی، بعضے جسم باکل و شرب و شہوت بدتر از گاؤ خر احمق حیوانی بعضے جسم مشرف دیدار، از شرک و کفر بیزار، مرتبہ عظیم شرع شریف محمدی بردار عارفِ عیانی بعضے جسم بد خصالت اَلْعَادَۃُ لَاتُرَدُّ اِلَّا بِالْمَوْتِ مثل طفل نادانی ایں ہر جثہ و جسم ہفت اندام بالشرح شد تمام''۔ (صفحہ ۱۴۳ ایڈیشن ۱۹۳۹ء)

ترجمہ:۔ آدمی کے وجود میں چند جسم ہیں اور ان جسموں کی کئی قسمیں ہیں اور ہر قسم کے مطابق اس کا ایک اسم ہے کیوں کہ آدمی کا وجود مثل گنج خزانہ طلسم ہے اس طلسمِ جسم کا معمےٰ صاحب طلسم بذریعہ حکمت اسم مسمّی کھول دیتا ہے اور دولت و نعمت باطنی لے لیتا ہے وہ باطنی جثے مفصلہ ذیل ہیں چنانچہ بعضے جسم مثل روحانی ہیں بعضے جثے زندہ قلب باحیات جاودانی، بعضے جثے غرق

Marfat.com

فنافی اللہ در مقامِ قربِ سبحانی، بعضے جثہ جسم دوام صاحب مطالعہ علم علوم از کتاب مطول معرفت حی وقیوم در ورق تجلّی برقِ انوارِ رحمت درس دیدار خوانی۔ بعضے جسم صاحب عقل وشعور وحکمت انسانی بعضے جثہ ناسوتی مردہ دل مطلق نفسانی، بعضے جثہ پر خطرات وسوسہ واہمات کمین گاہ خنّاس خرطوم شیطانی، بعضے جثہ مشغول اکل وشرب وشہوت مثل گاؤخر احمق حیوانی، بعضے جثہ مشرف دیدار شرک وکفر سے بیزار مطابق شرع شریف محمدی ﷺ عارف صاحب عیانی اور بعض جسم بدخصالت اَلْعَادَۃُ لَاتُرَدُّ اِلَّا بِالْمَوْتِ مثل طفلِ نادانی۔

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

''از ہر اعمال بقبولیتِ وصال عارف باللہ راہم چناں یک بارگی از یک جثہ نہ جثہ برآید چنانچہ مار برآید از پوست'' چہار جثہ نفس امارہ، ونفس ملہمہ ونفس لوامہ ونفس مطمئنہ وسہ جثہ ہائے قلب برآید جثہ قلب سلیم وقلب منیب وقلب شہید ودو جثہ روح برآید، جثہ روح جمادی وجثہ روح نباتی (صفحہ ۱۴۵)

ترجمہ:۔ عارف باللہ کے جسم سے نوقسم کے لطیف جسم باہر آتے ہیں چنانچہ چار جسم نفسِ امارہ نفسِ لوامہ، نفسِ ملہمہ اور نفسِ مطمئنہ کے باہر آتے ہیں اور تین جسم قلوب کے، اول قلبِ سلیم دوئم قلب منیب، سوئم قلب شہید کے اور دو جسم روح کے، ایک جسم روح جمادی، دوئم جسم روح نباتی کے باہر آتے ہیں

تیسری جگہ فرماتے ہیں کہ ہر جسم سے ہزار بلکہ بے شمار جسم باہر آتے ہیں اور پھر ایک جسم میں آکر مل جاتے ہیں

الغرض اس قسم کے بے شمار جسم انسانی وجود میں موجود ہوتے ہیں اور موت کے بعد دُنیا میں انسان کے اس قسم کے لطیف جسم معنوی اولاد کی طرح پیچھے رہ جاتے ہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار غیبی لطیف مخلوق ہے جس کی تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ　(المدثر: آیت ۳۱)

ترجمہ: ''اور نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو مگر وہی (رب)''

Marfat.com

ایک جثہ ہمزاد جسے انگریزی میں ڈپلیکیٹ (DUPLICATE) کہتے ہیں انسان کے ساتھ پیدائش سے لگا دیا جاتا ہے اگر یورپ کے اسپر چولسٹس متوفی انسان کے کسی ایسے غیبی لطیف جثے کو حاضر کر لیتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو اسی مردہ متوفی کا جسم جون یا روح بتاتا ہے تو اس سے مختلف آسمانی مذاہب اور ادیان خصوصاً دین اسلام کے عقائد پر کوئی حرف نہیں آتا اور انسان کی اصلی روح کے متعلق عذاب جان کندن و قبر سوال منکر نکیر وغیرہ اور قیام سجین و علیین اپنی جگہ پر مُسلم اور قائم ہیں۔ اہل یورپ کے پرانے مذہبی عقائد میں جن کا وجود اگرچہ مسلّم اور ثابت ہے اور ان کی زبان میں جن، دیو، پری وغیرہ کے لئے (GIN, DEVIL, FAIRY) کے نام موجود ہیں لیکن اسپر چولسٹس جس قسم کی بھی غیبی لطیف مخلوق سے اپنے حلقوں میں یا باہر دوچار ہوتے ہیں انہیں مردہ لوگوں کی ارواح بتاتے ہیں یا جو کچھ وہ ارواح انہیں حلقوں میں جھوٹ یا سچ بتاتی ہیں اسی پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ آج سے ایک سو سال پہلے تمام یورپ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں پایا جاتا تھا جو موت کے بعد روح کے زندہ رہنے کا قائل ہو صرف اب اسپر چولسٹس کے روحانی حلقوں میں ارواح کی حاضرات اور آئے دن روحوں کے عینی مشاہدات اور دیدہ تجربات نے تمام یورپ کو حیات بعد الممات کا قائل کر دیا ہے اور مذہب اسلام کے بے شمار مسلمات اور معتقدات میں سے صرف ایک ہی مسئلہ حیات بعد الموت کی معمولی سی جھلک معلوم کر لی گئی ہے لیکن باوجود اس قدر مشاہدات اور تجربات کے شیطان نے انہیں پھر ایک نئی قسم کی دہریت اور نیچریت میں مبتلا کر دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الجاثیہ: آیت ۲۳)

ترجمہ: ''آیا تو نے دیکھا ایسے شخص کو جس نے اپنی ہوا اور خواہش کو اپنا معبود اور مقصود بنایا اور باوجود تحصیل علم (یعنی سوجھ بوجھ) کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر غفلت کی مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ

Marfat.com

ڈال دیا ہے پس اللہ کے بعد کون اسے ہدایت دے سکتا ہے آیا تم اس سے عبرت اور نصیحت حاصل نہیں کرتے"

اس قسم کا ایک اور ارشاد ہے

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (الانعام: آیت ۱۱۲،۱۱۱)

ترجمہ:۔"اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی نازل کردیں اور مردے جی کر ان سے ہم کلام ہو جائیں اور حشر قائم کر کے انہیں پہلے سے دکھا دیا جائے پھر بھی یہ (ازلی شقی) ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے لیکن اکثر لوگ (ہدایت ازلی سے) جاہل ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے مقابلے اور مخالفت پر انسان اور جن شیطان دشمن بنا دیئے ہیں جن میں سے بعض (شیطان الجن) بعض (شیطان الانس) کی طرف فریب اور جھوٹ کی ملمع باتیں القاء کرتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرسکتے۔ (پس اللہ تعالیٰ نے مصلحتاً بطور امتحان انہیں ایسا کرنے کی مہلت دی ہے) پس (اے میرے نبی!) تو بھی انہیں چھوڑ دے کہ وہ اپنے جھوٹ اور فریب سے تمہارا مقابلہ کرتے رہیں"

مذکورہ بالا آیتوں سے اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہر زمانے میں اہل باطل شیاطین الانس اور شیاطین الجن کا اہلِ حق انبیاء اور اولیاء کے درمیان دشمنی، عداوت اور مقابلے کا نقشہ کھینچا ہے خصوصاً آج کل کے یورپین اسپرچولسٹوں کا خاکہ مذکورہ بالا آیتوں میں پوری طرح دکھایا گیا ہے کہ مردے آ کر ان سے ہم کلام ہو رہے ہیں پھر بھی دہریت اور بے دینی کا بھوت بدستور ان کے سروں پر سوار ہے پس اصلی ہدایت من جانب اللہ ہے بعض ایسے لوگ ہیں جو ظاہری اور کسبی علم سے

Marfat.com

عاری ہیں اور انہوں نے عالم غیب کی لطیف مخلوق جن، ملائکہ اور ارواح میں سے کچھ بھی نہیں دیکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، آسمانی کتابوں، پیغمبروں، یوم آخرت، دوزخ، جنت اور حساب کتاب وغیرہ تمام چیزوں پر اس طرح کامل یقین رکھتے ہیں گویا کہ انہوں نے ان سب غیبی چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے خلاف اس کے آج کل کے شقی ازلی ہیں جو ظاہری اور کسبی علوم وفنون میں افلاطونِ زماں ہیں اور آئے دن اپنے حلقوں میں ان غیبی ارواح کے عینی مشاہدے اور نظارے کر رہے ہیں لیکن ان کی بے دینی اور دہریت میں سر مو فرق نہیں آتا

صد ہزاراں فضل دارد از علوم　　جان خود راے نہ داند ایں ظلوم
داند او خاصیّتِ ہر جوہرے　　درمیان جوھرِ خود چوں خرے
خویش را صافی کن از اوصافِ خود　　تابہ بینی ذات پاکِ صاف خود
بینی اندر دل علومِ انبیاء　　بے کتاب و بے معین و اُوستا

(رومی)

ترجمہ:- لاکھ علمی فضیلت رکھتا ہے لیکن یہ ظالم اپنی حقیقت سے بے خبر ہے۔ مادّی دنیا کے ہر شئی کی خاصیت سے واقف لیکن اپنے جوہرِ حقیقت سے مثلِ خر جاہل ہے
اپنے آپ کو اوصافِ رذیلہ سے صاف کر، تب تجھے اپنی حقیقت کا جوہرِ کمال نظر آئیگا
تو اپنے دل میں انبیاء کے علوم کا عکس حاصل کر بغیر کسی کتاب اور استاد و مددگار کے

تسخیرات ملائکہ اور حاضرات

اب ہم حاضرات و تسخیرات جنات کے بعد ملائکہ اور فرشتوں کی حاضرات اور تسخیرات کا ذکر کرتے ہیں جن انسان کی طرح مکلف مخلوق ہے ان کا لطیف طبقہ اور غیبی عالم انسانوں کے عالم شہادت کے بہت قریب ہے ان کے اثرات جنونی آسیب اور آزار کی صورت میں انسانوں میں نظر آتے ہیں جب جن کسی مرد، عورت یا بچے پر مسلّط ہو جاتا ہے یا گاہے خواب یا بیداری میں بعض لوگ جنات سے دوچار ہو جاتے ہیں تو انسان ان کے وجود کا کسی نہ کسی طرح قائل ہو جاتا ہے اور ان کی حاضرات اور تسخیر بھی تھوڑی بہت سمجھ میں آجاتی ہے لیکن عام طور پر ملائکہ اور فرشتوں

Marfat.com

کو ایک فوق الفطرت، سمجھ اور ادراک سے بالاتر چیز خیال کیا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ فرشتوں اور ملائکہ کی آمد و رفت اور حاضرات محض انبیاء اور مرسلین کے ساتھ متعلق، مخصوص اور محدود ہے اور انبیاء کے علاوہ خواہ کوئی ولی ہی کیوں نہ ہو اسے یہ حیثیت اور طاقت حاصل نہیں ہوسکتی کہ فرشتوں کو دیکھ سکے یا ان سے ملاقات کر سکے یا ان سے کوئی کام لے سکے لیکن عام لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔

حاضراتِ ملائکہ کے عقلی ثبوت

فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ہماری خدمت پر مامور ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ (حٰم السجدہ: آیت ۳۱،۳۰)

ترجمہ: ”بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں“

یعنی وہ لوگ جنہوں نے الست کا وعدہ وفا کر کے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اس اقرار پر قائم رہے ہم ایسے لوگوں پر اپنے فرشتے نازل کرتے ہیں جو انہیں یوں بشارتیں دیتے ہیں کہ تمہارے لئے کوئی خوف اور غم نہیں ہے اور تمہیں خوشخبری ہو بہشت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ہم تمہارے رفیق اور شفیق ہیں دُنیا کی حیات اور آخرت میں۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کے ساتھ ملائکہ کی رفاقت اور حمایت دُنیا کی زندگی میں بھی ثابت ہے چنانچہ کراماً کاتبین جو ہمارے دائیں بائیں ہر وقت

Marfat.com

ہمارے نیک و بداعمال کے کاتب اور نگران ہیں۔ ہمارے اعمال واقوال کا ریکارڈ رکھتے ہیں اور انہیں فائل بنا کر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں پہنچاتے اور جمع کرتے ہیں یہ فرشتے ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں ہمیں رزق پہنچانے پر الگ فرشتے مامور ہیں۔ لیلۃ القدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا (القدر: آیت ۴)

ترجمہ: ''اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں''۔

یعنی اس رات فرشتے اور ارواح آسمان سے نازل ہوتے رہتے ہیں اور زمین و آسمان کے درمیان ان کی آمد ورفت کا تانتا لگا رہتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے جنہیں سیاحین کہتے ہیں مومنوں کے حلقہ ہائے ذکر میں پہنچتے ہیں اور جب واپس بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے اے فرشتو! تم نے میرے بندوں کو زمین پر کس حالت میں پایا'' حالانکہ وہ ہر حال اور واقعہ سے واقف و آگاہ ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم نے انہیں تیرے ذکر، فکر، تسبیح اور تحمید میں مشغول پایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں انہیں اس کے عوض ایسی ابدی نعمتیں عطا کروں گا جو نہ ان کی آنکھوں نے کبھی دیکھی ہوں گی اور نہ ان کے کانوں نے ان نعمتوں کے بارے میں سنا ہوگا اور نہ ان کے دل پر ان نعمتوں کا گمان گزرا ہوگا''۔

ایک حدیث میں یوں مذکور ہے

لَوْ لَا اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى قُلُوْبِ بَنِىْ اٰدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: ''اگر شیاطین بنی آدم کے قلوب کو اپنی آماجگاہ اور جولان گاہ نہ بناتے تو البتہ وہ آسمان اور زمین کے عالمِ ملکوت کا مشاہدہ کرتے''۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سامری ایک معمولی کاہن تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر ان کے پاؤں کے نیچے سے مٹی اٹھالی جس سے اس نے سونے چاندی کے بچھڑے میں جان ڈال دی اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم اسے پوجنے لگ گئی تھی ابراہیم علیہ السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (الانعام: آیت ۷۶)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم نے دکھائی ابراہیم کو ساری بادشاہی (کل مخلوقات) آسمانوں اور زمینوں کی اور اس لئے کہ وہ (علم الیقین کے ساتھ) عین الیقین والوں میں سے (بھی) ہو جائیں''

یعنی اسی طرح دکھایا تھا ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو زمین اور آسمانوں کا عالم ملکوت تاکہ ان کا یقین پختہ ہو جائے۔

ایک دفعہ رات کو ایک صحابی نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا گھوڑا بدکنے لگا اور جب تک وہ نماز پڑھتا رہا اس کا گھوڑا بدکتا اور ڈرتا رہا۔ اس نے صبح آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری نماز میں قرأت کو سننے کے لئے تیرے پاس ایک فرشتہ حاضر تھا جسے دیکھ کر رات کو تیرا گھوڑا ڈرتا اور بدکتا رہا۔

توریت اور انجیل میں مذکور ہے کہ جس وقت بلعم باعور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے حق میں بددعا کرنے کے لئے پہاڑ کی طرف روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ تین دفعہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہوا اور اسے بددعا کرنے سے منع کیا حالانکہ بلعم باعور معمولی آدمی تھا۔ اسی طرح اہلِ سلف اولیاء کاملین اور سابق بزرگان دین کے حالات میں بہت جگہ اس قسم کا ذکر آیا ہے کہ انہوں نے اسی دنیا میں فرشتوں سے ملاقات کی اور ان سے استفادہ کیا۔ سو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنے خاص ممتاز اور برگزیدہ بندوں کو یہ توفیق بخش دے کہ وہ جس وقت چاہیں ملائکہ اور فرشتوں سے ملاقات کر کے ان سے استفادہ کر سکیں۔

Marfat.com

حضرت میاں میر کا قصہ

حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کی آنکھ میں پھوڑا نکل آیا۔ بہتیری دوائیں ڈالی گئیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا، آخر یہ بات ٹھہری کہ اس پر عمل جراحی کیا جائے اتنے میں ان کے ایک طالب درویش نے عرض کیا ”جناب آپریشن کی تکلیف نہ فرمایئے اس سے خطرہ ہے مبادا کہ آنکھ کا ڈیلا پھٹ جائے میں عالمِ ملکوت میں کسی فرشتے سے اس کی دوا دریافت کرلوں گا“ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ رات کو اس درویش نے مراقبہ کر کے ایک فرشتے سے دوا دریافت کرلی کہ فلاں بوٹی کا پانی نکال کر آنکھ میں ٹپکایا جائے چنانچہ ایسا کرنے سے آنکھ ٹھیک ہوگئی۔ اس پر ایک دوسرے درویش نے حضرت میاں میر صاحب سے سوال کیا کہ آں جناب اس درویش کے مربی اور مرشد ہیں۔ کیا خود فرشتوں سے اس کا علاج دریافت نہیں کرسکتے تھے اس پر آپ نے فرمایا ”میری منزل عالمِ ملکوت سے بالا ہے میرے لئے ہتک اور توہین کی بات ہے کہ میں اپنی منزل سے نیچے اپنے سے ادنیٰ ملائکہ سے التجا اور استدعا کروں اور میرا یہ طالب آج کل عالمِ ملکوت میں طیر سیر رکھتا ہے اور ان سے اِستمداد اور استفادہ اس کا منصبی کام ہے“

لطیفۂ قلب سے دعوت

الغرض ملائکہ سے ملاقات، استفادہ اور استمداد کوئی مشکل کام نہیں۔ اس غیبی لطیف مخلوق کا دیکھنا اور معلوم کرنا باطنی حواس اور روحانی جسم کا کام ہے۔ مادی عقل اور ظاہری حواس کی تمام دوڑ دھوپ مادہ اور عناصر اربعہ کی چار دیواری تک محدود ہے عالمِ غیب کا باطنی دروازہ مادی عقل والے ناطق حیوانوں پر بالکل مسدود ہے البتہ جن لوگوں کا حوصلہ وسیع اور استعداد بلند ہے وہ نفس کے ناسوتی مقام کو جلدی عبور کرلیتے ہیں اور حاضرات تسخیر جنونیت کے ادنیٰ اور سفلی مقام سے نکل جاتے ہیں اور ان کا لطیفہ قلب ذکر اللہ اور تصور اسم اللہ سے زندہ ہوکر زبان قلب سے

Marfat.com

دعوت پڑھنے لگ جاتا ہے۔ انسان میں یہ لطیفہ چونکہ عالمِ ملکوت میں واقع ہے اس لئے زبان قلب سے جب دعوت پڑھی جاتی ہے اور اس سے نور پیدا ہوتا ہے تو وہ سالک کے لطیفہ قلب کی غذا اور خوراک بن جایا کرتی ہے اور جب سالک یہ باطنی نعمت اور روحانی غذا ضرورت سے زیادہ پیدا کرتا ہے تو چونکہ یہ نور لطیفہ قلب کی ہم جنس لطیف غیبی مخلوق ملائکہ اور فرشتوں کی بھی غذا ہے اس لئے سالک کی دعوت قلب کے وقت اپنی یہ مخصوص غذا حاصل کرنے کے لئے ملائکہ اور فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو اس کے وظیفہ خوار بن کر اس کے کام میں معاون و مددگار بن جاتے ہیں اس قسم کا سالک عارف زندہ دل ملائکہ سے ملتا جلتا ہے اور ملائکہ اور فرشتوں کے اوصاف حمیدہ سے متصف اور ان کے اخلاق سعیدہ سے متخلق ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر، تلاوت، عبادت طاعت، اور نیک اعمال سے ایسے زندہ دل عارف کو پوری قوت اور قوت حاصل ہوتی ہے وہ عالمِ ملکوت میں طیر سیر کرتا اور وہاں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ سالک کے لئے اس مقام میں گرسنگی و سیری اور خواب و بیداری ایک ہو جاتی ہے، اس مقام میں اس سے کشف و کرامات ظاہر ہوتے ہیں اگر وہ اپنے کشف و کرامات ظاہر کرے تو خلقت میں شہرت پذیر، صاحبِ رجوعات اور مشہور و معروف ہو جاتا ہے یہ مقام بھی رَجعت اور لغزش کا ہے سالک کو چاہئے کہ اس مقام پر غرّہ نہ ہو بلکہ اسے آگے قدم رکھنا چاہئے

در دشتِ جُنونِ من جبریل زبوں صیدے　　　　یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ
(اقبال)

ترجمہ:۔ میرے عشق و دیوانہ پن کے چنگل میں جبریل تو معمولی شکار ہے۔ اگر تیرے اندر ہمت ہے تو اپنے پروردگار سے تعلق اور ربط پختہ کر۔

شہرتِ سالک (سمِ قاتل)

بعض سالک اس مقام پر غرہ و فریفتہ ہو کر دکان مشیخیت کھول بیٹھتے ہیں۔ لوگوں کی بیجا خوشامد آو بھگت اور بے حد تعظیم و تکریم سے ان کا نفس موٹا اور مغرور بن جاتا ہے اور خودی اور انانیت کے گرداب میں پھنس کر طریقت کے کفر میں گرفتار ہو جاتے ہیں

Marfat.com

اے طالب! یادرکھ خود پسندی ایک سخت کفر ہے خودی اور خدا اکٹھے نہیں ہو سکتے اور ایک ظرف میں نہیں سما سکتے۔ انسانی دل خانہ کعبہ اور بیت اللہ کی طرح ہے اسے خودی اور جملہ نفس و ہوا کے معبودوں اور بتوں سے خالی رکھنا چاہیے

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتاں　　　　بیت المقدس است مکن جائے بُت گراں

(جامی)

ترجمہ:۔ دل عظیم تر ہے اسے دنیاداروں کے بتوں سے خالی کر، یہ تو پاکیزہ ہے اسے بت گروں کا ٹھکانہ نہ بنا۔

عارف سالک کا قبلہ قلب اللہ تعالیٰ کا خاص حرم اور حقیقی کعبہ ہے اور اس کے سوادِ دل کا سُویدا بمنزل حجرِ اسود ہے۔ اول الذکر یعنی کعبہ دل اصل اور حقیقت ہے کیوں کہ وہ گزرگاہِ رب جلیل ہے اور کعبہ آب و گل اس کی نقل اور مجاز ہے کہ بنائے بندۂ خلیل ہے۔ کعبے کے حجرِ اسود کی نسبت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ بہشت کا ایک پتھر تھا جسے بہشت سے لا کر خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب کیا گیا ہے اور پہلے یہ پتھر بہت روشن اور چمکدار تھا لیکن طائفین کعبہ، زائرین اور حجاج کے بوسوں سے ان کے گناہ اس پتھر میں جذب اور داخل ہوتے رہے ہیں جس سے اب وہ سیاہ ہو گیا ہے۔ حدیث میں ہے

عَنُ اِبُنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنُھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ ﷺ اُنُزِلَ حَجَرُ الۡاَسُوَدِ مِنَ الۡجَنَّۃِ وَ ھُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتۡہُ خَطَایَا بَنِیۡ اٰدَمَ

(اَخۡرَجَہُ التِّرۡمِذِیُّ وَ قَالَ حَدِیۡثٌ" حَسَنٌ صَحِیۡحٌ")

ترجمہ: ''ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے نازل ہوا تھا اور بوقت نزول دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا''۔

Marfat.com

اسی طرح حجرِ اسود کے مقابلے میں دل کے سوادِ سویدا کا حال ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے عارف کا دل زندہ اور تابندہ ہو جاتا ہے تو اس کا سویدا آنکھ کی پتلی کی طرح روشن اور منور ہو جاتا ہے اور جس وقت عارف سالک مَرجعِ خلائق ہو جاتا ہے تو لوگوں کی بے حد تعظیم و تکریم اور کثرت دست بوسی و قدم بوسی سے لوگوں کے گناہ اس میں جذب ہوتے ہیں اور عارف سالک کے منور اور روشن دل کو سیاہ اور تاریک کر دیتے ہیں پس سالک کو حتی الوسع شہرت اور رجوعاتِ خلق سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور لوگوں کی بیجا تعظیم و تکریم پر فریفتہ نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت بایزید بسطامی کا واقعہ

کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت بایزید بسطامی نے اپنے طفلِ نفس کو دیکھا کہ اس کا تمام جسم ضعیف، نحیف اور دبلا پتلا ہے لیکن سر بہت موٹا ہے۔ حضرت بایزید نے اپنے نفس سے پوچھا ''اے نفس! تیرا سارا جسم بہت دبلا پتلا ہے لیکن تیرا سر اتنا موٹا کیوں ہے''؟ نفس نے کہا کہ یہ بات بتانے کی نہیں۔ بایزید نے کہا کہ یہ بات ضرور بتانی پڑے گی۔ نفس نے کہا ''بات یہ ہے کہ میرے وجود کو آپ نے مجاہدوں، ریاضتوں اور بھوک پیاس سے بہت کمزور اور ناتواں کر دیا ہے لیکن لوگوں کی بے حد رجوعات تعظیم و تکریم اور تعریف و توصیف سے میرے سر کو ایک نشہ چڑھتا ہے جس سے میرا سر پھولتا اور موٹا ہوتا ہے سر کے اس قدر موٹا ہونے کی وجہ یہی ہے''۔ بایزید نے دل میں کہا کہ اس باطنی کفر اور انانیت کا علاج چاہئے۔ چنانچہ رمضان کا مہینہ تھا دل کے اس باطنی مرض کے سبب روزے کی نیت نہ کی اور ایک روٹی اپنے ساتھ لے کر مریدوں اور طالبوں کے مجمع کے ہمراہ بازار میں چلے گئے اور جب بازار میں داخل ہوئے تو علیٰ رؤس الاشہاد روز روشن میں ایک ایک نوالہ توڑ کر کھاتے ہوئے بازار میں چلتے رہے۔ بایزید کے اس غیر شرعی فعل کو دیکھ کر تمام لوگ ان سے پھر گئے۔ جا بجا ان کی شکایت ہونے لگی۔ اس کے بعد بایزید نے اپنے نفس کو حاضر کر کے اس کی طرف دیکھا تو اب کی دفعہ اس کا سر بھی باقی جسم کی طرح بہت چھوٹا اور کمزور تھا۔ نفس نے بایزید سے کہا ''میں نے اپنے سر کے موٹے اور بڑے ہونے کا سبب تجھ پر ظاہر کر کے اپنا

Marfat.com

ستیاناس کر دیا" بایزید نے کہا" اے نفس! شکر ہے کہ تیرا کفر ٹوٹا۔ میرے لئے رمضان کے ایک روزے کا کفارہ ادا کرنا آسان ہے لیکن تیری انانیت کا توڑنا بہت مشکل اور دشوار کام تھا **اَلْحَمْدُلِلّٰهِ** اس کی تدبیر بن گئی اے نفس تیرا اور میرا بھلا اسی میں ہے کہ تو ضعیف اور ناتواں رہے بلکہ تیری بھلائی اور نشوونما تیری موت اور فنا میں ہے" دانہ اور تخم جب تک زمین میں اپنے آپ کو فنا کر کے مٹا نہیں دیتا سرسبز، بلند اور زندہ نہیں ہو سکتا افسوس ہے ان لوگوں پر جو خودی کو بلند کرتے ہیں شیطان نے خودی اور انانیت کا علم بلند کیا۔ سر کے بل گرا اور راندہ درگاہ ہوا۔

فرعون کو خدائی کے دعوے سے کیا ملا   بندہ جدا ہوا جو خودی سے خدا ملا

(نظیر اکبر آبادی)

Marfat.com

﴿باب پنجم﴾

حقیقتِ نفس

یہاں ہم لفظ نفس کی ذرا تشریح کیے دیتے ہیں کیوں کہ عوام کیا خواص بھی نفس کی حقیقت جاننے میں غلطی کر جاتے ہیں۔ نفس عربی میں جان، وجود اور ذات کو کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ط (آل عمران: ۲۸)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے''

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں قیاسی گھوڑے دوڑانے اور چون و چرا کرنے سے پرہیز کرو بعض لوگوں کو شیطان بطور وسوسہ ایسے خیالات میں مبتلا کر دیتا ہے کہ خدا کیوں کر بن گیا اور اسے کس نے پیدا کیا ہوگا اور اس سے پہلے کیا تھا۔ انہی وسوسوں کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ ط (یٰسین: آیت ۷۸) ترجمہ: ''اور انسان میری ذات کے متعلق مثالیں قائم کرتا ہے حالانکہ اس نے اپنی خلقت کو بھلایا ہوا ہے اور اسے اپنا پتہ نہیں ہے''

الغرض اللہ تعالیٰ کے متعلق ہر قسم کے خیالات اور سوچ بچار خطرے سے خالی نہیں اسی لئے آیا ہے فَكِّرُوْا فِيْ اٰيَاتِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ یعنی

فکر کرو اس کی آیات وصفات میں اور فکر نہ کرو اس کی ذات میں۔

اس قول اور آیات بالا میں نفس سے مراد ذات اور جان ہے اور کبھی اس سے دل بھی مراد ہوتا ہے مثلاً فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ (یوسف: آیت ۷۷)

ترجمہ: ''پس یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کو اپنے دل میں (بھائیوں سے) چھپالیا''

قولہ تعالیٰ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ (طٰہٰ: ۶۷)

ترجمہ: ''موسیٰ (علیہ السلام) اپنے دل میں ڈر گیا''۔

Marfat.com

کبھی نفس سے مراد شخص ہوتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط (البقرۃ: آیت ۲۸۶)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وسعت اور طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا"

یہ تو لفظ نفس کے عام ظاہری معنی ہیں جس کو ہر شخص سمجھتا اور جانتا ہے لیکن بعض مقامات پر قرآن کریم میں لفظ نفس اپنے حقیقی اور باطنی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس کے صوفیائے کرام کے نزدیک مختلف مرتبے اور درجے ہیں یعنی،

(۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس ملہمہ (۴) اور نفس مطمئنہ

ہر نفس کا ذکر نمبروار ذیل کی آیات میں آیا ہے۔

(۱) وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (یوسف: آیت ۵۳)

ترجمہ: "یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ میں اپنے نفس کی بریت نہیں کرتا (اور اسے گناہ سے بری نہیں سمجھتا) کیوں کہ یہ (شہوانی) نفس ہمیشہ برائی کا امر کرتا ہے"۔

اس آیت میں نفس امارہ کا ذکر ہے

(۲) اس آیت میں نفس لوامہ کا ذکر ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ (القیمۃ: ۱،۲)

ترجمہ: "خبردار! میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور نفس لوامہ (یعنی گناہ پر ملامت کرنے والے نفس) کی قسم کھاتا ہوں"

نفس لوامہ، نفس امارہ سے دوسرے درجے میں ہے اور افضل ہے اسے قیامت کے دن پر یقین ہوتا ہے اور ایسے نفس والے شخص کو اس کا نفس گناہ پر ملامت کرتا ہے لیکن نفس امارہ والا روز قیامت، سزا اور جزاء پر یقین نہیں رکھتا اور گناہ کے بعد ندامت اور پشیمانی بھی محسوس نہیں کرتا لیکن نفس لوامہ والا گناہ تو کر بیٹھتا ہے لیکن بعد میں اسے نفس ملامت کرتا ہے اور خوف اور ندامت دلاتا ہے۔

Marfat.com

(۳)　تیسرے درجے پر نفس ملہمہ یعنی الہام والے کا اس آیت میں ذکر ہے قولہٗ تعالیٰ

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝　(الشمس: آیت ۱۰-۷)

ترجمہ:۔ ''اور میں قسم کھاتا ہوں نفس (ملہمہ یعنی الہام پانے والے) کی اور جیسا کہ اسے درست کیا (اور اس کی اصلاح کی) پس اس نے الہام کے ذریعے سے اسے (ملہمہ بنا کر) نیکی اور برائی سے آگاہ کیا تحقیق چھٹکارا پا گیا جس نے اس کو پاک اور مزکّی کیا اور ہلاک ہوا جس نے اسے آلودہ اور خراب کیا''

یہاں نفس ملہمہ کی صفت بیان کی گئی ہے۔

(۴)　چوتھے نمبر پر نفس مطمئنہ کا اس آیت میں ذکر ہے　قولہٗ تعالیٰ

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝　(الفجر: آیت ۳۰-۲۷)

ترجمہ: ''اے نفس مطمئنہ مائل اور متوجہ ہو جا اپنے رب کی طرف ایسی حالت میں کہ تو اس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی ہو پس اب تو (میرے خاص برگزیدہ) بندوں کی صف میں شامل ہو جا اور میری جنت قرب و رضا میں داخل ہو جا''۔

اس آیت میں ایک باریک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ خاص بندوں کی صف میں داخل ہونے کے جنت میں کوئی بشر داخل نہیں ہو سکتا جنت میں داخل ہونے سے پہلے خدا کے خاص بندوں کے گروہ میں شمولیت اور ان کی رفاقت لازمی امر ہے بعض حاسد، متکبر لوگ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اولیاء کی رفاقت اور پیروی سے روکنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے تراش کر لوگوں کو ان مقدس رفیقوں کی شمولیت سے یہ کہہ کر روکتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء خواہ کتنے ہی بڑے اور پاک کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہیچ اور ناچیز ہیں اللہ تعالیٰ انسان کے لئے ہر حال میں کافی ہے حالانکہ یہ لوگ نہ اللہ کے ہوتے ہیں اور نہ اللہ کے

Marfat.com

دوستوں کے۔ جو اللہ کے دوست ہیں وہ اللہ کے دوستوں یعنی انبیاء اور اولیاء اللہ کے بھی دوست ہوں گے اور جو اولیاء اللہ کے گلہ گو اور دشمن ہوں وہ اللہ کے بھی دشمن ہوں گے کیوں کہ دوست کا دوست بھی دوست اور دوست کا دشمن اور بدخواہ بھی دشمن ہوا کرتا ہے۔ یہ لوگ شیطانی ،کبر اور حسد کے سبب اللہ تعالیٰ اور اس کے دوستوں کے درمیان تفریق ڈالتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کی ضد، مقابل اور مخالف بنا کر سادہ لوح لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے دوست اپنے مولیٰ کے ساتھ متفق ،متحد، یکتا اور اس کی ذات میں فنا اور بقا حاصل کیے ہوتے ہیں قولہ تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا (النساء: آیت ۱۵۱-۱۵۰)

ترجمہ:۔ ’’تحقیق وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان جدائی اور تفرقہ ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسولوں میں سے بعض کو (یعنی اللہ کو) تو مانتے ہیں اور بعض (یعنی رسولوں) کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ ان کے بَین بَین کوئی راستہ نکالیں یہ لوگ حقیقی طور پر کافر ہیں‘‘۔

نفس و ہوا کے فسادات اور خباثتیں

سچ پوچھو تو انسان میں نفس اور ہوا تمام برائیوں، گناہوں، مَعصیتوں، ظلم و ستم، فسق و فجور، شرک، کفر اور نفاق کا موجب اور باعث ہے نفس ہی وہ بڑا آزر اور بت گر ہے جس نے انسان کے لئے دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ بے شمار شریک، معبود اور بُت کھڑے کر کے اسے اللہ تعالیٰ سے روگرداں کیا ہوا ہے۔ کہیں سامری کے بچھڑے کی طرح سونے اور چاندی کے بُت پوجے جاتے ہیں کہیں عورت لکشمی بنا کر کھڑی کر دی گئی ہے اور اسے خوش کرنے کے لئے ہر قسم کا ناروا اور حرام پیسہ جمع کر کے اس کے قدموں پر نچھاور کیا جاتا ہے کہیں زر، زمین اور زن کے بتوں

Marfat.com

کی خاطر ناحق خون بہائے جاتے ہیں اور طرح طرح کے ظلم وستم ڈھائے جاتے ہیں کہیں سیاسی علو، اقتدار اور ہوس حکمرانی کے صنم اکبر کی دہلیز پر بڑے بڑے فلاسفر علماء اور فضلاء سر جھکاتے اور ڈنڈوت کرتے ہیں کہیں جوع الارض اور تیل کے چشموں کے لئے لڑائیاں لڑی جاتی ہیں الغرض دُنیا میں جس قدر بے شمار غیر معبود پوجے جاتے ہیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اور اس سے روگردانیاں کی جاتی ہیں ان سب کا واحد موجب اور باعث نفس اور ہوا ہے پتھروں کے جامد بتوں کو تو محض بے وجہ بدنام کیا گیا ہے کبھی کسی پتھر یا دھات کے بت نے کسی کو گناہ پر آمادہ نہیں کیا اور نہ کسی کو معصیت کی ترغیب دی کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (معاذ اللہ) محض مہمل اور بے معنی ہے؟

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَٰوَةً ۔ (الجاثیہ: آیت ۲۳)

ترجمہ:۔ ”کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود علم کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کیا ہوا ہے اور اس کے دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں اور کانوں پر پردے ڈال دیئے ہیں ۔

یہ آیت ان جاہل علماء کے حق میں آئی ہے جو باہر کی ہر چیز کو شرک کا نام دیتے ہیں اور اپنے اندر نفس و ہوا کے صنم اکبر کو سما رکھا ہے افسوس کس قدر اندھیر اور ظلم ہے کہ نفسانی کور چشم حاسد، بے عمل عالموں نے اپنے نفس کے صنم اکبر کو تو اپنے پہلوؤں میں پال رکھا ہے دن رات اس کی پوجا پاٹ میں مصروف ہیں اور اللہ کے محبوں اور محبوبوں یعنی انبیاء اور اولیاء سے جو اللہ تعالیٰ کے راستے کے عمدہ رفیق، راہ نما، معاون اور مددگار ہیں ان سے استعانت کو شرک کا نام دیتے اور بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔ یہ روایت نفسانی زبانی عالم اور باطنی علم سے جاہل کے حق میں آئی ہے کہ ”العلم حجاب الاکبر“ علم بڑا بھاری حجاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نفس اور ہوا کی مخالفت میں دُنیا کی تمام نیکیاں جن سے انسان دخولِ جنت کا حقدار بن جاتا ہے اسی ایک آیت میں جمع کر ڈالی ہیں۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (النزعت: آیت ۴۰،۴۱)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے روز حساب کے لئے حاضر ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو ہوا و ہوس سے روک لیا پس بہشت ایسے شخص کا ہی ٹھکانا ہے''۔

نفس ہی شیطان کی کمین گاہ اور بڑا بھاری مورچہ

الغرض دین اور مذہب میں جس قدر غلط فہمیاں واقع ہوئی ہیں اور جس قدر لوگ گمراہیوں اور غلط اور باطل راستوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ وہ سب نفس کی حقیقت سے جہالت اور بے خبری کے باعث صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کا بت تیار کیا اور بقولہ تعالیٰ

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ (ص: آیت ۷۲)

ترجمہ: ''تو جب میں اسے درست کرلوں اور اس میں اپنی طرف سے (خاص) روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا''۔

یعنی جب میں اس میں اپنی روح پھونک کر اسے اپنی خلافت سے سرفراز فرما لوں تو اے ملائکہ تم اس کے آگے سجدہ کرلو۔ تو سب ملائکہ نے اسے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے حسد اور کبر کے سبب سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ (ص: آیت ۷۶)

ترجمہ: ''میں اس سے بہتر ہوں (اور خلافت ارضی کا میں ہی مستحق ہوں)

تب اللہ تعالیٰ نے اسے راندہ درگاہ اور ملعون کر دیا۔ اس کے بعد اس نے آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کی دشمنی اور گمراہی کا بیڑا اٹھایا اور کہا

Marfat.com

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۸۲﴾ (ص: آیت ۸۲)

ترجمہ: ”اے اللہ تیری عزت کی قسم میں تمام بنی آدم کو گمراہ کر کے (اپنے ہمراہ جہنم میں) لے جاؤں گا“۔

تب ابلیس نے اپنے لشکر سمیت آدم علیہ السلام کے بت کا جائزہ لیا اور جب اس کے جسم میں داخل ہو کر سر سے پاؤں تک ہر جگہ کو جانچ کر باہر آیا تو شیطانی لشکر نے اس سے دریافت کیا کہ اس نے آدم علیہ السلام کو کیسا پایا؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ اس خلیفہ اور اس کی نسل کو گمراہ کرنا اس کے لئے بہت آسان ہے اس کے جسم میں متضاد عناصر مٹی، آگ، پانی اور ہوا ہیں یہ مُتَلَوِّن مزاج کبھی کسی بات پر قائم اور برقرار نہیں رہے گا۔ اس کا تمام ڈھانچہ بالکل بے کار اور بے حکمت معلوم ہوتا ہے صرف اس میں گاؤدم گنبد کی شکل کا دل بائیں طرف لٹک رہا ہے اس میں داخل ہونے کا اسے راستہ نہیں مل سکا، اس میں شاید اللہ تعالیٰ نے خلافت اور حکمت کا خزانہ رکھا ہو لیکن وہ بھی اس میں اپنی جگہ بناتا ہے تب اس نے نفسانیت کے سبب اس پر تھوکا اور اس کے حسد اور کبر کا تھوک آدم کی ناف پر جا گرا جس سے آدم علیہ السلام کے جسم میں نفس کا تخم اور بیج پڑا اور آدم علیہ السلام کے وجود میں شیطان کا پہلا مورچہ اور کمیں گاہ بنی، شیطان نے اپنے لشکر سے کہا میں اس تھوک اور نفس کے سبب آدم علیہ السلام اور اس کی نسل کے جسموں میں جایا آیا کروں گا۔ انہیں گمراہ کروں گا اور اپنے اسی تھوک کی تاثیر سے ان میں اپنے حسد، کبر اور انانیت کی آگ بھڑکاؤں گا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی طرف دعوت اور ہدایت کے لئے انبیاء اور اولیاء مبعوث فرمائے گا میں انہیں اسی نفس کی انانیت حسد اور کبر کے سبب ان سے بدظن کر کے ان کی پیروی سے روک لوں گا اور صراطِ مستقیم کا دروازہ ان پر بند اور مسدود کر دوں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ایک دن بہشت میں آدم علیہ السلام کی نظر ساقِ عرش پر پڑی اور وہاں کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) لکھا ہوا دیکھا تو حق تعالیٰ سے سوال کیا ”اے اللہ تو واحد لاشریک ہے تیرے نام کے ساتھ یہ دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ (الفتح: آیت ۲۹) کیسا ہے“۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے آدم! یہ نام محمد رسول اللہ (ﷺ) میرے نبی آخر الزمان کا ہے جو تیری نسل سے ہوگا اور اے آدم! تو اور تیری نسل کے تمام پیغمبر قیامت کے روز اس کی شفاعت کے جھنڈے تلے ہوں گے اور اے آدم! تجھ سے خطا واقع ہوگی اور تیرے اس فرزند ارجمند کی شفاعت سے تیری خطا معاف ہوگی"۔ جس کی طرف اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اشارہ فرمایا "میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور قیامت کے روز لِواءِ الحمد یعنی شفاعت کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیاء و مرسلین میرے اس جھنڈے تلے ہوں گے"۔ آدم علیہ السلام نے جب سنا کہ اس کی اولاد میں سے ایک شخص ان کی شفاعت کرے گا۔ تو انہوں نے کہا "تعجب کی بات ہے کہ بیٹے کو باپ کا شفیع بنایا جا رہا ہے"۔

نفس ہی آدم علیہ السلام کے بہشت سے نکلنے کا موجب بنا

شیطانی تھوک کے اثر سے آدم علیہ السلام میں نفسانیت اور انانیت کی آگ بھڑک اٹھی نفس کا تخم پھوٹ پڑا اور نفس کی بنیاد پڑ گئی۔ چونکہ حسد، کبر، طمع اور حرص وغیرہ سے نفس کا خمیر بنا تھا اسی لئے حرص کے سبب آدم علیہ السلام نے بتقاضائے "اَلْاِنْسَانُ حَرِیْص" فِی مَا مُنِعَ شجرِ ممنوعہ کھا لیا اور بہشت بریں سے نکال دیئے گئے۔ آدم علیہ السلام کی نسل اور اولاد میں یہی نفسانیت اور انانیت بطور ورثہ چلی آئی اور خدا کے پاک برگزیدہ بندوں کی رفاقت اور پیروی سے مانع ہوئی بہانہ شیطانی توحید کا بنا

قولہ تعالیٰ

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا۝ (بنی اسرائیل: آیت ۹۴)

ترجمہ:۔ "اور لوگوں کو اٹکاؤ نہیں ہوا اس سے کہ یقین لاویں جب پہنچی ان کو راہ کی سوجھ مگر یہی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی پیغام لے کر"

Marfat.com

نفسِ آدم را برآورد از بہشت　　　نفس کافر بد بلائے اہل زشت
(رومی)

ترجمہ:۔ نفس بری بلا ہے، منکر ہے، نفس ہی نے آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر نکالا۔

نفس میں حسد، کبر کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے اور بُخل اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے اسی لئے وہ کسی بشر کو اپنے سے بہتر اور برتر ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ (النساء: آیت ۱۲۸)

ترجمہ: ''اور نفسوں پر بُخل مسلّط کیا گیا ہے''۔

اور دوسری جگہ آیا ہے

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الحشر: ۹)

ترجمہ:۔ ''اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچا لئے گئے ہیں پس وہ چھٹکارا پانے والوں میں سے ہیں''

اور اسی نفس کے فطرتی بُخل کے سبب آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''یہ علامت انسان کے بُخل کے لئے کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور مجھ پر وہ درود نہ پڑھے'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا وہ گویا بہشت کا راستہ بھول گیا'' آپ اس حدیث سے اس زمانے کے حاسد اور منافقین کے ایمان کا اندازہ لگا سکتے ہیں جن کا دن رات مشغلہ ہی انبیاء اور اولیاء کی شان کو گھٹانا بلکہ الثاان کا گلہ کرنا بنا ہوا ہے۔

یہی نفس کا فطرتی بخل، حسد اور کینہ ہی تو ہے جو پہلے پہل خود ابلیس کے لئے آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیم وتکریم کرنے میں رکاوٹ بنا اور پھر اس کے تھوک کے سبب آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد میں بطور ورثہ چلا آیا اور انبیاء اور اولیاء کی ہر قسم کی تعظیم وتکریم کے لئے رکاوٹ بنا ہر انسان میں یہی نفس ابلیس کی طرح أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (الاعراف: آیت ۱۲) ''میں اس سے بہتر ہوں'' اور فرعون کی طرح أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ (النزعٰت: آیت ۲۴) ''میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں'' کہہ کر اپنی بڑائی اور برتری کا نقارہ بجاتا ہے اور ہر شخص کے کان میں یہی کہتا ہے کہ ہمچو تو دیگرے نیست تیرے برابر اور کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

نفسِ مارا کمتر از فرعون نیست　　　　لیک اورا عون مارا عون نیست
(رومی)

ترجمہ:۔ ہمارا نفس بھی فرعون کے نفس سے کم نہیں ہے لیکن وہ بااختیار تھا ہم بے اختیار ہیں۔

جب تک اپنے سے کسی برتر ہستی کا اقرار نہ کیا جائے اور اس کی راہبری، راہنمائی اور پیشوائی میں اپنے نفس و ہوا اور ماسوا اللہ کو چھوڑ کر یعنی سب سے منہ موڑ کر اپنے مولیٰ کی طرف قدم نہ رکھا جائے اور اس کی طرف سلوک اور طریقت کا راستہ طے نہ کیا جائے خالی زبانی اور شیطانی توحید سے نہ نفس مرتا ہے اور نہ اس کی سرکوبی ہوتی ہے اور نہ نفس اور ہوا سے نجات ملتی ہے بلکہ ظاہری علم اور بدنی عبادات کے سبب انانیت اور خودی سے وہ اور زیادہ فربہ اور موٹا ہوتا ہے اور جب تک نفس نہ مرے دل زندہ نہیں ہوتا۔

نفس نتواں کشت الّا ظلِّ پیر　　　　دامنِ ایں نفس کُش را سخت گیر
(رومی)

ترجمہ:۔ نفس کو مرشد کے زیر ہی مارا جاسکتا ہے نفس کو مارنے والے مرشد کا دامن سختی سے پکڑ لے۔

قرآن میں منافقین کا مفصل حال

جو لوگ صرف زبانی اقرار اور خالی خشک توحید پر اکتفا کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے کی ہمت نہیں رکھتے انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے کے راہبروں اور راہنماؤں سے کیا سروکار۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب اور وصال سے ناامید اور بیزار ہیں۔ صرف خالی زبانی اقرار تو منافق لوگ بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون میں نمبر وار ان لوگوں کا خوب نقشہ کھینچا ہے

(۱) اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ (المنفقون: آیت ۱)

ترجمہ:۔ ''جب آئے تیرے پاس منافق لوگ یہ کہتے ہوئے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو سچ مچ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے بلکہ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق (اس زبانی اقرار میں) جھوٹے ہیں''۔

Marfat.com

(۲) اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (المنٰفقون: آیت ۲)

ترجمہ: ''انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا پھر (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا بیشک وہ بہت ہی برے کام کر رہے ہیں''۔

یعنی انہوں نے اپنا نفاق چھپانے کے لئے زبانی اقرار اور اس پر قسمیں کھانے کو آڑ اور ڈھال بنا رکھا ہے (دراصل ان کے نفاق کی علامت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے راستے سے خود رُکے ہوئے ہیں اور دوسروں کو روکتے ہیں اور یہی سب سے برا کام ہے جو وہ کرتے ہیں۔

(۳) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ۝ (المنٰفقون: آیت ۳)

ترجمہ: ''یہ اس وجہ سے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر انہوں نے (دل کا) کفر (ظاہر) کیا تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو وہ (کچھ) نہیں سمجھتے''۔

یعنی یہ اس لئے ہے کہ زبانی طور پر تو وہ ایمان لے آئے ہیں لیکن اندر دل سے کافر ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر مہر لگادی ہے لیکن وہ اس بات کو نہیں سمجھتے۔

(۴) وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ (المنٰفقون: آیت ۴)

ترجمہ: ''اور (اے مخاطب) جب تو انہیں دیکھے (تو) ان کے قد و قامت تجھے پسندیدہ نظر آئیں اور اگر وہ بات کریں تو ان کی بات تو غور سے سنے تو گویا وہ لکڑی کی شہتیریں ہیں دیوار کے سہارے کھڑی کی ہوئیں''۔

یعنی جب تو منافقوں کو دیکھتا ہے تو ان کے ظاہری جسمانی اعمال تجھے تعجب میں ڈال دیتے ہیں اور جب وہ زبانی اقرار کرتے ہیں تو تو ان کی باتیں سنتا ہے لیکن ان کی مثال ایسی ہے کہ گویا یہ خشک لکڑی کے بت ہیں جو دیوار سے لگادیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

(۵) يَحۡسَبُوۡنَ كُلَّ صَيۡحَةٍ عَلَيۡهِمۡ ؕ هُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡهُمۡ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ۞ (المنفقون: آیت۴)

ترجمہ: ''ہر اونچی آواز کو وہ اپنے اوپر سمجھتے ہیں وہی (سخت زہریلے) دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو ان پر اللہ کی مار، کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں''۔

یعنی لوگ گمان کرتے ہیں کہ ان کا یہ زبانی اقرار اور ظاہری چیخ و پکار صحیح اور درست ہے حالانکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں ان سے دُور رہو اور بچو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر بہکے جا رہے ہیں۔

(۶) وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا يَسۡتَغۡفِرۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ لَـوَّوۡا رُءُوۡسَهُمۡ وَرَاَيۡتَهُمۡ يَصُدُّوۡنَ وَهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۞ (المنفقون: آیت۵)

ترجمہ:۔ ''جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ تعالیٰ کا رسول بارگاہ الٰہی میں تمہاری شفاعت کرے اور تمہارے لئے بخشش مانگے تو وہ اپنا سر موڑتے اور منہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے رک جاتے ہیں''۔

یہ منافق شفاعت کا خالی لفظ سن کر آتشِ زیرِ پا ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عادل اور منصف ہے وہاں شفاعت اور سفارش کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور سفارش عدل کے منافی ہے وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ متکبر ہیں۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی یہ علامات بیان فرمائی ہیں

(۱) پہلی علامت یہ ہے کہ یہ لوگ زبانی اقرار اور صرف خشک توحید کے دعویدار ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے جھگڑا اور بحث و مباحثہ کرتے بلکہ قسمیں تک کھا جاتے ہیں اس خشک توحید اور زبانی اقرار کے سبب یہ لوگ خشک جامد لکڑی کے بت ہیں جن میں ایمان اور تصدیق کی روح نہیں ہے۔

Marfat.com

(۲)　دوسری علامت منافقوں کی یہ ہے کہ یہ لوگ خود بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے رکے ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس راستے سے روکتے ہیں یہ زبانی طور پر اہلِ اقرار ہیں لیکن دل سے بیزار ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے شمع جمال کے اقرار میں سچے ہوتے تو اس کی طرف دوڑتے اور پروانہ وار اس پر گرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ط (الذّریٰت: آیت ۵۰)

ترجمہ: ''اللہ کی طرف دوڑو''۔

لیکن یہ لوگ الٹا اس راستے کے منکر اور اس سے رُکے ہوئے ہیں اور اس راستے کے دوسرے طالبوں اور سالکوں کو روکتے ہیں۔

(۳)　ان کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کے دوستوں کے دشمن ہیں اور ہر بات میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی تحقیر اور تنقیص کرتے ہیں اور اپنی اس عداوت کو زبانی توحید کی آڑ میں چھپاتے ہیں۔

(۴)　اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کور چشم، مُردہ دل نفسانی لوگوں کی صحبت سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے اور ان سے دور رہنا چاہئے۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے دوستوں کے دشمن ہیں تو اللہ تعالیٰ کے کہاں کے دوست بن گئے۔

(۵)　جب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف کے راستے کے منکر اور اس راستے کے رہبروں اور رہنماؤں سے بدظن اور بدگمان ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے یہ لوگ کدھر بہکے جا رہے ہیں۔

(۶)　چھٹی علامت ان کی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب انہیں کہا جائے کہ آؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کرے یا اس کے اولیاء تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو ان کے اندر نفسانیت، انانیت، حسد اور کبر کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اس راستے سے منہ موڑتے اور سر مروڑ لیتے ہیں اور اس راستے سے ان کے رکنے اور باز رہنے کی اصل وجہ یہ بیان فرماتے ہیں

Marfat.com

وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (المنٰفقون: آیت ۵)

ترجمہ: ''اور آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ تکبر کرتے ہوئے (آپ سے) رکتے ہیں''۔

یعنی یہ لوگ اس راستے سے اس واسطے رکے ہوئے ہیں کہ وہ شیطان کی طرح متکبر اور مغرور ہیں۔

سورۃ منافقون میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہمیں ان منافقوں کی زبانی توحید کی اور رسمی، رواجی اور ظاہری عبادت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو صحیح معنوں میں مانتے تو اس کی طرف ضرور چلتے جب یہ اس کی طرف باطنی راستے کے منکر اور اس راستے کے رہبروں اور راہنماؤں کے دشمن اور بدخواہ ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ منافق ہیں اور اپنے نفاق، حسد اور کبر کو توحید کی آڑ میں چھپاتے ہیں۔ نیز یہ لوگ اس آیت کی آڑ لیتے ہیں

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ (الفاتحہ: آیت ۵)

ترجمہ: ''ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں''۔

اِیّاکَ نَعْبُدُ وَاِیّاکَ نَسْتَعِیْنَ کی تشریح

اور بعض لوگوں نے سارے قرآن کریم کو چھوڑ کر صرف اس آیت کو اپنے گھر کے دروازوں پر لکھا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو موحد خیال کرتے ہیں اور دوسرے انبیائے عظام اور اولیائے کرام کے پیروؤں اور محبوں کو مُشرک خیال کرتے ہیں۔

اب ہم سورہ فاتحہ کی اس آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ (الفاتحہ: آیت ۵) کی خاص تفسیر اور تشریح بیان کرتے ہیں ذرا غور اور فکر فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ کہیں ''اے اللہ ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں'' یہ فقرہ شرطیہ ہے اور اس کی جزا، مطلب اور مراد اللہ تعالیٰ اگلی آیتوں میں یوں بیان فرماتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۵ (الفاتحہ: آیت ۶۔۷)

Marfat.com

یعنی اے اللہ اس غرض سے ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری مدد طلب کرتے ہیں کہ تو ہمیں سیدھا راستہ چلا جو ہمیں تیری رضا مندی، قرب اور وصال تک پہنچا دے، آگے اس راستے کی صفت اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ (الفاتحہ: آیت ۷) ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اب ان لوگوں کی صفت قرآن کریم میں تلاش کرنی ہے کہ وہ کون سے لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ قرآن کریم خود ان برگزیدہ لوگوں کو اس آیت میں واضح طور پر بیان فرماتا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (النساء: آیت ۶۹،۷۰)

ترجمہ:۔ ''وہ لوگ ہیں ساتھ ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کا گروہ ہے''۔

اور آگے بیان ہے وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء: آیت ۶۹) اور صراطِ مستقیم پر چلنے چلانے کے لئے یہ لوگ بہتر رفیق اور راہنما ہیں پھر ارشاد فرمایا

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ خوب جاننے والا اور آخر میں نفس مطمئنہ کو اللہ تعالیٰ یوں خطاب فرما کر قصہ تمام کر دیتا ہے

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ (الفجر: آیت ۳۰-۲۷)

ترجمہ: ''کہ اے نفس مطمئنہ اللہ تعالیٰ کی طرف مڑ جا اس حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہو اور تو اس سے راضی ہو اور میرے خاص بندوں میں شامل ہو کر بہشت میں داخل ہو جا''۔

Marfat.com

یعنی بہشت میں داخل ہونے کے لئے خدا کے خاص بندوں میں شمولیت لازمی گردانی گئی ہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جس آیت کو سارے قرآن کریم میں سے چن کر یہ حاسد اور متکبّر لوگ انبیاء اور اولیاء کی مخالفت میں غلط طور پر پیش کرتے ہیں وہی آیت ان مقدس لوگوں کی عین پیروی کی تاکید کرتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی جنت قرب وصال میں داخل ہونے کے لئے انعام کئے ہوئے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی پیروی کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں ہے شیطانی کبر اور شیطانی حسد کے مارے ہوئے اللہ تعالیٰ کے صراطِ مستقیم سے بہت دور اور گمراہ ہیں اور خالی جھوٹی زبانی توحید کے مدعی حقیقت سے بھٹکے ہوئے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ اور گمراہ ہیں۔ شیطان کو بھی آدم علیہ السلام کے سجدے سے نفسانی حسد اور کبر مانع ہوا اور توحید کو آڑ بنا کر لَااَسْجُد لِغَیْرِ اللّٰهِ (میں غیر اللہ کو سجدہ نہیں کرتا) کہہ دیا۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

پلنگ واژدھاؤ شیر نر مارا تو کیا مارا　　　نہ مارا نفس امارہ کو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک سے اکسیر ہو جاتا
اگر پارے کو اے اکسیرگر مارا تو کیا مارا

(محمد ابراہیم ذوق)

عالمِ غیب اور عالمِ شہادت

اب ہم اپنے اصلی موضوع کی طرف آتے ہیں اور نفس کی حقیقت بیان کرتے ہیں واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے کے طالب اور سالکوں کو ہر دو آفاق اور انفس میں آیات اور نشانات دکھاتا ہے حتیٰ کہ ان پر حق ثابت ہو جاتا ہے

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

(حٰمٓ السجدہ: آیت ۵۳)

ترجمہ: ''ہم دکھاتے جاتے ہیں انہیں (یعنی اپنے طالبوں کو) عالمِ آفاق اور عالمِ انفس میں اپنی آیات اور نشانات تا کہ ان پر حق ثابت اور ظاہر ہو جائے''۔

مذکورہ آیت میں ہر دو عالمِ آفاق اور عالمِ انفس کا ذکر آیا ہے اور تمام کائنات ان ہر دو عوالم پر مشتمل ہے۔

عالمِ آفاق کو عالمِ خلق، عالمِ ظاہر، عالمِ شہادت، عالمِ مادی، عالمِ کثیف، عالمِ صورت اور عالمِ مجاز بھی کہتے ہیں اور یہ وہ عالم ہے جو انسان کو ظاہری پانچ حواس کے ذریعے معلوم اور محسوس ہوتا ہے۔

دوسرے عالمِ انفس کو عالمِ بالا، عالمِ باطن، عالمِ غیب، عالمِ لطیف، عالمِ معنی اور عالمِ حقیقی بھی کہتے ہیں اور یہ عالمِ باطنی اور غیبی حواس سے محسوس اور معلوم ہوتا ہے اور ظاہری حواس سے یہ عالمِ اوجھل مخفی اور پوشیدہ ہے۔ عالمِ انفس اصل ہے اور عالمِ آفاق اس کا فرع ظل اور عکس ہے ہر دو عالم میں ایک ہی طرح کی زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے اور باقی تمام اشیاء اور ہر دو طرح کی کثیف مادی اور لطیف روحانی مخلوق آباد ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اکثر عالمِ غیب کی اصلی حقیقی، لطیف جہان اور اس کی مخلوق سے بحث فرماتا ہے کیوں کہ اصل دین کا معاملہ عالمِ غیب سے متعلق ہے

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (البقرۃ: آیت ۱،۲)

ترجمہ:۔''یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ ہدایت ہے ان پرہیزگار متقی لوگوں کے لئے جو عالمِ غیب پر ایمان لاتے ہیں''۔

Marfat.com

عام طور پر یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرۃ: آیت ۳) سے بغیر دیکھے ایمان لانا مراد لیا گیا ہے جو کسی طرح درست نہیں ہوسکتا کیوں کہ ایمان اور یقین دیکھنے ہی سے صحیح، مضبوط اور درست ہوتا ہے۔ یقین کے تین درجے ہیں۔ اول علم الیقین۔ دوئم عین الیقین۔ سوئم حق الیقین اور ان سے شناخت، دید اور دریافت مراد ہے۔ جس طرح ہر معاملے اور واقعہ کی نسبت کسی شخص کی گواہی اور شہادت تب صحیح ہوتی ہے جب وہ معاملے اور واقعہ کو دیکھے ہوئے ہو ورنہ گواہ جھوٹا سمجھا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے رسول کی رسالت کی شہادت میں وہی عین الیقین والے سالک اور روشن ضمیر عارف لوگ ہی سچے ہوسکتے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے غیبی واقعات اور باطنی معاملات کو جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھا ہو اور انہی کا کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صحیح اور درست ہوسکتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یقین اور ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے انہیں ملکوت السموات والارض دکھائے

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (الانعام: آیت ۷۵)

ترجمہ: ''اور اس طرح ہم دکھاتے رہے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنے آسمانوں اور زمین کی غیبی مملکت تاکہ وہ اہل یقین میں سے ہوجائے''۔

بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ سے اطمینانِ قلب اور استحکام ایمان کے لئے اس قسم کی استدعا اور التجا کرتے رہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ (البقرۃ: آیت ۲۶۰)

ترجمہ: ''اور جب کہ سوال کیا (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے کہ اے رب مجھے دکھادے کہ تو مُردے کس طرح زندہ کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے فرمایا کہ اے ابراہیم کیا تو نہیں مانتا؟ (کہ میں مُردے زندہ کر لیتا ہوں) تب ابراہیم (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ بے شک میں مانتا تو ہوں لیکن میں دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ میرا اطمینانِ قلب ہو جائے'' (تب اللہ تعالیٰ نے مُردے زندہ کرنے کا معاملہ ابراہیم علیہ السلام کو دکھا دیا)۔

اگر بغیر دیکھے ایمان لانے کی کوئی وقعت اور حقیقت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کیوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت السموات والارض دکھا کر ان کا یقین بڑھاتا اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کیوں مردہ جلا کر دکھانے کی استدعا کرتے۔ یقین اور ایمان دیکھنے پر موقوف ہے اور بغیر دیکھے کلمہ شہادت پڑھنے والوں کا کلمہ رسمی و رواجی ہے اور ہرگز درست نہیں ہے یہ کلمہ تو منافقین کا کلمہ ہے

قولہٗ تعالیٰ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ (المنفقون: آیت ۱)

ترجمہ: ''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں (تو) کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں بے شک ضرور آپ اللہ کے رسول ہیں''۔

ایمان کا سارا معاملہ غیب میں ہے جیسا کہ ایمان کی شرائط میں مذکور ہے

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اسماء، ملائکہ، کتب رسول، یومِ آخرت اور سزا و جزا وغیرہ سب غیب کی مخفی چیزیں ہیں اور جب تک مومن ان غیبی مخفی چیزوں کو نہ دیکھ پائے اس کا ایمان بالغیب کلمہ شہادت اور ایمان صحیح اور درست ہرگز نہیں ہوتا۔ منافق کور چشم جو ازل سے اس غیبی حقیقی دُنیا سے اندھا ہے اس کا رسمی رواجی اور تقلیدی ایمان خدا کے نزدیک پر کاہ کے برابر بھی قدر اور قیمت نہیں رکھتا بلکہ الٹا دوسرے منافقین کی طرح اس کا زبانی کلمہ اس کے لئے وبال جان اور زوال ایمان کا موجب اور باعث بن جاتا ہے۔

Marfat.com

قولہ تعالیٰ

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

(بنی اسرائیل: آیت ۷۲)

ترجمہ:۔ ''جو شخص اس دُنیا میں (اس غیبی دُنیا سے) اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور گمراہی میں پڑا ہوگا''۔

ستارے، چانداور سورج کو خدا کہنے کی توجیہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں ایک اور جگہ جو یہ ذکر آیا ہے کہ انہوں نے ستارے، چانداور سورج کو یکے بعد دیگرے دیکھ کر کہہ دیا ''یہ میرا رب ہے'' کی حقیقی تفصیل اوراصلی تفسیر نہایت ضروری ہے۔قولہ تعالیٰ

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝　(الانعام: آیت ۷۸،۷۶)

یعنی جس وقت ابراہیم علیہ السلام پر رات چھا گئی تو آپ نے ایک ستارہ دیکھ کر کہہ دیا کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ ستارہ غروب ہوگیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میں غروب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا پھر آپ نے جب چاند چمکتے دیکھا تو آپ نے کہا یہ میرا رب ہے لیکن اس کے غروب ہونے پر آپ علیہ السلام اس سے بھی بیزار ہوگئے۔ پھر آپ نے سورج دیکھا تو اسے اپنا رب اور معبود سمجھا لیکن اس کو غروب ہوتے دیکھ کر اس سے بھی بیزاری کا اظہار کر دیا بعدہٗ رب کا حقیقی نور دیکھ کر کہہ دیا

Marfat.com

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام: آیت ۸۰)

ترجمہ: ''بے شک میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اسی کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں''۔

یعنی میں اپنے ربِ حقیقی کی طرف متوجہ ہو گیا ہوں۔ اب میں غیر معبودوں میں نہیں پھنسنے کا اور اب میں حقیقی موحد ہوں۔

تمام کائنات عالمِ آفاق اور عالمِ انفس کے دو عالموں پر مشتمل ہے جس طرح عالمِ آفاق میں مادی ستارے، چاند اور سورج ہیں اسی طرح عالمِ انفس میں بھی لطیف ستارے، چاند اور سورج ہیں جب سالک اللہ تعالیٰ کی طرف باطن میں منازل سلوک طے کرتا ہے تو سالک کو مختلف باطنی مقامات، منازل اور حالات سے گزرنا پڑتا ہے اور اس پر مختلف تجلیات ہوتی ہیں چنانچہ تجلی نفس، مقام ناسوت میں انوارِ افعال سے، کوکب اور ستارے کی صورت میں سالک پر نمودار ہوتی ہے بعض سالکوں پر جب پہلے اس قسم کی تجلی کا ظہور ہوتا ہے تو وہ اسے غلطی سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی سمجھنے لگ جاتے ہیں لیکن کچھ عرصے بعد جب سالک اس مقام سے ترقی کر کے آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ تجلی غائب اور معدوم ہو جاتی ہے اس وقت سالک سمجھ لیتا ہے کہ یہ غائب اور معدوم ہونے والی تجلی عارضی تھی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی جو لازوال اور دائمی ہے اس سے آگے ہے اس کے بعد سالک پر تجلی قلب، مقامِ ملکوت میں، انوار اسماء سے، چاند کی صورت میں وارد ہوتی ہے۔ یہ تجلی پہلی تجلی سے ذرا بڑی اور روشن تر ہوتی ہے اس لئے سالک اسے اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی تصوّر کرنے لگ جاتا ہے لیکن بعد چندے یہ تجلی بھی زائل ہو جاتی ہے اور سالک سمجھ جاتا ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اصلی تجلی نہیں تھی جب سالک اس سے آگے ترقی کر جاتا ہے تو تجلی روح، مقامِ جبروت میں، انوار صفات سے سورج کی صورت میں سالک پر ظاہر ہوتی ہے سالک خیال کرتا ہے کہ یہ براق اور روشن نور اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور ہو گا لیکن طے مقامات میں جب سالک اس نور کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور وہ نور زائل اور غائب ہو جاتا ہے تو اسے بھی

Marfat.com

لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۝ (الانعام:۷۶) کہہ کر ترک کر دیتا ہے اس کے بعد سالک پر مکان لاہوت میں اللہ تعالیٰ کی اصلی ذاتی انوار کی تجلّی، بے کیف اور بے جہت، بے چون اور بے چگون طور پر نمودار ہوتی ہے جو کسی صورت میں معدوم اور زائل نہیں ہوتی۔ اس وقت سالک معلوم کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی اصلی اور ذاتی تجلّی ہے اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اصلی توحید کے مرتبے پر فائز اور اللہ تعالیٰ کے قُربِ حقیقی سے ہمکنار ہو کر بول اٹھتا ہے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (الانعام: آیت ۸۰)

ترجمہ: ’’بے شک میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اسی کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں‘‘۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کی طرف متوجہ ہو گیا ہوں اور تمام ماسوا انوارِ افعال اسماء اور صفات کے شرک سے چھٹکارا پا کر حقیقی طور پر عارف کامل ہو گیا ہوں۔

مردہ دل نفسانی اور ظاہری زبانی عالموں نے مذکورہ بالا آیت کی جو یوں تفسیر کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مادی اور آفاقی ستارے، چاند اور سورج کو پہلی بار دیکھ کر کہہ دیا تھا یہ میرا معبود اور رب ہے غلط ہے کیوں کہ ایک اولوالعزم پیغمبر کی یہ شان نہیں ہو سکتی کہ وہ اجرامِ فلکی کو جنہیں وہ روزمرّہ دیکھتا ہے اپنا معبود بنا لے انہیں پہلی بار دیکھنے کے لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قِصّہ گھڑ لیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی والدہ نے نمرود کے خوف سے کسی پہاڑ کی غار میں چھپا رکھا تھا اور ان کی وہاں خفیہ طور پر پرورش کیا کرتی تھی حالانکہ انہوں نے اپنے باپ تارخ اور چچا آزر کے گھر میں پرورش پائی تھی اور وہیں وہ جوان ہوئے تھے اور یہ صورت کبھی ممکن نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے آسمان پر ایک ہی ستارہ دیکھا ہو ستارے ہمیشہ بہت سارے دمکتے نظر آتے ہیں اور اگر ستارہ، چاند اور سورج ان کے دیکھتے ہی غروب ہو گئے تھے تو ان کا صرف ایک دفعہ غروب ہو جانا ہی اس بات کی دلیل کیوں کر ہو گئی کہ وہ پرستش کے قابل نہیں

Marfat.com

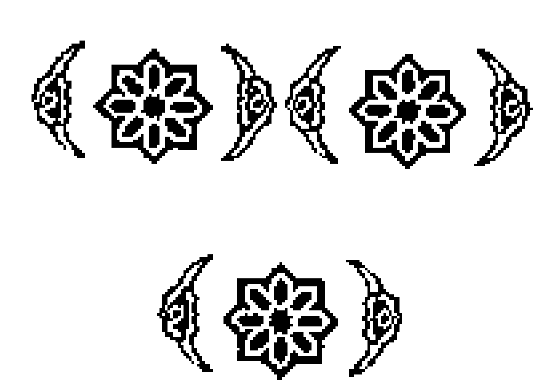
ہیں حالانکہ وہ پھر اپنے وقت پر ظاہر اور نمودار ہو جایا کرتے ہیں اور ان مادی اجرام کے غروب ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں فوراً اپنا جلوہ کیوں دکھا دیا اور اس سے پہلے انہیں کیوں غیر معبودوں میں پھنسائے رکھا جب کہ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہدایت فرمائی ہوتی ہے اور وہ ان آفاقی غیر معبودوں کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہو سکتے جیسا کہ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّکَانَ الْاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (مشکوٰۃ) میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ حضرت آدم (علیہ السلام) ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ ہر پیغمبر کا دل بچپن ہی سے نور عرفان سے پُر اور منور ہوتا ہے اس قسم کی دور از عقل تاویلیں محض اللہ تعالیٰ کی اصلی حقیقی باطنی غیبی لطیف دُنیا سے اندھے پن اور بے خبری کی پیداوار ہیں اور یہ ظاہر بین کور چشم علماء ان تمام شکوک وشبہات اور اعتراضات کے ذمہ دار ہیں جو غیر مذاہب والوں نے قرآن کریم پر کیے ہیں۔ مثلاً ان آفاقی چاند اور سورج وغیرہ کی نسبت ظاہر بین علماء کے اس مسئلے پر آج ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہو رہی ہے کہ چاند پہلے آسمان پر اور سورج چوتھے آسمان پر ہے حالانکہ روس اور امریکہ کے مصنوعی راکٹ سیارے چاند سے گزر کر سورج کی فضا میں جا پہنچے اور تین آسمانوں سے پار ہو گئے ہیں۔ جب ان ظاہر بین علماء کو یہ بات کہی جاتی ہے تو ان سے سوائے اس کے اور کوئی بات بن نہیں آتی کہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے چاند اور سورج تک کوئی مصنوعی سیارہ یا راکٹ نہیں گیا الغرض قرآن کریم میں جن ستاروں، چاند اور سورج کا ذکر آتا ہے وہ انفس کے باطنی غیبی لطیف دُنیا کے کوکب، چاند اور سورج ہیں اور وہ باطنی حقیقی دُنیا میں اپنی صحیح شان سے اپنے اپنے فلک اور آسمان پر جلوہ گر ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے عالم امر کی لطیف غیبی مخلوق، ملائکہ اور ارواح رہتی ہیں اور وہاں تمام کائنات کے باطنی امور طے پاتے ہیں امریکہ اور روس کے مصنوعی سیارے اور راکٹ فی سیکنڈ پدموں اور سنکھوں بلکہ لاتعداد میل کی رفتار سے فضائے آسمانی کی طرف ابد تک اڑتے رہیں وہ پھر پھرا کر اپنی اسی جگہ گھوم کر آ جائیں گے جہاں سے روانہ ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے عالمِ انفس، عالمِ غیب اور عالمِ لطیف کے پہلے آسمان کو بھی

Marfat.com

نہیں چھوسکیں گے چہ جائیکہ وہ اس کے پار چلے جائیں البتہ اس تک پہنچنا یا اس کے پار ہونا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور سلطان سے ممکن ہے اور یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے برگزیدہ باطنی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمٰن: آیت ۳۳)

ترجمہ: ''اے گروہ عالم جن اور انس اگر تمہیں طاقت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حدود آسمان اور زمین سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ لیکن تم نہ نکل سکو گے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی باطنی ہمت اور توفیق سے''۔



Marfat.com

باب ششم

معراج کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کی لطیف غیبی مخلوق ملائکہ اورارواح ہی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی باطنی روحانی توفیق سے پرواز کرتی اور چڑھتی ہیں اور بعض جنّ بھی بسبب لطافت ان غیبی آسمانوں کی طرف غیبی امور معلوم کرنے کے لئے چڑھ جاتے ہیں لیکن انہیں فرشتے شہابِ ثاقب کے مثل نوری پتھروں سے مار بھگاتے ہیں۔اس مادی چاند سورج اور ستاروں کی فضا میں جوشہاب ثاقب ادھر ادھر چھوٹتے نظر آتے ہیں یہ وہ باطنی شہابِ ثاقب نہیں جنہیں فرشتے شیاطین کو مارتے ہیں البتہ یہ ان مادی سائنسدان شیاطین کے لئے رُجوم ہوسکتے ہیں جو اپنے مادی راکٹ اور مصنوعی سیارے دُنیا کی مادی فضا میں اڑاتے ہیں انہیں شہابِ ثاقب (SHOOTING STARS) کا خطرہ ہمیشہ لاحق رہتا ہے ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معراج کی نسبت ظاہر بین علماء اور عارفین کاملین اولیاء کے درمیان اختلاف رائے کی وجہ بھی یہی عالمِ انفس اور عالمِ غیب کی حقیقت سے بے خبری ہی ہے اس واسطے بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا معراج محض ایک خواب تھا بعض نے کہا کہ وہ روحانی تھا اور بعض کہتے ہیں جسمانی تھا غرض اس قسم کے تمام اشکالات کی وجہ حقیقت حال سے بے خبری ہے جن لوگوں نے باطنی طیر سیر نہیں کی وہ زبانی تاویلات، کتابی روایات یا عقلی توجیہات کے ذریعے کبھی معراج کی حقیقت کو نہیں پاسکتے جس طرح مُشتے نمونہ از خروارے ہی لائق اعتبار ہوتا ہے اور درخت اپنے پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح صرف صاحب الہام اولیاء ہی وحی کی صحیح حقیقت اور کیفیت معلوم کرسکتے ہیں اور صاحب کرامت اولیاء ہی انبیاء کے معجزات کا صحیح پتہ لگا سکتے ہیں دل کے اندھے نفسانی علماء ان مسائل میں ہمیشہ لغزشیں اور ٹھوکریں کھاتے

Marfat.com

رہتے ہیں ان کے لڑائی جھگڑے اور بحث مباحثے کبھی ختم نہیں ہوتے اور ہاتھی اور اندھوں والی مثال ان پر صادق آتی ہے۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ　　　چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند
(حافظ)

ترجمہ:۔ بہتر فرقوں کی جنگ سے الگ رہو حقیقت ناشناس افسانوں کی راہوں پر چل پڑے۔

ان دل کے اندھے نفسانی لوگوں کو جب یہ باطنی مراتب حاصل نہیں ہوتے تو ان کے انکار سے اپنی تسلی کرتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کو (معاذ اللہ) جھوٹا، فریبی یا فریب خوردہ سمجھ کر اپنے ظاہری زبانی علم کے پندار میں یہ خیال کرتے ہیں کہ علماء چونکہ وارث انبیاء ہیں اس لئے اگر یہ باطنی مراتب اور روحانی کمالات ہوتے تو انہیں بھی ضرور حاصل ہوتے۔

دو قسم کا علم

علم دو قسم کا ہے ایک علم ظاہری، زبانی اور کتابی۔ دوئم علم باطنی، ربانی اور وہبی پہلا علم ظاہر علماء سے بطور درس وتدریس کتابوں کے ذریعے حاصل ہوتا ہے لیکن علم باطنی بلا واسطہ وہبی اور فضلی طور پر اللہ تعالیٰ سے براہ راست حاصل ہوتا ہے جس کا تھوڑا سا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں خضر علیہ السلام کے سلسلہ میں فرمایا ہے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا　(الکھف: آیت ۶۵)

ترجمہ: پس موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے خادم نے ہمارے ایک خاص بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا اور اسے اپنی طرف سے باطنی علم عطا کیا تھا ان ہر دو ظاہری اور باطنی کتابی اور وہبی علوم کا ذکر ان آیات میں بھی آیا ہے۔

Marfat.com

قولہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍۙ۝ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۝ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًاؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۝ (الجمعہ: آیت ۵ - ۲)

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس نے (اُمّی) لوگوں میں سے اپنا رسول مبعوث فرمایا کہ جو انہیں میری آیات بیان فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں (میری) کتاب (قرآن) کی تعلیم دیتا ہے اور اس کتاب کے اسرار اور حکمتیں سکھاتا ہے درآنحالیکہ وہ پہلے تھے گمراہی میں اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے علم عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے غلبے اور حکمت والا ہے یہ نعمت (باطنی علم) محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ظاہری کسبی کتابی علم کا بھی ذکر فرماتا ہے گو نام یہود کا لیا ہے) مثال (ان ظاہری علوم والے بےعمل علماء) کی ان علماء یہود کی سی ہے کہ جنہیں توریت کا ظاہری علم دیا گیا ہے لیکن انہوں نے اسے عملی طور پر دل سے نہ اٹھایا ان کی مثال گدھے کی ہے کہ جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں یہ بُری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں اور دل کے اندھوں کو ہدایت نہیں کرتا''۔

Marfat.com

انسان کے باطنی لطائف اور روحانی شخصیتوں کا حال

انبیاء اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکساں طور پر باطن میں وارداتِ غیبی اور فتوحات لاریبی کا نزول ہوتا ہے صرف ان میں مراتب اور درجات کا فرق ہوتا ہے، ولی کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باطنی القاء ہوتا ہے اسے الہام کہا جاتا ہے اور نبی کے دل پر باطنی القاء کو وحی کے نام سے پکارا جاتا ہے ولی کے خوارق کو کرامات کہتے ہیں لیکن نبی کے خوارق کو معجزات کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی طرح نبی کی اللہ تعالیٰ اور اس کے آسمانوں، عرش و کرسی کی طرف باطنی پرواز کو معراج کہا جاتا ہے لیکن ولی کے باطنی صُعود اور عُروج کو باطنی طیر سیر کے نام سے پکارا جاتا ہے الغرض نبی اور ولی کے باطنی کمالات اور روحانی مشاہدات میں ہر طرح کی پوری مماثلت اور تام مشابہت پائی جاتی ہے۔

نبی اور ولی کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باطنی لطائف زندہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں زندہ اور تابندہ کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط

(البقرۃ: آیت ۲۵۷)

ترجمہ: ''اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے روشنیوں کی طرف''۔

یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو اس پر سچے دل سے ایمان لے آئے ہیں انہیں مادے کی کثیف ظلمت سے نکال کر عالمِ غیب کی لطیف نوری دُنیا میں داخل کر دیتا ہے قولہٗ تعالیٰ

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ط　(الانعام: آیت ۱۲۲)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اسے روشنی عطا کی جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے کیا وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ تاریکیوں میں پڑا ہے ان سے نکل نہیں سکتا''۔

یعنی وہ شخص جو تھا مردہ پھر ہم نے اسے اپنے نور سے زندہ کر دیا اور اسے ایسا نور عطا کیا کہ جس کے ذریعے وہ لوگوں کے نفوس میں چلتا پھرتا ہے ایسے شخص کی مثل ہو سکتا ہے جو مادے کے اندھیرے میں گرفتار ہے اور اس سے کبھی نکلنے والا نہیں ہے۔

جس سعادت مند شخص کو اللہ تعالیٰ خلق خدا کی طرف راہنمائی اور ہدایت کے لئے منتخب فرماتا ہے تو اس کے باطنی لطائف کو اپنے نور سے زندہ فرما دیتا ہے اور ان لطائف سے وہ عالمِ انفس اور عالمِ غیب میں طیر سیر کرتا ہے اور اسے کئی ایسے باطنی نوری وجود عطا ہوتے ہیں جن کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتے ہیں غرض تمام باطنی کمالات، روحانی کشف و کرامات اور عجیب و غریب خوارق ہی غیبی لطیف نوری اجسام کے کرشمے ہیں ان باطنی نوری اجسام کی تائید میں ہم یہاں صحیح بخاری کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں

يَتَقَرَّبُ الْعَبْدُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَکُوْنَ عَيْنَيْهِ يَنْظُرُ بِیْ وَاُذُنَيْهِ يَسْمَعُ بِیْ وَلِسَانِهِ الَّذِیْ يَنْطِقُ بِیْ وَاَيْدِيْهِ الَّذِيْنَ يَبْطِشُ بِیْ وَرِجْلَيْهِ يَمْشِیْ بِیْ

ترجمہ: ''کہ بندہ کثرت نوافل یعنی زائد عبادت کی وجہ سے میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے اور میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں وہ مجھ سے بولتا ہے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں وہ مجھ سے چلتا اور پکڑتا ہے''۔

اس قسم کی قرآنی آیات اور احادیث بکثرت ہیں جن سے ایک منصف مزاج، حق جُو اور حقیقت شناس انسان کو صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سے بعض

Marfat.com

سعادت مند اصحاب کے وجود میں ایسی پاک نوری لطیف شخصیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے وہ باطن کی لطیف غیبی دُنیا میں طیر سیر کرتا ہے۔ انسان کے اس کثیف عنصری جثے میں نفس کا ایک لطیف جثہ اس طرح زندہ اور بیدار ہو جاتا ہے جس طرح انڈے میں بچہ اور اس نفس کے جثے میں دل اور قلب کا لطیف جثہ زندہ اور نمودار ہو جاتا ہے اور دل کے لطیف جثے میں روح کا الطف جثہ پیدا اور ہویدا ہو جاتا ہے ہر لطیف جثہ اپنے کثیف جثے میں اس طرح جاری، ساری اور مخفی ہوتا ہے جس طرح دودھ میں مکھن اور مکھن میں گھی ہوتا ہے اس طرح کے باطنی سات لطیف جثے ایک دوسرے میں پیدا اور ہویدا ہو جاتے ہیں اور سالک عارف کامل ہر جثے کے ساتھ اس کے مطابق سات لطیف عالموں میں یا سات لطیف غیبی آسمانوں میں طیر سیر کرتا ہے۔ وہ سات لطائف یہ ہیں لطیفۂ نفس، لطیفۂ قلب، لطیفۂ روح، لطیفۂ سر، لطیفۂ خفی، لطیفۂ اخفیٰ اور لطیفۂ انا۔ ہر لطیفہ کا اس کے مطابق الگ لطیف عالم ہے اور اس کی اپنی نوعیت کی خاص سیر، خاص حال، مقام، رنگ اور اس کا مخصوص ذکر ہے ان سات لطائف کے مطابق قرآن کریم کے بھی سات بطون ہیں۔

اِنَّ الْقُرْاٰنَ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا وَ لِكُلِّ بَاطِنٍ بَطَنٌ اِلٰى سَبْعِ بُطُوْنٍ

ترجمہ:۔ یعنی قرآن مجید کا ایک ظاہر اور باطن ہے اور ہر باطن کا ایک الگ باطن ہے سات بطون تک

ان سات لطائف کا ایک جامع چارٹ یعنی نقشہ ہم نے عرفان حصہ اول کے صفحہ ۲۲۰ پر دیا ہے وہاں ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

باطنی لطائف کا ذکر

عارف کامل جب ان باطنی لطائف کی لطیف زبان سے ذکر اللہ کرتا ہے یا قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو اس لطیف زبان کا ذکر اور دعوت قرآن اس لطیف غیبی دُنیا کے دروازہ کو کھولنے کی کلید اور کنجی بن جاتا ہے اور عارف کامل اس لطیف عالم اور غیبی دُنیا میں داخل ہو جاتا ہے اور وہاں کی طیر سیر کرتا ہے۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الانعام: آیت ۵۹)

ترجمہ: ''اور اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں اس کے سوا (بذاتِ خود) انہیں کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے ہر اس چیز کو جو خشکی اور دریاؤں میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہیں کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک لیکن (لکھا ہوا) ہے روشن کتاب میں''۔

یاد رہے کہ یہ غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اس لئے اپنے پاس نہیں رکھی ہیں کہ وہ خود ان سے غیب کے دروازے کھولتا ہے اور ان کے بغیر وہ غیب کے دروازے نہیں کھول سکتا بلکہ عالمِ غیب اور شہادت ہر وقت اس پر عیاں ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سبا: آیت ۳)

ترجمہ: ''اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمینوں میں اور نہیں کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ بڑی لیکن روشن کتاب میں ہے''

قولہٗ تعالیٰ

لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ (آل عمران: آیت ۵)

ترجمہ: ''اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں''

بلکہ یہ کنجیاں اس نے اپنے خاص برگزیدہ بندوں کے لئے رکھی ہیں اور جنہیں وہ یہ کنجیاں عطا کرتا ہے وہ ان کنجیوں سے عالمِ غیب کے مختلف دروازے کھول دیتا ہے اور عالم غیب کا نظارہ اور اس کی سیر کر لیتا ہے۔

Marfat.com

معراج کی رات حضرت رسول اکرم ﷺ پر جبریل کی معیت میں عالمِ غیب کے مختلف دروازے کھلتے رہے اور آپ ﷺ نے سات آسمانوں، عرش، کُرسی، لوح، قلم، جنت اور دوزخ وغیرہ کی سیر کی اور اللہ تعالیٰ کی غیبی مملکت کے تمام خزانے آپ ﷺ کو دکھائے گئے۔ اب ناظرین کے ازدیادِ یقین اور اطمینانِ قلب کے لئے یہ فقیر اسی قسم کا اپنا ایک ابتدائی مشاہدہ اور تجربہ بیان کرتا ہے جس سے ان شآء اللہ عالمِ غیب کی کنجیوں کی نوعیت اور کیفیت ناظرین پر کھل جائے گی۔

(نوٹ:۔ معراج کی رات (آنحضرت ﷺ) کو دو دفعہ معراج ہوا ایک دفعہ عالمِ انفس میں دوسری دفعہ عالمِ آفاق میں۔ یہاں معراج کی جو توجیہہ کی گئی ہے وہ عالمِ انفس میں ہونے والے معراج کی ہے اور یہ معراج روحانی تھا۔ عالمِ آفاق میں آنحضرت ﷺ کو جو معراج ہوا وہ جسمانی تھا اس کا ذکر اور توجیہہ صفحہ نمبر ۳۳۱ پر درج ہے حضرت قبلہ دونوں قسم کے معراج کے قائل تھے جسمانی معراج کے بھی اور روحانی معراج کے بھی)

فتحِ غیب کا واقعہ

ایک دفعہ جب اس فقیر نے سورہ مزمل کی دعوت پڑھنی شروع کی تو ہر رات حسب معمول سورہ مزمل مخصوص تعداد میں مزار حضرت سلطان العارفین پر پڑھتا رہا۔ ایک دن اس فقیر نے ترکِ دُنیا اور ایثارِ نفس کا ایک خاص عملی مظاہرہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان العارفین کی روح پر فُتوح خوش ہوئی۔ اس رات حسب معمول مزار کے پاس کھڑے ہو کر اس فقیر نے سورہ مزمل کی دعوت پڑھی اور جب اپنی جگہ پر واپس آ کر سو گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے جسم عنصری سے ایک لطیف جسم باہر نکل آیا اور باہر نکلتے ہی اس نے اپنی لطیف زبان سے ایک دفعہ درود شریف پھر سورہ فاتحہ اور پھر درود شریف پڑھا۔ سورہ فاتحہ کے پڑھتے ہی مجھ پر عالمِ غیب کا دروازہ کھل گیا اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ میرا لطیف جسم بقائمی تمام ہوش وحواس غیب کی دُنیا میں داخل ہو گیا ہے اور میرے نیچے کوئی سواری ہے۔ اس سواری نے کہا ''کہاں جانے کا ارادہ ہے''۔ میں نے کہا حضرت سلطان العارفین کو ملنے کا اشتیاق ہے۔ اس پر وہ سواری مجھے اوپر کی طرف اڑا کر لے گئی اور میں مختلف مقامات سے گزر کر ایک بالاخانے پر پہنچا

Marfat.com

جس کے دریچے تین سبز رنگ کے تھے۔ان میں سے درمیان والے دریچے کے سامنے مجھے لاکر کھڑا کردیا گیا اور خود وہ سواری اس دریچے میں داخل ہوگئی تھوڑی دیر میں وہ دریچہ کھل گیا اور اس میں سے ایک چاند جیسے نہایت نورانی چہرے والے بزرگ نمودار ہوئے آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے ان کی مسکراہٹ سے وہ تمام مکان روشن ہوگیا میں نے ان کو سلام کیا۔آپ نے سلام کا جواب دیا اور اس فقیر کو واپسی کی اجازت فرمائی۔اس کے بعد وہ باطنی سواری اس فقیر کو وہاں سے اڑا کر لے آئی اور میں جب وہاں سے اپنے جسم عنصری کے قریب پہنچا تو اسے بدستور بے حس و حرکت محو خواب پایا اس کے بعد میرا باطنی لطیف جثہ اس میں داخل ہوا اور اسے لباس کی طرح پہن لیا۔عالم غیب کی اس باطنی طیر سیر کے وقت میرے تمام ہوش وحواس بالکل بجا تھے اور میں پوری بیداری کے عالم میں تھا۔خواب وخیال کا اس میں مطلق شائبہ تک نہ تھا اس طرح مجھے سورۃ مزمل کی ظاہری اور سورۃ فاتحہ کی باطنی غیبی مفتاح اور کلید حاصل ہوگئی۔

اس کے بعد جب کبھی یہ فقیر کسی روحانی کی قبر پر رات کو جاکر سورۃ مزمل کی دعوت پڑھ کر مراقبہ کرتا یا سوجاتا تو میرا باطنی لطیف جثہ سابق طور پر زبان سے ایک دفعہ درود شریف بعدہٗ سورۃ فاتحہ اور پھر درود شریف پڑھ کر جثہ عنصری سے باہر آجاتا اور بحر عالم غیب میں ڈوب جاتا اور اہل قبر روحانی سے ملاقی، ہم سخن اور ہم کلام ہوجاتا اور اس روحانی سے اپنے مطلب براری میں استمداد کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اپنے باطنی مربّی اور روحانی پیشوا حضرت سلطان العارفین کی جناب سے سورہ مزمل اور سورہ فاتحہ کی اس کلید اور مفتاحِ غیب کے حصول کے بعد کئی دفعہ مزاروں پر سورۃ مزمل اور فاتحہ یہ فقیر پڑھتا رہا ہے اور مختلف روحانیوں سے اسی طرح عالمِ برزخ میں ملاقات ہوتی رہی ہے اور غیب کے دروازے کھلتے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ شاہد حال ہے کہ اس فقیر نے مفتاح عالمِ غیب کا مثال کے طور پر جو واقعہ بیان کیا ہے اس میں ذرّہ بھر جھوٹ افتراء اور مبالغے کا دخل نہیں یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔وہم وگمان اور خواب وخیال کی دُنیا سے معاملہ بالکل

Marfat.com

بالا ہے۔رسمی، رواجی، ظاہری اور زبانی طور پر اگر کوئی شخص تمام عمر کسی روحانی کی قبر پر دعوت قرآن اور فاتحہ پڑھے وہ ہرگز روحانی کو حاضر نہیں کر سکتا اور نہ ملاقات کر سکتا ہے اور نہ بغیر عطائے کلیدِ دعوت کسی پر عالم غیب کے دروازے کھل سکتے ہیں تمام قرآنی سورتیں، آیات، اسمائے حُسنیٰ اسمِ اللہ ذات، کلمہ طیبہ اور دیگر کلمات طیّبات عالم غیب کے لئے مفاتیح اور کلیدات کا حکم رکھتے ہیں لیکن ان کلیدات کے لئے خاص پاک لطیف جسم اور پاک لطیف زبان کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاک برگزیدہ بندوں یعنی اللہ کے باطنی خزانچیوں کے قبضے میں یہ عالم غیب کی کنجیاں ہیں جسے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے امر سے عطا کرتے ہیں اور ہر بوالہوس نفسانی آدمی کو یہ نعمت حاصل نہیں ہوتی اور جو اس نعمتِ عظمیٰ کے اہل ہوتے ہیں ان کے لئے بارگاہ ربّ العزت سے ان کلیدات کا امر اور لائسنس جاری ہوجاتا ہے قولہ تعالیٰ

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ　(الرعد: آیت ۳۱)

ترجمہ: ''اور اگر کوئی ایسا قرآن (نازل) ہوتا جس سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس سے زمین پھٹ جاتی یا اس کی وجہ سے مُردوں سے باتیں کی جاتیں (تب بھی وہ ایمان نہ لاتے، اللہ عاجز نہیں) بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں''۔

یعنی اگر کوئی قرآن شریف عوام کے لئے ایسا ہوا ہوتا کہ اس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین کی مسافت طے ہوجاتی یا اس سے مردے اہل قبور ہم کلام ہوجاتے تو کیا ہوتا بلکہ قرآن کریم کی اس خاصیت کی کلید اور امر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور خاص اہل لوگوں کو عطا ہوتی ہے۔

عالمِ لطیف اور عالمِ غیب کے مختلف دروازے ہیں اور ان کی مختلف کلیدات اور کنجیاں ہیں اور ہر عالمِ لطیف سے بالا اور اس کے اوپر اعلیٰ اور اولیٰ ایک اور زیادہ لطیف اور الطف عالم ہے اور اس کے دخول اور طیر سیر کے لئے اس کے مطابق لطیف پاک جسم اور لطیف زبان کی ضرورت ہے اور جب کوئی سالک عارف کامل عالم غیب میں ان باطنی دروازوں میں داخل ہونا چاہتا ہے

Marfat.com

تو ایک پاک لطیف جسم اور لطیف زبان سے قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کی دعوت پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے امر سے اس پر عالمِ غیب کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ اس عالم غیب میں داخل ہو کر اس کی سیر اور نظارہ کرتا ہے۔

آج کل امریکہ اور روس جو مصنوعی سیارے اور راکٹ اس مادی دُنیا کے عالم آفاق کی فضا میں اڑا رہے ہیں ان کی یہ آفاقی اور مادی تگ ودو اور ظاہری جسمانی پرواز عالمِ انفس اور عالمِ غیب میں انبیاء اللہ کے باطنی معراج اور اولیاء اللہ کی روحانی طیر سیر کی ایک بہت ادنیٰ اور معمولی نقل ہے ان ہر دو آفاق اور انفس کی فضاء میں پرواز کے لئے چند چیزیں ضروری اور لازمی ہوتی ہیں

(اول) عالم بالا میں پرواز کے لئے ایسی صورت پیدا کی جائے کہ مصنوعی سیارہ یا راکٹ کسی طرح زمین کی کشش سے باہر نکالا جائے۔

(دوئم) اس میں بڑی بھاری الیکٹرک یا ایٹمی پاور اور طاقت بھری ہو جو اسے اوپر لے جائے

(سوئم) اسے اجرامِ فلکی میں سے کسی ستارے یا چاند اور سورج کی کشش لاحق ہو جو اسے اپنی طرف کھینچ کر لے جائے۔

(چہارم) اس پر مختلف وزنی اور ہلکے خول چڑھے ہوئے ہوں کہ جب اسے زیادہ لطیف فضاء میں پرواز کرنے کی ضرورت پڑے تو وہاں اس سے وزنی خول اتر جائے اور وہ اس سے آگے زیادہ ہلکی جسامت سے پرواز کے قابل ہو جائے چونکہ ظاہری اور مادی پرواز نقل اور باطنی اور روحانی پرواز اصل ہے لہٰذا ہر دو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔

باطنی پرواز کے عارف سالک کے جسم میں سات قسم کے لطیف والطف جُثے ایک دوسرے پر خول کی طرح چڑھے ہوئے ہیں۔ روحانی اہل اللہ کے باطنی راکٹ میں اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

اسم کے نور کی الیکٹرک پاور بھری ہوتی ہے جو اسے پوری سُرعت اور تیزی سے اوپر اٹھالے جاتی ہے اہل اللہ کے کثیف مادی جسم کو زمین کی کشش ثقل لاحق ہوتی ہے لیکن اس کے لطیف باطنی جثوں کو کشش ثقل لاحق نہیں ہوتی بلکہ وہ عالمِ بالا کی طرف اس طرح جاتا ہے جس طرح کہ بلندی سے زمین کی طرف کوئی بھاری پتھر وغیرہ گرتا ہے جب سالک عارف عالم بالا کی طرف اللہ تعالیٰ کی نوری پاور سے پرواز کرتا ہے تو وہ اپنے کثیف مادی اور عنصری جسم کو یہیں چھوڑ دیتا ہے یعنی کثیف وزنی خول اس سے اتر جاتا ہے اور نفس کے لطیف جسم سے عالم ناسوت کی فضا کو طے کرتا ہے اس کے بعد جب وہ عالم ملکوت کی زیادہ لطیف دُنیا میں داخل ہوتا ہے تو اس وقت وہ نفس کے کثیف خول کو اتار کر قلب کے لطیف تر جثّے کے ساتھ عالم ملکوت کی فضاء میں پرواز کرتا ہے اس سے آگے جب سالک عالمِ جبروت کی زیادہ لطیف غیبی فضاء میں پرواز شروع کرتا ہے تو اس وقت وہ قلب کے خول کو اتار کر روح کے لطیف تر مرکب اور سواری کو پکڑ لیتا ہے اور عالمِ جبروت کے روحانی مقام میں پرواز کرتا ہے۔

اسی طرح لطیفہ سِر، خفی، اخفیٰ، انا کو قیاس کر لینا چاہیے۔ باطنی پرواز کے مذکورہ بالا مضمون کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے سے ناظرین پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معراج کی فلاسفی اور حقیقت کسی قدر واضح اور ظاہر ہو جائے گی اور علماء ظاہر اور اولیاء باطن کے درمیان سے معراج کے روحانی اور جسمانی اختلافات اور جملہ شکوک و شبہات ان شآءاللہ رفع ہو جائیں گے۔

معراج کی توجیہ اور تمثیل

آنحضرت ﷺ کا معراج عالمِ انفس اور عالمِ غیب کی طرف باطنی پرواز کا اعلیٰ اور افضل نمونہ تھا آپ ﷺ کی باطنی روحانی سواری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باطنی برق اور اللہ تعالیٰ کی نوری الیکٹریسٹی (ELECTRICITY) قسم کی چیز تھی جیسا کہ لفظ براق سے ظاہر ہوتا ہے جس نے مرکب بن کر آپ ﷺ کو عالم بالا کی طرف اڑایا۔

Marfat.com

معراج کی رات آپ ﷺ کے نفس کے لطیفے نے آپ ﷺ کے جسم عنصری کے کثیف خول کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں یا جس مقام پر باختلاف روایات آپ ﷺ اس رات موجود تھے۔ اتار لیا تھا اور آپ ﷺ کے نفس کے لطیف جثے نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی طرف جبرائیل کی رفاقت اور براق کی باطنی برقی طاقت اور پاور سے پرواز فرمائی اور وہاں تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کا شک اور اشکال رفع ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک معراج کی رات ان کے حجرے میں موجود رہا اور حجرے سے غائب نہیں ہوا دوئم اگر آپ ﷺ کثیف عنصری جسم سے ظاہر طور پر بیت المقدس پہنچ کر انبیاء کی امامت فرماتے تو کم از کم بیت المقدس کے مجاور، زائر اور راہب آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی جماعت انبیاء کو ضرور کسی نہ کسی صورت میں دیکھ لیتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا کیوں کہ معاملہ باطنی اور ظاہری حواس کی پہنچ سے بالاتر تھا۔ آنحضرت ﷺ نے تمام انبیاء کی ان کے نفوس کے لطیف جثوں میں امامت اور جماعت فرمائی اور ان کے مخصوص لطیف جثوں میں ہی مختلف آسمانوں پر ان سے ملاقات کی جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں مذکور ہے اور جب آنحضرت ﷺ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى (سورۃ النجم) پر پہنچے جو جبرائیل علیہ السلام کا آخری مقام ہے اور اس سے آگے پرواز کا ارادہ فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام نے رفاقت سے معذرت کی اور کہا ''اگر ایک ذرہ اور آگے تجاوز کروں گا تو میرے پرواز کے پر جل جائیں گے''۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　　فروغِ تجلّی بسوزد پرم
(سعدی)

ترجمہ:۔ اگر میں ایک بال کے برابر اوپر اڑوں تو تجلیات کے انوار سے میرے پَر جل جائیں

یہاں پر آپ ﷺ نے اعلیٰ ملکوتی خول اتار لیا اور براق کی برقی طاقت بھی ختم ہو گئی چنانچہ آپ ﷺ یہاں سے رفرف کے زیادہ لطیف نوری جسم سے لاہوت لامکان کے بے مثل و

Marfat.com

بے مثال عالم میں داخل ہوئے وہاں اور اس سے آگے اللہ تعالیٰ کی آیاتِ کبریٰ کے مشاہدات سے مشرف ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نہایت مخفی اور پوشیدہ اسرار کی وحی

فَاَوۡحٰۤى اِلٰى عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰى ؕ (النجم: آیت ۱۰)

ترجمہ: ''تو وحی فرمائی اپنے عبد مقدس کو جو وحی فرمائی''۔

سے سرفراز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص برگزیدہ بندے جن کو باطنی اور غیبی دُنیا میں طیر سیر حاصل ہوئی ہو وہ بطورِ مشتے نمونہ از خروارے معراج کی حقیقت اور کیفیت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں نفسانی کور چشم، دل کے اندھے ان باطنی باتوں کو کیا جانیں؟

شنیدہ کے بُود مانندِ دیدہ (سعدی)

ترجمہ:۔ سنی سنائی بات آنکھوں دیکھی چیز کی طرح نہیں ہوتی

Marfat.com

﴿باب ہفتم﴾

معجزات اور کرامات

انبیائے عظام کے معجزات، اولیائے کرام کی کرامات، قرآن کریم میں خلافِ عقل آیات بیّنات اور خوارق کے سمجھنے میں نفسانی ظاہر بین عالموں کا ظاہری کتابی علم اور سائنس پر دردہ مغرب زدہ نیچریوں اور ملحدوں کی مادی عقل ہر جگہ لغزشیں اور ٹھوکریں کھاتی رہی ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر جگہ قرآنی آیات کے معنی اور تاویلات میں ان کی غلط تفاسیر سے اشکالات پیدا ہوتے رہے ہیں انہیں لاکھوں دلائل کے ذریعے عالم غیب کا قائل کرایا جائے اور طرح طرح کے براہین سے سمجھایا جائے۔ یہ مادی عقل اور کتابی علم والے بطور اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (اعراف: آیت ۱۷۶)

ترجمہ: ''مگر وہ پستی کی طرف جھکا'' مادی زندگی کے دوام کا دم بھرتے ہیں اور مادے کے ہی چکر میں پھرتے ہیں اور ہرگز غیبی باطنی دُنیا کو کسی صورت میں بھی ماننے پر نہیں آتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾

(الانفال: آیت ۲۲)

ترجمہ: ''اللہ کے نزدیک سب سے برے (انسان نما) حیوان وہ ہیں جو (دل کے) بہرے اور گونگے ہیں کسی طرح نہیں سمجھتے''۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ دین کا سارا معاملہ غیب پر قائم اور عالمِ غیب سے متعلق ہے جو لوگ عالمِ غیب سے اندھے، اس عالم کی حقیقت کے منکر اور مادی دُنیا ہی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں یا دین کے ہر معاملے کو مادی دُنیا اور اپنی مادی عقل پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا دین بچوں کا کھیل اور مضحکہ خیز بن کر رہ جاتا ہے جب دین کے منکرین اور مذہب کے مخالفین

Marfat.com

کی طرف سے ان پر اعتراضات اور شکوک وشبہات کی بوچھاڑ پڑتی ہے تو بغلیں جھانکتے اور کہنے لگتے ہیں کہ دین کے مقابلے میں عقل کو استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر خلاف عقل بات کو مان لینا چاہئے اس سے مخالفین کی تسلی تو نہیں ہوتی البتہ انہیں دینی مسائل کا مضحکہ اڑانے کا موقع مل جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر دین کا ہر معاملہ انسانی سمجھ سے باہر اور عقل کے خلاف ہے تو معلوم ہوا کہ دین اور مذہب کی بنیاد جہالت پر ہے اور تمام ادیان اور مذاہب (معاذ اللہ) زمانۂ جاہلیت کی پیداوار ہیں پھر ایسی جہالت کی پیروی کی کیا ضرورت ہے حالانکہ دین اور مذہب کا ہر معاملہ عقل کے عین موافق بلکہ عقلِ کل کی پیداوار ہے اور دین کا ایک چھوٹا اور ادنیٰ سا مسئلہ بھی عقل کے خلاف نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ظاہر بین مادی زبانی علماء اپنی خشک توحید کی تائید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم توحید کے علمبردار تھے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کی طرح صرف زبانی خشک توحید کے دعویدار نہیں تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ باطن کے سالکِ اعظم اور سلوکِ طریقت کے راہوار تھے

وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ۝ (الصّٰفّٰت: آیت ۹۹)

ترجمہ:۔ ''حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی طرف (باطن میں) چلنے والا ہوں وہ مجھے عنقریب اپنی طرف ہدایت فرمائے گا''۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۝ (العنکبوت: آیت ۶۹)

ترجمہ: ''اور جو لوگ ہماری طلب میں کوشش اور مجاہدہ کریں گے ہم انہیں اپنی طرف ہدایت کریں گے''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تو عملی طور پر کامل موحد تھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں غیر معبودوں اور ماسوا مقصودوں سے بیزار، روگردان اور انہیں اپنا جانی اور ایمانی دشمن خیال کرتے تھے۔ دُنیا کے تمام کاروبار یعنی رزق کی فراخی اور تنگی، بدن کی بیماری اور صحت بلکہ زندگی اور موت کے تمام مراحل اور منازل میں اللہ تعالیٰ ہی کو کفیل اور وکیل سمجھتے تھے

Marfat.com

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ (الشعراء: آیت ۷۷-۸۱)

ترجمہ: ''(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ رب العالمین کے سوا جملہ معبود اور مقصود میرے دشمن ہیں (جو اللہ کی راہ میں میرے سامنے حائل ہوں) اور میرا معبود وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا پس وہ مجھے اپنی طرف ہدایت فرمائے گا اور وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہوتا ہوں وہی مجھے شفا بخشتا ہے اور وہی مجھے مارتا اور جلاتا ہے''۔

پس اللہ تعالیٰ کے راستے کے باطنی سالک کے لئے ہر وہ شے جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے اسے روکے اس کے لئے دشمن کا حکم رکھتی ہے خواہ وہ اس کا نفس، مال اور بال بچے ہی کیوں نہ ہوں۔

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ (التغابن: ۱۴)

ترجمہ: ''تمہاری بیویوں اور بچوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں''۔

علمی توحید

کیا یہ زبانی توحید کے مدعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عملی توحید کو پہنچ سکتے ہیں حالانکہ جب انہیں کوئی دنیاوی مشکل پیش آتی ہے تو ظالم بدکار دنیا داروں، فاسق، فاجر بے دین اہل کاروں اور کافر مشرک حاکموں کے دروازوں پر استمداد کے لئے چکر لگاتے پھرتے ہیں اگر بیمار ہو جائیں تو کافر ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کرانے سے ذرہ بھر نہیں شرماتے خواہ وہ انہیں بطور دوا شراب جیسی ام الخبائث اور خنزیر کے معدے کا جوہر ہی پیش کریں یہ بصد خوشی اسے پی جاتے ہیں ایسے موقعوں پر ان کی زبانی توحید کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے البتہ ان کے حسد اور کبر والی توحید میں اس وقت شیطانی طوفان برپا ہوتا ہے جب کسی خدا کے برگزیدہ بندے اور اس کے نبی یا ولی سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے راستے میں راہبری یا راہنمائی کی امداد طلب کی جائے یا کسی معالج القلوب اور طبیب الارواح سے باطنی، قلبی اور روحانی امراض کی تداوی اور علاج حاصل کیا جائے یا کسی باطنی روحانی عالم کے جسے اللہ تعالیٰ نے عِلم من لدُنّا سے سرفراز فرمایا ہو دروازے پر علم باطنی حاصل کرنے کے لئے حاضری دی جائے۔ ان کور چشم، منافق، زبانی توحید کے مدعی، نفس کے بندوں کو عملی موحد اور اللہ تعالیٰ کے طالب سالک اور اس کی راہ میں نفس اور جان کی قربانی دینے والے جانباز پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے جو دُنیائے دوں کے حریص اور اس کے اقدار کے طالب ہوں اور جن کے ہر فعل اور عمل میں اصلی مقصود اور غرض وغایت دنیوی علو اور ظاہری عزّ وجاہ ہو وہ اپنی توحید میں کسی طرح بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سچے پیرو نہیں ہوسکتے۔

کعبۂ جان ودل کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے پہلے پہل روئے زمین پر خانہ کعبہ اور بیت اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہ تعمیر کی اس کا عکس اور نقشہ بیت المعمور یعنی باطنی اور نوری کعبہ سے لیا گیا۔ باطنی کعبۂ جان ودل اصل ہے اور کعبۂ آب وگل اس کی نقل اور عکس ہے غور سے دیکھا جائے تو ان ہر دو میں بڑی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے بزرگان دین اور سلف صالحین نے اپنے اشعار اور تصانیف میں ہر دو صوری اور معنوی، مجازی اور حقیقی، مادی اور روحانی ظاہری اور باطنی کعبوں کی طرف اشارے فرمائے ہیں

دِل بدست آور کہ حجِ اکبر است　　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہِ خلیلِ آزر است　　　دل گزرگاہِ جلیلِ اکبر است

(رومی)

ترجمہ:۔ ’’اپنے دل کو حاصل کر کیونکہ یہی حج اکبر ہے اور ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے کیونکہ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم نے رکھی ہے اور دل خود اللہ تعالیٰ کی گزرگاہ ہے‘‘۔

Marfat.com

ہر شخص نے اپنی سمجھ اور استعداد کے مطابق اپنا قبلہ اور کعبہ چن لیا ہے اور اس کے حج زیارت، طواف، قربانی اور مناسک کو ذریعۂ نجات بنالیا ہے جو لوگ عالمِ غیب کی حقیقی، باطنی اور روحانی دُنیا سے بے بہرہ اور بیگانہ ہیں اور محض مادی حواس اور ظاہری سوجھ بوجھ رکھتے ہیں انہوں نے کعبۂ آب و گل یعنی نقل کو اختیار کرلیا ہے اور جو لوگ باطنی حواس کے مالک اور عالم غیب کی حقیقی دُنیا سے واقف ہیں انہوں نے کعبہ جان و دل یعنی اصلی کعبہ کو چن لیا ہے احادیث اور تفاسیر کی بعض روایات سے ان ہر دو کعبوں اور ان کے حج اور قربانیوں کے بیانات سے حقیقتِ حال پر روشنی پڑتی ہے اور دینی عقل اور مذہبی فراست رکھنے والے اصحاب اصل اور نقل، حقیقت اور مجاز کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اسلام کی دو عیدوں کا فلسفہ

اسلام نے سال میں دو عیدیں مقرر کی ہیں ایک رمضان کے بعد عید الفطر اور دوئم ماہ ذی الحجہ میں عید الاضحیٰ۔ اول الذکر کو چھوٹی عید اور مؤخر الذکر کو بڑی عید بھی کہتے ہیں۔ عیدِ فطر کے روز مسلمان اس لئے خوشی مناتے ہیں کہ مسلمانوں نے تیس دن روزے رکھے۔ اللہ کے لئے بھوکے پیاسے رہے نمازیں پڑھیں اور اللہ کا فرمان بجالائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں خوشی کی اور عید منائی، عید الاضحیٰ دراصل ان لوگوں کی عید ہے جو وطن اور اہل و عیال چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی خانہ کعبہ اور بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے دور و دراز سفر کی صعوبتیں اختیار کرتے ہیں اور اللہ کے گھر میں حاضری دیتے ہیں، چنانچہ حاجی لوگ اس کامیابی اور سعادت کی خوشی میں عید مناتے ہیں ہر دو عیدوں میں لوگ غسل کرتے ہیں عمدہ نئے کپڑے پہنتے ہیں، خوشبو وغیرہ لگا کر آپس میں ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد کہتے ہیں۔ دراصل یہ ہر دو عیدیں اگرچہ اس دُنیا میں ایک وقتی تہوار ہیں لیکن ان ہر دو عیدوں کے پیچھے اسلام کا ایک بڑا بھاری فلسفہ کارفرما ہے جو ایک عظیم الشان ٹھوس حقیقت اور اصل ہے اور یہ اس کی مجازی صورت اور نقل ہے۔ رمضان کا مہینہ اور اس کی عید تو ان اہل عقبےٰ، دیندار، زاہد، عابد اور متقی لوگوں کی نقل ہے جنہوں نے تمام عمر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی سب نافرمانیوں اور کل مناہی سے مرتے دم تک روزہ رکھ لیا۔ ایمان کی سلامتی کے ساتھ دُنیا سے رخصت ہو گئے اور اب بہشتی لباس اور جنتی حُلّے پہنے ہوئے بہشت میں اپنے مومن بھائیوں سے ملیں گے۔ ایک دوسرے کو ان کے ایمان پر مبارکباد کہیں گے بہشت کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔ اَلدُّنیَا یَوْم" وَّلَنَا فِیْهَا صَوْمٌ" یعنی "دُنیا کی تمام حیات کو ہم نے ایک دن سمجھ لیا ہے اور ہم اس میں اللہ تعالیٰ کی تمام مناہی سے روزہ دار ہیں" عید الاضحیٰ جسے عیدِ قربان بھی کہتے ہیں ان سرفروش، جانباز عاشقانِ الٰہی کی نقل ہے جو سر ہتھیلی پر رکھ کر سر دھڑ، جان و مال کی بازی لگاتے اور محبوب نفس کی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ محبوب حقیقی کی طلب میں نکل کھڑے ہوتے ہیں اور اسی دُنیا میں اس کے دیدار سے مشرف ہو جاتے ہیں

شکرِ للہ کہ نہ مُردیم و رسیدیم بدوست　　　آفریں باد بریں ہمّتِ مردانۂ ما
(بوعلی قلندر)

ترجمہ:۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم مرنے سے پہلے اپنے دوست (اللہ تعالیٰ) تک پہنچ گئے ہماری اس ہمت اور مردانگی کو شاباش ہے۔

اسے بڑی عید اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وصال اور اس کے لِقا اور دیدار کے مقابلے میں بہشت اور اس کی نعمتیں ہیچ ہیں۔ مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ

دُنیا طلبا چہ گوئمت مغروری　　　عقبیٰ طلبا چہ گوئمت مزدوری
مولیٰ طلبا کہ داغِ مولیٰ داری　　　در ہر دو جہاں مظفر و منصوری
(ابوسعید ابوالخیر)

ترجمہ:۔ دنیا کے طلبگار و تم دھوکے میں ہو، آخرت کے طلبگار و تم تو مزدور ہو۔ مولیٰ کے طلبگار و مولیٰ کے عاشقوں، دونوں جہاں میں کامیاب و کامران ہو۔

طَالِبُ الدُّنیَا جَاهِل" طَالِبُ الْعُقْبٰی عَاقِل" وَ طَالِبُ الْمَوْلٰی کَامِل"

دنیا کا طلب گار جاہل، آخرت کا طلب گار عاقل اور اللہ تعالیٰ کا طالب کامل ہوتا ہے

Marfat.com

حسابِ صد ہزار عاقل بحشر بگزرد یکدم　　　　حسابِ یکدمِ عاشق بصد محشر نے گنجد
(حضرت معین الدین چشتی)

ترجمہ:۔لاکھوں عقل مندوں کا حساب محشر کی ایک گھڑی میں ہوجائیگا لیکن عاشق کے ایک لمحے کا حساب سینکڑوں محشر میں بھی نہ ہو سکے گا۔

حجِ بیت اللہ

اس جگہ عید قربان اور حج بیت اللہ کی اصل اور نقل کا تھوڑا سا حال بیان کرتے ہیں۔ حج بیت اللہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں پر اپنا بیت المعمور یعنی باطنی قبلۃ القلوب جو اللہ تعالیٰ کی خاص خلوت گاہ ہے، دکھایا تا کہ اس نمونے پر مکہ مکرمہ کی فلاں جگہ ان کا گھر اور عبادت گاہ تیار کی جائے، اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے

وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝　(الانعام: آیت ۷۵)

ترجمہ:۔ ”اور اسی طرح دکھا دیئے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت کہ اسے یقین ہو جائے“۔

چنانچہ اسی نمونے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ تیار کیا جو لوگوں کے لئے پہلی عبادت گاہ بنی۔ مسلمانوں پر اس کا حج اور اس کے مناسک یعنی طواف اور قربانی وغیرہ فرض کر دیئے گئے اور اس کے لئے ذوالحجہ کی نویں دسویں تاریخ مقرر کی گئی آج تک اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ بیت المعمور آسمانوں میں ایک غیبی لطیف نوری مقام ہے جو فرشتوں کی آماجگاہ ہے اور ان سے معمور ہے دن رات فرشتے اس کے اردگرد طواف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی عبادت اور حمد وثنا میں مشغول ہیں وہ اصل ہے اور بیت اللہ اس کی نقل ہے جہاں حجاج اور زائرین دن رات طواف کرتے ہیں اور حمد و تسبیح پڑھتے ہیں کیوں کہ جس طرح بدن کے ساتھ جان اور روح رواں ہے اسی طرح ہر ظاہر کے ساتھ باطن اور عالمِ شہادت کے بالمقابل ایک غیبی لطیف جہان ہے اور ہر دینی معاملے کا اصل غیب میں ہے اور شہادت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کی نقل اور ظل ہے۔

Marfat.com

قربانی کا فلسفہ اور اس کی حقیقت

یہاں ہم قربانی کا فلسفہ بیان کرتے ہیں ایک روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنانا شروع کیا تو ہر دفعہ خانہ کعبہ کی عمارت گر پڑتی تھی اور قائم نہیں رہتی تھی آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں سوال کیا۔ جواب ملا کہ اس کے لئے قربانی دو چنانچہ بار بار زیادہ سے زیادہ اونٹ بطور قربانی پیش کئے گئے لیکن قربانی کا مطالبہ جاری رہا۔ آخر امر ہوا کہ محبوب اور عزیز ترین چیز کی قربانی پیش کرو جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: آیت ۹۲)

ترجمہ: ''تو ہرگز نہ پا سکو گے نیکی یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے جسے تم پسند کرتے ہو''۔

یعنی اے میرے بندو تم نیکی اور میری رضا ہرگز حاصل نہیں کر سکو گے جب تک تم میری راہ میں وہ چیز نہ خرچ کرو گے جو تمہیں محبوب اور پیاری ہے۔

الغرض اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کی سب سے زیادہ پیاری متاع ان کا محبوب بیٹا حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہو سکتی ہے چنانچہ اسے قربان کرنے کا ارادہ کر لیا گیا مگر اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محض آزمانا ہی منظور تھا نہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرانا اور ہلاک کرانا۔ ان کی بجائے بہشت سے دنبہ لایا گیا اور اسے چھری تلے دے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا۔ آج تک حاجی لوگ مقام منیٰ میں اور اس کی تبع میں باقی مسلمان اپنے اپنے وطنوں میں بطور سنت ابراہیمی قربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جو اہل اللہ بیت المعمور اور دل کا اصلی کعبہ استوار کرنا چاہتے ہیں وہ اس کے لئے زیادہ محبوب تر چیز یعنی اپنے نفس کی قربانی پیش کرتے ہیں اور واقعی نفس بال بچوں بہن بھائیوں اور ماں باپ غرض تمام خویشوں سے زیادہ محبوب اور عزیز چیز ہے جیسا کہ حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے عمر! میں آپ کے

Marfat.com

نزدیک کس قدر محبوب اور پیارا ہوں" اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا "یا حضرت آپ ﷺ مجھے اپنے بال بچوں بھائی بہنوں اور ماں باپ سے بھی زیادہ عزیز ہیں" حضور ﷺ نے فرمایا "اے عمر! کیا میں تجھے اپنے نفس سے جو تیرے بائیں پہلو میں ہے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا "یا حضرت ﷺ! آپ بے شک مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب معلوم ہوتے ہیں"۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اَلْاٰنَ کَمَّلَ اِیْمَانُکَ یَا عُمَرُ (ؓ) "کہ اے عمرؓ اب تیرا ایمان کامل ہو گیا"۔

دُنیا میں ہم آئے دن دیکھتے ہیں کہ اسی نفس کی خاطر لوگ اپنے ماں باپ، بال بچوں اور بہن بھائیوں وغیرہ کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ نیز ہم پچھلے صفحات میں بیان کر آئے ہیں کہ تبوک کی لڑائی سے واپسی پر حضور ﷺ نے کفار اور مشرکین کے ساتھ لڑنے کو جہاد اصغر قرار دیا اور نفس کے ساتھ جنگ کو جہاد اکبر بتایا۔ لہٰذا نفس کی قربانی بڑی بھاری اور اکبر قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں اور عاشقوں سے کعبہ اعظم دل کی استواری کے لئے نفس کی بڑی بھاری قربانی طلب کرتا ہے کیوں کہ نفس ہی وہ بڑا بھاری آزر اور بت گر ہے جو دل کے کعبۂ اعظم میں طرح طرح کے کبر حسد، حرص، طمع، شہوت، شرک، کفر اور نفاق وغیرہ کے بت داخل کرتا اور بساتا ہے اور دل کے کعبہ اکبر کو بُت خانہ بناتا ہے

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتاں　　　　بیت المقدس است مکن جائے بت گراں

ترجمہ:۔ دل سب سے بڑا کعبہ ہے اسے بتوں سے خالی کردے، مقدس گھر ہے اسے بت گروں کا ٹھکانہ نہ بنا۔

کافروں کے تراشے ہوئے پتھروں کے ظاہری اور مادی بتوں سے یہ معنوی بُت بہت سخت اور خطرناک ہیں۔ بیچارے پتھر کے بت تو مفت میں بدنام ہیں کبھی کسی انسان کو پتھر کے بت نے گناہ کی ترغیب نہ دی ہوگی لیکن نفس اور ہوا کے بڑے بھاری بت نے جہلاء تو کیا بڑے بڑے علماء اور فضلاء کو گمراہ کر کے اپنی پرستش پر لگایا ہوا ہے۔

Marfat.com

قولہ تعالیٰ

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (الجاثیہ:۲۳)

ترجمہ: ”آیا پس تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی ہوا یعنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنایا اور باوجود علم کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے“۔

بے شک اللہ کی راہ میں نفس کی قربانی پیش کرنے سے دل کا کعبہ اعظم قائم اور استوار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ رب جلیل کی خاص خلوت گاہ ہے جیسا کہ اس حدیث قدسی سے ثابت ہے

لَا يَسَعُنِىْ اَرْضِىْ وَلَا سَمَآئِىْ وَلٰكِنْ يَّسَعُنِىْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

”میں نہ تو آسمانوں میں اور نہ زمین میں سماتا ہوں لیکن اپنے مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں“۔

پرتوِ حُسنت نہ گنجد در زمین و آسماں
در حریمِ سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہٗ
(جامی)

ترجمہ: ۔ تیرے حسن و جمال کے جلوے تو زمین و آسمان میں نہیں سماتے ۔ میں حیراں ہوں کہ آپ انسان کے سینے میں کیونکر جلوہ آرائی فرمائی ہے۔

انسانی دل کی حقیقت اور عظمت

کہتے ہیں ایک روز حضرت سرورِ دو جہاں ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے اور خانہ کعبہ کی تعظیم اور حرمت کی بات ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اس وقت خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا ”اے کعبہ! تو بے شک حرمت اور عزت کا گھر ہے لیکن ایک مومن کا دل تجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے“۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کعبہ بنگاہِ خلیلِ آزر است
دل گزر گاہِ جلیلِ اکبر است
(رومی)

ترجمہ: ۔ ”اپنے دل کو حاصل کر کیونکہ یہی حج اکبر ہے اور ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے کیونکہ کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم نے رکھی ہے اور دل خود اللہ تعالیٰ کی گزرگاہ ہے“۔

Marfat.com

ایک دوسری حدیث ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اَلْمُؤْمِنُ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْکَعْبَۃِ وَالْمُؤْمِنُ اَطْیَبُ وَاَطْھَرُ وَالْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْمَلَکِ

ترجمہ: ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک خانہ کعبہ سے افضل ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں فرشتے سے بھی پاک صاف اور عزت والا ہے''۔

ایک اور مقام پر آنحضرت ﷺ نے مومن کے دل کی نسبت فرمایا کہ ''اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کے غلاف کو جلا دے اور اس کی عمارت کو گرا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دے اس سے ایک مومن کے دل کو آزار پہنچانا بڑا بھاری گناہ ہے''۔

مسجد کو کھود ڈالیے مندر کو پھونکیے　　　دل کو نہ توڑیے یہ خدا کا مقام ہے

مولانا روم صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے

ابلہاں تعظیم مسجد مے کنند　　　در جفائے اہل دل جد مے کنند

آں مجاز است ایں حقیقت اے خراں　　　نیست مسجد جز درونِ سروراں

مسجدے کو در درونِ اولیا است　　　سجدہ گاہ جملہ است آنجا خدا است

ترجمہ:۔ مادی سوجھ بوجھ والے بے وقوف لوگ مسجد کی تو تعظیم اور عزت کرتے ہیں لیکن اہل دل اور اہل اللہ لوگوں کا دل دکھاتے ہیں حالانکہ مسجد آب وگل ایک مجازی صورت ہے اور مومن اہل اللہ کا دل اس کی حقیقت ہے۔ نہیں ہے اصلی مسجد مگر ان اہل اللہ پاک لوگوں کا دل اصلی مسجد جو اولیاء اللہ کے دلوں میں ہے وہ تمام مخلوقات کی سجدہ گاہ ہے کیوں کہ اس میں معبود برحق خلوت نشین ہے۔

یاد رہے کہ دل گوشت کا گاؤدم لوتھڑا نہیں ہے جو بائیں جانب انسانی جوف میں لٹک رہا ہے اور غلیظ گندے خون سے بھرا رہتا ہے بلکہ اصطلاحِ تصوف میں دل انسانی جسم میں ایک ایسا وسیع اور عظیم الشان نوری جوہر اور حق نما آئینہ ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے نوری اسم ذات سے روشن اور تابندہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ربِ جلیل کی جلوہ گاہ اور فرشتوں اور ملائکہ بلکہ تمام مخلوقات کی سجدہ گاہ بن جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام کو خلافتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمانے اس کے اندر اپنی روح پھونکنے، تمام اسماء سکھانے، اس کے سر پر تاج وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل: آیت ۷۰)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے بزرگی عطا فرمائی اولادِ آدم کو'' رکھنے اور اسے ملائکہ کا مسجود بنانے میں یہی راز مُضمر تھا

گر نبودے نورِ حق اندر وجود　　　　کے ملائک خاک را کردے سجود
(رومی)

ترجمہ:۔ اگر انسان کے وجود میں اللہ تعالیٰ کا نور نہ ہوتا تو فرشتے آدم علیہ السلام کے خاکی جسم کو کیونکر سجدہ کرتے

غرض دل جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آئینۂ حق نما بن کر اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہو جاتا ہے تو اس میں عظیم الشان وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام کائنات اس میں رائی کے برابر نظر آتی ہے اسی لحاظ سے بزرگانِ دین نے ایسے دل کو عرش اللہ، قلزم بحرِ عمیق اور قافِ قدس سے تشبیہ دی ہے۔ ہمارے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین قدس سرہ اپنے پنجابی دوہے میں فرما گئے ہیں

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دِلاں دیاں جانڑے ھُو
چوداں طبق دلے دے اندر جتھاں عشق تنبو ونج تانڑے ھُو

(سلطان العارفین)

اسی حقیقت کو حضرت پیر محبوب سبحانی نے اپنے قصیدے کے ایک بیت میں یوں فرمایا ہے

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا　　　　کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ
(قصیدہ غوثیہ)

یعنی ''جب میں نے اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ تمام مجھے اپنے دل کے آئینہ میں رائی کے ایک دانے کے برابر نظر آئی'' نہیں دیکھتے کہ آنکھ کی پتلی کس قدر چھوٹی چیز ہے مگر نور بصیرت کی وجہ سے تمام زمین و آسمان اس میں نظر آ جاتے ہیں اسی طرح جب عارف سالک کے سوادِ دل کا سویدا اللہ تعالیٰ کے نور سے منور اور ہُویدا ہو جاتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی غیر مخلوق نور جلوہ نما ہو جاتا ہے اس وقت اس کے سامنے تمام مخلوق زمین و آسمان بلکہ چودہ طبق کی حقیقت ہی کیا ہے

Marfat.com

چرخ است حلقۂ درِ دولت سرائے دل | عرش است پردۂ حرم کبریائے دل
دل آنچناں کہ ہست اگر جلوہ گر شود | نہ اطلس سپر بگردِ قبائے دل
گرگے کہ زیرِ پوست بخونِ تو تشنہ است | یوسف شود زِ پرتوِ نورِ صفائے دل
ماخود چہ ذرہ ایم کہ نہ محملِ سپر | رقص الجمل کنند زبانگِ درائے دل

دست از کتاب خانۂ یونانیاں بشو
صد شہر عقل گردِ سر روستائے دل (صائب)

ترجمہ:۔''آسمان دل کے دولت سرائے کا ایک حلقہ یعنی کُنڈی ہے اور عرش دل کے حرم سرائے کا ایک پردہ ہے دل اگر اپنی اصلی حالت میں جلوہ گر ہو جائے تو آسمان کے نو اطلس اس کی قبا (کوٹ) پر لپٹ جائیں۔ وہ بھیڑیا (نفس) جو اندرونی طور پر تیرے خون کا پیاسا ہے۔ دل کے مصفا نور کے عکس سے یوسف (علیہ السلام) بن جائے گا ہم خود تو ایک ذرّہ کے برابر ہیں۔ آسمان کے نو کجاوے بھی دل کی گھنٹی کی آواز پر ناچتے ہیں انگریزوں (یونان) کے کتب خانہ سے ہاتھ دھو ڈال یعنی اس سے کچھ دانائی کی امید نہ رکھ۔ عقل کے سینکڑوں شہر دل کے دہقان پر قربان جائیں''۔

خانۂ کعبہ کو بالکل حقیقی قبلہ قلب کے نمونے پر بنایا گیا ہے اور حجرِ اسود کو سوادِ دل کے سویدا کے طور پر اس میں قائم کیا گیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ حجرِ اسود بہشت کا ایک نوری پتھر تھا جسے بہشت سے اٹھا کر یہاں لگا دیا گیا ہے اور جو حجاج اسے بوسہ دیتے ہیں ان کے گناہ اس میں جذب ہو جاتے ہیں جس سے وہ سیاہ ہو گیا ہے یہی اس عارف کامل کے دل کی مثال ہے جو اللہ کے نور سے مُنوّر ہو جاتا ہے اور جب لوگ تعظیم و تکریم میں اس کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں تو ان کے گناہوں کو اس کا دل جذب کرتا ہے اور اس کے سوادِ دل کا سویدا مکدر اور تاریک ہو جاتا ہے۔ ظاہر بین نفسانی لوگوں کے حج اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اہل باطن اولیاء اللہ کے حج میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ چھوٹے نادان کم فہم بچے لکڑی کے گھوڑوں پر سوار ہو کر اور چھڑیوں کے نیزے اٹھا کر نیزہ بازی اور گھوڑ دوڑ کا شوق پورا کرتے ہیں۔ چھوٹی بچیاں پرانے چیتھڑوں اور کپڑوں کی گڑیوں اور پٹولوں سے شادی بیاہ رچاتی، سہرے گاتی اور دل بہلاتی ہیں۔ بچیوں اور بچوں کا یہ نقلی کھیل اور

Marfat.com

مشغلہ اصلی گھوڑ دوڑ اور حقیقی شادی کی محض نقل ہے۔

شیرِ قالیں اور ہے شیرِ نیستاں اور ہے

اہلِ باطن سالک اہل اللہ لوگ اللہ کی راہ میں جان اور سر دھڑ کی بازی لگاتے اور نفس کا سر کٹواتے ہیں۔ ظاہر بین نفسانی لوگ نفس کے بدلے دنبے، بکرے اور جانوروں کو ذبح کرتے ہیں سر کے بدلے محض سر کے بال کٹواتے ہیں، سر کی بازی میں اہل اللہ کی راہ میں جب کبھی شیطان اور ابلیس حائل ہو کر رکاوٹ ڈالتا ہے تو وہ اصلی ابلیس کو باطنی پتھروں سے سنگسار کر کے راستہ صاف کر لیتے ہیں لیکن نفسانی بیچارے مٹی اور پتھر کے فرضی مناروں کی طرف چند کنکریاں پھینکنے پر اکتفا کرتے اور خون کا ٹیکہ لگا کر شہیدوں میں نام لکھواتے ہیں لیکن اصل کجا اور نقل کجا۔

چراغ مردہ کجا زندہ آفتاب کجا　　　ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا
(حافظ)

ترجمہ:۔ ’’کہاں بجھا ہوا چراغ اور کہاں چمکتا دمکتا آفتاب۔ دیکھ کہ (دونوں) کے راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے‘‘۔

عام اور خاص حج میں امتیاز

حاجیِ حرم اور ہیں اور حاجیِ کرم اور، حاجیِ بطن اور ہیں اور حاجیِ باطن اور، حاجیِ ثواب اور ہیں اور حاجیِ بے حجاب اور، حاجیِ ثواب محض خانہ کعبہ آب و گل کا طواف کر کے ثواب کے امیدوار ہوتے ہیں لیکن جس وقت اہل اللہ بے حجاب حج کرنے جاتے ہیں تو وہاں صاحب خانہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی اور مشرف بہ دیدار ہوتے ہیں اور جب مدینہ منورہ جا کر مزار پر حاضر ہوتے ہیں تو حضور پر نور نبی اکرم ﷺ اپنے مبارک مزار یا تربت سے باہر آ کر انہیں مشروحاً اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ مُصافحہ اور مُعانقہ فرما کر دولت باطنی سے مالا مال فرماتے ہیں حرمین شریفین کا نور ان کے دل میں ہمیشہ کے لئے جلوہ گر ہو جاتا ہے ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسی ہمارے روحانی پیشوا حضرت سلطان العارفین کے ان فارسی اور پنجابی ابیات سے ہُویدا ہے

Marfat.com

کعبہ را در دل بہ بینم جاں کنم بر وے فدا　　　در مدینہ دائماً ہم صحبتم با مصطفیٰ

ترجمہ: اپنے دل کو اللہ کا عرش بنا کر نظارہ کرتا ہوں اور اپنی جان فدا کرتا ہوں، مدینہ منورہ میں باطناً حاضر باش رہ کر آپ ﷺ کے صحبت سے فیض یاب ہوتا ہوں

باہو باغ بہاراں کھڑیا نرگس ناز نرم دا ھُو
دل وچ کعبہ صحیح کیتوسے پاکوں پاک پرم دا ھُو
طالب طلب طواف تمامی حُب حضور حرم دا ھُو
گیا حجاب تھیوسے حاجی باہُو اللہ بخشیا راہ کرم دا ھُو　　(سلطان العارفین)

ہم "عرفان حصہ اول" میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیان میں کسی قدر نفس کی حقیقت پر روشنی ڈال آئے ہیں کہ جس وقت آدم علیہ السلام کا پُتلا تیار ہو رہا تھا تو ابلیس لعین نے حسد اور بغض کی وجہ سے آدم علیہ السلام کے جُثّے پر تھوک دیا تھا اور اس لعین کا تھوک ناف کی جگہ پر جا پڑا تھا جس سے آدم علیہ السلام کے وجود میں نفس کی بنیاد پڑ گئی۔ آدم علیہ السلام اور اس کی نسل میں شیطانی کبر انانیت اور خودی کا مضبوط مورچہ قائم ہوا اور یہی آدم علیہ السلام کے بہشت سے نکلنے کا موجب اور باعث بن گیا تھا

نفس کافر بد بلائے اہلِ زشت　　　نفس آدم را بر آورد از بہشت
(رومی)

ترجمہ:۔ نفس بری بلا ہے، منکر ہے، نفس ہی نے آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر نکالا

اللہ تعالیٰ کی رضا

اب اسی نفس و ہوا کی بیخ کنی اور استیصال سے ہی آدم اور آدمی واپس ہو کر بہشت میں دخول کا مستحق اور حقدار بن سکتا ہے

قولہ تعالیٰ

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝　(النّٰزعٰت: ۴۱،۴۰)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ’’اور جو شخص اللہ کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہونے سے ڈرا اور نفس کو ہوا سے روکا، پس جنت اس کا ٹھکانہ بن گیا‘‘۔

نفس کی خودی، انانیت اور ہستی کو جب تک نہ مٹایا جائے۔ انسان کے لطیفۂ قلب کا ملکوتی جثہ زندہ نہیں ہوتا اور اسی پاک ملکوتی جثے کے بغیر انسان بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ نہیں دیکھتے کہ دانہ اور تخم جب تک زمین میں اپنے آپ کو مٹا نہیں دیتا ہرگز سرسبز نہیں ہوتا اور نہ پھلتا پھولتا ہے۔ نفس کی فنا میں اس کی بقا ہے اس کی خودی کو بلند کرنا اور قائم رکھنا اس کی تباہی کا موجب ہے کیوں کہ اس طرح نفس خدا کا شریک بن جاتا ہے حدیث قدسی ہے

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیُ لَا اُشْرِکُ فِیْهِ غَیْرِیُ

ترجمہ: ’’کبر میری چادر ہے میں اس میں کسی غیر کو شریک نہیں کرتا‘‘۔

ایک اور حدیث میں ہے

وَمَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ ذَرَّۃ'' مِنَ الْکِبْرِ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ

ترجمہ: ’’جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر اور انانیت ہوگی وہ بہشت میں ہرگز داخل نہ ہوگا‘‘۔

دیکھو یہاں اس حدیث کی پچھلی آیت وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ۝ (النزعت: آیت ۴۱،۴۰) سے کیسی عمدہ تطبیق ہو رہی ہے اب بھی اگر کوئی نفس کو نہ پہچانے اور اس کی خودی کو بلند کرتا پھرے تو یہ اس کی اللہ تعالیٰ سے بیگانگی اور جہالت کی علامت ہے کہ نفس کی پہچان میں ہی رب کی پہچان ہے حدیث شریف ہے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَه' فَقَدْ عَرَفَ رَبَّه'

ترجمہ: ’’ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا‘‘۔

یعنی جس نے اللہ کی راہ میں اپنے نفس کے فنا کے راز کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کی بقا کے راز کو جان لیا۔

Marfat.com

حدیث ☆ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ

ترجمہ: ''جس شخص نے نفس کو اللہ کی راہ میں فنا کر دیا وہ اللہ کے ساتھ زندہ جاوید ہو گیا''۔

مذکورہ حدیث کی اس حدیث قدسی سے پوری تطبیق ہوتی ہے

مَنْ عَرَّفَنِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ
فَقَدْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ دِیَّتُهٗ وَاَنَا دِیَتُهٗ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھے پہچان لیتا ہے وہ میرا محب بن جاتا ہے اور میرا محب بعدہٗ میرا عاشق بن جاتا ہے اور جو میرا عاشق بن جاتا ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں اور جسے میں قتل کر دیتا ہوں اس کی دیت یا خون بہا مجھ پر لازم ہو جاتا ہے اور اس کے خون بہا کے بدلے میں اس کا ہو جاتا ہوں''۔

یعنی ''اسے اپنے نور سے زندہ جاوید بنا دیتا ہوں''۔ نفس کے قتل کرنے اور مٹانے سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ اسے ریاضت، مجاہدے اور بھوک پیاس سے ہلاک کر دیا جائے یہ تو ایک قسم کی خودکشی ہے جو حرام ہے بلکہ اس کی مذموم حیوانی خواہشات اور بدنفسانی عادات کے بدلے میں اسے عمدہ شرعی اخلاق سے مُتَخَلَّق اور پاک روحانی صفات سے مُتَّصِف کر دیا جائے اور یوں پہلے سے حیوانیت کے درک اَسْفَلُ السَّافِلِین سے نکال کر انسانیت کے اعلیٰ احسن تقویم پر پہنچایا جائے پھر ناسوت کے سفلی مراتب سے ملکوت کے اعلیٰ مدارج پر چڑھا دیا جائے یہ معنوی موت اس کے لئے بطور موتوا قبل ان تموتوا روحانی زندگی بن جاتی ہے سلوک کے باطنی راستے میں سالک کو کئی ایسے موقعوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

یک بار میرد ہر کسے بے چارہ جامی بارہا

(جامی)

ترجمہ:۔ ہر شخص ایک بار مرتا ہے جامی بے چارہ بار بار موت کا مزہ چکھتا رہتا ہے

Marfat.com

آیاتِ قرآنی سے نفس کے قتل کی دلیل

اب نفس کے قتل اور دل کی زندگی کی دلیل قرآن کریم سے پیش کرتے ہیں

قولہ تعالیٰ

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ؕ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (البقرۃ: آیت ۲۶۰)

ترجمہ:۔ ''اور جب سوال کیا ابراہیم نے کہ اے میرے رب مجھے دکھا دے کہ تو مُردے کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا تو نہیں مانتا (کہ میں مردے زندہ کرتا ہوں) ابراہیم نے عرض کیا کہ میرا ایمان تو ہے لیکن اے رب! اس سوال سے میری مُراد نفس کا اطمینان اور دل کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم چار پرندے لے لے اور انہیں اپنے ساتھ سدھا اور ہلا پھر ان میں سے بعض کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر رکھ دے اور انہیں بلا تو وہ تیری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے اور تو جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے''۔

یہاں پرندوں سے مراد مختلف انسانی خصائل اور صفات ہیں جیسے خُروسِ شہوت طاؤسِ زینت، کبوترِ ہوا اور زاغِ حرص وغیرہ۔ اگر وحشی اور جنگلی ہوں تو سرکش اور خودسر ہوتے ہیں لیکن اگر انہیں باز کی طرح سدھایا اور سکھایا جائے تو وہ مالک کے اشارے پر کام کرتے ہیں اسی طرح ایک غیر شرع فاسق، فاجر یا کافر مشرک آدمی کے خصائل اور عادات وحشی اور سرکش جنگلی جانور کی طرح ہوتے ہیں کہ جدھر منہ آیا شترِ بے مہار کی طرح چلا گیا لیکن جب کوئی سالک مالک اس کی ناک میں شریعت اور مذہب اسلام کی نکیل ڈال دیتا ہے تو جدھر مالک چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ سالک کے لئے اس کے بعد طریقت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت کی روحانی اور

Marfat.com

باطنی موت کی باری آتی ہے کہ جب سالک اپنے نفس کو اللہ کی محبت اور عشق کی چھری سے ہلاک کر دیتا ہے تو اس وقت خواہشات نفسانی اور جذبات انسانی اس طرح معدوم ہو جاتے ہیں کہ گویا انہیں کچل کر اور ریزہ ریزہ کر کے کہیں دور پہاڑوں پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس بات کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اس محبت کی سچی وادی میں قدم رکھا ہو یا کم از کم عشق مجازی میں مبتلا ہوئے ہوں کہ انسان اس دھن میں نفسانی خواہشات تو کیا کھانے پینے سے بھی رہ جاتا ہے

شتر چوں مست مے گردد دہانش از علف بندند　　　　اگر تو عاشقِ حقی چرا میلِ تو با خار است

ترجمہ:۔ ’’ اونٹ جب مست ہوتا ہے تو اپنا منہ بند کرتا ہے گھاس سے، اگر اے (انسان) تو حق کا عاشق ہے تو کیوں کانٹوں (دنیا) سے محبت کرتا ہے‘‘

الْعِشْقُ نَار ’’ یَحْرِقُ مَا سِوَ ی الْمَحْبُوبِ

ترجمہ:۔ ’’عشق ایک آگ ہے جو محبوب کی محبت کے سوا باقی تمام جذبات کو جلا دیتی ہے‘‘

اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ جب موسم گرما کے سخت دنوں میں روزہ دار کو شدت کی پیاس لگی ہو تو اس وقت گو بھوک بھی ہوتی ہے لیکن پیاس کی شدت کے سبب معدوم ہو جاتی ہے اسی طرح انسانی جذبات اور نفسانی خواہشات کو سمجھ لیا جائے کہ وہ سالک کے وجود سے محبت کی شدت کے وقت بالکل معدوم ہو جاتی ہیں اور پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے وصل سے سیراب اور بہرہ یاب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سالک کے تمام فطرتی اور انسانی جذبات کو اپنے امر سے زندہ کر کے بلاتا ہے اور وہ اس غالب حکمت والے کے امر سے پھر سالک کے وجود کی طرف دوڑ کر آ جاتے ہیں۔

در بندِ جہاں مباش و آزاد بزی　　　　وز بادہ خراب گردۂ آباد بزی

تازندۂ از مرگ نباشی ایمن　　　　یک بار بمیر تا ابد شاد بزی

(خیام)

ترجمہ: دنیا کے جنجال میں مت پھنس اور آزاد ہو جا، دنیا کے نشہ میں برباد ہو چکا ہے اس سے آزاد ہو کر آباد ہو جا جب تک تو زندہ ہے موت سے خوف زدہ ہے اپنے آپ کو عشق الٰہی میں فنا کر کے زندہ جاوید ہو جا

Marfat.com

جو لوگ نفس کی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ بیچارے نفس کے قتل، اس کی قربانی اور دل کے لطیفہ کی زندگی اور قبلہ قلب کی استواری کے رازہائے سربستہ کو کیا جانیں۔

نفس کے قتل کی توجیہ

اب اس نفس کے قتل کی دلیل اور توجیہہ بیان کی جاتی ہے کیوں کہ ظاہر بین کتابی نفسانی علماء جو نفس کی حقیقت سے بے خبر ہیں ہر بات کے لئے قرآن سے دلیل چاہتے ہیں اگر قرآنی آیت پیش کی جائے تو اس کی عجیب وغریب دُور از عقل تاویلیں اور توجیہیں کرتے ہیں ان آیتوں میں نفس کے قتل کا صریح حکم ہے قولہٗ تعالیٰ

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (النساء: آیت ۶۸،۶۶)

ترجمہ:۔ ''اور اگر ہم ان پر یہ بات فرض کر دیتے کہ اپنے نفسوں کو اللہ کی راہ میں قتل کر ڈالو یا اس کی طلب میں اپنے وطن سے نکل جاؤ تو نہیں کر سکیں گے یہ اہم کام مگر ان میں سے بہت تھوڑے، اگر وہ یہ کام کر لیں جس کی انہیں تلقین کی جاتی ہے تو ان کے لئے یہ کام بڑے خیر اور بھاری ثواب کا کام ہوگا اور ہم اس کے بدلے انہیں اجرِ عظیم عطا کریں گے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کریں گے''۔

نیز موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو سونے اور چاندی کے بچھڑے کی پرستش کی پاداش میں نفس کے قتل کا امر اور حکم ہوا تھا قولہٗ تعالیٰ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (البقرۃ: آیت ۵۴)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم! تم نے (سونے اور چاندی کے) بچھڑے کو اپنا معبود بنانے سے اپنے اوپر ظلم کیا۔ پس اب اپنے ربّ کے سامنے توبہ کرو اور اپنے (سونے چاندی پوجنے والے) نفوس کو قتل کرو۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے لئے بہت بہتر ہے پس اس طرح اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

یہاں گو نفس کے قتل کا صریح امر ہے لیکن ظاہر بین اور اپنے نفس کی حقیقت سے بے خبر لوگ اس کو مادی عقل سے منطبق کرنے کے لئے بہت دور کی کوڑی لاتے ہیں اور اپنی تاویل میں اپنے نفس کو تو بچاتے ہیں لیکن بنی اسرائیل کے لاکھوں آدمیوں کو معمولی غلطی کی پاداش میں تہ تیغ کر ڈالتے ہیں۔ یہ کس قدر مضحکہ خیز تاویل ہے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور سے واپس آئے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام پر ناراض ہونے کے بعد سامری کو بددعا دی اور اس کے بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہا دی اس وقت تمام بنی اسرائیل اپنے کیے پر نادم اور پشیمان ہو گئے تھے اور حدیث میں آیا ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۴۱۹) ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں''۔ پھر انہیں خواہ مخواہ قتل کرانا کس قدر ظلم اور اندھیر ہے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ایک کافر قبطی کو مُکّا مار کر قتل کرنے کو بھاری گناہ سمجھتے ہیں اور بار بار اس کے لئے معافی مانگتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ کافر واجبُ القتل ہی ہو۔

قولہٗ تعالیٰ

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (القصص: آیت ۱۵،۱۶)

Marfat.com

ترجمہ: ''تو ان سے فریاد کی اس شخص نے جو ان کے گروہ سے تھا اس کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا تو موسیٰ نے اس کو مکا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا (اس کے بعد) فرمایا یہ کام شیطان کی طرف سے سرزد ہوا بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔ عرض کی اے میرے رب بے شک میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے معاف فرمادے تو اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک وہی بہت مغفرت فرمانے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے''۔

یہاں موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے آدمی کو چھڑانے کے لئے مُکا مارا اسے قتل کرنے کے ارادے سے نہیں مارا تھا۔ اتفاقاً وہ مرگیا لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اس غلطی کو بڑی بھاری اہمیت دی۔ اسے شیطانی عمل سے موسوم کیا اور بار بار اس گناہ کی معافی چاہتے رہے ظاہر بین لوگوں کی اس قسم کی تاویلیں نفس کی حقیقت سے بے خبری کی پیداوار ہیں یہ لوگ قرآنی آیاتِ بیّنات کی اس طرح کی دُور از عقل تاویلیں کر کے حق کا بیڑا غرق کرتے ہیں، نفس کے قتل کی تاویل میں ان ظاہر بین بیچاروں نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور نفس کی حقیقت سے بے خبری کے سبب اتنی دور جا پڑے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ان لاکھوں انسانوں کو جنہوں نے چند روز غلطی سے بچھڑے کی پوجا کی تھی حکم دیا کہ ان کی مشکیں باندھ دی جائیں۔ انہیں اکڑوں بٹھا دیا جائے اور بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو جنہوں نے بچھڑا نہیں پوجا تھا حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی بندوں کی گردنیں اڑا دیں پھر ان پر اسی وقت ایک ایسی تاریک آندھی چل پڑی کہ کسی کو کچھ نظر نہیں آتا تھا تاکہ کوئی شخص اپنے خویش و اقارب کے قتل میں جھجک محسوس نہ کرے اور اس طرح لاکھوں انسانوں کو بے دریغ تہ تیغ کرا دیا گیا۔

واضح ہو کہ قرآن کریم ایسا جامع کلام ہے کہ اس سے ہر ادنیٰ، اعلیٰ، عام، خاص اہل ظاہر اور اہل باطن اپنا اپنا مطلب نکال کر اس پر عمل پیرا اور اپنی اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق فیض یاب اور بہرہ ور ہو سکتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: اوتیت جوامع الکلم ''مجھے جامع کلام عطا فرمایا گیا ہے'' اس سے ہر دو قرآن اور حدیث مقصود ہے۔

Marfat.com

اسلام تسلیم و رضا کا مذہب

اسلام کے معنی تسلیم کرنے کے ہیں اور اسلام ہی دراصل تسلیم و رضا کا مذہب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی اس مذہب کے بانی مبانی اور اسے اس نام سے موسوم کرنے والے ہیں قولہ تعالیٰ

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ (الحج: آیت ۷۸)

ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ نے اس دین میں تم پر کوئی تکلیف اور حرج نہیں رکھا یہ تو تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب ہے اور اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے"۔

مسلم اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے آگے گردن رکھ دے اس کے امر میں چون و چرانہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہر امر کو صبر اور تحمل سے برداشت کرے یہ مذہب ہر قسم کے حرج اور تکلیف سے پاک ہے خلاف اس کے دیگر ادیان مثلاً عیسوی، موسوی مذاہب، بدھ اور ہندو مت وغیرہ کو ان کے راہبوں، لاماؤں اور جوگیوں نے اپنے ریاکارانہ اور عیارانہ غیر فطری سخت ناروا مجاہدوں اور ریاضتوں سے حرج اور تکلیف کے مذاہب بنا دیا ہے قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب فرمایا ہے ہر جگہ آپ کی صفتِ تسلیم و رضا کو سراہا ہے قولہ تعالیٰ

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (البقرۃ: آیت ۱۳۱)

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ اے ابراہیم!" تسلیم و رضا اختیار کر تو انہوں نے عرض کیا کہ میں رب العالمین کے ہر امر کے آگے تسلیم و رضا اختیار کرنے والا ہوں"۔

راہِ سلوک باطنی میں تسلیم و رضا کا بڑا بھاری مقام ہے دوسری جگہ ارشاد ہے

Marfat.com

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (النساء: آیت ۱۲۵)

ترجمہ:۔ ''اور ایسے دین سے کون سا دین عمدہ اور بہتر ہو سکتا ہے جس کا پیرو اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور ابراہیم کی ملت (اسلام اور توحید) کا پیرو کار بن جائے''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

(الصّٰفّٰت: آیت ۸۳،۸۴)

ترجمہ:۔ ''اور تحقیق نوح (علیہ السلام) کے پیروؤں میں سے ابراہیم (علیہ السلام) جو آئے اپنے رب کی طرف قلبِ سلیم کے ساتھ''۔ (یعنی ایسے دل کے ساتھ جو تسلیم و رضا کی صفت سے موصوف تھا)۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

(البقرۃ: آیت ۱۲۸)

حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل (علیہما السلام) نے تعمیر کعبہ کے وقت یہ دعا مانگی

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمیں مسلمان (یعنی اہلِ تسلیم و رضا) بنا اور ہماری اولاد کو بھی پیکرِ تسلیم و رضا بنا''۔ اور پھر ارشاد ہے

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (الصّٰفّٰت: آیت ۱۰۵۔۱۰۳)

ترجمہ:۔ (جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام ہر دو نے) تسلیم و رضا اختیار کر لیا اور اسے ماتھے کے بل لٹا دیا ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا''۔

یہاں ماتھے کے بل لٹانے سے صاف تسلیم و رضا کے آگے نفس کا گردن جھکانا اور سر

Marfat.com

بسجو دھونا مراد اور مقصود ہے الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہر آزمائشی اور امتحانی امر میں پیکرِ تسلیم ورضا ثابت ہوئے اور اسی صفت تسلیم ورضا کے سبب آپ کو تمام اسلامی ملت کا پیشوا مانا گیا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ　(البقرۃ: آیت ۱۲۴)

ترجمہ:۔ ''اور جب آزمایا اس کے رب نے ابراہیم (علیہ السلام) کو چند امور میں تو وہ ان آزمائشوں میں پورا اترا۔ (تب رب نے اسے) فرمایا: اے ابراہیم! اب میں تمہیں لوگوں کا پیشوا اور امام بناتا ہوں''۔

ان آزمائشی امور میں دو امور بڑے اہم تھے ایک تبلیغی امر تھا اور دوسرا ہجرت کا امر۔ تبلیغی امر نینوا اور بابل کے بڑے جابر اور قاہر فرمانروا نمرود کے خلاف تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اور اپنے مختلف مجسمے بنوا کر لوگوں کو ان کے پوجنے اور پرستش کرنے پر مجبور و معمور کیا ہوا تھا ایسے متکبر، سرکش، ظالم اور سفاک بادشاہ کی خدائی کا انکار کرنا۔ اس کی رعیت کو اس کی پرستش سے روکنا اور خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت اور ترغیب دینا کوئی آسان کام نہ تھا بلکہ سر کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے نفس کو قربان کرنے کے برابر تھا لیکن آپ نے بڑے صبر اور استقلال سے اس آزمائش کو نبھایا۔ دوسرا امتحان اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور اپنے اکلوتے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی مکہ کی بنجر اجاڑ چٹانوں میں محض اللہ تعالیٰ کے توکّل پر بے یار و مددگار اکیلے چھوڑنے کا تھا جہاں نہ تو کہیں پانی کا نام ونشان تھا اور نہ کھانے کا کوئی سامان۔ یہ بھی اپنے نفس کو تسلیم ورضا کی چھری سے ذبح اور قتل کرنے کے مترادف تھا۔ سچ مچ حضرت ابراہیم علیہ السلام تسلیم ورضا کے مجسم پیکر، خنجر تسلیم ورضا سے اپنے نفس کو قتل کرنے والے اور اس کے بدلے ہر دو کعبہ اصغر آب وگل اور کعبہ اعظم قلبِ ودِل کو زندہ اور قائم کرنے والے تھے۔

Marfat.com

گشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　　ہر زماں از غیب جانے دیگر است
(مرزا مظہر جانِ جاناںؒ)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تسلیم و رضا میں اپنی خواہشات کو موت دے دیتے ہیں ان کو ہر لمحہ نئی زندگی نصیب ہوتی ہے۔

رُجوعاتِ خلق، عزّ و جاہ اور شہرت ابتداءِ حال میں سالک کے لئے سَمِ قاتل کا حکم رکھتی ہے البتہ جب اس کا سلوک ختم ہو جاتا ہے اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب وصال اور مشاہدے سے مشرف ہو جاتا ہے تو پھر اگر اللہ تعالیٰ اسے بطور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اپنی مخلوق میں معزز اور ممتاز فرما دے اور ہژدہ ہزار عالمِ علوی اور سفلی میں مشہور اور معروف بنا دے تو اس وقت اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اس لئے طالب کو چاہئے کہ اثنائے سلوک و طلب میں شہرت اور انگشت نمائی سے حتی الوسع پرہیز کرے عارف زندہ دل لوگ ملائکہ فرشتوں اور ارواح کو دیکھتے ہیں اور ان سے ملاقی ہو کر ان سے استفادہ کرتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک نوری لطیف غیبی جثہ عطا فرماتا ہے اور ان کے باطنی حواس کھول دیتا ہے۔ ان غیبی لطیف مخلوقات کا دیکھنا ظاہری حواس کا کام ہرگز نہیں ہے اور نہ مادی جزوی عقل والے ان باتوں کو سمجھ سکتے ہیں اور باور کر سکتے ہیں۔ عام نفسانی لوگ اگرچہ ظاہری مادی جثوں سے زندہ ہیں اور ظاہری حواس سے دُنیا کی چیزیں دیکھتے ہیں لیکن باطنی دُنیا سے بے خبر ہیں کیوں کہ ان کے قلوب عالمِ غیب میں مادے کے لحاف اوڑھے ہوئے بے خبر سوتے ہیں یا اس مادی دُنیا کے رحم میں چھوٹے بچے اور جنین کی طرح پڑے پھرتے ہیں۔ وہ روحانی دُنیا کے عالمِ کبیر میں ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے دُنیا کے اس وسیع مکان میں جس کا فرش زمین اور چھت آسمان ہے۔ تمام نفسانی لوگ سوئے ہوئے ہیں اور اہل اللہ بیدار ہیں سوئے ہوئے اپنے آپ سے اور غیروں سے بے خبر ہوتے ہیں لیکن بیدار لوگ ظاہری اور باطنی دُنیا میں نظّار اور اپنے اردگرد کی چیزوں سے آگاہ اور خبردار ہوتے ہیں۔



Marfat.com

﴿باب ہشتم﴾

حاضراتِ ملائکہ اور عالمِ ملائکہ سے استفادہ کرنے کی فلاسفی

ملائکہ اور فرشتوں کے ظہور کا مخصوص وقت نصف رات کے بعد طلوعِ فجر تک ہے اسی وقت میں ان کا ظہور اور حاضرات بہت جلدی اور آسانی سے ہوتی ہے ان کی حاضرات اور آمد کے وقت ایک خاص قسم کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگتی ہے۔ عبادت، طاعت، ذکر، فکر اور تلاوت میں لذّت اور فرحت آنے لگتی ہے۔ گاہے رقت طاری ہوتی ہے وجود بھاری اور ثقیل معلوم ہوتا ہے ملائکہ کی تجلی اور نور بالکل سفید براق ہوتا ہے ان کی طرف سے تجلّیات اور الہامات سر کے اوپر یا دائیں طرف خوشبو کے ہمراہ نمودار ہوتے ہیں لیکن جنات کی تجلی ناری سرخی مائل ہوتی ہے ان کی تجلی اور آواز بائیں طرف سے ظاہر ہوتی ہے اور اس کے ہمراہ بدبولی ہوئی ہوتی ہے۔ شیاطین اور ارواحِ خبیثہ کا شعلہ اور آواز پیٹھ پیچھے یا بائیں طرف سے معہ تعفن ظاہر ہوتی ہے، ملائکہ اور فرشتوں کی حاضرات اور واردات سے عبادت اور اطاعت کی طرف رغبت، ذکر و فکر میں لذت اور یقین و اعتقاد میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ خلاف اس کے جن، شیاطین اور ارواحِ خبیثہ کی آمد کے وقت بے وجہ دل میں گھبراہٹ، تنگی اور تشویش پیدا ہوتی ہے۔ نفسانی و دنیوی خطرات اور وساوس کا دل پر ہجوم ہوتا ہے۔ فرشتے اور ملائکہ اکثر مثالی صورت لے کر انسان کے پاس آتے ہیں۔ اپنی اصلی صورت میں بہت کم ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے انسان کی طرح لیکن بہت گول اور مُدَوَّر ہوتے ہیں اور ان کے جسم پر مخصوص لطیف نوری پَر و بال بھی ہوتے ہیں۔ ملائکہ اور فرشتے تعداد میں جنات اور انسانوں سے بہت زیادہ ہیں زمین، سات آسمان، لوح و قلم اور عرش و کرسی غرض اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات ان سے معمور اور بھرپور ہے۔ ان کی بے شمار اقسام ہیں اور ہر ایک قسم کے الگ الگ کام ہیں اور ہر کام کے مطابق ان کے مختلف نام ہیں ان کے تمام تفصیلی حالات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ (المدثر: آیت ۳۱) فرشتوں کی جسمانی

Marfat.com

طاقت، عقل و فراست اور قوتِ پرواز عام جنات اور انسانوں سے بہت بڑھ کر ہوتی ہے لیکن خدا کے خاص برگزیدہ بندے، عام ملائکہ اور فرشتوں سے مرتبے اور درجے میں بڑھ جاتے ہیں۔ اس فقیر نے جن، ملائکہ اور ارواح کو بہت دفعہ ہوش وحواس اور بیداری کی حالت میں دیکھا بھالا اور ان سے استفادہ کیا ہے حتیٰ کہ اکثر ملائکہ مقربین بھی دیکھے گئے ہیں اور ان سے دَم ملا کر اتحاد حاصل کیا گیا اور ان سے تمتّع اور استفادہ کیا گیا۔ اکثر دفعہ جب کبھی ہمارے شہر میں کسی کی موت واقع ہوتی تو یہ فقیر عزرائیل علیہ السلام کو متوفی کی روح کی شقاوت اور سعادت کے مطابق اپنے مخصوص انداز اور صورت میں اپنے معاونین ملائکہ کے ہمراہ نازل ہوتے دیکھتا جس سے روح کی شقاوت اور سعادت کا پتہ لگ جاتا اور گاہے قبض روح سے پہلے ملک الموت سے ملاقات ہو جایا کرتی۔

انسانی روح قبض ہونے کا مشاہدہ

ایک دفعہ ہمارے شہر میں ایک معمر سفید ریش شخص جو بہت نیک، صالح، عابد، زاہد اور مسکین آدمی تھے بیمار ہو گئے جس رات ان کا انتقال ہونے والا تھا مجھے ان کی روح کے قبض ہونے کی کیفیت یوں نظر آئی کہ میں نے دیکھا کہ عزرائیل علیہ السلام اس رات ایک بڑے سفید بگلے کی صورت میں فضائے آسمانی سے نازل ہو کر اس متوفی نیک آدمی کے گھر پر اس طرح منڈلا رہا اور چکر لگا رہا ہے جس طرح عموماً بگلے پانی کے تالاب پر مچھلیاں پکڑنے کے لئے منڈلایا کرتے ہیں چند دفعہ چکر لگانے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ اس گھر پر اس طرح جھپٹا اور نازل ہوا جس طرح بگلا مچھلی پکڑنے کے لئے پانی کے تالاب پر جھپٹتا ہے۔ جب وہ آسمانی پرندہ اس گھر کے تالاب سے روح کی مچھلی کو پکڑ کر واپس فضا اور ہوا میں نمودار ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس پرندے کا سر اور چہرہ اس متوفی بزرگ جیسا بن گیا اور ہوا میں لوٹن کبوتر کی طرح پلٹے کھاتا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے گیت گاتا ہوا اوپر آسمان کی طرف اڑتا اور چڑھتا گیا حتیٰ کہ نظر سے غائب ہو گیا اس وقت اس کا نوری چہرہ اس قدر منور، مزیّن اور خوشنما تھا اور اس کی حمد وتسبیح کے کلمات اور نغمے اس قدر دل

Marfat.com

فریب اور دل آویز تھے کہ اس سے بہت دیر تک مجھ پر وجد کی سی حالت طاری رہی قولہ تعالیٰ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ

(النور: آیت ۴۱)

ترجمہ: ''(اے مخاطب) کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ ہی ہے جس کی پاکی بیان کرتے ہیں تمام آسمانوں اور زمینوں والے اور پرندے (بھی) صف بہ صف''۔

اس طرح عزرائیل علیہ السلام مختلف حالتوں میں ہر متوفی اور مرنے والے کی حیثیت اور اس کی شقاوت وسعادت کے موافق علیحدہ علیحدہ جلالی و جمالی صورتوں میں روح کو قبض کرنے کے لئے نازل اور نمودار ہوتا نظر آتا ہے اور گاہے گاہے قبض روح سے پہلے مصافحہ، ملاقات اور بات چیت بھی ہو جاتی ہے۔

حاضراتِ ارواح کا حال

جس وقت سالک دعوت میں منتہی ہو جاتا ہے تو اس کا دم دعوت سے زندہ ہو جاتا ہے اس وقت اسے دعوت کے لئے زبان ہلانے اور ہونٹوں کو حرکت دینے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ نظر، توجہ اور دم سے کام لیتا ہے ایسا زندہ دَم عامل ہر فرشتے، ولی اور نبی سے دَم ملا کر اتحاد پیدا کر لیتا ہے اور اس فرشتے ولی یا نبی کے نور اور پاور سے بھر جاتا ہے اور جس قدر اس میں استعداد وسعت اور توفیق ہوتی ہے اسی قدر اس نور اور پاور سے کام لیتا ہے اور استفادہ اور استمداد کرتا ہے مثلاً اگر کسی زندہ دَم عامل کو ضرورت ہے کہ بارش کے لئے دعا کرے تو وہ تصور اسم اللہ ذات کے ذریعے میکائیل علیہ السلام فرشتے سے اپنا دَم ملا لیتا ہے چونکہ یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش برسانے پر مامور ہے لہٰذا عامل زندہ دم عارف جس وقت میکائیل فرشتے سے اتحاد پیدا کر کے اس کے نور اور طاقت سے بھر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بارش کی استدعا اور التجا کے لئے متوجہ ہوتا ہے تو اسی وقت بارش کا اہتمام اور انتظام ہو جاتا ہے یا اگر کسی موذی، کافر، مرتد، دشمنِ جان اور عدوِ ایمان کی ہلاکت اور بربادی کا ارادہ کرتا ہے تو اپنا دم حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملا کر اس

Marfat.com

کے نور سے پُر اور مملو ہو جاتا ہے اور جب ایسی حالت میں دشمن کی طرف متوجہ ہو کر نظر، جذب اور قبض سے اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے اسی طرح اپنا دَم فرشتہ اسرافیل علیہ السلام سے ملا کر جس گھر، گاؤں، شہر اور ملک کو جذب قہر و جلال اسرافیلی سے اپنے دم میں پکڑ کر کھینچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ گھر اور شہر ویران ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اپنا دَم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملا کر قوت نور جبرائیلی سے مملو ہو کر جبرائیلی کام کرتا ہے قرآنِ کریم کی اصلی شان نزول اور قرآنی آیات اور سورتوں کے اثرات، اسرار اور معارف سے بہرہ ور ہوتا ہے اسی طرح ہر پیغمبر، نبی، ولی، امام، مجتہد، غوث، قطب، شہید اور ہر صاحبِ نسبت باطنی سے دم ملا کر اس کی روحانیت اور معیت سے جو کام لینا چاہے لے لیتا ہے اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ باطن میں ہر نبی ولی اور فرشتے کو ایک مخصوص صفت، ایک خاص روحانی طاقت اور باطنی کمال عطا فرمایا گیا ہے اور وہ اس میں یکتائے روزگار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دَم میں بیمار، مجنون اور کوڑھی جذامی وغیرہ مریضوں کو اچھا اور تندرست کرنے اور مُردوں کو جِلانے کی روحانی طاقت بدرجہ اتم رکھی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنات کی حاضرات اور تسخیر کا علم اور عمل بدرجۂ کمال عطا کیا گیا تھا حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیرات میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اسی طرح ہر پیغمبر، نبی اور ولی کو اللہ تعالیٰ نے کسی مخصوص کمال اور فن سے نوازا ہے اور وہ فن اور کمال اسی کا مخصوص حصہ ہے کہ وہ اس ہنر اور کمال میں دوسرے لوگوں سے ممتاز اور مُمیّز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کی طرف ایک خاص نئی صفت سے متجلی ہوا ہے۔ اس واسطے ہر مخلوق میں اختلاف رنگ و بُو اور امتیازِ خُلق و خُو واقع ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں جس کسی کے کمال اور فن سے استفادہ اور استمداد مطلوب ہو عملِ حاضرات کے ذریعے ہی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔ ''ایک دفعہ میرے پاؤں تلے بے خبری میں ایک کیڑا کچلا گیا مجھے بہت افسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق بے وجہ میرے ہاتھوں ضائع ہو گئی

Marfat.com

چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف اس کے دوبارہ احیاء اور پھر زندہ ہونے کی غرض سے ملتجی اور مُستدعی ہوا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو میری طرف بھیجا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دم سے اس کیڑے کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی''۔اسی طرح ہر کام کو قیاس کر لینا چاہیئے۔دُنیا کی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی کمال رکھا ہے جو اس کا حصہ ہوتا ہے۔مثلاً بڑھئی لکڑی کا کام کرتا ہے۔لوہار لوہے کی چیزیں بناتا ہے۔ٹھٹھیرا دھات سے برتن بناتا ہے سُنار زیورات گھڑتا اور جوڑتا ہے۔معمار مکان تعمیر کرتا ہے،کوئی کام ہو اسی کام کے کرنے والے ہی سے کرایا جاتا ہے مثلاً آپ کا کپڑا اپھٹ گیا ہے اسے سینا ہے تو ایک دمڑی کی سوئی سے یہ کپڑا سیا جا سکتا ہے۔اس کے بغیر دُنیا کے تمام قیمتی اوزار بیکار ہیں یا کوئی خاص بیماری لاحق ہے تو اس کے واسطے کسی مخصوص دوا کی حاجت ہوگی،اسی طرح باطنی اور روحانی دُنیا میں ہر اہلِ کمال اور صاحب فن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور چونکہ عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کی ظاہری و باطنی مخلوق ذی روح ہے یا بے روح۔اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنی قدرت اور حکمت کا کمال ودیعت ہے لہٰذا ہر کسی سے استفادہ اور استمداد گویا اللہ تعالیٰ ہی سے استمداد ہے اور اس سے انکار یا اعتراض اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی قدرت اور حکمت کا انکار اور بطلان ہے۔اس موقع پر خشک توحید کی آڑ لینا محض علامت بے نصیبی اور حرمان ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ گھروں میں دروازوں سے داخل ہو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اتنا بلند ایوان ہے کہ اسے پھاندنا محال ہے دُنیا میں ہر قدرت کے لئے ایک سبب ہر روح کے لئے ایک جسم اور ہر حقیقت کے لئے ایک لباس مجاز ہے اگر آنے کی آرزو ہے تو آیئے حق کا دروازہ ہر شخص کے لئے کُھلا اور باز ہے اور اگر نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔اے طالب!اگر تو پیاسا ہے تو پانی کی طلب کر اس سے تیری پیاس بجھے گی ورنہ خالی ہاتھ پھیلانے اور آرزو کرنے سے تیری پیاس نہیں بجھ سکتی

Marfat.com

كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ إِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ (الرعد: آیت ۱۴)

ترجمہ: ’’جیسے کوئی شخص اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ اس کے منہ تک پانی پہنچ جائے اور (اس طرح) وہ پانی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی پکار نہیں ہے مگر بھٹکنے میں‘‘۔

خواب اور مراقبے کے درمیان فرق

جو شخص ملائکہ کی حاضرات اور تسخیرات کا ارادہ کرے اور اس کے لئے ریاضت اختیار کرے وہ بدورانِ خلوت پاک، صاف اور ستھرا رہے، خوشبو لگائے۔ جملہ جلالی و جمالی اشیاء یعنی ترک حیوانات کرے۔ حقہ نوشی اور نشئی اشیاء کا تو نام تک نہ لے ہر وقت باوضو رہے۔ کافر مُشرک، منافق، فاسق، فاجر اور بدچلن لوگوں کی صحبت سے کنارہ کرے۔ کم بولنا، کم کھانا، کم سونا اور کم لوگوں سے ملنا اپنا شیوہ بنالے۔ اپنے دل کو دنیوی خطرات، نفسانی شہوات اور شیطانی خیالات سے پاک وصاف رکھے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر، حمد وثنا، تحمید وتہلیل، تلاوت، عبادت اور اطاعت وریاضت میں دل وجان سے محو اور مُنہمک ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہ کو قبر اور اپنے آپ کو مردہ تصوّر کرے۔ دُنیا اور دُنیا والوں سے بالکل قطع تعلق کرلے اور تصوّر اسم اللہ ذات یا ذکر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نفی اثبات یا تصوّر اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرورِ کائنات یا تصوّر اور ذکر اسماء الحسنیٰ متبرکات یا نماز یا نوافل یا تلاوتِ آیاتِ قرآن یا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح وتہلیل میں سے جو شغل کسی استاد مربی اور مرشد کامل کی ہدایت سے اپنے لئے مفید اور موافق پائے اس میں مشغول ہو جائے۔ مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے سے طالب اللہ کا دل پاک وصاف اور نور ذکر اللہ سے زندہ اور تابندہ ہو جاتا ہے۔ اس کا دل بیت اللہ کی طرح جولان گاہ اور آماجگاہِ ملائکہ اور طواف گاہِ اور سجدہ گاہِ رُوحانییّن بن جاتا ہے اور فرشتے اس کے مطیع، تابع فرمانبردار اور اس کے ہر کام میں معاون اور مددگار بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

اس کے بعد اگر طالب سالک اس منزل اور مقامِ ملکوت سے ترقی کر کے آگے مقامِ روح میں قدم رکھتا ہے تو اس کا لطیفۂ روح زندہ ہو جاتا ہے اور وہ زبان روح سے دعوتِ قرآن پڑھتا ہے۔ روحانی ہر طرف سے کلام اللہ کی نوری غذا حاصل کرنے کے لئے اہل دعوت کے پاس آتے ہیں اور اپنی نوری غذا حاصل کر کے خوش وقت اور مسرور ہو کر اس کی ہر طرح سے امداد اور اعانت کرتے ہیں۔ ایسا زندہ روح آدمی جب کبھی کسی کامل عارف ولی یا شہید کی قبر کے پاس دعوتِ قرآنِ کریم شروع کرتا ہے تو روحانی اہلِ قبر نورِ قرآن کی بو پا کر اپنے بحرِ عالمِ غیب سے اس طرح اہلِ دعوت کی طرف طیر سیر کرتا ہوا آتا ہے جس طرح کوئی مچھلی پانی میں سے آٹے یا کسی خوراک کی بو پا کر آٹا ڈالنے والے کے پاس دوڑتی ہوئی آتی ہے۔

یہاں ایک مردہ دل نفسانی آدمی اعتراض کر سکتا ہے کہ قبر تو مٹی کا ایک ڈھیر ہوتی ہے جس میں مردے کی بوسیدہ ہڈیوں کے سوا اور کچھ نہیں پایا جاتا اور روح اگر کوئی چیز ہے تو وہ عالم بالا بہشت یا عرش کے کنگروں میں سبز پرندوں کی شکل میں قیام رکھتی ہوگی۔ یاد رہے کہ قبر میں واقعی مردے کی بوسیدہ ہڈیاں ہی ہوتی ہیں اور روح کا پرندہ جب اپنے جسم عنصری اور مادی پنجر کا پنجرہ ٹوٹا ہوا پاتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے عالمِ بالا اور عالمِ برزخ کی طرف ہی پرواز کر جاتا ہے لیکن اس کا اپنی قبر اور عنصری جسم کے ساتھ اس طرح کا باطنی تعلق قائم رہتا ہے جس طرح پرندے کا اپنے گھونسلے اور آشیانے سے ہوتا ہے روحانی کی قبر کے آشیانے کے پاس جس وقت قرآن مجید پڑھا جاتا ہے یا روحانی کو قرآن مجید اور فاتحہ وغیرہ کا ثواب بخشا جاتا ہے تو اسے عالمِ بالا اور عالمِ برزخ میں علم ہو جاتا ہے اور وہ اسے لینے کے لئے عالمِ غیب اور عالمِ برزخ سے اپنی قبر پر حاضر ہو جاتا ہے روحانی اپنی قبر اور اپنے جسد کے متصل اپنے غیبی برزخ میں اس طرح ڈوبا ہوا ہے جس طرح خواب میں انسان وسیع، لطیف اور دور دراز جہان میں چلا جاتا ہے لیکن بیدار ہونے پر اس کا باطنی لطیف جثہ واپس اپنے جسم اور چارپائی پر نمودار ہو جاتا ہے۔

اگر انسان خواب سے بیدار ہوتے وقت ذرا ہوش اور شعور سے کام لے تو خواب کی

Marfat.com

لطیف دُنیا سے اپنے آپ کو اس طرح نکلتا ہوا پائے گا جس طرح مچھلی پانی سے اوپر آتی ہے اسی لئے خواب کو عربی میں اَخ الموت یعنی موت کا بھائی کہا گیا ہے۔

اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں　　　خواب را مرگِ سُبک داں مرگ را خوابِ گراں
(اقبال)

ترجمہ:۔ میرے بھائی! میں نے تجھے زندگی کا نشان دے دیا ہے۔ نیند کو معمولی موت اور موت کو گہرے خواب کی طرح سمجھ لو۔

نیند کی حالت میں روح کا پرندہ اپنے جسم اور پنجر کے پنجرے سے ایک باطنی رشتے اور لطیف تاگے سے بندھا ہوا ہوتا ہے نیند کے وقت صرف اس کی ڈور ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور وہ خواب کے لطیف عالم میں ڈوب جاتا ہے لیکن موت کے وقت روح کی رسی جسم عنصری سے یکدم ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ (الزمر: آیت ۴۲)

ترجمہ:۔ ”اللہ تعالیٰ موت کے وقت نفس کو پورا پورا لے لیتا ہے اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں۔ پس اللہ تعالیٰ اس جسم کو تو پکڑ لیتا ہے جس پر موت واقع ہوتی ہے اور دوسروں کو اپنے معین وقت کے لئے بھیج دیتا ہے“۔

روح کا تعلق قبر اور لاش کے ساتھ تقریباً اسی طرح رہتا ہے جس طرح پرندے کا تعلق اپنے گھونسلے اور درخت کے ساتھ ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ روح زندگی کی حالت میں جسم کے گھونسلے میں انڈے یا چھوٹے بچے کی طرح موجود اور مقیم رہتی ہے لیکن موت کے وقت اپنے انڈے اور گھونسلے سے پرواز کر جاتی ہے اور پھر اپنے ارادے اور اختیار سے جس وقت چاہے اپنے گھونسلے میں آتی جاتی ہے۔

Marfat.com

سالک عارف کا لطیفۂ قلب و روح جب بیضۂ ناسوتی توڑ کر زندہ ہو جاتا ہے یا وہ زندگی میں بطور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا معنوی طور پر مر جاتا ہے اس کی روح اور جسم زندگی ہی میں ایک دوسرے سے جدا اور الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ وہ مادے کا کثیف عنصری لباس پہلے ہی اتار کر پھینک دیتا ہے اور روح کا لطیف لباس پہن لیتا ہے تو وہ عالمِ غیب اور عالمِ برزخ میں اپنے اختیار سے آتا اور جاتا ہے اور مراقبے کی حالت میں عالمِ غیب کی لطیف مخلوق سے ملتا جلتا ہے خواب اور مراقبے میں صرف یہ فرق ہے کہ اہل خواب نفسانی مردہ دل خواب کی حالت میں بے اختیار، بے شعور اور بے ارادہ ہوتا ہے اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہ جو کچھ دیکھ رہا ہے خواب ہے یا بیداری نفسانی آدمی خواب میں اکثر اپنے خیالات کی رو میں بہ جاتا ہے اور جس خیال کی ہوا آتی ہے اس کے مردہ نفس کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جاتی ہے حتیٰ کہ کبھی انسان اچھے کام اور نیک عمل کر کے سوتا ہے اور برے خواب دیکھتا ہے اور گاہے برے کام کر کے سوتا ہے اور اچھے خواب دیکھتا ہے الغرض خواب میں انسان کا مردہ نفسانی لطیفہ بے جان لکڑی وغیرہ کی طرح عالم غیب کی آبی سطحِ لطیف پر ڈانواں ڈول بے اختیار و بے ارادہ ادھر ادھر تیرتا پھرتا ہے۔ جدھر کی رو یا ہوا آتی ہے اسے اسی طرف بہا لے جاتی ہے لیکن مراقبے میں عارف زندہ دل سالک کا لطیفۂ قلب و روح زندہ مچھلی کی طرح بحرِ عالم غیب میں اپنے اختیار اور ارادے کے ساتھ چلتا پھرتا ہے وہ جس مقام اور منزل کا ارادہ کرتا ہے وہاں پہنچ جاتا ہے اور جس لطیف غیبی مخلوق سے چاہتا ہے ملاقی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ محض زندہ دل عارف سالک ہی اہل قبور پر دعوت پڑھ کر روحانیوں سے ہم سخن، ہم کلام اور ملاقی ہو سکتا ہے ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور انہیں فائدہ پہنچاتا ہے نفسانی مردہ دل آدمی اگر ساری عمر کسی اہلِ قبر بزرگ کی قبر پر قرآن کریم پڑھتے گزار دے وہ روحانی کو نہ حاضر کر سکتا ہے اور نہ اس سے ملاقی ہو سکتا ہے ہاں اگر روحانی چاہے تو خواب میں اسے اپنی زیارت کرا سکتا ہے اور رمز، کنایہ اور اشارے سے اس کے سوال کا جواب دے دیتا ہے جس کی تعبیر و تاویل میں اہل خواب عجیب شش و پنج میں مبتلا رہتا ہے خواب کی دُنیا کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

Marfat.com

موت کی قسمیں

یاد رہے کہ مردہ دل نفسانی اور زندہ دل روحانی کی موت میں بڑا فرق ہے نفسانی کی قوت جان کندن یعنی عذاب و آلام کا مجموعہ ہوا کرتی ہے لیکن زندہ دل عارف سالک کی موت نَومُ العَروس یعنی جان دادن ایک گونہ نقل مکانی ہوتی ہے کیوں کہ عارف زندہ دل آدمی بطور موتوا قبل ان تموتوا زندگی میں کئی بار معنوی موت مر چکا ہوتا ہے۔

ہم چو سبزہ بارہا روئیدہ ام		ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام
(رومی)

ترجمہ:۔ سبزے کی طرح میں نے بار بار روئیدگی پائی ہے میں نے سات سو ستر قالب ملاحظہ کیے ہیں۔

یک بار میرد ہر کسے بے چارہ جامی بارہا		(جامی)

ترجمہ:۔ ہر شخص ایک بار مرتا ہے جامی بے چارہ بار بار موت کا مزہ چکھتا رہتا ہے

الدنیا سجن المومن و جنّتُ الکافر کی تشریح

عارف کی جان اور روح کا مکھن جسم اور نفس کے دودھ اور چھاچھ سے پہلے ہی الگ ہوا ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو مومن عارف زندہ دل آدمی کے لئے موت عین مراد اور موجب صد راحت و آسائش ہے کیوں کہ مومن عارف کے لئے یہ دُنیا دار المحن، قید خانہ اور جائے آزمائش ہے حدیث میں آیا ہے اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِ وَ جَنَّتُ الکَافِرِ (مشکوٰۃ، کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۵۱۵۸)

ترجمہ: ''دُنیا مومن کے لئے ایک قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے''۔

جیل خانے میں قیدی کی جملہ حرکات و سکنات اور تمام اعمال و افعال حتٰی کہ اس کے بول و براز پر بھی پابندی ہوتی ہے اسی طرح دُنیا میں اللہ تعالیٰ اور بانیٔ اسلام نے از روئے شریعت مومن کی جملہ حرکات و سکنات حتٰی کہ اس کے بول و براز پر بھی پابندی عائد کی ہے کہ وہ نہ قبلہ کی

Marfat.com

طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کر کے بیٹھے۔ استنجے کے لئے تین ڈھیلے استعمال کرے اور بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت فلاں دعا پڑھے۔ مومن کے لئے یہ دُنیا مادی جیل خانہ سے بھی سخت تر ہے کیوں کہ ظاہری جیل خانہ کے قواعد اور پابندیوں میں قیدیوں کا ظاہری جسم چند خاص معمولی قواعد کا پابند ہوتا ہے لیکن مومن کا ظاہر، باطن، جسم، جان، نفس، قلب اور روح سب کچھ مذہبی اور شرعی قواعد و قوانین میں سر سے پاؤں تک جکڑا ہوا اور اسیر ہوتا ہے، لہٰذا موت کے ذریعے مومن عارف ان جملہ قیود اور پابندیوں سے آزاد ہو کر آخرت کے دوام دار الخُلد میں ایسی ابدی نعمتوں اور سرمدی راحتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے جن کا قیاس بھی کسی کے دل میں نہیں گزر سکتا۔ خلاف اس کے ایک کافر، مشرک، فاسق، فاجر اور بے دین آدمی دُنیا میں جُملہ ظاہری و باطنی، تمام مذہبی اور اخلاقی قیود اور ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد اور ہر طرح کی حلال حرام لذات اور عیش و عشرت سے لطف اندوز ہوتا ہے نہ دُنیا کا غم نہ آخرت کی فکر، شتر بے مہار کی طرح جدھر منہ اٹھتا ہے چلا جاتا ہے لیکن موت واقع ہونے سے اس کی جُملہ آزادیاں اور خوشیاں ختم ہو جاتی ہیں اور طرح طرح کے ایسے ابدی عذابوں اور آلام میں مبتلا ہو جاتا ہے جن کے مقابلے میں دُنیا کی زندگی اس کے لیے بہشت کا نمونہ تھی موت اس کے لئے ابدی اور سرمدی عذاب اور آلام کا مجموعہ اور ٹھکانہ ثابت ہوتی ہے اور بفرضِ محال اگر دار الجزاء اور دار آلاخرت نہ بھی ہو تب بھی موت مومن مسکین کے لیے باعثِ صد راحت و سکون اور موجبِ آسائش و اطمینان اور کافر بے ایمان کے لیے وجہِ حُزن و اندوہ خاطر اور باعثِ ملال و حرمانِ جان ثابت ہوتی ہے۔

بقدر ہر سکوں راحت بود بنگر تفاوت را　　　　دویدن، رفتن، استادن، نشستن، خفتن و مردن

(امیر خسرو)

ترجمہ:۔ ہر سکون کے بقدر راحت میّسر آتی ہے۔ دوڑنے، چلنے، کھڑے ہونے، بیٹھنے، سونے اور مرنے میں فرق کا اندازہ کریں۔

خواب اور موت کی دُنیا تقریباً ملتی جلتی ہے ہم خواب میں اپنے اردگرد ایک دُنیا دیکھتے

Marfat.com

ہیں جس میں ہمارے اس جہان کی مثل ایک جہان اور دُنیا کی تمام چیزیں مثلاً شہر جنگل، دریا، پہاڑ زمین اور آسمان ہوتا ہے۔ خواب میں ہر شخص کا یہ وسیع جہان گویا اس کے خواب وخیال کا ایک لطیف گھر یا مکان ہوتا ہے اس میں سوائے خواب دیکھنے والے کے اور کسی غیر کا مطلق دخل نہیں ہوتا اور وہ مکان اس کے جسم اور جان کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ خواب میں جب کبھی کوئی شخص کسی دوسرے آدمی سے ملتا ہے تو اس دوسرے آدمی کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ ایسا بہت شاذ ونادر ہوتا ہے کہ دو شخص خواب میں ایک دوسرے سے ملیں یا کوئی بات یا معاملہ کریں اور بیدار ہونے پر ہر دو کو یکساں طور پر یاد اور معلوم ہو۔ موت کے بعد بھی انسان اپنے اردگرد اسی قسم کا ایک وسیع برزخی لطیف جہان اپنے دینی اعمال اور مذہبی حیثیت کے مطابق وموافق پاتا ہے۔

نفسانی مُردہ دِل آدمی نہ تو زندگی میں اپنے خواب وخیال کے ماحول سے تجاوز کرسکتا ہے اور نہ موت کے بعد اپنے برزخی جہان سے بلکہ وہ زندگی اور ممات میں اپنے نفس کی ظلمت میں مقید اور محبوس رہتا ہے۔ عارف زندہ دل لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کے نور سے زندہ ہوتے ہیں اس لیے وہ اپنے باطنی لطیف جثے سے لوگوں کی خواب کی دُنیا اور اہل قبور کے برزخی جہاں میں جا داخل ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَوَ مَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ

كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَـيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ؕ (الانعام: آیت ۱۲۲)

ترجمہ:۔ ''آیا وہ شخص جو تھا مُردہ پس ہم نے اس کو (اپنے نور) سے زندہ کر دیا اور اس کو ہم نے ایک نوری وجود عطا کیا جس کے ذریعے وہ لوگوں (کے لطیف جثوں یعنی برزخی مکانوں) میں چلتا ہے اس آدمی کے مثل ہوسکتا ہے جس کے اردگرد ایسا اندھیرا ہے جس سے وہ کسی طرح نکل نہیں سکتا''۔

مردہ دل نفسانی آدمی کے لئے اس کا یہ برزخی تنگ وتاریک مکان اس کا دوزخ ہوتا ہے مگر عارف زندہ دل آدمی کے لیے یہ برزخی لطیف جہان اس کی ایک وسیع وعریض جنت ہوتی

Marfat.com

ہے جسے وہ باطن میں اپنے ساتھ لیے پھرتا ہے قولہ تعالیٰ

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ (الحدید: آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ (اللہ تعالیٰ اہلِ بہشت سے خطاب فرمائے گا کہ) ''آگے بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے جو ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں''۔

یہاں اس بہشت کی محض چوڑائی بیان کی گئی ہے۔ لمبائی کا ذکر نہیں کیا گیا وجہ یہ ہے کہ انسان کی برزخی کائنات دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک مکان دوئم زمان انگریزی میں اسے (SPACE AND TIME) کہتے ہیں۔ باطن میں اس برزخی جہان کی وسعت یعنی (SPACE) چونکہ معلوم ہوتی ہے اس واسطے اس کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی زمانی لامحدود طوالت یعنی (TIME) کا پتہ نہیں لگتا اس واسطے یہاں صرف اس کے عرض کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا آسمان اور زمین کے برابر عرض ہے یعنی اس میں ایک ایسا جہان ہے جس میں دُنیا کی طرح زمین و آسمان ہے ہر انسان کی یہ برزخی کائنات یا دارِ آخرت اس کی اپنی فطرت، استعداد اور نیک و بد اعمال کے مطابق یا تو بہت عمدہ اور خوشگوار بہشت ہوتی ہے یا دوزخ کا گڑھا۔

اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ'' مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ'' مِّنْ حُفَرَاتِ النَّارِ (مشکوٰۃ)

یعنی ''انسان کی قبر یا تو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا''۔ یہاں متوفی روحانی کے مقام قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بتایا گیا ہے اور اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ قبر روحانی کی بہشت کا باغ یا اس کے دوزخ کا گڑھا اس کی قبر اور لاش کے پاس اور اس کے گرد ہوتا ہے یعنی اگرچہ روحانی سبز پرندے کی طرح بہشت کے کسی باغ میں اڑتا ہے یا عرش بریں کے کنگرے یا مقام علیین تک پرواز کرتا ہے لیکن اس کا برزخی آشیانہ یا اس کا نوری لطیف

Marfat.com

پنگھوڑا یا لفٹ (LIFT) قبر ہی میں پڑی رہتی ہے اور اگر اس کے دوزخ کا پیندا تحت الثریٰ کی گہرائیوں میں واقع ہو تو بھی اس کے برزخی کنوئیں کا دہانہ اس کی قبر کا غار ہی ہوتا ہے قبر اور لاش سے روحانی تعلق بہرحال قائم رہتا ہے اس کا ایک برزخی لطیف مکان اس کی قبر کے قریب ضرور موجود ہوتا ہے اور اس کا ایک لطیف جثہ اس جگہ آمدورفت رکھتا ہے اہلِ بصیرت باطنی، اہل قبور کے ان باطنی برزخی ناری غاروں اور نوری بلند ایوانوں کو قبر کے پاس اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کیوں کہ ان کے سینوں میں ایک ایسا باطنی نوری ٹیلیویژن (TELEVISION) لگا ہوا ہوتا ہے جو ہر روحانی اہل قبر کے باطنی برزخی حالات کو اس میں دیکھتا اور معلوم کرتا ہے جسے عُرفِ تصوّف میں کشف القبور کے نام سے پکارتے ہیں۔

اہل القبور کے برزخی حالات

اہلِ قبور کے برزخی مقامات الگ الگ ہوتے ہیں اس لئے اگر ایک نیک بخت مومن صالح آدمی کی قبر ایک فاسق فاجر، مشرک اور کافر کی قبر کے بہت قریب اور متصل بھی بنادی گئی ہے یا ان کی لاشیں کہیں اکٹھی ایک ہی جگہ خلط ملط کردی گئی ہیں تو بھی ان کا برزخی عذاب وثواب باطنی دکھ سکھ اور روحانی رنج وراحت ایک دوسرے پر اثر انداز نہیں ہوتا جیسا کہ ایک ہی مکان ایک ہی چارپائی یا لحاف میں دو آدمی سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک آدمی ڈراؤنا اور دردناک خواب دیکھ رہا ہوتا ہے اور عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ دوسرا عمدہ اور خوشگوار دیکھ کر عیش اور لطف اٹھا رہا ہوتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ (الفرقان: آیت ۵۳)

ترجمہ: ''اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے دو دریا جاری کئے یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے بہت کڑوا اور دونوں کے درمیان پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ''۔

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ قادر ذات ہے کہ جس نے دو مختلف دریاؤں کو ایک دوسرے کے پاس قریب قریب اور بالکل متصل رکھا جن میں ایک کا پانی تو میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرا کھاری تلخ ہے اور ان کے درمیان اپنی قدرت سے پردہ ڈالا اور ان کو آپس میں ملنے سے الگ اور جدا رکھا

قولہ تعالیٰ

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ ۭ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ (الحدید: آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ "پھر (دار آخرت یا عالم برزخ میں) مومنوں اور منافقوں کے درمیان ایک اونچی دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا اور جس کے اندر کی طرف تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور راحت ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب اور دکھ ہوگا"۔

روحانی اپنی ہڈیوں اور قبر کے ساتھ اضطراری اور مجبوری طور پر مُعلّق اور بندھا ہوا نہیں ہوتا بلکہ اس کی قبر کا ڈھانچہ پرندے کے گھونسلے اور آشیانے کی طرح اس کا اختیاری مسکن اور وقتی نشیمن ہوتا ہے چاہے اس میں آئے جائے اور چاہے آنا جانا چھوڑ دے یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگانِ دین کے مزارات ایک زمانہ میں خوب مرجعِ خلائق اور منبعِ فیوضات و برکات رہے ہیں لیکن جب ان پر بدرسومات اور بدعات شروع ہوگئیں تو ان بزرگوں نے اپنے مزاروں پر آنا جانا اور فیض پہنچانا موقوف کر دیا اور وہاں لوگوں کا آنا جانا اور فیض اٹھانا بند ہوگیا ان کی سابقہ پرانی رونق جاتی رہی اور وہ قبریں اور مزار متروک ہوگئے۔ دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش پیغمبر ہوئے ہیں اور ہر پیغمبر کی امت میں بے شمار اولیاء اللہ ہوگزرے ہیں لیکن آج نہ ان پیغمبروں کے مزارات ہیں اور نہ ان کی امت کے اولیاء اللہ کی قبروں کے اثر اور نشان۔ ایسے لوگوں کی ارواح زمین اور اہلِ زمین سے اپنا رشتہ اور تعلق توڑ کر مقامِ علییّن اور ملاء الاعلیٰ میں اپنا مسکن اور ٹھکانا بنا لیتی ہیں۔ انہیں اگر کوئی اہل دعوت حاضر کرنا چاہے تو ان کا تعلق بجائے قبر اور جسم کے ان کے نام اور اسم سے ہوتا ہے۔ نام اور اسم کے واسطے اور ذریعے سے ان کی حاضرات کی جاتی ہے

Marfat.com

لہٰذا نام اور اسم کا تعلق قبر اور جسم سے زیادہ مستحکم اور پائیدار ہے یہی اسم اور مسمّٰی کا بڑا بھاری بھید اور اسرار ہے تمام کائنات اور مخلوقات کے اسماء اللہ تعالیٰ کے اسم ذات اور ان کی ذوات اس کی ذات میں شامل اور مندرج ہیں وہی سب کا باعث کون و ایجاد اور مرجع و معاد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۔ (الجاثیہ: آیت:۱۳)

سُئِلَ اِبْنُ عَبَّاسٍ مِنْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَقَالَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِسْمٌ" مِنْ اَسْمَآئِهٖ تَعَالٰى وَاِسْمُ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ اِسْمِهٖ تَعَالٰى "یعنی ہر ایک چیز میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور ہر شے کے اسم کا ظہور اس کے اسم ذات سے ہے"۔

تصوّر اسم اللہ ذات اور توجہ مرشدِ کامل

تصوّر اسم اللہ ذات جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مرشد کامل کی توجہ سے طالب سالک کے وجود میں قائم ہو جاتا ہے اور اس کا لطیفۂ قلب و روح نور اسم اللہ ذات سے زندہ ہو جاتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام کا ریڈیو اسٹیشن قائم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسم ذات اور نورِ کُن کی بجلی اس کلام کو ہر زمان، مکان غیب اور شہود میں پہنچانے کا ذریعہ اور واسطہ بن جاتی ہے۔ دیکھو ایک شخص ریڈیو اسٹیشن یعنی کسی نشرگاہ میں بول رہا ہوتا ہے تو اس کی آواز تمام دُنیا میں منتشر ہو جاتی اور ہر ریڈیو میں سنائی دیتی ہے لیکن اگر بغیر نشرگاہ کے وہی کلام کرے تو اس کا وہ کلام وہیں غائب ہو جاتا ہے اسی طرح عامل کامل شخص کا قرآن تمام انس و جان، ملائکہ اور ارواح بلکہ تمام علوی و سفلی کائنات اور جملہ ظاہری و باطنی مخلوقات میں مسموع ہوتا ہے اور اجابت و قبولیت پاتا ہے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں "میں عرصہ تیس سال سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم سخن اور ہم کلام ہوں اور مخلوق جن و انس ملائکہ اور ارواح سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم سخن اور ہم کلام ہے"۔ عارف سالک زندہ دل کامل اہل دعوت جب قرآن صحیح طور پر پڑھتا ہے تو وہ خالق اور مخلوق کے ساتھ بیک وقت متکلم اور ہم سخن ہوتا ہے اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک قدیم غیر مخلوق کلام

Marfat.com

ہے تو اس کی تلاوت سے تمام علوی و سفلی، لطیف و کثیف، ظاہری و باطنی اور مادی و روحانی مخلوق کو مطیع و منقاد ہونا چاہیے

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ ۝ (حٰمٓ السجدہ: آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ ''پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کا قصد کیا اور وہ ایک دھوئیں کی صورت میں نمودار تھا۔ تب آسمان اور زمین کو حکم دیا کہ میری اطاعت کرو، چار و ناچار، آسمان اور زمین نے عرض کیا کہ ہم تیرے حکم کے مطیع اور فرمانبردار ہیں''۔

قرآن اگر اللہ تعالیٰ کا قدیم کلام ہے تو اس میں بھی وہی قدیم ابدی امر موجود ہے اور تمام اہلِ آسمان اور اہلِ زمین اللہ تعالیٰ کے اس حکم جاریہ کے مطیع اور مُنقاد ہیں اور سب اس کے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں اور اس کی اطاعت کے لئے دوڑتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم قدیم اور اٹل امر ہے قولہٗ تعالیٰ

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ (النساء: ۴۷)

ترجمہ: ''اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے''۔

قرآن کی تلاوت اللہ تعالیٰ کے امر کن کے مترادف اور اس کا نعم البدل ہے اور ہر ممکن امر اور محال و دشوار کام اس کی دعوت اور تلاوت سے حل اور آسان ہو جاتا ہے۔ تمام دعوتوں اور کلاموں سے افضل، اعلیٰ، اتم اور جامع دعوت تلاوت قرآن مجید ہے اور قرآن کی اصلی شان، اس کی غیر مخلوق عظمت اور قدیم ثقالت کا اندازہ اس وقت لگتا ہے جب کہ کوئی عارف کامل، پاک طیب طاہر نوری وجود اور نوری زبان سے قرآن کی دعوت شروع کرتا ہے مُردہ دل نفسانی لوگ اس کی قدر کیا جانیں جس وقت کوئی زندہ دل عارف عامل کامل کسی بزرگ ولی اللہ کی قبر پر دعوت پڑھتا ہے تو ہر دو اہل قبر روحانی اور اہلِ دعوت عامل کامل کو بے انداز و بے قیاس فیوضات اور برکات حاصل ہوتی ہیں۔ روحانی اہل قبر اپنے برزخ کے غیبی لطیف دریا میں اس طرح ڈوبا ہوا ہوتا

Marfat.com

ہے جس طرح مچھلی دریا کے پانی میں ڈوبی رہتی ہے۔ ہمارا مادی جہان اس بحرِ عالمِ غیب پر گویا ایک جزیرے کی طرح ہے اور اس میں چشموں کی طرح چھوٹے چھوٹے برزخی سوراخ قبروں کے مقام پر بنے ہوئے ہیں جس میں روحانی وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت ثواب، فاتحہ اور نورِ قرآن حاصل کرنے کے لئے مچھلی کی طرح سر نکالتا ہے اور نورِ قرآن لے کر پھر اپنے غیبی چشمے میں ڈوب کر بحرِ عالمِ غیب میں چلا جاتا ہے۔ گاہے اہلِ دعوت عامل کامل قرآنی نور کی ثقالت سے وزنی ہو کر روحانی کی قبر کے چشمے میں غوطہ لگا کر روحانی کے برزخی مقام میں اس سے جا ملتا ہے یہی وہ برزخی مقام ہے جو دارِ دُنیا اور دارِ آخرت کے درمیان بطور ریل اور اسٹیشن قائم ہے اور آیت کریمہ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ (الرحمٰن: آیت ۱۹،۲۰)

ترجمہ: ''دو سمندر آپس میں ملتے ہیں ان کے درمیان آڑ ہے وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے''۔

عالمِ برزخ اور عالمِ غیب کی مثال

سالک کا ظاہر مُضغہ قلب ایک صخرہ یا پتھر کی مانند دارِ دنیا اور عالمِ شہادت میں قائم ہے اس کا لطیفہ قلب مچھلی کی طرح اس کے نیچے آبِ حیات اسم اللہ ذات سے زندہ ہو کر بحر عالمِ غیب میں خلاف عقل عجیب چال اختیار کر لیتا ہے جیسا کہ سورہ کہف میں ہے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝ (الکھف: آیت ۶۳-۶۰)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور جب موسیٰ نے اپنے جوان (خادم) سے فرمایا میں نہ ٹھہروں گا جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں یا سارا سال چلتا رہوں تو جب وہ دونوں ان دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے تو مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ لیا سرنگ بناتے ہوئے پھر جب وہ دونوں اس سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان (خادم) کو فرمایا ہمارا ناشتہ لاؤ بے شک ہم نے اپنے اس سفر میں تکان محسوس کی۔ اس نے کہا بھلا دیکھئے تو جب ہم اس چٹان کے پاس آ کر ٹھہرے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور وہ مچھلی نہ بھلائی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور مچھلی نے عجیب طرح سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا''۔

یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگرد اور رفیق یوشع علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے روحانی رہنما خضر علیہ السلام کی تلاش میں دوڑ دھوپ سے باز نہیں آؤں گا جب تک میں اسے عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کے مجمعٔ البحرین پر بیٹھا ہوا نہ پالوں۔ خواہ اس سفر میں میری تمام عمر ہی گزر جائے پس جب وہ اس مجمع البحرین پر پہنچے تو انہیں اپنی مچھلی کا کچھ خیال نہ رہا موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور یوشع علیہ السلام وضو کرنے لگے اور جب ایک بوند عالمِ غیب کے پانی کی اس مچھلی پر گری تو وہ زندہ ہو کر عالمِ غیب کے سمندر میں تیرتی ہوئی دوڑ پڑی جب وہ کچھ آگے چلے گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق سے کہا کہ ہمارے پاس چاشت کا کھانا اور مچھلی لاؤ تا کہ اس سفر کی محنت کے بعد کھا پی کر اور ذرا دَم لے کر سُستا لیں تو اس پر یُوشع علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ کو خبر نہیں کہ جب ہم اور تم اس پتھر کے نیچے بیٹھے تھے میں آپ علیہ السلام سے اس مچھلی کا حال کہنا بھول گیا اور مجھے نہیں بھلایا مگر شیطان نے۔

اب عرض یہ ہے کہ اس مچھلی نے زندہ ہو کر بحرِ عالمِ غیب میں خلافِ عقل عجیب چال اختیار کی تو اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''اسی بات کی تو ہمیں تلاش اور ضرورت تھی''۔ دراصل اسی پر سلک باطنی کا سارا معاملہ موقوف ہے کیوں کہ مقام قلب، عالمِ شہادت اور عالمِ غیب کے درمیان بطور مجمع البحرَین ایک برزخی مقام ہے کہ وہ اپنے سنگین جامد صخرہ کی صورت میں عالمِ شہادت میں قائم ہے اور جب اس میں سے قلب کا لطیف جثہ مچھلی کی طرح عالمِ غیب کے قطرہ

Marfat.com

آبِ حیات سے زندہ ہو جاتا ہے اور عالمِ غیب میں طیر سیر کرنے لگ جاتا ہے تو سالک عارف خضر علیہ السلام کی طرح عارف زندہ جاوید ہو کر صاحب مجمع البحرین بن جاتا ہے اور اَجْسَامُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ دونوں جہان میں تصرف کرنے لگ جاتا ہے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں اُفتد راز　　ورنہ در مجلسِ رندان خبرے نیست کہ نیست

(حافظ)

ترجمہ:۔ مستوں کی مجلس میں ہر خبر موجود ہوتی ہے لیکن راز کی پردہ دری مصلحت کے خلاف ہے۔

ہمارا یہ مادی جہان عالمِ غیب کے وسیع جہان کے مقابلے میں اس قدر تنگ و تاریک ہے جس قدر بچے کے لئے ماں کا رحم اور پیٹ اس مادی جہان کے مقابلے میں تنگ اور تاریک ہے۔ عالمِ غیب کا جہان اس قدر وسیع و عریض ہے کہ اس میں تمام مادی جہاں رائی کے دانے کے برابر نظر آتا ہے۔

حدیث تفسیر شیخ الاکبر

فِیْ تَفْسِیْرِ الشَّیْخِ الْاَکْبَر اَنَّ فِیْ عَالَمِ الْغَیْبِ سَمَاء" وَاَرْض" وَ جِبَال" وَ بِحَار" وَ عَرْش" وَ کُرْسِیّ" وَ شَمْس" وَ قَمَر" وَ نُجُوْم" وَ هٰذَا الْعَالَمُ عِنْدَ عَالَمِ الْغَیْبِ کَقَطْرَةٍ عِنْدَ الْبَحْرِ وَ رُوِیَ اَنَّ وَاحِدًا مَاتَ وَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَنَازَتَهٗ وَذَهَبَ مَعَ الْجَنَازَةِ اِلٰی قَبْرِهٖ فَدُفِنَ فَرَجَعَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَیْتِهٖ فَقَامَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ مَسَّتْ بِیَدِهَا عِمَامَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَتْ یَا عَجَبًا بَلَّتْ عِمَامَتُکَ وَ ثَوْبُکَ مِنَ الْمَطَرِ وَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ لَیْسَ مَطَر" فَعَلِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَائِشَةَ رَأَیْتُ مَطَرَ عَالَمِ الْغَیْبِ وَ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِمَا تَغَطَّیْتِ رَأْسَکِ الْیَوْمَ قَالَتْ تَغَطَّیْتُ رَأْسِیْ بِرِدَائِکَ ثُمَّ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا عَائِشَةُ بِذٰلِکَ الرِّدَآءِ قَدْ رُفِعَ عَنْ بَصَرِکِ الْحِجَابَ فَرَأَیْتُ مَطَرَ عَالَمِ الْغَیْبِ یَا عَائِشَةُ فِیْ عَالَمِ الْغَیْبِ شَمْس" وَّ قَمَر" وَّ مَطَر" لَایَرٰهَا اِلَّا الْاَوْلِیَآءُ الْکَامِلُوْنَ۔

Marfat.com

ترجمہ: ''شیخ اکبر کی تفسیر میں آیا ہے کہ عالمِ غیب میں آسمان، زمین، پہاڑ، سمندر، عرش، کرسی سورج چاند اور ستارے ہیں اور ہمارا یہ مادی جہان عالمِ غیب کے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کے برابر ہے چنانچہ مروی ہے کہ ایک شخص فوت ہوگیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور اس کے جنازے کے ہمراہ قبر تک تشریف لے گئے پس جب آنحضرت ﷺ اس کے جنازے سے فارغ ہو کر واپس اپنے گھر تشریف لائے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی پیشوائی کے لئے آگے بڑھیں اور اپنے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کی دستار مبارک کو چھو کر بولیں ''بہت عجیب بات ہے کہ آپ ﷺ کی پگڑی اور کپڑے بارش کے پانی سے تر ہیں حالانکہ آج کوئی بارش نہیں ہوئی'' پس آنحضرت ﷺ سمجھ گئے کہ عائشہ عالمِ غیب کے پانی کو محسوس کر رہی ہیں تب آنحضرت ﷺ نے پوچھا۔ ''اے عائشہ! آج تو نے اپنا سر کس چیز سے ڈھانپا ہے؟'' حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا ''آج میں نے اپنا سر آپ ﷺ کی چادر مبارک سے ڈھانپا ہے''۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! میری اس چادر کے طفیل تیری آنکھوں سے پردے اُٹھ گئے ہیں اور اس لیے تجھے بارش غیبی کا پانی میرے کپڑوں پر نظر آنے لگ گیا ہے۔ ''اے عائشہ! عالمِ غیب میں زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے اور بارشیں ہوا کرتی ہیں جسے بجز اولیاء کاملین کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا''۔

عالمِ غیب کی عقلی توجیہات

عالمِ غیب اور عالمِ شہادت آپس میں اسی طرح وابستہ اور ملے جلے ہیں جس طرح ہماری جان اور جسم ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط اور وابستہ ہیں۔ مُردہ دل نفسانی لوگ اسی مادی دُنیا اور مادی جسم ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں دل اور روح کے لطیف غیبی وجود اور اس کے غیبی جہان سے بالکل بے خبر ہیں۔ دل اور روح کا لطیف غیبی جثہ جسم میں اس طرح پوشیدہ اور بالقوہ موجود ہے جس طرح انڈے میں بچہ اور تخم اور پھل میں پودا اور درخت ہوتا ہے جس طرح انڈے کو بالفعل گرمی پہنچائی جائے یا انڈا اسیا جائے تو اس سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور تخم اور پھل گو کتنا ہی چھوٹا نظر

Marfat.com

آئے لیکن جس وقت اسے زمین میں لگا کر پانی دیا جائے اور اس کی باقاعدہ نشوونما کی جائے تو اس میں سے بڑا بھاری تن آور درخت نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کا ظاہری جسم اگرچہ ایک چھوٹا جرم صغیر نظر آتا ہے لیکن اس کے ناسوتی اور عنصری انڈے میں لاہوتی مرغ بالقوہ موجود ہے اگر اس ناسوتی انڈے کو ذکر اللہ اور تصور اسم اللہ ذات کی حرارت پہنچائی جائے تو اس سے وہ مرغ لاہوتی سر نکالتا ہے جس کی جولان گاہ قاف قدس اور لاہوت لامکان ہوتی ہے۔

جس طرح انڈے گھونسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ پڑے رہتے ہیں لیکن بچے بڑے ہو کر جب پرندے بن جاتے ہیں تو اپنے گھونسلے اور درخت کو چھوڑ کر فضا میں طیر سیر کرتے ہیں اور دوسرے پرندوں کے ہمراہ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر اور پرواز کر کے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا بیضہ عنصری دوسرے عنصری لوگوں کے ساتھ اس مادی جہان کے گھونسلے میں پڑا ہوا ہے اور اپنے مادی جہان کے عنصری گھونسلے سے حرکت اور تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس کے جسم کا عنصری انڈا دوسرے اجسام کے انڈوں کے ساتھ اختلاط تو رکھ سکتا ہے لیکن بچوں اور زندہ پرندوں کے ہمراہ پرواز کر کے اپنے گھونسلے کو چھوڑ نہیں سکتا اسی لئے جب کوئی نفسانی مردہ دل آدمی کسی بزرگ کی قبر کے پاس جاتا ہے تو چونکہ وہ خود بھی اربعہ عناصر کی ایک قبر کی طرح ہے جس میں دل گویا لحد ہے اور اس کی روح مردہ لاش ہے لہٰذا اس کے جسم کی مردہ قبر کو اس بزرگ کی مٹی کی قبر کے ساتھ اس طرح اختلاط ہوگا جس طرح انڈے کو انڈے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس نفسانی مُردہ دل آدمی کو اس بزرگ کی قبر میں سوائے مٹی کے ڈھیر یا مردہ لاش کے اور کیا نظر آ سکتا ہے۔ کسی زندہ بزرگ یا ولی یا نبی کو بھی وہ بجز ہڈیوں اور گوشت کے لوتھڑے کے اور کیا سمجھ سکتا ہے لیکن جس آدمی کے عنصری جسم کے بیضۂ ناسوتی میں دل اور روح کا لاہوتی مُرغ زندہ ہو جاتا ہے تو جب ایسا زندہ دل اور زندہ روح آدمی کسی بزرگ کی قبر کے پاس جاتا ہے تو اس کے دل اور روح کا لطیف مرغ اپنے جسم کے کثیف انڈے اور مادی جہان کے گھونسلے سے پرواز کر کے اہل قبر کے لطیف مرغ دل اور روح سے عالمِ برزخ اور عالم غیب کے لطیف جہان میں جا ملتا ہے اور اس کے برزخی غیبی لطیف باغ

Marfat.com

جنت میں دوسرے مرغانِ جنت کے ساتھ پرواز کرتا ہے جنت کے غیبی لطیف میووں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تعریف وتوصیف کے نغمے گاتا ہے۔ ہر خام ناتمام مردہ دل نفسانی آدمی گو اپنے آپ کو اس لئے زندہ سمجھتا ہے کہ اس کے اوپر عنصری جثے کا کثیف چھلکا چڑھا ہوا ہے اور اس کے نیچے بھی دل کی سفیدی اور حیوانی روح کی زردی موجود ہے اور وہ ایک ناطق حیوان کی صورت میں زندہ ہے اور حیوان کی طرح کھاتا پیتا اور سوتا جاگتا ہے لیکن جب تک اس کی اس مُردہ سفیدی اور بے جان زردی میں سے قلب کا ملکوتی اور روح کا روحانی مرغ زندہ ہو کر نہیں نکلتا اس میں اور حیوان میں أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ (الاعراف: آیت ۱۷۹) کوئی فرق نہیں ہے جب زندہ روح جثۂ لطیف، روح اور زبانِ روح سے دعوت قرآن پڑھتا ہے تو دعوتِ زبان قلب کی نسبت ستر ہزار دفعہ زیادہ نور قرآن پیدا ہوتا ہے اور وہ نور چونکہ روحانیوں کی غذا ہے روحانی ایسے اہلِ دعوت کے پاس اپنی مخصوص غذا حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور جب ایسی دعوت سے انوارِ قرآن کے اس قدر باطنی انوار کے ذخیرے اور خزانے اہل قبر کے پاس جمع ہو جاتے ہیں کہ جن سے باطن میں روحانی بڑا بھاری مالدار اور دولتمند ہو جاتا ہے تو اس کا روحانی درجہ بہت بڑھ جاتا ہے۔

سات غیبی لطائف

اس سے آگے بھی انسان میں سات غیبی الطف لطائف ہیں جن سے دعوت پڑھی جاسکتی ہے لیکن ان باتوں کو آج کل کے سائنس پَروردَہ ومغرب زدہ نئی روشنی والے لوگ نہ باور کر سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں جس طرح آج سے سو سال پہلے زمانے کے لوگوں کے سامنے آج کل کی مادی اور ظاہری ایجادات اور سائنس کی امروزہ رائج الوقت اختراعات کا اگر ذکر کیا جاتا تو وہ ناممکن اور محال سمجھی جاتیں اور کوئی شخص باور نہ کرتا حالانکہ ہم اپنی آنکھوں سے مادی سائنس کی محیر العقول اور عجیب اختراعات وایجادات آج دیکھ رہے ہیں اسی طرح یہ مادہ پرست نفسانی زمانہ بھی اہلِ سلف روحانیین اور گزشتہ عارفین کاملین کی باطنی اور روحانی سائنس کی محیر العقول اور ہوش

Marfat.com

رہا کرامات اور خوارق کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اللہ کی قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں اور بمقتضائے وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ (الاعراف: آیت ۱۵۶) اس کی رحمت کائنات کے ہر زمان و مکان میں پھیلی ہوئی اور پہنچی ہوئی ہے لہٰذا ہم آگے مُجمل اور مُختصر طریقے پر بعض بہت افضل، اعلیٰ اور منتہی دعوات کا ذکر کرتے ہیں۔

دعوتوں کا بیان

بعض عارف کامل اس قسم کی دعوت منتہی پڑھتے ہیں کہ اس دعوت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دیدار پُر انوار سے مشرف اور اللہ تعالیٰ سے بے کام اور بے زبان ہم کلام ہو جاتے ہیں صاحب لِی مَعَ اللہ مقام لاہوت لامکان میں بے کیف و بے جہت اور بے چون و بے چگون حالت میں دعوت پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نورِ قدیم سے ابدالاباد تک کے لئے زندہ، تابندہ اور پائندہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے عارف مکمل، اکمل کا ایک نوری قدیم وجود ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے واصل اور اس دعوت میں شامل رہتا ہے اگرچہ اس کا ظاہری وجود اس سے گاہے اپنے دیگر مشاغل کے سبب بے خبر اور غافل ہو جاتا ہے لیکن جب فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس نوری وجود کو اس دعوت میں عامل اور شامل پاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۠ (الم نشرح: آیت ۷،۸) یعنی میرے حبیب! جس وقت تو دیگر مشاغل سے فراغت پائے تو میری طرف راغب ہو جایا کر اور اس طرح میرے دیدار پُر انوار سے لطف اندوز ہو لیا کر۔ ایسا منتہی اہل دعوت ہر مشکل اور ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے براہِ راست بلاواسطۂ غیر حل کرا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جواب باصواب پاتا ہے اس کے علاوہ ایک دعوت نور حضور ہے کہ اہلِ دعوت اکمل جامع نور الہدیٰ زبانِ نور سے دعوت پڑھتا ہے۔ لاکھوں کروڑوں میں سے کوئی ایک آدھ نہایت نادر الوجود سالک محبوب و محمود فنافی الرسول ظاہر و باطن مقبول عاشق و معشوق اس اعلیٰ مقام سے مشرف ہوتا ہے۔

Marfat.com

جس وقت ایسا خاص الخاص اَخص منتہی سالک زبانِ نور حضور سے دعوت شروع کرتا ہے تو اس سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مع چار یار و جملہ اصحاب کبار و حضرت امام حسن و امام حُسین و حضرت شاہ محی الدین رِضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تشریف لاکر اہلِ دعوت نور حضور کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں اور اپنے ذاتی نور سے مشرف فرماتے ہیں ایسا عامل کامل اکمل جامع نور الہدیٰ ہمدم، ہم قدم، ہم جان، ہم زبان محمد مصطفیٰ ﷺ ہو کر جب ایک دفعہ زبانِ نور سے دعوت پڑھتا ہے تو اس کے ایک دفعہ دعوت پڑھنے کا عمل قیامت تک قائم رہتا ہے اور کبھی کم یا زائل نہیں ہوتا ایسا عامل کامل صاحبِ زبان سیف الرحمٰن جس وقت کسی بڑی بھاری مہم کے لئے ایسی دعوت پڑھتا ہے تو باطنی روحانی دُنیا میں اس دعوت سے ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور باطنی دُنیا کی تمام زمین میں اس دعوت سے زلزلہ آ جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت برپا ہوگئی ہے۔ تمام عالمِ غیب، جملہ جنّ، ملائکہ اور ارواح ہژدہ ہزار عالم اس کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں بصد آرزو والحاح ملتجی ہو جاتے ہیں تمام جن وانس جَزع وفَزع کرنے لگتے ہیں۔ تمام خاکیانِ اہلِ اسلام خاص وعام ہاتھ اٹھا کر نہایت درد وخلوص اور عجز وانکسار کے ساتھ اس کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور اس کی دعوت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ غوث، قُطب، اوتاد، ابدال، جملہ صدیقین، شہداء، صالحین اور کل اولیاء حتیٰ کہ جملہ انبیاء و مرسلین کی پاک روحیں بھی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مُلتمس اور مُلتجی ہو جاتی ہیں اور اس کا کام خواہ کتنا ہی مشکل، دشوار، ناممکن اور محال کیوں نہ ہو ایک طرفۃُ العین میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حل کرا کر پورا کرا لیتے ہیں ایسی دعوت سے قوموں، ملتوں اور ملکوں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ بے نصیب اور بے قسمتوں کو بانصیب اور خوش قسمت بنایا جا سکتا ہے گدا گر بے نوا کو بادشاہ اور بادشاہ ہفت اقلیم کو معزول کر کے مفلس کنگال کر دیا جاتا ہے اس دعوت سے لَوحِ محفوظ کا نوشتہ مٹایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚۖ (الرعد:۳۹)

ترجمہ: ''اللہ مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت کرتا ہے جو چاہے''۔

Marfat.com

کی شان جلوہ گر کرائی جاتی ہے اور اس کی قدرت اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرۃ: آیت ۲۰)
ترجمہ: ''بے شک اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے'' کو کار فرما اور رُونما کیا جاتا ہے ایسی دعوت
اگر کسی خاص فرد کے بخت و اقبال کے لیے پڑھی جائے تو کم از کم سات پشت تک اس دعوت کا اثر
قائم رہتا ہے اور اس خاندان کی ثروت و دولت، عزت و شوکت اور حکومت و سلطنت مُدت مدید
تک بڑھتی اور چڑھتی رہتی ہے۔ کبھی کم نہیں ہوتی اور اگر جلال، غضب اور قہر سے کسی کی مقہوری
تباہی اور ہلاکت کے لیے پڑھی جائے تو سات پشت تک ان کے بخت و اقبال کا تختہ اُلٹ دیا جاتا
ہے اور بمقتضائے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (الانعام: آیت ۴۵)
ترجمہ: تو ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی''۔ یعنی ان ظالموں کی بنیاد مٹا دی جاتی ہے اہل اللہ فقراء کے
قہر اور غضب سے ڈرنا اور بچنا چاہیے کیوں کہ فقراء کا قہر اللہ تعالیٰ کے قہر کا نمونہ ہوا کرتا ہے۔

کامل اہلِ دعوت

جس طرح زندہ دل عارف سالک کی دعوت قرآن سے روحانی اہل قبر نور قرآن سے مالا مال
ہوتا ہے اسی طرح کسی بزرگ ولی اللہ کی قبر پر ایک رات دعوت قرآن پڑھنے سے اہل دعوت کو اس
قدر عظیم الشان فوائد پہنچتے ہیں کہ جو سالہا سال کی پے در پے جان توڑ ریاضتوں اور مجاہدوں سے
حاصل نہیں ہوتے چنانچہ ہمارے روحانی مُربی اور باطنی پیشوا حضرت سلطان العارفین سلطان باہو
صاحب اپنی کتابوں میں فرماتے ہیں کہ اہلِ دعوت کے لیے کسی کامل بزرگ کی قبر پر ایک رات
دعوت پڑھنی چالیس دن رات کے متواتر چالیس چلوں سے بہتر ہے اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ
ایک رات اہلِ دعوت کی کسی بزرگ ولی اللہ کی قبر پر دعوت پڑھنی ستر سال کی عبادت اور ریاضت
سے بہتر ہے۔ یہ اندازے محض ڈھکوسلے اور مبالغے نہیں ہیں بلکہ عین حقیقت ہیں اس کی وجہ یہ ہے
کہ جس وقتِ اتصالی اہل دعوت عامل کامل کسی کامل ولی اللہ کی قبر پر دعوت پڑھتا ہے تو اہلِ دعوت
اپنے باطنی قلبی اور روحی جثے کے ساتھ روحانی کے باطنی جثے سے اس طرح اتصال اور اتحاد پیدا کر
لیتا ہے کہ اس کے ساتھ یکدم، یک جثہ اور یک جان ہو جاتا ہے یا یوں سمجھو کہ روحانی اس کا گھوڑا یا

Marfat.com

مرکب اور اہلِ دعوت اس کا سوار بن جاتا ہے اور روحانی نے جس قدر باطنی مراتب روحانی درجات یا سلوکِ طریقت کے مقامات اپنی زندگی یا عالم برزخ میں طے کئے ہوتے ہیں اہلِ دعوت اسی ایک رات میں روحانی کی رفاقت سے وہ تمام باطنی منازل طے کر لیتا ہے بلکہ بعض دفعہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ایک ہی اہل قبر روحانی کی قبر پر بار بار دعوت پڑھی جائے تو روحانی اپنے سلسلۂ طریقت کے دوسرے روحانی بزرگوں سے اہلِ دعوت کو جا کر ملاتا ہے اور ان کے باطنی نئی قسم کے انوکھے اور نادر فیوضات و برکات سے مالا مال کرا دیتا ہے اور اس طرح اہل دعوت ہر رات ایک نئے اور جدید قسم کے سلوک طریقت کی باطنی نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتا ہے کیوں کہ جس طرح ہر انسان کی صورت اور شکل و شباہت الگ اور مختلف ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر انسان کی طرف مختلف صفات سے متجلّی ہوا ہے جس سے اختلافِ رنگ و بو واقع ہوا کسی ایک انسان کی طرف نہ تو دو صفتوں کی بیک وقت تجلّی فرمائی ہے اور نہ دو انسانوں پر بیک وقت ایک ہی صفت کی تجلی نازل فرمائی اسی واسطے آیا ہے کہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کے اس قدر بے شمار راستے ہیں جس قدر انسانوں کے انفاس یعنی سانس ہیں۔ محض دعوت کے ذریعے عامل کامل اہل دعوت کسی دوسرے کامل ولی اللہ کے ساتھ اتحاد پیدا کر کے اس کی تمام منازلِ سلوک کو طے کر لیتا ہے اور ایک نئے اور جدید جادۂ سلوک اور راہ طریقت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واصل ہوتا ہے

بروز حشر چوں دیدار بنمائی بہ مشتاقاں		معین را سوز چوں سرمہ بچشم عاشقاں درکش

(ملا معین کاشفی علیہ الرحمہ)

ترجمہ: ”قیامت کے دن جب آپ اپنے عاشقوں کو اپنا جلوہ دکھائینگے تو معین کا سرمہ عاشقوں کی آنکھوں میں لگا دے۔“

یعنی اے محبوبِ حقیقی جس وقت تو میدان حشر میں اپنے عاشقوں اور مشتاقوں کو اپنے جمال لایزال کے دیدار پُر انوار سے مشرف فرمائے تو مجھ مسکین معین کو جلا کر سرمہ بنا دے اور ہر عاشق اور مشتاق دیدار کی آنکھ میں لگا دے تا کہ ہر عاشق کی آنکھ میں تیرا نیا انوکھا جلوہ دیکھ لوں۔

Marfat.com

اولولا امر روحانی حاکموں کے باطنی تصرف کی نوعیت

دوسری بات یہ ہے کہ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف: ۵۴)

یعنی ''خبردار ہر دو عالمِ خلق اور عالمِ امر اللہ تبارک تعالیٰ رب العالمین کے تصرف میں ہیں'' اور چونکہ تمام امور عالمِ امر میں طے ہوتے ہیں اس واسطے اسے عالمِ امر یا دفتری حکومت کہتے ہیں اس کے بعد ان امور کی تعمیل یا نفاذ و اجراء عالمِ خلق یا ظاہری مادی جہان میں ہوتا ہے اور عالمِ خلق عالمِ امر کا عکس اور ظل ہے۔ روح چونکہ عالم امر سے ہے قولہٗ تعالیٰ

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (بنی اسرائیل: آیت ۸۵)

ترجمہ:۔ ''کہہ دے اے میرے نبی! کہ روح میرے رب کے عالمِ امر کی چیز ہے''۔

روحانی اولوالامر کو عالمِ امر کی باطنی دُنیا میں بڑی دسترس حاصل ہوتی ہے اور وہاں وہ ہمارے عالمِ خلق کے مشکل امور کو بہت آسانی سے حل اور طے کرا سکتا ہے لیکن روحانی اہلِ قبر چونکہ موت واقع ہونے کی وجہ سے ہر عمل سے رہ جاتا ہے لہٰذا اسے زندہ لوگوں کے عمل، اطاعت اور ذکر، فکر، تلاوتِ قرآن کے نور کی بڑی حاجت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان ہر دو عالمِ خلق اور عالمِ امر والوں کے درمیان استفادہ و استمداد کی صورت پیدا کر دی ہے اور ان کے درمیان بیع و شرا یعنی خرید و فروخت کا ایک نعم البدل قائم کر دیا ہے۔ ہم عالمِ خلق میں زندہ انسان چونکہ قیدِ حیات میں ہیں اور ہر قسم کی دنیوی آزمائشوں اور نفسانی آلائشوں میں ہر وقت مبتلا اور گرفتار رہتے ہیں اس لئے عالمِ اسباب میں دنیوی مصائب اور مادی تکالیف سے نجات حاصل کرنے اور دنیوی مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمیں اولولا امر روحانیین اور ملائکہ مقربین کی امداد واعانت کی بڑی ضرورت اور احتیاج لاحق ہے ہم ان کی اور وہ ہماری بڑی امداد کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قدرت نے عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کی دو مختلف مخلوقات کو ایک دوسرے کا ممد، معاون، محتاج اور حاجت مند بنا دیا ہے عالمِ شہادت اور عالمِ غیب کے تمام

Marfat.com

کاروبار اسی احتیاج اور استمداد کے طفیل چل رہے ہیں اور اسی سے کائنات کی رونق قائم ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دُنیا میں اپنا خلیفہ، نائب اور جانشین بنایا ہے اور دُنیا کا ایک ادنیٰ انسان جب حاکم، جج یا بادشاہ بنا دیا جاتا ہے تو اس کے ہونٹوں کی ایک ادنیٰ سی جنبش اور اس کے قلم کی ایک معمولی سی حرکت سے لوگوں کی قسمتیں بدل جاتی ہیں کئی انسان تختہ دار پر لٹکا دیے جاتے ہیں کئی سالہا سال تک قید و بند کی تاریک کال کوٹھڑیوں میں محبوس اور قید ہو کر نہایت سخت عذاب اور نہایت دکھ درد میں مبتلا اور گرفتار رہتے ہیں اور کئی ان کے ایک ادنیٰ کرم اور نوازش سے مالا مال اور خوشحال ہو جاتے ہیں اور پُشتوں تک عیش و عشرت اور لطف و آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں حالانکہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہے اور اس کے حکم کے بغیر درخت کا ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا اور اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین اور عالمِ غیب و شہادت ہر دو کا مالک اور مختار بھی ہے

وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ ط (الزخرف:۸۴)

ترجمہ: ''اور وہی ذات آسمان میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے''۔

منکرین کے لیے ایک لمحۂ فکریہ

پس جب دُنیا کے نفسانی حاکموں، ججوں اور بادشاہوں کے پاس انصاف، رحم اور داد رسی کی درخواست گزاری کی جا سکتی ہے اور وہ ہماری دادرسی اور انصاف کر کے ہماری حاجت روائی اور مشکلیں حل کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی شرک لازم نہیں آتا تو ظاہری زندہ بزرگوں یا باطنی اولی الامر روحانی اہل قبور یعنی باطنی اور روحانی ججوں، منصفوں اور حاکموں سے کسی کام کی درخواست یا اپیل کی جاتی ہے تو بعض خالی خشک توحید کے زبانی مدعی کیوں آتش زیرِ پا ہو کر بڑ بڑا اٹھتے ہیں کہ یہ نرا شرک اور بدعت ہے۔ یہ کور چشمی، غفلت اور بزرگانِ دین کے ساتھ شیطانی حسد اور کبر کی ماریں ہیں دراصل یہ لوگ خود اللہ کے دین، مذہب اور روحانیت کے مخالف، بدخواہ اور دشمن ہوتے ہیں اور بعض دکاندار مشائخ کو اپنے شکوہ شکایت کا آلہ، آڑ اور بہانہ بنا کر تمام دُنیائے مذہب و روحانیت کا گلہ اور شکوہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جملہ مقبولوں اور محبوبوں کا گلہ اور انکار

Marfat.com

کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ مانا کہ بعض جاہل، نادان، کم فہم لوگ بزرگانِ دین کی قبروں کو سجدے کرتے ہیں جو شرعاً ایک ناجائز اور ناروا فعل ہے لیکن بعض اس قسم کے یہودی منش منافق، کور چشم نام کے مسلمان بھی موجود ہیں جو حضرت سرور کائنات ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کو بھی بدعت اور شرک قرار دیتے ہیں۔

مجھے ایک بزرگ نے بتایا کہ ایک دفعہ ان کے ساتھ ہندوستان کے چند پڑھے لکھے آدمی حج کے سفر میں رفیق بن گئے مکہ معظمہ پہنچے تو وہ ان کے اچھے رفیق بنے رہے اور بھائیوں اور دوستوں کی طرح سلوک اور برتاؤ کرتے رہے، اتفاقاً حج سے پہلے وہ مزار اقدس کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ چلے گئے اور جب وہ وہاں سے واپس آئے تو انہوں نے ان سے سلام اور کلام کرنا چھوڑ دیا محض اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے مزار مقدس اور مسجد نبوی کی زیارت کی تھی اس قسم کے منافق حاسد کور چشم منافقوں کا کیا اسلام اور کیا ایمان۔

جس طرح ہمارے مادی اور عنصری جُثّوں پر ظاہری اور مادی حاکموں کی حکومت ہے کہ جس وقت چاہیں اپنی عدالت میں حاضر اور پیش کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی خدمت اور کام لے سکتے ہیں اسی طرح باطنی اور روحانی جج ہمارے قلوب اور ارواح پر تصرف اور حکومت کرتے ہیں اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جسم اور بدن دل کے تصرف اور اختیار میں ہے کہ جب دل چاہے کہ انگلی اٹھے تو اٹھ جاتی ہے اور جب چاہے کہ ہاتھ ہلے تو فوراً بلا تامل ہاتھ ہلتا ہے اسی طرح جسم اور بدن کے تمام اعمال اور افعال دل کے ارادے اور اختیار سے صادر ہوتے ہیں لیکن دل اور روح غیبی امری لطائف ہیں اور ان پر عالمِ امر کے لطیف غیبی اولوالامر حاکموں کا تصرف ہوتا ہے۔

دل کو اس واسطے قلب کہتے ہیں کہ یہ ہر وقت منقلب ہوتا اور لحظہ بلحظہ بدلتا رہتا ہے مثلاً جب کبھی کسی حاکم یا منصف کے روبرو کوئی دیوانی یا فوجداری مقدمہ پیش ہوتا ہے تو دورانِ مقدمہ میں اس کا دل اور ارادے کئی طرح بدلتے ہیں۔ وہ کبھی ٹھیک اندازہ نہیں لگا سکتا کہ مقدمہ اس کے ہاتھوں کیوں کر فیصل ہوگا حالات اور کوائف کے اختلاف سے اس کے ارادے اور خیالات بھی

Marfat.com

بدل جاتے ہیں۔ مقدمہ کا انجام، نتیجہ اور فیصلہ اکثر اس کے ارادوں اور خیالات کے خلاف ظہور پذیر ہو جاتا ہے جیسا کہ انگریزی زبان کی ایک ضرب المثل ہے

(UNEXPECTED OFTEN HAPPENS) یعنی اکثر غیر متوقع باتیں واقع ہوا کرتی ہیں دراصل بات یہ ہے کہ جج منصف اور حاکم کا دل اللہ تعالیٰ کے غیبی لطیف اولی الامر حاکموں کے تصرف اور قبضے میں اسی طرح ہوتا ہے جس طرح جج اور حاکم کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے جج جو چاہتا ہے قلم لکھتا جاتا ہے روحانی اولی الامر جو چاہتے ہیں اس کے مطابق دل کے ارادے کو اپنی طرف پھیرتے ہیں حدیث قَلْبُ الْاِنْسَانِ بَیْنَ اَصْبَعَی الرَّحْمٰنِ یعنی انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان (قلم کی طرح) ہوتا ہے اب جج کے فیصلہ لکھتے وقت مسل پر ایک مکھی بیٹھی ہوئی جج کے قلم اور پین کو فیصلہ لکھتے دیکھے تو سمجھے گی کہ قلم فیصلہ لکھ رہا ہے زیادہ اوپر انگلیوں کو لکھتے دیکھ کر خیال کرے گی کہ نہیں انگلیاں لکھ رہی ہیں اور اگر ہاتھ کو لکھنے والا بتائے تو بھی صحیح ہے اور جو حاضرین کمرۂ عدالت میں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ فیصلہ لکھنے والا جج اور حاکم ہے اور اگر کوئی باطنی آنکھوں والا موجود ہو تو دیکھ کر کہہ دے گا کہ اصل فیصلہ کرنے والا وہ باطنی مؤکل ہے جو حاکم کے دل پر اس وقت متصرف ہے۔ پس اپنی اپنی جگہ پر قلم، انگلیوں، ہاتھ، جج اور باطنی مؤکل کو فیصلہ کن کہنے والے سب درست اور صحیح ہیں اور سب سے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ آخری فیصلہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو غیبی موکلات، ملائکہ اور ارواح سب کے ارادوں پر قابض، متصرف اور احکم الحاکمین ہے۔ قولہ تعالیٰ

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (التکویر: آیت ۲۹)

ترجمہ: "اور تمہارا چاہنا کچھ نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ"۔

غیبی موکلات اور باطنی و روحانی اولوالامر حاکم، قلوب اور ارواح کی دُنیا میں عجیب تصرف کرتے ہیں اور تمام کاروبار اور کاموں کا انجام ان ہی کے ارادوں اور فیصلوں پر موقوف اور منحصر ہوتا ہے کیوں کہ دُنیا کے تمام کاروبار پہلے عالمِ امر میں روحانیوں کے ہاتھوں طے ہوتے

Marfat.com

ہیں الغرض روحانی اہلِ قبور سے ہر قسم کی امداد لی جاسکتی ہے حدیث
اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ "جب تم اپنے مشکل امور میں حیران ہو جاؤ تو اہلِ قبور بزرگانِ دین سے استعانت (استمداد) کرو"۔ لیکن جس طرح کسی ظاہری حاکم اور جج کی عدالت میں استغاثہ اور درخواست پیش کرنے کا خاص طریقہ، قاعدہ اور قانون ہے اسی طرح ان باطنی اولوالامر حاکموں سے استمداد اور استعانت کرنے کا بھی قاعدہ اور طریقہ ہے وہاں تک آواز اور درخواست پہنچانے کے قابل خاص زندہ دل عارف ہیں جو درگاہ الٰہی کے باطنی ملازم اور روحانی محرر ہیں جو قاعدے اور قانون کے مطابق سائل کی درخواست پہنچا کر ان اولوالامر سے منظور کرا سکتے ہیں۔ کسی بزرگ کی قبر اور مزار کو ہاتھ پھیلا پھیلا کر چمٹنے چومنے، سجدہ کرنے اور شور و غل مچا مچا کر ناجائز غیر شرعی الفاظ میں سوال کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ قاعدے اور قانون کے مطابق قبر کے پاس جا کر پاک جسم، طیب جان اور طاہر زبان سے فاتحہ اور قرآن کی دعوت پڑھنے سے البتہ روحانی کو فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اہلِ قبور سے استمداد کا جواز

ہم یہاں قبر سے استمداد کرنے کی دلیل قرآن کریم سے پیش کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قوم بنی اسرائیل میں سے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا گیا۔ اصلی قاتل کا کوئی پتہ نہیں لگتا تھا لوگ ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے۔ قوم کے درمیان نزاع اور فساد کا سخت خطرہ تھا ایسے نازک وقت میں لوگوں نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا کہ وہ ان کے اس فساد کا کوئی حل تلاش کریں تاکہ قوم خونریزی اور لڑائی سے بچ جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایک خاص قسم کی گائے تلاش کرنے اور ذبح کرنے کا حکم دیا بڑی تلاش اور جستجو کے بعد اس قسم کی گائے لائی گئی اور اسے ذبح کیا گیا تب موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس گائے کے گوشت کا فلاں حصہ مقتول کی لاش پر دے مارو۔ ایسا کرنے سے مقتول ایک لحظہ کے لئے جی اٹھا اور اس نے اپنے قاتل کا نام وغیرہ بتا دیا اور قاتل کو اس کی پاداش میں قتل کر دیا گیا اور اس طرح قوم کا فتنہ فرو ہو گیا

Marfat.com

جب ایک اولوالعزم پیغمبر ایک جانور کے مردہ گوشت سے استفادہ، استعانت اور استمداد کرتا ہے اور اتنے بڑے بھاری نازک وقت میں ایک جانور کی مردہ لاش سے استعانت کر کے قوم کو خونریزی سے بچاتا ہے تو خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ، برگزیدہ، مقبول اور محبوب ولی اللہ کی قبر اور اس کے جسد یا اس کی روحانیت سے کیوں استفادہ نہیں کیا جاسکتا ضرور کیا جاسکتا ہے

معراج کی رات ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنی امتِ مرحومہ کے لئے دن رات میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم لاکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور پچاس نمازوں کی فرضیت کا ذکر کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کی امت پچاس نمازوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نمازوں کی کمی کی درخواست کریں چنانچہ آپ ﷺ نے متعدد بار نمازوں میں کمی کی درخواست کی تب یہ پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔ یہاں ہمارے برگزیدہ سید المرسلین خاتم النبیین، افضل البشر ﷺ کی ایک دُنیا سے گزرے ہوئے پیغمبر کی روح سے استفادہ کرنے کی بڑی بھاری شاندار مثال موجود ہے جس کا فائدہ تمام امت قیامت تک اٹھائے گی لیکن پھر بھی بعض حاسد کورچشم عالم پھر بھی روحانیوں سے استمداد کے انکار پر تلے ہوئے ہیں اور اسے شرک کا نام دیتے ہیں۔

افراط و تفریط

بزرگانِ دین کی قبروں کی زیارت کے معاملے میں اکثر لوگ افراط اور تفریط میں مبتلا ہوکر راہِ اعتدال سے دور جا پڑے ہیں ان میں ایک گروہ ان خشک مزاج کورچشم زبانی توحید کے مدعی لوگوں کا ہے کہ جن کو قبر کے نام سے چڑ ہے جن کے سامنے اگر کسی بزرگ ولی یا نبی کی قبر یا مزار کا نام لیا جائے تو وہ فوراً بلا سوچے سمجھے ناک بھوں چڑھا لیتے ہیں اور تمام قبروں کو بت اور زیارت کرنے والوں کو مُشرک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبروں سے دعائیں اور حاجات مانگنے والوں اور بت پرستوں میں کیا فرق ہے اگر کسی قبر اور مزار پر فاتحہ درود اور قرآن پڑھنا شرک ہے تو پھر توحید کس بلا کا نام ہے ان لوگوں کا دہریوں اور نیچریوں کی طرح یہ خیال ہے کہ انسان مر کر نیست و نابود

Marfat.com

اور عدم محض ہو جاتا ہے پھر اسے کیا یاد کرنا ہے اور اس کے نام پر خیرات وغیرہ دینا یا اس کی روح کو پڑھ کر بخشنا سب بے سود ہے۔ یہ کافروں کی طرح اصحاب القبور سے ناامید ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۠ (الممتحنۃ: آیت ۱۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! دوستی نہ کرو ایسے لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کے نیچے آئے ہوئے ہیں کہ دار آخرت سے اس طرح ناامید ہو چکے ہیں جس طرح کفار اہل قبور سے ناامید ہو جاتے ہیں''۔

یعنی جن کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان محض اس عنصری جسم کا نام ہے جو مرنے کے بعد مٹی ہو جاتا ہے اور روح وغیرہ کوئی چیز باقی نہیں رہتی اگر ایسی بات ہے تو شریعت نے مردے پر نمازِ جنازہ پڑھنے اس کی تجہیز و تکفین کرنے اور ڈیڑھ گز زمین ضائع کرنے کی بے فائدہ تکالیف اور بے جا اخراجات کیوں نافذ اور عائد کیے ہیں بس ہندوؤں کی طرح مردوں کو آگ کی نذر کر کے جلا دینا یا دریا بُرد کر دینا ہی بہتر تھا۔

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اپنے بزرگوں کی قبور کو سجدے کرتے ہیں اور ان کو اپنا مطلق حاجت روا اور قاضی الحاجات سمجھتے ہیں حالانکہ ہر کام میں اعتدال کی صراطِ مستقیم موجود ہے لیکن شیطان لوگوں کو اِفراط و تفریط کے غلط اور ٹیڑھے راستوں پر لگا کر راہِ حق سے گمراہ کر دیتا ہے

قولہٗ تعالیٰ

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ ؕ (النحل: ۹)

ترجمہ: ''اور اللہ تک پہنچتا ہے سیدھا راستہ اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے''۔

یعنی اللہ کی طرف حق اور اعتدال کا سیدھا راستہ موجود ہے اور اس سے ادھر ادھر افراط و تفریط کے شیطانی ٹیڑھے راستے نکلے ہیں جن سے احتراز لازمی ہے۔

Marfat.com

راہ اعتدال یہ ہے کہ کسی اپنے خویش رشتہ دار یا دوست کی قبر پر فاتحہ درود پڑھنے کے لیے جائے خصوصاً جمعرات کو جا کر اسے مسنون طریقے سے فاتحہ، درود، سورۃ اخلاص یا قرآن مجید پڑھ کر بخشے یا اس کے نام پر مساکین کو صدقہ خیرات دے تو اہل قبر کو اس کا ثواب پہنچتا ہے اور روحانی اس ثواب سے خوش، مسرور، مُفرح الحال اور شاد کام ہوتا ہے اور اس کے عوض زیارت کرنے والے اور ثواب بخشنے والے کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے اور اپنی وسعت، استعداد اور توفیق کے مطابق اسے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور اگر زیارت کے وقت کوئی شخص فرطِ محبت اور جوشِ عقیدت کے سبب اپنے ماں، باپ، استاد یا مرشد کی قبر یا اس کے غلاف کو چوم لے یا بوسہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ جائز ہے کیوں کہ جس شخص سے محبت اور عقیدت ہو اس کی ہر چیز محبوب ہوتی اور پیاری لگتی ہے اکثر خویش اور دوست ملتے وقت ایک دوسرے کو چومتے ہیں اگر انتظار اور دیر کے بعد ان کا کوئی خط آ جائے تو اسے فرطِ محبت سے بوسہ دیتے اور آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ گاہے ان کے کپڑوں اور دیگر یادگار نشانیوں کو سینے سے لگاتے ہیں اس قسم کے افعال فرطِ محبت سے کیے جاتے ہیں اور اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ جو چیز بھی محبوب سے منسوب ہو اگر محبّ کے پاس آ جائے تو محبّ اسے دیکھ کر اپنی محبت کا بے اختیار مظاہرہ اسے چومنے سے کرتا ہے یہ تو چند روزہ دنیوی محبت کا معاملہ ہے اور اللہ تعالیٰ محبوبِ حقیقی کے ساتھ ان کے بندوں اور محبوں کی محبت بہت سخت ہوا کرتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (البقرۃ: آیت ۱۶۵)

ترجمہ: ''مومنوں کی محبت اللہ تعالیٰ کے لئے بہت سخت ہوا کرتی ہے''۔

مرشد کامل جو محبوبِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف راہِ سلوک باطنی کا رہبر اور رفیق ہوتا ہے اور اس کے قرب و وصل کا ذریعہ وسیلہ اور واسطہ ہوتا ہے وہ بھی محبوبِ حقیقی کی تبع میں محبوب بن جاتا ہے اور اس کی محبت اور تعظیم عین اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعظیم ہو جاتی ہے لہٰذا کسی ولی کامل کے مزار کو یا اس کے غلاف کو بوسہ دینا جائز ہے۔ حجرِ اسود جو کہ ایک پتھر ہے اسے تعظیماً بوسہ دینا لازم اور

Marfat.com

واجب گردانا گیا ہے۔قرآن مجید، خانہ کعبہ کا غلاف اور دیگر متبرک اشیاء کو تعظیماً بوسہ دینا کارِ خیرو ثواب ہے۔کوئی وجہ نہیں کہ ماں باپ، استاد، مرشد اور کسی ولی یا نبی کی قبر یا اس کے غلاف کو بوسہ دینا جائز نہ ہو کیوں کہ ان بزرگواروں کی تعظیم لوجہ اللہ کی جاتی ہے اس لیے یہ شعائر اللہ میں شامل ہیں قولہ تعالیٰ

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ (الحج: آیت ۳۲)

ترجمہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے تو یہ بات قلوب کے تقویٰ کا نتیجہ ہے''۔

سجدہ البتہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو جائز نہیں ہے اور دعوت القبور میں تو کسی بزرگ یا ولی کی قبر کے پاس محض قرآن پڑھا جاتا ہے وہاں اس قسم کی بدعات کا شائبہ اور دخل نہیں ہوتا۔ دعوت القبور ایک خاص قرآنی عمل ہے جس کے ذریعے روحانی حاضر ہو کر دعوت پڑھنے والے کی باطن میں امداد اور اعانت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ دعوت صرف عامل کامل شخص پڑھ سکتا ہے اس میں بوسہ، تعظیم، تکریم اور سجدہ وغیرہ میں سے کوئی کام نہیں کیا جاتا اور نہ اس قسم کا کوئی سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو ملحد کور چشم یہ خیال کرتے ہیں کہ انسان جب مر جاتا ہے تو عدم محض ہو جاتا ہے اور اس کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے ہمارا روئے سخن ایسے دہری مزاج ملحدوں کی طرف ہرگز نہیں ہے تمام اہلِ علم، منصف مزاج، سلیم العقل، اہل سلف اور اہل خلف محققین کے نزدیک یہ نظریہ اب مُسلمہ ہے کہ موت کے بعد روح زندہ رہتی ہے اور اسی دُنیا میں ارواح ہمارے پاس گاہے گاہے آتی ہیں۔ یورپ کے اسپر چولسٹس (SPIRITUALISTS) یعنی ماہرینِ علمِ روحانیت نے اپنے تجربوں اور مشاہدوں سے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ موت کے بعد ارواح زندہ رہتی ہیں اس دُنیا میں آ کر زندہ لوگوں سے ملاقات اور بات چیت کرتی ہیں اور زندہ لوگوں کی امداد اور حمایت کرتی ہیں جس کا مفصل ذکر ہم "عرفان" کے پہلے حصے میں کر آئے ہیں۔ ان لوگوں نے تو اس بات کا بھی پتہ لگا لیا ہے کہ موت کے بعد جانوروں اور حیوانات کی ارواح بھی زندہ رہتی ہیں اور اس کے ثبوت میں بہت تجربے اور مشاہدے بیان کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

ایک انگریز کا روحوں کے بارے میں اظہار خیال

ایک انگریز لکھتا ہے ''میں ایک دفعہ اپنے شہر سے چالیس میل دور اپنے ایک خویش کے گھر کسی ضروری کام کے لئے جا کر ٹھہر گیا ایک روز شام کے وقت گھر میں کسی کام کے لئے جھکا تو دیکھا کہ میرا کتا جسے میں گھر چھوڑ آیا تھا حسب معمول میری پیٹھ پیچھے سے کندھوں پر چڑھ آیا ہے میں نے جب اسے پیچھے سے ہاتھ ڈالا تو میرا ہاتھ خالی چلا گیا کیوں کہ وہ میرا اصلی مادی کتا نہیں تھا بلکہ اس کا لطیف روحانی وجود تھا جو غائب ہو گیا۔ میں اس بات سے بہت حیران اور متعجب ہوا چنانچہ میں نے اسی وقت اپنے گھر ٹیلیفون کیا کہ میرے کتے کا کیا حال ہے وہاں سے جواب ملا کہ کتا شام کے وقت جب کہ برف پڑ رہی تھی باہر نکل گیا اور برف میں دب کر ہلاک ہو گیا یہ ٹھیک وہی وقت تھا جب کہ میرے کتے کی روح حسب معمول پیار کے سبب میرے کندھوں پر چڑھ آئی تھی اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ جانوروں کی ارواح بھی موت کے بعد زندہ رہتی ہیں'' یورپ میں جانوروں سے ہمدردی اور انہیں ذبح نہ کرنے کی تحریک بڑے زوروں پر ہے اور اب وہاں بہت سے لوگوں نے گوشت خوری ترک کر دی ہے اور سبزی خور بن رہے ہیں یعنی نباتات پر گزارہ کر رہے ہیں جب حال یہ ہے کہ حیوانوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں تک کی ارواح موت کے بعد بھی زندہ رہتی ہیں اور انسانوں کو آ ملتی ہیں تو بھلا انسان اشرف المخلوقات کی روح موت کے بعد کیوں نہ زندہ رہے افسوس! ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ اولیاء اور انبیاء کی قبروں پر جانے سے کیا فائدہ وہ تو مٹی ہو گئے اور ان مٹی کے ڈھیروں میں کیا پڑا ہے۔

موت کے بعد ارواح کے برزخی حالات

ارواح دُنیا میں آنے سے پہلے ازل میں حقیقی لطیف صورت میں موجود ہوتی ہیں اور اپنے اپنے وقت پر دُنیا میں آ کر عنصری جسم کا کثیف لباس اختیار کر لیتی ہیں جس وقت وہ دُنیا میں اپنا مقررہ وقت گزار کر راہیٔ دارِ عقبیٰ ہو جاتی ہیں تو وہ اس کثیف لباس عنصری کو اتار کر ایک لطیف

Marfat.com

باطنی جثّے کے ساتھ مقامِ برزخ میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہاں زندہ رہتی ہیں اور اپنے اسی لطیف جثّے کے ساتھ ہمارے اس دارِ دُنیا میں آتی ہیں اپنے خویش و اقارب، دوستوں، محبوں کی ہر ممکن امداد کرتی ہیں اور جس قدر روح زیادہ ترقی یافتہ اور طاقتور ہوتی ہے اسی قدر زیادہ امداد اور فائدہ پہنچاتی ہے اور اگر چاہے تو اپنے اپنے خویشوں اور محبوں کے دشمنوں اور بدخواہوں کو نقصان بھی پہنچاتی ہے چنانچہ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ دُنیا میں جب کبھی کسی شخص کو کوئی سخت، جانکاہ اور صَعب واقعہ پیش آجاتا ہے تو اس کے متوفی ماں باپ اور بزرگ مقامِ برزخ میں سخت پریشانی اور بیقراری محسوس کرتے ہیں اور اس کی ہر قسم کی امداد کرتے ہیں کئی دفعہ اس فقیر سے بعض روحانیوں نے اپنے بچوں اور خویشوں کے لئے دعا کرنے کی استدعا کی ہے بعض لوگ سکرات الموت یعنی مرض الموت کی غشی اور بیہوشی میں دُنیا سے گزر جاتے ہیں تو ان کے جثّے ہوش سنبھالنے کے بعد دارِ دُنیا میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں خویش و اقارب کو روتے دھوتے دیکھتے ہیں اور انہیں کسی کی تجہیز و تکفین میں مشغول پاتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ کوئی مر گیا ہے لیکن جب لاش کو تختے پر غسل کے وقت یا چارپائی پر دیکھتے ہیں تو معلوم کرتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں۔ نیک صالح، مومن متقی آدمی سے موت کے وقت عزرائیل علیہ السلام ایسی محبوب اور مرغوب صورت میں دوچار ہوتا ہے کہ متوفی اس کے نظارے میں محو ہو جاتا ہے اور عزرائیل علیہ السلام بہت آرام اور آسانی سے اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے بعض کو اپنے خویشوں اور دوستوں کی دُنیا سے گزری ہوئی روحیں آملتی ہیں اور انہیں ایمان پر مبارکباد کہتی اور نجات پانے کی بشارت دیتی ہیں۔ عمدہ بہشتی پوشاک پہنے ہوئے اس ایمان دار کے لئے جشن مناتی ہیں اور خوشی کے گیت گاتی ہیں اس وقت فرشتے اس مبارک روح کو بہشتی حلّے اور جنت کے معطر اور معنبر لباس پہنا کر مقامِ علّیین میں بڑے تُزک اور اِحتشام سے لے جاتے ہیں اور اسے اس کے بہشت کا ٹھکانہ دکھاتے ہیں پھر اسے برزخ میں قبر میں لایا جاتا ہے اور سوال و جواب کے لئے بیدار کیا جاتا ہے اور جب وہ تمام سوالوں کا جواب دے چکتا ہے اور اپنے امتحان میں پاس اور کامیاب ہو جاتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں

Marfat.com

يَا عَبْدَ الصَّالِحِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''اے نیک بندے! اب تو دُلہن کی سی خوشگوار نیند سو جا اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں جزائے خیر عطا کرے''۔

اس وقت اس پر ایک گونہ برزخی نیند طاری کی جاتی ہے نیند کی حالت میں اس کی روح اپنے بہشت کے مرغزاروں میں طیر سیر کرتی اور لطف اندوز ہوتی ہے اور بیداری کی حالت میں اپنی قبر، جسد اور مقام دُنیا کی طرف عود کر آتی ہے اور اپنے زائرین سے ثواب، خیرات وفاتحہ حاصل کرتی ہے اور ان کی امداد کرتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز روح کو قبر میں بیداری حاصل ہوتی ہے اور وہ وقت جمعہ کی رات سے لے کر نماز جمعہ تک ہے اس وقت ارواح قبروں میں بیدار ہوتی ہیں اور جس وقت کوئی منافق، مُشرک، فاسق اور بدکار آدمی دُنیا سے گزرتا ہے تو اس کی روح کو عزرائیل علیہ السلام بڑی ڈراؤنی اور خوفناک صورت میں قبض کرتا ہے جب وہ شقی اور بدبخت روح اپنے جسد سے باہر آتی ہے تو اس پر ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے قہر اور غضب کے فرشتے اسے دوزخی آتشیں اور بدبودار کپڑے پہنا کر مقامِ سجّین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کے جہنم کا مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر واپس برزخ میں قبر میں لایا جاتا ہے اور تین سوال کیے جاتے ہیں۔ **من ربک ، ما دینک و من نبیک**

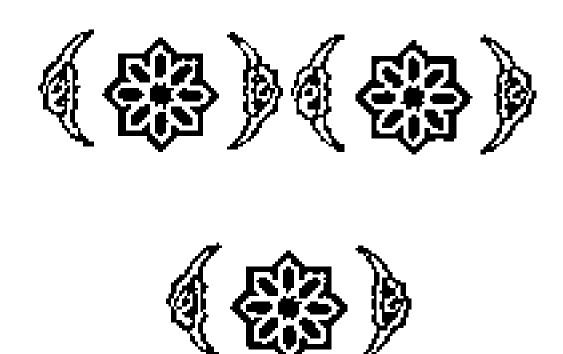
''تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے''۔

وہ اس وقت کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ فرشتے اسے خطاب پُرعتاب سے مخاطب کرتے ہیں اور طرح طرح کا عذاب دے کر قبر میں ڈال دیتے ہیں اور اسے بھی ایک گونہ غنودگی اور نیند لاحق ہوتی ہے نیند کی حالت میں اس کی طرف اس کے دوزخ کا روزن کھل جاتا ہے اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوتا ہے اور قیامت تک اسی حالت میں رہتا ہے، ان جہنمی اور مُعذّب روحوں پر ایک ایک لمحہ ایک ایک سال کی طرح طویل گراں اور کٹھن گزرتا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ وہ روزِ ازل سے اس عذاب، مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہیں اور ابد الآباد تک اس میں مبتلا اور گرفتار رہیں

Marfat.com

گی۔ برعکس بہشتی اور پاک ارواح پر ہزار ہا سال کا عرصہ ایک لمحے کی طرح سہل، آسان اور خوشگوار گزرتا ہے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی کوئی تکلیف، عذاب اور مصیبت دیکھی ہی نہیں اور وہ ہمیشہ اسی طرح آرام وراحت، لطف و مُسرت اور فرحت وانبساط میں زندگی بسر کرتی رہیں گی۔

اسی طرح تمام ارواح اپنے اعمال، افعال اور ایمان کے مطابق مختلف مقامات اور درجات میں آرام وراحت یا عذاب وتکلیف سے دوچار ہوتی ہیں ہر روح کے ساتھ الگ الگ معاملہ ہوتا ہے اور ظاہری دُنیا کے انسانوں کے ساتھ ان کے تعلقات، روابط اور قوتِ کارکردگی میں بھی ان کی استعداد کے مطابق بڑا فرق ہوتا ہے بعض روحیں بہت آزاد ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ باآسانی رابطہ اور تعلق پیدا کیا جاسکتا ہے اور بعض روحیں اس سلسلے میں بہت مقید اور پابند ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ تعلقات اور روابط پیدا کرنا بہت دشوار اور مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔



Marfat.com

باب نہم

مصر کی ممیاں

اب ہم مصر کے تین چار ہزار سال کے مرے ہوئے اہل قبور روحانیوں کے نہایت عجیب وغریب حیرت انگیز کارنامے بیان کرتے ہیں جن کی قبریں حال ہی میں کھودی گئی ہیں جس وقت یورپ کے ماہرین طبقات الارض، محققین اور سائنسدانوں نے مصر میں تین چار ہزار سال کے متوفی فراعنۂ مصر اور اس زمانے کے دیگر مذہبی پیشواؤں کی تحت الارض خانقاہوں اور قبروں کو کھودا ہے اور ان کی پرانی مستعملی اشیاء، ان کی ہڈیوں اور صحیح سلامت ممی جسموں کو اپنے عجائب گھروں میں رکھنے کے لئے نکالا ہے تو ان لوگوں نے ان تین چار ہزار سال کی مدفون لاشوں اور ان کی اشیاء کے ساتھ اس قدر عجیب وغریب روحانی کمالات اور نہایت سنگین ومہیب خوارق کو وابستہ اور مربوط پایا ہے کہ تمام یورپ حیرت میں پڑ گیا کیوں کہ ان کے مقابلے میں سائنس کے موجودہ کرشمے اور کارنامے بالکل ہیچ اور ماند نظر آئے۔ بڑے بڑے سائنسدانوں اور فلاسفروں کا ناطقہ بند ہو گیا ان محققین کو ان پرانی قبروں میں جس قدر پتھروں اور اینٹوں پر اس زمانے کی پرانی تحریریں اور کتبے ملے ہیں۔ انہوں نے وہ کتبے اور تحریریں اپنے پرانی زبانوں کے ماہرین سے پڑھوا کر اور ترجمہ کروا کر انہیں کتابی شکلوں میں جمع کر لیا ہے۔ انہیں مردوں کی کتابیں (BOOKS OF THE DEAD) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس فقیر نے ان تحریروں کا مطالعہ کیا ہے اور اس قسم کا بے شمار لٹریچر اس فقیر کی نظر سے گزرا ہے یہاں یہ فقیر ان تین چار ہزار سال کے پرانے اہلِ قبور روحانیوں کے چند نہایت عجیب اور محیر العقول کارنامے بطور مشتے نمونہ از خروارے ہدیۂ ناظرین کرتا ہے جس سے ایک منصف مزاج اور سلیم العقل انسان اہل قبور کے زبردست باطنی تصرف اور طاقت کا اندازہ آسانی سے لگا سکے گا۔

Marfat.com

مسٹر کیرو کے مصر کی (ممی) لاشوں کے متعلق بیانات

یورپ میں مسٹر کیرو (CHEIRO) حال ہی میں روحانی کمالات کے شعبۂ علم جوتش اور زائچہ بنی یعنی پامسٹری (PALMISTRY) میں بڑا ماہر ہو گزرا ہے۔ علم جوتش اور رمل میں یورپ کی تاریخ میں اس کا ہم پلہ اور برابر کم ہی کوئی شخص گزرا ہوگا۔ بیس سال تک متواتر یہ شخص اس علم کی تلاش میں ہندوستان، چین، ایران اور دیگر ممالک میں گھومتا اور اس علم کے ماہرین سے استفادہ اور تعلیم حاصل کرتا رہا۔ یہ شخص واقعی اس دور کا بڑا کامیاب جوتشی ہو گزرا ہے۔ لندن شہر میں بیس سال تک یہ شخص علم جوتش کی مشق اور پریکٹس کرتا رہا اور اس کے مکان پر روزانہ سینکڑوں بڑے بڑے آدمی ہاتھ دکھانے، زائچہ بنوانے اور اپنے ماضی اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے آیا کرتے تھے اور اکثر کو یہ شخص ٹھیک ٹھیک حالات بتا دیا کرتا تھا۔ مسٹر کیرو کے پاس ایک ایسی کامیاب کلید علم جوتش کی تھی کہ جس شخص کے نام کا زائچہ بناتا، زائچے میں اس شخص کے ماضی اور مستقبل کے حالات اور واقعات اس طرح رونما ہو جاتے تھے جس طرح سینما کے پردۂ سیمیں پر متحرک تصویریں کام کرتی اور بولتی نظر آتی ہیں۔ یہ علاوہ علم جوتش کے علم روشن ضمیری کا بھی اچھا خاصا میڈیم تھا۔ یورپ کی بڑی بڑی نامور ہستیوں نے مسٹر کیرو کے علم جوتش میں کمال کو آزمایا منجملہ ملکہ وکٹوریا (QUEEN VICTORIA) کی موت کی پیشین گوئی کئی سال پہلے اس نے کی تھی کہ فلاں سال کوئن وکٹوریا دُنیا سے گزر جائے گی اور یہ پیشین گوئی اخباروں میں بھی چھپ چکی تھی اور بالکل صحیح اور درست ثابت ہوئی۔ ایڈورڈ ہفتم کے سنِ وفات کے ساتھ وہ مہینہ بھی بتا دیا تھا جس میں اس نے گزرنا تھا، زار روس کی تباہی اور بربادی کی پیشین گوئی بھی مسٹر کیرو کی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی تھی۔ اٹلی کے بادشاہ کنگ ہمبرٹ کے قتل کی پیشین گوئی بھی اس نے بالکل درست اور صحیح طور پر کی تھی اور پیرس میں شاہ پر قاتلانہ حملے کا وقوعہ بھی اس نے پہلے ہی بتا دیا تھا آخر میں اس کی سب سے بڑی مشہور پیشین گوئی لارڈ کچنر کے حادثۂ قتل اور اس کی صحیح کیفیت کی بابت تھی جو اس نے وقوعہ سے بائیس سال پہلے کی تھی اور بالکل درست ثابت ہوئی۔ برطانیہ کے جنگی دفتر میں مسٹر کیرو کی یہ پیشین گوئی مفصلہ ذیل عبارت میں آج تک درج ہے

Marfat.com

''لارڈ کچز اپنی عمر کے چھیاسٹھویں سال میں اس جہان سے گزر جائے گا اس کا انجام ایسا ہرگز نہ ہوگا جیسا کہ عام سپاہی کا جس کی موت میدان جنگ میں واقع ہوا کرتی ہے بلکہ اس کی موت پانی میں ہوگی اغلباً ایک طوفان یا کسی سمندری حادثے میں اور ساتھ ہی دشمن کے ہاتھوں گرفتاری کا عمل بھی واقع ہوگا جس سے جانبر نہ ہو سکے گا''۔

جس وقت مسٹر کیرو نے لارڈ کچز کی بابت یہ پیشین گوئی کی تھی اس وقت لارڈ کچز فوج میں کرنل تھا اور اسی سال یعنی ۱۸۹۴ء میں اس نے مسٹر کیرو کو اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی یادداشت اور رسید اس بارے میں دی تھی جو آج تک انگلستان کے بڑے بڑے نامی گرامی سینما گھروں میں بطور ایک عجوبہ روزگار دکھائی جاتی ہے جس پر تصدیق کے طور پر برطانیہ کے جنگی دفتر کی مہر ثبت ہے۔

اسی مسٹر کیرو کی ایک معتبر کتاب موسومہ ''سچے روحانی واقعات'' سے مصر کے اہلِ قبور روحانیوں کے دو واقعات بطور شہادت پیش کئے جاتے ہیں اصل کتاب تو انگریزی میں ہے اس فقیر نے ناظرین کی آسانی کے لئے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

مسٹر کیرو لکھتا ہے ''میں ایک دن سہ پہر کو اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص مسٹر ہنڈری نامی نیویارک کا بڑا مالدار اور متمول تاجر مجھے ملنے آیا اور علم روحانیت کے بڑے ماہر میرے دوست مسٹر ڈبلیو ٹی سٹیڈ کا سفارشی خط دے کر یوں گویا ہوا۔ میں نے اپنی آخری عمر میں شادی کر لی اور چونکہ مجھے فطرتاً پرانے زمانے کے حالات اور واقعات معلوم کرنے کا شغف اور شوق ابتدا ہی سے لاحق تھا اس لئے پرانی قبروں کی کھدائی اور قدیم زمانے کے عجائبات اور ممیوں کے نکالنے کے خیال سے میں مصر چلا گیا اور وہاں سے ایک مسلسل غیر مختتم اور لازوال مصیبتوں کا سلسلہ گلے کا ہار بنا کر لایا ہوں جس سے جانبر ہو کر بچ نکلنا میرے لئے تقریباً محال ہو گیا ہے''۔ اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی چیز میرے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا ''اسے دیکھئے یہ کیا چیز ہے''۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا تو فوراً پہچان گیا وہ ایک ایسا ہی پتھر کا پرانا بت تھا جیسے مصر کی پرانی قبروں سے عموماً برآمد ہوا کرتے ہیں کیوں کہ مصر میں ان اشیاء سے مجھے

Marfat.com

بڑا واسطہ اور تعلق رہا ہے میں نے جب اسے غور سے ٹٹولا اور گہری نظر سے دیکھا تو اس کی تہہ کو پہنچ گیا اور میں نے کہا کہ یہ چمگادڑ کا سنگین سفید بت اغلباً کسی فرعون مصر کی ممی لاش پر سے اٹھایا گیا ہے اور اغلباً یہ بت شاہ خوفو نامی فرعون مصر کی ممی لاش کے کفن کے آخری بند پر بطور مہر رکھا ہوا ہوگا کیوں کہ یہ بادشاہ فراعنہ مصر کی چوتھی پشت میں ہوا ہے اور چونکہ عموماً دن کو نظر نہیں آتا تھا اور رات کو نکلا کرتا تھا اس لئے اس زمانے کے لوگ اسے چمگادڑ کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے تھے مسٹر ہنڈری میری اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور اس نے مجھ سے پوچھا ''مسٹر کیرو! خدا کے لئے مجھے یہ بات بتایئے کہ کیا مُردے بھی زندوں سے بدلہ لے سکتے ہیں اور اس دُنیا میں آ کر نقصان پہنچا سکتے ہیں''۔ میں نے کہا ہاں! بعض حالات کے تحت مُردوں کی ارواح یہاں دُنیا میں بہت کچھ کر سکتی ہیں اس نے ذرا اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا ''کیرو! میں اس چیز یعنی سفید چمگادڑ کی بددعا، لعنت یا آسیب (جو کچھ بھی کہو) کے نیچے بری طرح دبا ہوا ہوں۔ اس نے مجھ سے میری دُنیا میں سب سے عزیز اور پیاری بیوی چھین لی۔ میرے ایک جانی اور وفادار دوست کو خودکشی کا مُرتکب کرا کے ہلاک کر دیا میرے تمام دنیوی کاروبار کا ستیاناس کر دیا اور اب میری اپنی عزیز جان کا روگ بن کر اس کا خاتمہ کرنے کے درپے ہے مسٹر کیرو! برائے خدا مجھے سچ سچ بتاؤ کہ مستقبل میں میرے لئے اور کیا کیا مصیبتیں پڑی ہوئی ہیں''۔ جب اس نے یہ آخری فقرہ کہا تو میں نے دیکھا کہ اس کے ماتھے سے خوف سے پسینہ ٹپک رہا تھا میں نے کہا۔ ''مسٹر ہنڈری! مجھے اپنی اس مصیبت کی کچھ کیفیت سنایئے ممکن ہے میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں پھر اس نے مجھے اپنی ایک ایسی عجیب اور دردناک داستان سنائی جسے سن کر میں حیران اور ششدر رہ گیا''۔

اس نے کہا ''پچھلے سال میں مصر کے دارالخلافہ قاہرہ شہر کے شفرڈ ہوٹل میں مقیم تھا کہ میں نے مصر کی ایک پرانی وادی جسے انگریز لوگ ویلی آف دی کنگز (VALLEY OF THE KINGS) کے نام سے پکارتے ہیں ایک نئی اور نامور کھدائی کی خبر سنی جس کا کام ایک جرمن ماہر آثار قدیمہ کے اچانک بلاوجہ فوت ہو جانے کے سبب رک گیا تھا۔ مصری مزدور جو اس کام پر لگے تھے ان میں اس کھدائی کی بابت بڑا خوف اور عجیب ہراس چھایا ہوا تھا ان کا پختہ یقین تھا کہ اس مقبرے کا

Marfat.com

بیرونی تہہ خانہ جو ابھی کھودا گیا تھا کسی زبردست روح یا کسی خوفناک اور طاقتور بھوت کے زیر تصرف ہے جس نے جرمن افسر کو فوراً ہلاک کر دیا ہے اِن کا خیال تھا کہ اس کے اندرونی اور اصلی تہہ خانہ میں جو ابھی تک نہیں کھودا گیا تھا خدا جانے کیا بلا گھسی ہوئی ہوگی۔ میں چونکہ ان باتوں میں بہت بیباک اور نڈر تھا میں نے کچھ افسروں کو رشوت وغیرہ دے کر کھدائی کا ٹھیکہ اپنے نام کرالیا سابق مزدور تو کسی قیمت اور اجرت کے عوض کام کرنے پر رضامند نہ ہوئے میں نے نئے مزدور تلاش کر کے کام پر لگالیے اور کھدائی کا کام شروع کر دیا۔ پے در پے تین مزید تہہ خانے کھود کر خالی کیے گئے آخری نوبت اس اصلی اور سب سے زیریں تہہ خانے کی پہنچی جہاں شاہی خانقاہ تھی جس میں اس زمانے کی شاہی لاش پڑی ہوئی تھی اس دروازے پر خوفو چہارم کی مہر لگی ہوئی تھی۔ تہہ خانہ کھولا گیا اور معمولی بجلی کی روشنی ساتھ لے کر میں اکیلا اس تہہ خانے میں داخل ہو گیا کیوں کہ مصری مزدوروں نے خوف کے مارے اندر جانے سے انکار کر دیا تھا جب میں بتی لے کر آگے بڑھا تو میری نظر سامنے دیوار کے ساتھ ایک سنہری تابوت پر پڑی میں نے تابوت کا تختہ اٹھایا اور یوں تین چار ہزار سال کے خفیہ راز اور سر بمہر قدیم طلسم کو توڑ کر خفیہ روحانی کو جگایا۔ یہ لاش اس زمانے کے کسی مذہبی اور روحانی پیشوا کی تھی جو کہ ابھی تک چار ہزار سال سے اپنی لمبی سفید ڈاڑھی سمیت صحیح سلامت پڑی ہوئی تھی اور یہ خانقاہ خوفو (CHEOPS) چہارم نے اس کے اعزاز میں بنوائی تھی مسٹر ہنڈری اپنی داستان جاری رکھتا ہوا اس وقت ایک خاص متاثر لہجے میں کہنے لگا! اس ممی لاش کے سینے پر یہ سفید سنگین چمگادڑ کا بت پڑا ہوا تھا جونہی میں نے کفن کے بند کھولنے کی غرض سے اس بت کو لاش سے اٹھایا یکدم ایک زبردست خوفناک بادل میرے دل پر چھا گیا اور میں حواس باختہ ہو گیا حتیٰ کہ بجلی کی روشنی بھی بالکل مدھم اور آخری حد تک ماند پڑ گئی اور ایک سرد مہیب ہوا نے سائیں سائیں کرتے ہوئے تہہ خانے کو گھیر لیا اور مجھے پرندوں کی طرح کچھ صورتیں ہوا میں پھڑ پھڑاتی اور میرا منہ نوچتی ہوئی معلوم ہوئیں میں سمجھا کہ یہ کوئی مادی اور ظاہری چمگادڑ ہوں گے لیکن میرے دل نے معاً اقرار کیا کہ مجھے کسی خوفناک بلا نے پکڑ لیا ہے اور صرف یہ بُت ہاتھ میں لئے

Marfat.com

ہوئے اس تہہ خانے سے جلدی نکل آیا کہ شاید باہر جا کر اطمینان کا سانس لے سکوں لیکن جب باہر آ کر میں نے اپنے حواس سنبھالے اور دوبارہ اندر جانے اور کام کو تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ کیا تو میرے تمام جسمانی حواس وقویٰ اور قلبی ہمت وجرأت نے جواب دے دیا میں نے باقی کام کو کل پر ملتوی کر کے مزدوروں کو رخصت کر دیا اور خود ہوٹل یعنی اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ میری بیوی مجھے بہت اداس اور مرجھائے ہوئے چہرے سے ملی کیوں کہ وہ ہمیشہ سے میرے اس قسم کے پرانے مقبروں کی کھدائی کے کام کی سخت مخالف تھی۔ پچھلے پہر اس کے دل پر بے وجہ سخت ہراس اور خوف چھا گیا تھا جس کا اظہار اس نے مجھ سے کر دیا اور مجھ سے وعدہ لے لیا کہ پھر کبھی اس کام کے نزدیک نہیں جاؤں گا۔ میں اپنا دل بہلانے اور غم غلط کرنے کی خاطر دریائے نیل کے کنارے مقام لکسر پر نقل مکانی اور فردکش ہونے کے ارادے سے چلا گیا اور وہاں اپنا خیمہ اور کیمپ لگا دیا اور میری طبیعت وہاں ذرا سکون اور اطمینان پر آ گئی۔ وہ چمگادڑ کا بت میں نے اپنے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور کسی سے اس کا ذکر تک نہ کیا''۔ اس کے بعد دھیمی آواز سے اور آنکھوں میں آنسو بھر کر مسٹر ہنڈری نے اپنے غم کی داستان جاری رکھتے ہوئے بیان کیا۔ ''ایک رات ایک غیر معمولی مہیب اور بھیانک آواز سے میں چونک پڑا۔ ایک سفید چمگادڑ کو اپنے خیمے کے اندر چکر لگاتے اور نہایت خوفناک لہجے میں چیختے چلاتے دیکھا۔ میں نے اٹھ کر اسے تو باہر نکال دیا اور خود سو گیا لیکن میں نے خواب دیکھا کہ میں اس تہہ خانے میں بند کھڑا ہوں اور میرے دل پر ایک ناقابل قیاس خوف وہراس چھایا ہوا ہے جس سے میرا دم گھٹا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ایک غیبی طاقت مجھے دبا کر موت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ میری بیوی بھی ایک نامعلوم غیبی گرفت میں جکڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی جس کے اظہار سے وہ کتراتی تھی آخر ایک رات وہ صحیح سلامت سوئی اور صبح کو اپنے بستر میں مردہ پائی گئی۔ ڈاکٹروں نے صرف یہ نتیجہ نکالا کہ اس کی موت کسی صدمہ کے سبب دل کے فیل ہو جانے سے واقع ہوئی اس کے بعد تباہی پر تباہی مجھ پر نازل ہونی شروع ہوئی میرا کاروبار بند ہو گیا۔ میرے ایک نہایت معتمد دوست نے میری چالیس ہزار ڈالر کی رقم نیویارک میں خُورد بُرد کر

Marfat.com

کے خودکشی کر لی۔ میرا باپ بیمار ہو کر اچانک مر گیا اور میں اکیلا بے یار و مددگار اس خوفناک غیبی دشمن ''سفید چمگادڑ'' کا شکار، اس کے دن رات کے حملوں میں بری طرح گرفتار اور زندگی سے بیزار آپ کے سامنے بیٹھا ہوں''۔ آخر میں اس نے چلا کر کہا ''کیرو! کیا یہ میرا وہم اور پاگل پن تو نہیں ہے اس سے پہلے جب میں اکثر لوگوں سے سنا کرتا تھا کہ جو لوگ مصر کی پرانی قبروں کے اکھیڑنے کا کام کرتے ہیں ان پر کوئی غیبی آفت اچانک نازل ہو جاتی ہے تو میں عموماً ایسی باتوں پر ہنس دیا کرتا تھا۔ لیکن اب''............ یہاں پر وہ رک کر کانپ گیا اور خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر وہ عجیب فکر میں ڈوبا رہا بعدہٗ ذرا سنبھل کر بولا ''اکثر راتیں وہ سفید چمگادڑ خواب میں میرے سینے پر سوار ہو جاتا ہے اور میرا گلا گھونٹ کر مجھے موت اور ہلاکت کے دروازے تک پہنچا کر مزید مصائب اور آلام پہنچانے کے لئے پھر زندہ چھوڑ دیتا ہے میرے لئے سونا ایک خوفناک موت کا سامان بنا ہوا ہے اور خدا جانے میرا چھٹکارا اس خطرناک زندگی سے کب ہوگا'' میں نے اس سے اس کی تاریخ پیدائش دریافت کی اور اس کا ہاتھ دیکھ کر اس کا زائچہ بنایا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کی موت کا خوفناک انجام اس کے قریب پہنچا ہوا ہے لیکن میں نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ اس مصیبت زدہ بدنصیب آدمی کو اس خوفناک انجام کا حال بتا کر اس کے مصائب و آلام میں مزید اضافہ نہ کروں۔ میں نے اسے جھوٹی مصنوعی تسلیاں دے کر خوش اور مطمئن کر لیا اور اس نے رخصت ہونے سے پہلے مجھے کہا۔ ''مسٹر کیرو! کیا تم میرے ساتھ ایک مہربانی کر سکو گے میں نے ایک ضروری کام پر جانا ہے کیا تم چند روز کے لئے یہ چیز یعنی سفید چمگادڑ کا بت اپنی تحویل میں رکھ سکو گے''۔ اس نے وہ بت میرے ہاتھ پر رکھا اور جونہی میرا ہاتھ اسے لگا ایک خوفناک غیبی بجلی میرے وجود میں گھس آئی اور گو اپنے پیشہ کی حیثیت سے میں ایسی چیزوں کے حصول میں حریص تھا لیکن اس چیز نے میرے حرص کو خوف میں تبدیل کر دیا۔ میرے مہمان نے تیز نظر سے میرے چہرے کو دیکھ کر کہا۔ ''مسٹر کیرو! میں امید کرتا ہوں تم اس چیز سے خوف نہیں کھاؤ گے''۔ میں نے خودداری اور ظاہرداری کے طور پر اسے جواب دیا ''ہرگز نہیں'' گو میں دل سے اسے رکھنے پر

Marfat.com

رضا مند نہیں تھا لیکن میں نے اسے کہا۔ ”آپ کے آنے تک میں اسے اپنے پاس رکھوں گا جس وقت آپ اپنے کام سے واپس آ جائیں آپ اسے سنبھال لیں“۔ غرض مسٹر ہنڈری رخصت ہو گیا اور وہ بت میرے پاس چھوڑ گیا میں نے اسے اپنی چارپائی کے نزدیک میز پر رکھ چھوڑا۔ رات سویا تو مجھے نیند جلدی آ گئی لیکن معاً عجیب خوفناک اور مہیب خواب آنے شروع ہو گئے میں نے اپنے آپ کو پہلے ایک بڑے کمرے میں دیکھا جس میں ہر طرف چبوتروں پر سنگین بت نصب تھے اس کے بعد میں ایک دوسرے کے نیچے تہ در تہ تہہ خانوں سے گزرتا ہوا آخر میں ایک سب سے نچلے تہ خانے میں داخل ہوا جو لحظہ بہ لحظہ چھوٹا ہوتا گیا جس سے میرا دم گھٹتا جاتا تھا آخر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں گویا زندہ در گور ہو گیا ہوں۔ آخر ایک سخت چیخ کے ساتھ میں بیدار ہو گیا اس وقت میرا جسم پسینے میں شرابور تھا اور میرے دل پر اس طرح کا خوف چھایا ہوا تھا کہ جیسے کوئی خوفناک آفت میرا گلا گھونٹ رہی ہے اس کے بعد جب میں نے ہوش سنبھالا اور اپنے روشندانوں کی طرف دیکھا جو اس وقت کھلے چھوڑ دیئے گئے تھے تو میں خوف اور دہشت سے کپکپا اٹھا کیوں کہ ایک روشندان کے دریچے پر مجھے ایک بڑا سفید چمگادڑ بیٹھا ہوا نظر آیا جو اپنی تیز اور چمکیلی آنکھوں سے مجھے گھور رہا تھا اور ایک خوفناک درندے کی طرح اس کے کان کھڑے تھے جیسے ابھی حملہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر وہ چلا گیا اور میں اپنے بستر سے باہر کود پڑا باہر کی کھڑکی سے میں نے اسے دیکھا کہ قریب کے درختوں کے سروں پر چاندنی رات میں تیز تیز چکر لگا رہا ہے صبح میرا گلا متورّم اور سوجا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کو بلایا وہ حیران ہو گیا اور اس نے کسی زہریلے کیڑے سے کاٹے جانے کی وجہ بتائی میں خاموش ہو گیا۔ مسٹر ہنڈری کے واپس لندن آنے پر اس نے اپنا بت طلب کیا میں نے اسے واپس کرنے میں بڑی خوشی محسوس کی اور اطمینان کا سانس لیا جاتے وقت اس نے مجھ سے پوچھا۔ ”اس بت کے متعلق آپ نے کوئی انوکھا معاملہ تو نہیں دیکھا“۔ میں نے خاموشی اختیار کی اور اسے صلاح دی کہ اس بت کو جہاں سے اٹھا کر لائے ہو وہیں رکھ دو۔ وہ عجیب حیرت میں مجھے دیکھنے لگا اور ہاتھ ملا کر چلا گیا اس کے بعد کچھ عرصہ گزر گیا اس چمگادڑ کے بت کا معاملہ بھی میری یاد سے اتر گیا تھا ایک دن

Marfat.com

میں اخبار "نیویارک ہیرلڈ" پڑھ رہا تھا کہ میری نظر اخبار کے ایک مضمون پر گڑ گئی جس کی سرخی تھی "ایک امریکن مسافر کی پراسرار موت" نیچے کی تفصیل میں لکھا ہوا تھا کہ "مسٹر ہنڈری، رولافٹ کے ہوٹل میں رات کو اپنے بستر پر مردہ پایا گیا۔ مُتصل کمرے میں ایک مسافر نے اس کی ایک لمبی خوفناک چیخ سنی تھی لیکن دوبارہ کچھ نہ سن کر وہ سو گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے رائے دی کہ اس کی موت کسی نامعلوم وجہ سے دل کی حرکت بند ہونے سے واقع ہوئی ہے"۔ مادی عقل اس قسم کے واقعات پر ضرور ہنسے گی کہ ہزارہا سال کی مُردہ روحیں کیونکر اس دُنیا میں واپس آ کر زندوں کو ہلاک کر سکتی ہیں یا نقصان پہنچا سکتی ہیں لیکن جن لوگوں کو اس قسم کے غیبی واقعات سے واسطہ پڑا ہے وہ اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ روحیں زندوں سے بدرجہا زیادہ طاقتور ہوتی ہیں اور اگر چاہے تو ایک ہی طاقتور روحانی ہزارہا زندہ نفسانی لوگوں کو ایک دم میں ہلاک اور فنا کر سکتا ہے اور اسی طرح ایک دم میں اگر چاہے بے شمار فوائد پہنچا سکتا ہے اور اپنے فیوضات اور برکات سے مالا مال کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا حکایت میں تین چار ہزار سال کے ایک متوفی مذہبی اور روحانی پیشوا کی روح نے اپنی غیبی طاقت سے اپنی قبر سے ایک پتھر کی مورتی اٹھائے جانے پر مسٹر ہنڈری اور اس کے کتنے زندہ متعلقین کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ نفسانی غافل لوگ اس قسم کی حکایتوں کو جھوٹا اور فرضی کہہ سکتے ہیں لیکن اہل بصیرت زندہ دل عارف لوگوں نے جب اس قسم کے واقعات اور حالات کو ہوش و حواس اور بیداری کی حالت میں بے شمار دفعہ دیکھا بھالا اور معائنہ کیا ہو تو وہ مردہ دل نفسانی کور چشم لوگوں کے نفسانی شبہات اور باطل اعتراضات کو کب خاطر میں لاتے ہیں اور اپنی آنکھوں کانوں اور دل کو کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔

هزار معجزه بنمود عشق و عقلِ جهول　　　هنوز در پے اندیشهائے خویشتن است

(حافظ)

ترجمہ:۔ عشق نے ہزاروں معجزے دکھلا دیئے لیکن جاہل عقل ابھی تک اپنے اندیشوں کی پیروی کر رہی ہے۔

Marfat.com

اسی قسم کا ایک اور واقعہ مسٹر کیرو نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے جو سابقہ واقعہ سے بھی زیادہ عجیب اور خوفناک ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں درج کرتے ہیں مسٹر کیرو لکھتے ہیں ایک روز سہ پہر کو مسٹر ڈوگلاز مرے (DOUGLAS MIARAY) میرے ملاقات کے کمرے میں داخل ہوا وہ ہنستے ہوئے میرے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں کو میرے سامنے کی میز پر رکھ کر بولا ''آپ ان میں سے میرا کونسا ہاتھ دیکھنا پسند کرتے ہیں''۔ جونہی میں نے اپنے ملاقاتی کا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو خوف اور دہشت کا بے قیاس اثر میرے دل پر وارد ہوا میں نے فوراً اس کا ہاتھ جلدی سے میز پر ڈال دیا۔ میرے ملاقاتی نے ہنس کر کہا ''میرے اس ہاتھ میں کیا خرابی ہے کہ آپ نے اسے ایسی جلدی اتنی بری طرح ڈال دیا'' مسٹر ڈوگلاز مرے ایک نوجوان متمول آدمی تھا اور فی الحال بیکار عیش و عشرت میں دن گزارتا تھا۔ مسٹر کیرو ایک کامیاب جوتشی تھا وہ ایک تو کسی شخص کے نام اور اس کی تاریخ پیدائش وغیرہ سے زائچہ بنا کر نیز ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر اس کے ماضی اور مستقبل کے کچھ حالات اور واقعات معلوم کر لیا کرتا تھا۔ دوئم وہ کلیر وائنٹ (CLAIR VOYANT) میڈیم یعنی کسی قدر روشن ضمیر میڈیم بھی تھا کہ اس پر گاہے گاہے کوئی روح مسلّط ہو جایا کرتی جس کے اثر اور تسلّط سے سائل کے آئندہ کے واقعات اور خیالات کے فوٹو اور نقشے اس کے سامنے نمودار ہو جاتے تھے اس وقت بھی یہی ہوا کہ سائل کے آئندہ کے واقعات اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر نمودار ہونے لگے۔ مسٹر کیرو لکھتا ہے کہ جب اس طرح کی روحانی طاقت مجھ پر مُستوَلی اور مُسلّط ہو جایا کرتی ہے تو سائل کے ہاتھ پر اس کے مستقبل کے حالات اور واقعات کی فلم اور فوٹو ظاہر ہونے لگ جاتا ہے اور ساتھ ہی میری زبان پر بے ساختہ آئندہ اُن واقعات کا اجراء ہو جایا کرتا ہے چنانچہ میں بے اختیار اس سے یوں مخاطب ہوا کہ آپ کا یہ دایاں ہاتھ آئندہ آپ کا ہاتھ نہیں رہے گا۔ ایک بندوق مجھے چلتی اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتی نظر آرہی ہے اور یہ ہاتھ مجھے کٹا ہوا نظر آرہا ہے اس کے بعد ایک اور نظارہ سامنے آرہا ہے یعنی ایک مستطیل نظر آرہی ہے جس کے اوپر والے تختے پر ایک تصویر رکھی ہوئی ہے اور ساتھ ہی مجھے اپنے اندر سے

Marfat.com

ایک آواز آرہی ہے کہ اسے مت چھوؤ۔ اگر اسے چھوؤ گے تو تم پر اور ان لوگوں پر جو اسے چھیڑیں گے بڑی بھاری بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوں گی۔ میرا ملاقاتی میری باتیں سن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا ''ہر سمجھ دار آدمی ایسی باتوں پر ہنسے گا''۔ میں نے تقریر جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ تمہارا ہاتھ مجھے بتاتا ہے کہ یہ کسی لاٹری میں انعامی نمبر حاصل کرے گا اور وہاں سے آپ پر پے در پے مصائب و آلام کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور آپ کی ہلاکت اور موت پر ختم ہوگا۔ میرے ملاقاتی نے ہنستے ہوئے کہا ''مسٹر کیرو! کیا عجیب، متضاد اور دوراز قیاس باتیں آپ فرما رہے ہیں کہ ایک ہاتھ بیک وقت لاٹری میں انعامی ٹکٹ حاصل کرتا ہے اور کٹ کر مصائب و آلام کا باعث بھی بن جاتا ہے اگر آپ اپنے گاہکوں سے اس طرح کی دوراز عقل باتیں کرتے رہے تو میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ آپ جلدی ایک لمبے تابوت میں ڈال دیئے جائیں گے جس کے اوپر پیتل کی پلیٹ پر آپ کا نام انگریزی میں کندہ ہوگا''۔ اس پر ہم دونوں خوب ہنسے لیکن جاتے وقت وہ اپنا نام اور ایڈریس بطور یادداشت مجھے دے گیا۔ چند سال کے بعد مسٹر ڈوگلا زمرے میری ملاقات کے کمرے میں داخل ہوا اس کے دائیں ہاتھ کی آستین خالی تھی اور اوور کوٹ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی وہ زرد رو نحیف وضعیف اور خستہ حال معلوم ہوتا تھا اس نے بتایا۔ ''مسٹر کیرو! واقعی آپ نے میری نسبت جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی'' اس نے پھر اپنے غم کی داستان بیان کی ''مسٹر کیرو! میں آپ سے رخصت ہو کر اپنے دو دوستوں کے ہمراہ محض تفریح اور شکار کے ارادے سے مصر چلا گیا جہاں ہم کبھی کبھار دریائے نیل کے کنارے بندوق سے شکار کیا کرتے تھے۔ ایک روز میرا ترجمان مجھے ایک پرانے مقبرے سے نکلی ہوئی ایک (ممی) لاش دکھانے لے گیا جو ہزاروں سال سے ابھی تک صحیح، سلامت اور تروتازہ پڑی ہوئی تھی اس ممی کے تابوت کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ آمون رع (AMMON-RA) خانقاہ کی بڑی بھاری روحانی عورت کا تابوت ہے جس پر سونے اور بلور سے اس کی تصویر بنی ہوئی تھی'' اس نے کہا ''گو میں جانتا تھا کہ اس معاملے میں ہاتھ ڈالنا خطرناک ہے لیکن اس عجوبہ روزگار چیز کی اہمیت اور خوبصورتی نے میری

Marfat.com

آتش حرص وآز کو بھڑکا دیا اور میں نے اسے خرید کر ہوٹل بھجوا دیا۔ میرے دوستوں نے جب اس عجیب چیز کو دیکھا تو انہوں نے بھی اس میں شرکت اور شمولیت کی خواہش اور آرزو ظاہر کی۔ آخر سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ اس کی تین دفعہ لاٹری ڈالی جائے جس کا نمبر دو دفعہ نکل آئے وہ اس کے لینے کا مستحق قرار پائے چنانچہ ہم نے اس کی لاٹری ڈالی اور میرا نمبر بجائے دو دفعہ کے تین دفعہ نکلا اور میں اس طرح شومئی قسمت سے اس کا مالک قرار پایا اور میں نے اسے اپنے پتہ پر لندن بھیج دیا اور ہم دوسرے روز دریائے نیل کے کنارے شکار کھیلنے چلے گئے اثنائے شکار میں بندوق اٹھائے ہوئے تھا۔ میرے دائیں ہاتھ میں وہ خود بخود چل پڑی۔ جس سے میرے بازو کی ہڈی بہت بری طرح ٹوٹ گئی اور میں اس کے درد سے بیتاب ہوگیا۔ ملاح کو کشتی واپس شہر قاہرہ لے جانے کا حکم دیا لیکن اتفاقاً مخالف سمت سے سخت ہوا چل پڑی جس نے بجائے آگے چلنے کے کشتی کو پیچھے دھکیل دیا اور ہم دس روز کے بعد قاہرہ پہنچے۔ اس وقت میرے ہاتھ کا زخم کافی متورم اور متعفن ہوگیا تھا۔ ڈاکٹر بلائے گئے اور بہتیرے علاج کرائے گئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ڈاکٹروں کی رائے سے کہنی کے اوپر بازو کاٹ ڈالا گیا مصر سے واپسی پر میرے دونوں دوست اور رفیق جہاز میں فوت ہوگئے اور ان کی لاشیں سمندر کی لہروں کے سپرد کر دی گئیں۔ اثنائے سفر میں ہمارے دو ٹرنک جن میں بڑے قیمتی بت اور دیگر نادر و عجوبۂ روزگار پرانی اشیاء اور تحفے تحائف تھے اور جو ہم نے مصر میں بڑی کوشش اور کثیر رقم سے خریدے اور حاصل کئے تھے۔ چوری ہوگئے اور باوجود سخت تلاش، تفتیش اور لالچ وعدۂ انعام واکرام ان کا کوئی پتہ نہ چل سکا اور میں تباہ، خستہ حال اور زار و نزار لندن پہنچا۔ گھر آیا تو ممی کے تابوت کا پارسل بغیر کھولے میرے مکان میں پڑا ہوا تھا"۔ اس نے کہا "مسٹر کیرو! آپ بمشکل باور کریں گے کہ کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جب کبھی میں اس روحانی خاتون کے تابوت پر اس کی بیرونی کندہ تصویر کو دیکھتا ہوں تو اس کی آنکھوں میں زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ مجھے سخت غصے اور نفرت سے گھورتی ہے اور اس کی صورت ایسی ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہو جاتی ہے کہ اس کے دیکھنے سے میرا خون خشک ہونے لگتا ہے"۔ اس نے

Marfat.com

کہا ''میرے لندن پہنچنے کے دوسرے دن ایک تعلیم یافتہ خاتون اس عجیب ممی کا ذکر سن کر ملاقات کے لئے آئی اور جب اس نے اس کے متعلق گذشتہ مختلف حادثات اور اموات کے قصے میری زبانی سنے تو وہ ان پر ہنسی اور کہا کہ اسے ایسے واہمات پر مطلق یقین نہیں ہے اور اس پر ایسی چیزوں کا ہرگز کوئی اثر نہ ہوگا۔ غرض اس خاتون نے وہ ممی کیس اپنے گھر لے جانے کی درخواست کی چنانچہ اس ممی کا تابوت اس عورت کی تحویل میں دے دیا گیا اور جس روز وہ اس خاتون کے گھر داخل ہوا اسی روز سے مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پہلے پہل جب اس کی ماں اسے خوش آمدید کہنے کے لئے بالا خانے سے نیچے اتر رہی تھی سیڑھیوں پر سے اس بری طرح گری کہ ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اور کئی مہینوں کے درد اور تکلیف کے بعد بڑے عذاب میں مرگئی۔ دوئم ایک آدمی نے جو اس خاتون سے منسوب تھا اور شادی کرنے والا تھا بلا وجہ جواب دے دیا اور شادی سے انکار کر دیا چند مہینوں ہی میں اس کے بہت قیمتی اور پیارے کتے جن میں سے چار انعام حاصل کر چکے تھے یکے بعد دیگر دیوانے ہوگئے اور مار دیئے گئے۔ آخر میں وہ خود ایسے لاعلاج مرض میں مبتلا ہوگئی کہ ڈاکٹر اس کی توجیہہ اور علاج سے عاجز آگئے آخر اس نے اپنے قانونی مشیر کو ٹیلیفون کر کے بلایا کہ اس سے اپنا وصیت نامہ تیار کرائے۔ سب سے پہلے اس قانون پیشہ ہوشیار مشیر نے وہ خطرناک تابوت مجھے واپس بھیج دیا''۔ مسٹر مذکور نے جس پر اس تابوت کے طفیل اتنی مصیبتیں نازل ہوئی تھیں آئندہ اسے اپنے سے ہمیشہ کے لئے دور اور الگ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اس نے سوچا کہ اس کے لئے سب سے موزوں اور بہترین تجویز یہ ہے کہ اسے برٹش عجائب گھر کے شعبہ مصری عجائبات میں شامل کر دیا جائے برٹش عجائب گھر کے جس ملازم اور کارکن کے ذریعے وہ تابوت عجائب گھر میں داخل کرانے کی تجویز ہوئی وہ چونکہ خود پہلے اس عجوبۂ روزگار چیز کے دیکھنے کا بہت مشتاق تھا۔ لہٰذا وہ اس نے بجائے عجائب گھر کے، خود دیکھنے کے لئے پہلے اپنے گھر لے گیا چند روز کے بعد اس کے دوستوں سے معلوم ہوا کہ وہ ایک رات اپنے بستر پر مردہ پایا گیا۔ آخر برٹش عجائب خانے والوں نے اس تابوت کو قبول کر کے عجائب گھر میں شامل کرلیا اس کے بعد برٹش عجائب گھر

Marfat.com

کے شعبۂ مصری عجائبات میں اس تابوت سے عجیب وغریب اور غیر معمولی واقعات رونما ہونے لگے۔ منجملہ ایک بات یہ تھی کہ جو مصور، آرٹسٹ یا فوٹو گرافر اس تابوت کی تصویر کھینچنے وہاں جاتا تھا اسے ضرور کوئی نہ کوئی حادثہ پیش آتا تھا چنانچہ ایک آرٹسٹ کی نسبت مجھے خود معلوم ہے کہ اس نے چار دفعہ اس تابوت کی تصویر کھینچنے کی کوشش کی اور چاروں دفعہ ناکام رہا۔ آخر چوتھی بار وہ تصویر کھینچ کر باہر لے جا رہا تھا کہ ایک گھوڑا اس پر چڑھ دوڑا۔ جس سے وہ تصویر بھی ٹوٹ گئی اور وہ خود بھی زخمی ہو گیا۔ عجائب گھر کے افسروں نے اس تابوت کے متعلق اس قدر خطرناک حوادث دیکھ کر اسے عجائب گھر کے باہر کسی کوٹھڑی میں رکھ دیا کچھ عرصہ اس تابوت کے متعلق لوگوں کے کانوں میں کوئی خبر نہ آئی لیکن بعد میں سنا گیا کہ وہ تابوت برٹش عجائب گھر سے منتقل ہو کر امریکہ نیویارک کے عجائب گھر کے شعبۂ مصری میں شامل ہونے کے لئے ٹائی ٹے نِک (TITANIC) جہاز پر جا رہا تھا کہ اپریل ۱۹۱۲ء میں ایک لرزہ فگن اور تباہی خیز حادثہ پیش آیا جس نے ہزاروں مسافروں کو لقمہ اجل بنا دیا اور یوں وہ تابوت ہزار ہا انسانوں کی جانوں کو ہمراہ لے کر سمندر کی گہرائیوں میں ڈوب گیا۔

یہ فرضی قصے اور جھوٹی مصنوعی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ سچے واقعات اور ٹھوس حقائق ہیں مصر کے پرانے مقبروں اور قدیم (ممیوں) لاشوں کے متعلق اس قسم کے عجیب وغریب واقعات اور محیر العقول روحانی خوارق سے یورپین اقوام کی ہزار ہا کتابیں اور رسالے بھرے پڑے ہیں انگریزی اخباروں میں اس قسم کے غیر معمولی اور نادر واقعات کا ذکر وقتاً فوقتاً عام طور پر آتا رہتا ہے چنانچہ انگریزی اخبار ڈیلی میل (DAILY MAIL) ۵ اگست ۱۹۳۷ء کا پرچہ ایک دفعہ اس فقیر کی نظر سے گزرا جس میں فرعون مصر مسمّی طوطن خامن (TUTAN-KHAMEN) کے مقبرے کے متعلق ایک خبر درج تھی جس کی نقل میں نے بطور یادداشت اپنے پاس رکھ لی تھی اور آج اسے ناظرین کے ازدیاد یقین کے لئے حرف بحرف اردو میں ترجمہ کر کے نقل کر رہا ہوں اخبار کی موٹی سرخی تھی "اس نے فرعون کی قبر کو چھوا"۔۔۔۔ ڈیلی میل کے اپنے نامہ نگار کی طرف سے بروز بدھوار

Marfat.com

''موت اس شخص کی طرف تیز پروں کے ساتھ اڑ کر آئے گی جو فرعون کی قبر کو چھوئے گا''

قدیم مصر کے آسیب کا خوف اور غیبی آزار کا خوف و ہراس پھر لوگوں میں پھیل گیا جب کہ مسٹر ہربرٹ ونلاک (HERBERT VINLOCK) جو میٹروپول عجائب گھر کا افسر ہے بے وجہ اچانک بیمار ہوگیا وہ علاقہ لگژر (LUXOR) کی ویلی آف دی کنگز (VALLEY OF THE KINGS) میں فرعون مصر مسمّی طوطن خامن (TUTAN-KHAMEN) کے مقبرے سے نکلا تھا جو ۱۹۲۲ء میں کھودا گیا تھا۔ یہ مشہور آثارِ قدیمہ مصر کا ماہر مقبرے سے نکلتے ہی اچانک بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر اس کے اس مرضِ موت کی نہ شناخت اور نہ کوئی توجیہہ کر سکے مسٹر ونلاک (VINLOCK) ہمیشہ اس قسم کے باطنی آسیب اور روحانی آزار کی خبروں پر طنزاً ہنسا کرتا تھا۔ چار روز بعد اس کا ایک اور رفیق اور کارکن ڈاکٹر البرٹ لتھگو (ALBERT LYTHGOO) جو مقبرے میں اس کے ہمراہ داخل ہوا تھا۔ اچانک مرگیا اس کے بعد لارڈ کارنوال (LORD CORNWAL) (جس نے اس مقبرے کو معلوم اور تلاش کیا تھا) کی اچانک موت پر تو اس غیبی آسیب اور روحانی آزار کی صداقت کا سب کو پورا یقین اور اعتقاد ہوگیا چند ہی ماہ بعد لارڈ کارنوال کا بھائی آنریبل آبرے ہربرٹ (OBREY HERBERT) ایک آپریشن کے دوران فوت ہوگیا ایک اور شخص مسمّی لارڈ ویسٹ بری (WEST BURRY) نے جس کے قبضے میں اس مقبرے سے نکلی ہوئی کچھ پرانی چیزیں تھیں لندن میں اپنے محل کے بالا خانے کی کھڑکی سے چھلانگ لگا کر جان دے دی اور اسی طرح کچھ اور لوگ بھی جن کا اس مقبرے سے نکلے ہوئے پرانے آثار سے تعلق تھا یکے بعد دیگرے بے وجہ ہلاک ہوگئے۔

مذکورہ بالا باتیں یورپ کے مادہ پرست اور سائنس پروردہ دماغوں سے نکلے ہوئے بیانات ہیں اور ان اہل قبور روحانیوں کے چشم دید خوارق اور باطنی کمالات ہیں جن کو دُنیا سے رحلت اور کوچ کیے ہزاروں سال کا طویل عرصہ گزر گیا ہے ابھی تک ان مقبروں اور مزاروں کی مٹی کے ساتھ ایسی زبردست روحانی طاقتیں مربوط اور پیوستہ چلی آتی ہیں جنہوں نے یورپ کے من

Marfat.com

چلے نذر محققین اور روحانیت کے منکر مادیین کے حوصلے پست کر دیئے ہیں اور ان سے اپنی روحانی طاقت کا لوہا منوالیا ہے۔ ہمارا ایشیا تو روحانیت کا گہوارہ اور باطنی علوم کا گھر ہے۔ خوارق اور روحانی کمالات سے معمور ہے اور اس قسم کے روحانی کرشمے اور باطنی کارنامے یہاں بہت عام ہیں لیکن ہمارے پاس ان عجیب اور غیر معمولی حالات کو قلمبند کرنے اور ریکارڈ رکھنے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے اور جہاں اور جس پر واقع ہوتے ہیں وہیں گم ہو کر نسیاً منسیاً ہو جاتے ہیں۔ اگر اہلِ قبور روحانیوں کے متعلق یہ فقیر محض اپنے چشم دید واقعات اور غیبی مشاہدات کو تحریر میں لائے تو اس کے لئے ایک الگ بھاری دفتر درکار ہوگا اور اس زمانے کے لوگ اسے مشکل سے باور کریں گے بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعض بزرگوں اور اولیاء کے مزاروں کے زیر سایہ لوگ تبرّکاً اور تیمناً اپنے عزیزوں اور خویش و اقارب کو مرنے کے بعد دفن کر دیا کرتے ہیں اس طرح ان بزرگوں کے مزاروں کے پاس کچھ عرصہ کے بعد ایک بڑا بھاری گورستان بن جاتا ہے اور جس طرح دُنیا کے مادی شہر دُنیاداروں اور بادشاہوں کے نام سے موسوم ہوتے ہیں اسی طرح موت کے بعد یہ روحانی آبادیاں یعنی گورستان آخرت کے امیروں اور روحانی بادشاہوں یعنی فقیروں اور بزرگوں کے نام سے موسوم ہوتے ہیں اور ان میں اگرچہ بادشاہوں اور دُنیاداروں کی قبریں بھی ہوتی ہیں لیکن وہاں ان کا نام کوئی نہیں لیتا اور یہی کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں فقیر اور فلاں بزرگ کا گورستان ہے اور جن بزرگوں کے زیر سایہ اس قسم کے گورستان بن جاتے ہیں اگر اس میں سے کوئی شخص وہاں کے درخت کی کوئی خشک یا تر لکڑی یا ٹہنی کاٹ کر یا وہاں کی زمین پر سے اٹھا کر لے گیا ہے تو فوراً اس پر کوئی ناگہانی بلا اور آفت نازل ہوگئی ہے بعض پہاڑی علاقہ کے لوگوں سے سنا گیا ہے کہ وہاں کے بعض بزرگوں کی خانقاہوں کے مال مویشی دن رات پہاڑوں میں چرتے رہتے ہیں اور وہاں کے جنگلی جانور اور درندے ان کو چھوتے تک نہیں حالانکہ دوسرے لوگوں کے مویشی باوجود سخت پہروں اور نگرانیوں کے ان کے گھروں سے درندے اٹھا کر لے جاتے ہیں بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ کسی علاقے میں ٹڈی دل آیا ہے اور اس نے سارے علاقے میں درختوں اور کھیتوں کا ستیاناس

Marfat.com

کردیا ہے لیکن بعض بزرگوں کے مزارات کے درختوں کو بیچ میں صحیح سلامت چھوڑ دیا اوران کو چھوا تک نہیں۔

وجہ یہ ہے کہ عارف اولیاءاللہ زندگی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے زندہ جاوید ہوجاتے ہیں حدیث شریف میں ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ ترجمہ:"اولیاءاللہ مرتے نہیں بلکہ اس دارِفانی سے آخرت کے دارِ جاودانی کی طرف نقل مکانی اختیار کرلیتے ہیں"۔

باطنی تصرّف

قبروں میں ان کا تصرف قائم رہتا ہےاور دُنیا کی نسبت دارِ آخرت میں ان کی روحانی طاقت بہت بڑھ جاتی ہے کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعض بزرگوں اور اولیاء کے مزارات جب کبھی کسی عام شاہراہ، سڑک، ریلوے لائن، نہر وغیرہ یا سرکاری عمارات کی زد میں آگئے اور سرکاری افسروں نے اپنی سڑک سیدھی رکھنے کے لئے کسی قبر کو مٹانے کا ارادہ کیا تو ان بزرگوں نے اپنے باطنی تصرف اور روحانی طاقت سے ان افسروں کو ایسی ڈانٹ دی کہ وہ فوراً اس کام سے باز آگئے ورنہ وہ افسر خود مٹ گئے چنانچہ ان مزارات کے موقعوں پر بعض سڑکوں، نہروں، بازاروں، اور قلعوں کی دیواروں میں ایسے موڑ، خم اور کجی آج تک موجود ہےاور قبروں کو صحیح سلامت اور برقرار چھوڑ دیا گیا یہ بات صاف طور پر زبانِ حال سے بتا رہی ہے کہ ان مادی اور نفسانی حکمرانوں کو باطنی اور روحانی حکمرانوں کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔شہیدوں کی زندگی موت کے بعد نصِ قرآنی سے ثابت ہے

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرۃ: آیت ۱۵۴)

ترجمہ:"جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہوجاتے ہیں انہیں تم مردہ ہرگز نہ کہو بلکہ وہ زندہ (جاوید) ہیں پر تم اس بات کو نہیں سمجھتے"۔

Marfat.com

شہیدِ اصغر و اکبر

جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت دو طرح کی ہے ایک ظاہری جسمانی، دوئم باطنی روحانی۔ حضرت سرور کائنات ﷺ جب اپنی آخری مہم یعنی جنگ تبوک سے فارغ ہو کر واپس آئے تو آپ ﷺ کے اصحاب اپنے دل میں سوچنے لگے کہ اب تمام عرب فتح ہو گیا ہے اور انہیں اب مزید جنگ اور جہاد کی ضرورت نہیں ہوگی اور وہ اب چین اور آرام کی زندگی بسر کریں گے۔ آپ ﷺ نے ان کے خیالات معلوم کر کے ارشاد فرمایا

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

ترجمہ:۔ "ہم اب چھوٹے جہاد سے فارغ ہو گئے ہیں لیکن ہم نے اب ایک بڑا جہاد کرنا ہے"۔

آپ ﷺ کے اس فرمان سے اصحاب چونک پڑے اور عرض کیا "یارسول اللہ کیا کوئی اور بڑا جہاد بھی ہم نے کرنا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! وہ دُنیا اور نفس وشیطان کے ساتھ موت تک بڑا بھاری جہاد ہے، جو کفار اور مشرکین کے ساتھ ظاہری اور مادی جہاد سے بدرجہا سخت صعب اور مہیب تر ہے کیوں کہ اول تو کفار و مشرکین کو گمراہ کرنے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ اور جدال پر آمادہ کرنے کا باعث دُنیا، نفس اور شیطان ہی ہیں۔ دوئم ظاہری مادی کفار اور مشرکین، مسلمانوں کے ظاہری تن اور جسم کو ہلاک کرتے اور دنیوی مال و متاع لیتے ہیں لیکن نفس وشیطان مسلمانوں کی حیاتِ جاودانی کے سرچشمے یعنی روحِ رواں اور جان کو ہلاک اور فنا کرتے ہیں اور ان کے اصلی اور ابدی سرمایہ ایمان کو لوٹ لیتے ہیں۔ پس نفس اور شیطان چونکہ اصلی صعب اور اکبر دشمن ہیں لہٰذا ان کے ساتھ جنگ اور پیکار جہادِ اکبر ہے، جو لوگ جہادِ اصغر میں ہلاک اور شہید ہو جاتے ہیں وہ شہیدِ اصغر یعنی ادنیٰ درجے کے شہید ہوں گے اور جو لوگ جہادِ اکبر میں شہید ہو جائیں گے وہ بڑے درجے کے شہید کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ حقیقی مقتول فی سبیل اللہ، شہداء اکبر، اصلی غازی، بڑے مجاہد اور افضل، ابدی زندہ جاوید لوگ اولیاء اللہ اور عارف باللہ ہیں جو تمام عمر نفس، دُنیا اور شیطان کے ساتھ موت تک بر سرِ پیکار رہ کر اللہ تعالیٰ کے نور

Marfat.com

میں فنا اور بقا حاصل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شہداء اصغر کے مزارات اس قدر مشہور اور معروف نہیں ہوتے جس قدر شہداء اکبر یعنی اولیاء اللہ کے مزارات کہ قیامت تک زندہ مَرجعِ خَلائق اور منبعِ رشد و ہدایت رہتے ہیں۔ دن رات اولیاء اللہ کے مزارات پر زائرین کا ہجوم رہتا ہے ان کی خاک اور ان کے آستانے بوسہ گاہِ خلائق ہوتے ہیں۔ دُنیا کے بادشاہ اور امراء ان کے آستانوں پر جھکنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برزخ کے باریک اور لطیف پردے اور خیمے میں زندہ دربار لگائے بیٹھے ہیں ہزار ہا زائرین کو خواب اور بیداری میں اپنی اپنی مرادوں کی نسبت بشارتیں اور اشارات بخشتے ہیں اور لوگوں کو طرح طرح کے فیوضات اور برکات پہنچاتے ہیں ان کی باطنی نگاہ اور توجہ سے بے شمار غافل اور خوابیدہ قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بیدار اور اس کی شرابِ معرفت سے مست اور سرشار ہو جاتے ہیں۔ کئی مردہ دل زندہ جاوید اور کئی لا علاج قلوب شفایاب ہو جاتے ہیں وہاں جا کر دل بے اختیار اللہ اللہ کرنے لگ جاتا ہے۔ کئی زائرین کو مزار کے قریب جاتے ہی بے اختیار رقت اور گریہ جاری ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذوق و شوق اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ لوگوں کو وہاں رات دن عبادت، تلاوت، ذکر فکر اور اطاعت کرتے گزر جاتے ہیں الغرض خدا کے ان مقبول اور محبوب بندوں کی جو عزت اور توقیر موت کے بعد ہوتی ہے دُنیا کے بادشاہوں کو زندگی میں اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوتا۔ مزارات کیا ہیں گویا اللہ تعالیٰ کے نور کے چراغ اور شمعیں ہیں جن پر لوگ پروانہ وار گرتے ہیں بعض حاسد کور چشم اپنے بے جا شکووں اور شکایتوں کی پھونکوں سے انہیں بجھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ نوری چراغ بجھنے میں نہیں آتے

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　　چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد
چراغے راکہ ایزد برفروزد　　　ہر آں کو پف زند ریشش بسوزد

(سعدی)

ترجمہ:۔ اگر دنیا سراسر تباہ و برباد ہو جائے نیکوں کا چراغ کبھی نہیں بجھے گا۔ جس چراغ کو اللہ تعالیٰ فروزاں رکھے جو اسے پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرے گا اپنی ہی داڑھی جلائے گا۔

Marfat.com

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ط وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝ (الصف: آیت ۸)

ترجمہ: ''وہ اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا منائیں''۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
(مفتی احمد رضا خاں)

بعض حاسد لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے مزارات میں کچھ طاقت اور برکت نہیں ہوا کرتی۔ لوگ محض بطورِ دیکھا دیکھی اور بھیڑ چال وہاں جاتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہاں کے مجاورین چونکہ اپنے بزرگوں کی قبروں پر عمارتیں اور خانقاہیں بنا لیتے ہیں انہیں دلہن کی طرح سجائے رکھتے ہیں اوران پر پھولوں کے سہرے چڑھاتے ہیں عوام سادہ لوح ان باتوں پر فریفتہ ہو کر چلے جاتے ہیں وہاں اہل مزار کا کچھ روحانی اور باطنی تصرف نہیں ہوتا لیکن یہ ان کور چشموں اور حاسدوں کا باطل خیال ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
(ظفر علی خاں)

عالی شان مقبروں کے نتائج

اپنی قبروں کو سجانے اوران پر محل بنانے میں دُنیاداروں اور دُنیا کے بادشاہوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آگرہ کا تاج محل شاہجہان بادشاہ نے اپنی پیاری بیوی ممتاز بیگم کی قبر پر اس لئے بنوایا تھا کہ موت کے بعد اس کی عزت اور توقیر بحال رہے گی۔ لاہور میں جہانگیر اور نور جہاں وغیرہ کی قبروں پر کیسی عالیشان عمارتیں بنائی گئی ہیں جسے شاہدرہ کہتے ہیں۔ دہلی میں ہمایوں کے مقبرے کی کتنی شاندار عمارت ہے جہاں خاندانِ مغلیہ کے بہت سارے بادشاہ اور بیگمات مدفون ہیں۔ حیدر آباد دکن میں بہمنی خاندان کے حکمرانوں کے مقبرے حساب اور شمار سے باہر ہیں

Marfat.com

دُنیاداروں اور دُنیا کے حکمرانوں نے مرنے کے بعد اپنی عزت اور توقیر قائم رکھنے کے لئے کروڑوں اور اربوں کی دولت خرچ کر ڈالی لیکن وہاں جا کر کسی کا دل فاتحہ پڑھنے کو نہیں چاہتا رات کو کتے اور گیدڑ ان پر پیشاب کر جاتے ہیں لوگ محض بطورِ سیر و تفریح وہاں جاتے ہیں اور عمارات کو دیکھ کر واپس آ جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بعض زمینداروں اور دُنیاداروں کی اولاد اور ورثاء بے چاروں نے اگرچہ اپنے داداؤں کی قبروں پر عمارتیں بنوا کر اپنی طرف سے انہیں اولیاء بنایا لیکن اللہ تعالیٰ نے بطور ردِ عمل لوگوں کے دلوں میں نفرت اور حقارت کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ لوگ ان کی قبروں کو پتھروں سے مارتے ہیں بلکہ ان کی طرح طرح سے تذلیل اور تحقیر کرتے ہیں۔

عنایت خاں عجب کارِ ریا کرد　　　بزورِ زر پدر را اولیاء کرد

(جعفر زٹلی)

ترجمہ:۔عنایت خاں نے عجیب ریاکاری کی ہے، روپے پیسے کے زور پر والد کو اولیاء میں شامل کر لیا ہے

وجہ یہ ہے کہ اہل دُنیا کی عزت اور توقیر اسی دنیوی زندگی تک محدود رہتی ہے اور وہ بھی روبرو اور سامنے لوگ ان کی جھوٹی خوشامد کرتے ہیں اور وہ پھولے نہیں سماتے لیکن پیٹھ پیچھے ان کے نوکر چاکر ہی انہیں گالیاں دیتے ہیں اور جب دُنیا سے گزر جاتے ہیں تو اپنے ظلم و ستم کے سبب اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب اور ذِلت کے سزاوار ہو جاتے ہیں اور جب موت کے بعد ان کے ورثاء ان کی قبروں پر عمارتیں بنا کر دارِ آخرت میں بھی ان کی عزت اور توقیر بڑھانے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھتی ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ہاتھوں ان کی وہ ذلت اور توہین کراتا ہے جو چوہڑوں اور چماروں کی بھی نہیں ہوتی کیوں کہ یہ فرعون مزاج لوگ اسی لائق ہوتے ہیں۔قولہٗ تعالیٰ

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۟ (القصص: آیت ۴۲)

ترجمہ: ”اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن وہ بدحالوں میں سے ہوں گے“۔

Marfat.com

خلاف اس کے بہت سے اولیاء اللہ کے مزارات ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ محض کچی مٹی کے بنے ہوئے ہیں جیسا کہ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کا مزار آج تک کچی مٹی کا موجود ہے لیکن اس کی حرمت اور عزت بڑے بڑے مقبروں سے بھی زیادہ کی جاتی ہے یہ عزت اور توقیر کسی کے اپنے بنائے ہرگز نہیں بنتی بلکہ یہ عزت اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ (آل عمران: آیت ۲۶)

ترجمہ: ''اور تو جسے چاہے عزت اور جسے چاہے ذلت دے''۔

ولی کی قبر اور مزار کی عزت اور حرمت محض مقبرے اور خانقاہ کی عمارت وغیرہ کے باعث نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ ولی کی روح موجود رہتی ہے اور وہاں اس کے فیض کا چشمہ جاری رہتا ہے اس واسطے دین اور دُنیا کے پیاسوں کی وہاں بھیڑ لگی رہتی ہے۔

ہر کجا چشمہ بود شیریں — مردم و مرغ و مور گرد آیند
(سعدی)

ترجمہ:۔ جہاں کہیں میٹھے پانی کا چشمہ رواں ہوتا ہے انسان، پرندے، کیڑے مکوڑے وہیں اکٹھے ہوتے ہیں

اولیاء اللہ اپنے مزارات پر آمدورفت رکھتے ہیں لوگوں سے خیرات، صدقات، فاتحہ اور تلاوت وغیرہ کے تحفے وصول کرتے ہیں اور لوگوں کو اس خدمت اور حسن عقیدت کے عوض فیوضات اور برکات پہنچاتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ان کی مشکلیں حل کراتے ہیں لیکن جس وقت اولیاء اللہ کے مزارات پر متولّی اور مجاور رجوعاتِ خلق بڑھانے اور لوگوں سے محض نذرونیاز زیادہ وصول کرنے کی خاطر قبروں پر غیر شرع میلے لگانے لگ جاتے ہیں اور بدعت و معصیت کے کام شروع کر دیتے ہیں مثلاً رنڈیوں اور طوائف کے ناچ رنگ، گانا بجانا، حقے، چرس، بھنگ کی دکانیں، بیگانہ مردوں اور عورتوں کا آپس میں اختلاط، جوا، کبڈی اور کھیل تماشے غیر شرع قسم کی ساز و سرود کی محفلیں اور جوان عورتوں کو بیگانہ اور نامحرم مردوں کے ہمراہ زیارت کے بہانے لے جا کر زنا اور فواحش کا ارتکاب تو اس وقت اولیاء اللہ اپنے مزارات سے تصرّف اٹھا لیتے ہیں اور

Marfat.com

بدفعلی کی مردار جگہوں میں آنا جانا بند کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہاں نہ تو باطنی فیض ہوتا ہے اور نہ ہی روحانی تعلیم اور باطنی تلقین کا کوئی سلسلہ جاری رہتا ہے بلکہ روحانی اپنی قبر کو لوگوں کی معصیت گناہ کی آلائش اور پلیدی سے بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے زائرین کو الٹا دکھ اور نقصان پہنچانے اور ڈرانے دھمکانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی قبر پر رہنے سہنے اور رات گزارنے نہیں دیتے پس ایسے مزارات پر رفتہ رفتہ لوگوں کی آمد و رفت موقوف ہو جاتی ہے آج روئے زمین پر بعض ایسے مزارات موجود ہیں جن پر ایک زمانہ میں لوگوں کی بکثرت آمد و رفت اور باطنی فیوضات اور روحانی برکات کی بڑی گرم بازاری تھی لیکن آج وہ مزارات مجاوروں کی اس قسم کے کرتوتوں کی وجہ سے متروک ہو کر کسمپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ بیت المقدس سے دو میل کے فاصلے پر آج موسیٰ علیہ السلام کے مزار کی یہودیوں کے ناروا میلوں کے سبب یہی حالت ہے۔ وہاں کوئی شخص مارے خوف کے رات نہیں بسر کر سکتا اور اگر بعض مزارات پر باوجود اس قسم کے ناروا میلوں اور غیر شرع فعلوں کے بھی لوگوں کی آمد و رفت جاری ہے تو وہ خانقاہیں نہیں ہیں بلکہ بُت خانے ہیں معصیت اور بدعت کے اڈے ہیں ایسی قبروں سے روحانی رخصت ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ جن شیاطین اور ارواحِ خبیثہ براجمان ہو جایا کرتی ہیں اور اپنی گمراہی کی دکانیں جمالیتی ہیں

یارب زسیل حادثہ طوفان رسیدہ باد　　　　بت خانہ کہ خانقہ اش نام کردہ اند
(حافظ)

ترجمہ:۔ یا اللہ! وہ بت خانہ طوفان کی نذر ہو جائے جس کا نام خانقاہ رکھ دیا گیا ہے۔

ایسی قبروں کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا

ترجمہ: ''اے اللہ میری قبر کو بت خانہ نہ بنا''۔

روحانی اگر خود کامل اور زندہ دل عارف نہیں ہے تو اس کی قبر پر عمارت بنانے غلاف چڑھانے اور میلے لگانے سے اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ وہ زبان حال سے پکارتا ہے

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے　　　　تہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے
(ظفر علی خاں)

Marfat.com

ارواح مرتی نہیں

اس میں شک نہیں کہ موت کے بعد ارواح زندہ رہتی ہیں اس دُنیا میں آتی ہیں اور اگر چاہیں تو زندہ لوگوں سے اختلاط پیدا کر کے ملاقات کر لیتی ہیں اور زندوں سے استفادہ کرتیں اور انہیں فائدہ پہنچاتی ہیں چہ جائیکہ اولیاء کاملین، عارفین اور واصلین تو زندگی ہی میں موت اور حیات کے درمیانی پل کو عبور کر چکے ہوتے ہیں ایسے کامل لوگ موت کے بعد عالم برزخ سے بہت آسانی سے اس دُنیا میں آتے جاتے ہیں اور زندوں کو فائدہ پہنچاتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں کیوں کہ روحانی پرندے جب قفسِ عنصری سے آزاد ہو جاتے ہیں تو ان کی باطنی طاقت، روحانی ادراک اور قوت پرواز بہت تیز ہو جاتی ہے اور عالم امر میں نہایت حیرت انگیز باطنی قوت کے مالک ہو جاتے ہیں اور ہمارے عالمِ خلق اور مادی دُنیا کی بڑی بھاری مہموں اور مشکل کاموں کو اپنی باطنی ہمت اور توجہ سے بہت آسانی سے حل کر لیتے ہیں۔ ہم نے روحانیوں کے اس قسم کے عجیب و غریب کارناموں کو بہت دفعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا بھالا ہے اور ہوش و حواس اور بیداری کی حالت میں آزمایا ہے۔ عام لوگ قبروں پر جا کر فاتحہ، دُرود وغیرہ پڑھ آتے ہیں یا کوئی نذرانہ خیرات اور صدقہ دے آتے ہیں اگر زائرین کی نیت درست، زبان طاہر، وجود طیّب اور مال از وجہ حلال ہے تو بے شک اس کلام اور طعام کا ثواب روحانی کو پہنچ جاتا ہے اور روحانی اس کے عوض اس کی مراد براری اور حاجت روائی کے لئے باطن میں سعی اور کوشش کرتا ہے اور اگر روحانی چاہے تو عام نفسانی زائر سے خواب میں اس کے جثۂ نفس سے ملاقی ہوتا ہے اور خواب میں اس کی مراد کی نسبت اسے بشارت دیتا ہے لیکن عارف کامل زندہ دل فقیر کا کسی بزرگ یا ولی کی قبر پر جانے اور اس سے فیض اور برکت پانے کا طور وطریقہ بالکل ہی الگ ہے ایسا کامل اہل دعوت جب کسی ولی شہید، غوث یا قطب کے مزار پر کسی حاجت کے لئے جاتا ہے تو وہ باطنی مراقبہ کے ذریعے عالمِ برزخ میں غوطہ لگا کر روحانی سے فوراً ملاقی ہو جاتا ہے یا روحانی نورِ تلاوتِ قرآن کی بو پا کر بحرِ عالمِ برزخ سے نکل کر روحانی کے پاس آ جاتا ہے پس دونوں حالتوں میں اہل دعوت عارف زندہ دل

Marfat.com

اپنی مراد اور حاجت کی بشارت پاتا ہے بلکہ بعض دفعہ اپنے کام کو عالمِ امر میں طے اور پورا ہوتا ہوا دیکھ لیتا ہے بعد میں وہ کام عالمِ شہادت میں ضرور ظہور پذیر ہوتا ہے اور اس کے کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

قبرستان ایک قریہ

قبرستان اور گورستان کو اگر اہلِ بصارت باطنی اور عارف زندہ دل مراقبہ کر کے دیکھتا ہے تو اسے عالمِ مثال میں ایک آباد بستی اور مَعمور شہر کی طرح پاتا ہے اس میں ہر سعید مومن روحانی کے لئے حسبِ مراتب وحیثیت باطنی بلند لطیف ایوان اور عالی شان مکان ہوتے ہیں اور سفلی بدبخت روح کے لئے پست گہرے خطرناک چاہ، سیاہ، بڑے تاریک اور مہیب زندان ہوتے ہیں جیسا کہ ایک ہی شہر میں لوگوں کی مختلف حیثیت کے مطابق جیل، جھونپڑیاں اور ان کے ساتھ عالیشان محل ہوتے ہیں ایک ہی شہر میں بعض لوگ بیک وقت دکھ اٹھا رہے ہوتے ہیں اور بعض عیش وعشرت اور لطف ونشاط کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گورستان کو کئی جگہ قرآن میں قریہ اور بستی سے نسبت اور تشبیہہ دی ہے جیسا کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (البقرۃ: آیت ۲۵۹)

ترجمہ:۔ ''یا اس شخص (حضرت عزیر علیہ السلام) کی مثال دیکھو کہ جب وہ ایک گاؤں پر گزرے جو چھتوں کے بل گرا ہوا تھا تو آپ نے خیال کیا کہ اس مردہ بستی کو اللہ تعالیٰ دوبارہ کس طرح زندہ کرے گا''۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گورستان کو ایسے گاؤں سے تعبیر کیا ہے جس کی چھتیں گر چکی ہوں خواب میں اگر کوئی شخص اپنے مکان یا کسی کے مکان کی چھت گری ہوئی دیکھے تو اس کی تعبیر اغلباً اہل مکان کی موت ہوا کرتی ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے جب ایک گورستان کو برزخی حالت میں ایک قریہ اور بستی سے موسوم فرمایا تو ہمیں مزید سمجھانے کے لئے گری ہوئی چھتوں کا حوالہ ساتھ دے دیا تاکہ ظاہر بین کہیں اسے ظاہری بستی اور مادی گاؤں نہ سمجھ لیں۔

Marfat.com

مادی جہان کی وسعت اور پنہائی

واضح ہو کہ عالمِ تکوین اور عالمِ امکان میں دو قسم کے جہان اور عالم موجود ہیں ایک عالمِ شہادت یعنی ظاہری عالمِ محسوس اور مادی جہان جو حواسِ خمسہ کے ذریعے معلوم اور محسوس ہوتا ہے۔ دوئم عالمِ امر کا لطیف باطنی اور روحانی جہان جو حواسِ خمسہ یعنی جسمانی اور مادی حواس کے دائرے سے باہر اور مادی عقل کی پہنچ سے بالاتر ہے۔ ہر دو جہان زندگی سے معمور اور آباد ہیں عالم شہادت یعنی مادی جہان میں مادی کثیف عنصری مخلوق آباد ہے۔ یہ مادی جہان اگرچہ بہ نسبت غیبی لطیف جہان کے بہت تنگ اور محدود ہے لیکن اس مادی جہان کی وسعت اور پنہائی کا اندازہ لگانا بھی انسانی عقل اور قیاس سے باہر ہے مثلاً ہمارے اس کرۂ ارض یعنی زمین پر کتنی مخلوق آباد ہے ہماری مذہبی روایتوں کے مطابق اٹھارہ ہزار مخلوق کا یہ اندازہ ہی اگر فرض کر لیا جائے کہ مخلوق کی چھ ہزار اقسام و انواع مٹی پر، چھ ہزار پانی میں اور چھ ہزار ہوا میں آباد ہیں تو کس قدر بے شمار انواع اور اقسام بنتی ہیں۔ صرف مٹی پر رہنے والی مخلوق کی اقسام میں سے انسان ایک قسم اور یونٹ ہے پھر انسانوں کی کس قدر قومیں، نسلیں اور فرقے ہیں جن کے رنگ و روپ، شکلیں، طور طریقے طرزِ معاشرت، لباس، زبانیں، مذہب، عادات اور خیالات ایک دوسرے سے الگ اور مختلف ہیں ہم اپنے ہم جنس انسانوں کے صرف ایک صورتی اختلاف پر ہی اگر غور کریں تو انسانی عقل اللہ تعالیٰ کے کمالِ صفتِ مصوری کو دیکھ کر حیرت سے دنگ رہ جاتی ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جس قدر انسان مرد، عورت، بوڑھے اور جوان ہوئے ہیں یا ہوتے رہیں گے ان میں ہر انسان کی صورت، شکل و شباہت، خدوخال، سیرت، خو اور رنگ و بو دوسرے انسان سے الگ اور مختلف ہے حتیٰ کہ تمام دُنیا میں دو انسان ایک طرح کے اور یکساں نہیں ملیں گے اور یہ اختلاف صرف انسان کی صورت میں نہیں ہوا بلکہ ان کی آواز، طرز و طور، خیالات اور قلبی ادراکات میں بھی موجود ہوگا۔ پھر یہ اختلاف صرف انسانوں ہی میں نہیں بلکہ اس کرۂ ارض کی تمام دیگر مخلوقاتِ خاکی، آبی اور ہوائی میں بھی موجود ہے بلکہ ایک ہی درخت کے پتوں اور ایک ہی خرمن کے دانوں

Marfat.com

تک میں پایا جاتا ہے یہ اس ذات خالق کی صفت لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ" (الشوریٰ: آیت ۱۱)
ترجمہ: "اس کی مثل کوئی چیز نہیں"۔ کی لامتناہی صفات کا ایک ادنیٰ جلوہ اور کرشمہ ہے جو اس کی ہر کہ ومہ مخلوق میں ظہور فرما ہے بالفرض اگر اللہ تعالیٰ اسی ایک ہی صفت کو بروئے کار لا کر جاری کر دے تو یہ سلسلہ کبھی ختم ہونے میں نہ آئے بحر و بر میں اس صفت کی سمائی نہ ہو۔ قولہ تعالیٰ

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (الکھف: آیت ۱۰۹)

ترجمہ: "فرما دیجئے اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی ہو جائے تو یقیناً سمندر ختم ہو جائے اس سے پہلے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں اگر چہ ہم مدد کے لئے (ابد تک) اس کے برابر (اور سمندر) لائیں"۔

ستاروں کے اندر آبادی

تخلیق و مصوری کا یہ سلسلہ صرف ہمارے کرۂ ارض تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہمارے اوپر عالمِ بالا میں جس قدر سیاروں اور ستاروں کا لامحدود سلسلہ نظر آ رہا ہے وہ بھی آبادی سے خالی نہیں ہے جب وہ حجم، قامت اور جسامت میں ہمارے اس کرۂ ارض سے بدرجہا زیادہ بڑے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی بڑی جسامت اور قامت بے وجہ، عبث اور رائیگاں عطا فرمائی ہے یا وہ اس واسطے معرضِ وجود میں لائے گئے ہیں کہ ہم زمین والوں کو برقی روشن قمقموں کی طرح چمکتے اور دمکتے نظر آئیں اور ہم انہیں دیکھ دیکھ کر خوش اور حیران ہوا کریں۔ کیا اللہ تعالیٰ ان اجرام عظام کے کھلونوں سے بچوں کی طرح ہم زمین والوں کے دل بہلا رہا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے۔ قولہ تعالیٰ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (الانبیاء: آیت ۱۶،۱۷)

ترجمہ:۔ "اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے ان سب کو کھیل کے طور پر۔ اگر ہم چاہتے کہ استعمال کرتے اسے بطور کھلونا جو اس سے دل بہلاتے تو ہم اپنے پاس حسبِ اپنی شان ایسا شغل بنا لیتے"۔

Marfat.com

بلکہ ان کرّوں میں سے بعض ہماری زمین کی طرح زندگی سے معمور اور بھرپور ہیں اور جب ہر کرہ دوسرے کرّے سے مختلف ہے تو اس کی مخلوق کی ہیئت ترکیبی اور شکل وصورت وغیرہ بھی مختلف ہونی چاہیے۔ بعض نادان تنگ ظرف لوگ ہمارے اس بیان پر ضرور اعتراض کریں گے اور کہیں گے کہ قرآن اور احادیث میں ان باتوں کا ذکر نہیں ہے اور سائنس اور علم ہیئت کا کوئی اعتبار نہیں۔ سو ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن اور احادیث میں ان باتوں کا ذکر ہے لیکن ہماری کوتاہ عقل ان کے فہم اور سمجھ سے قاصر ہے۔

یہ بات مُسلمہ ہے کہ آگ جب بہت مدت تک ایک جگہ جلتی رہتی ہے تو اس میں ایک قسم کا جانور جسے سمندر کہتے ہیں پیدا ہو جاتا ہے جب آگ جیسے عنصر میں زندگی کا امکان ہوسکتا ہے تو اسی طرح کے ایک ناری عظیم الشان کرہ کا جو اربوں، کھربوں بلکہ بے شمار برسوں سے قائم اور موجود ہے زندگی سے معمور اور آباد ہونا ممکن ہوسکتا ہے اور عجب نہیں اگر ہمارے اس سورج میں بھی زندگی کا معاملہ جاری ہو اگرچہ دوسرے عالمِ بالا کے کرّوں پر تو زندگی کے امکان کا یقین بدرجہا زیادہ آسانی سے پیدا ہوسکتا ہے کیوں کہ عقلِ سلیم اسے باور کرنے پر مجبور ہے اس لئے کہ بعض کرّوں میں بڑی بڑی دوربینوں سے پہاڑ، دریا، جنگل اور بادل دیکھے گئے ہیں۔ کیلی فورنیا (CALIFORNIA) کی آبزرویٹری (OBSERVATORY) میں جو دُنیا کی سب سے بڑی دوربین نصب ہے حال ہی میں اس کے ذریعے کروڑہا نئے ستارے جو سابق دوربینوں کی پہنچ سے مخفی اور مستور تھے نظر آئے ہیں اس دوربین سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ آسمان پر جو گرد و غبار کی طرح کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے اور جسے فارسی میں کہکشاں، انگریزی میں ملکی وے (MILKY WAY) اور عام جہلاء میں جس کی نسبت طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں اور اچھے خاصے پڑھے لکھے مذہبی لوگ بھی ان غلط فہمیوں میں مبتلا نظر آتے ہیں، پدموں سنکھوں کیا بےحد و بے شمار ستاروں کے مسلسل مجموعے ہیں جو دور تک فضا میں ایک دوسرے کے اوپر گرد و غبار اور سفید بادلوں کے طویل سلسلے کی صورت میں نظر آتے ہیں اس کہکشاں کا ہر ستارہ بجائے خود ایک

Marfat.com

بڑا بھاری سورج ہے جس کا الگ نظامِ شمسی ہے یعنی وہ ہمارے اس سورج کی طرح اپنے اردگرد بے شمار ستاروں اور سیاروں کو روشنی پہنچا رہا ہے۔ خدا جانے مادی دُنیا کی فضا میں ان ستاروں سیاروں سورج اور دیگر اجرامِ فلکی کے اس لازوال سلسلے کا کہیں خاتمہ ہے بھی یا نہیں اس میں شک نہیں کہ ہمارے اوپر فضا میں چھوٹے چھوٹے انڈوں کی طرح جو ستارے نظر آ رہے ہیں وہ اتنے چھوٹے لیمپ یا چراغ نہیں ہیں جتنے کہ نظر آ رہے ہیں بلکہ وہ بجائے خود ہماری زمین کی طرح بھاری بھرکم کُرّے ہیں چونکہ وہ ہم سے کروڑوں، اربوں میل دور واقع ہیں اس واسطے چھوٹے نظر آتے ہیں ان میں سے بعض کرّوں میں مخلوق بھی آباد ہے اور کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (فاطر: آیت ۱۶،۱۷)

ترجمہ: ''(زمین والو) اگر اللہ چاہے تم کو مٹا کر رکھ دے اور نئی دُنیا تمہاری طرح بنا دے اور یہ بات اس کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (الطلاق: آیت ۱۲)

ترجمہ: ''اللہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور زمینوں سے (بھی) اس کے برابر (سات) ان کے درمیان (قضاء الٰہی کا) حکم جاری ہوتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے احاطہ فرما لیا ہر چیز کا (اپنے) علم سے''

یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان جیسی اور زمینیں بھی بنائیں تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ از روئے علم ہر چیز پر محیط اور چھایا ہوا ہے

Marfat.com

اس قسم کی متعدد آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دُنیا کی طرح اور زمینیں بناتا ہے اوران کے بنانے میں اسے کچھ تکلیف تھکاوٹ اور دیر بھی نہیں لگتی

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ (ق: آیت ۳۸)

ترجمہ: ''اور ہمیں کوئی تکان نہ پہنچی''۔

اور دوسری جگہ ہے کہ

وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ (الاحقاف: آیت ۳۳)

ترجمہ: ''اور نہ تھکا ان (زمینوں اور آسمانوں) کے پیدا کرنے میں''۔

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرسکتا ہے کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا اور اس کی لامحدود صفت خلاّقی میں زوال، رکاوٹ اور بندش نہیں آسکتی۔

علم ہیئت کے ماہروں نے اپنی آبزرویٹریوں (OBSERVATORIES) یعنی رصدگاہوں میں بڑی بڑی دوربینوں سے آسمانی فضاء میں بعض دفعہ اس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ ایک ستارہ یعنی کرّہ جس کو بیک وقت وہ اپنی اپنی دوربین سے فضاء میں دیکھ رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسی جگہ یک دم گم اور غائب ہوگیا اور گاہے ایک نیا کرّہ عالم وجود میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جس صفت کا ذکر قرآن کریم میں فرمادیا ہے آج کل کے سائنسدان اور ہیئت دان تو اپنے آلات سے اسے ثابت کر کے اس کی تصدیق کر رہے ہیں لیکن ہم ہیں کہ چمگادڑ کی طرح اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے جہالت کی پرانی دقیانوسی تاریکی میں گھسے جارہے ہیں اور لکیر کے فقیر کی طرح اپنی اندھی تقلید سے ذرہ بھر اِدھر اُدھر ہونا کفر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو صحیح فہم اور سچی سمجھ عطا فرمائے۔

عالمِ خلق اور عالمِ شہادت کا لازوال اور غیر محدود سلسلہ زبان حال سے بتا رہا ہے کہ مخلوق میں اس کی لامتناہی صفتِ خلاّقی کا ایک ادنیٰ جلوہ اور کرشمہ ہمیں کارفرما نظر آرہا ہے لیکن عالمِ غیب اور عالمِ امر کے لطیف اور اس سے بہت وسیع اور عریض عالمِ کبیر میں بھی اس کی لازوال

Marfat.com

صفتِ خلاقی ظہور فرما ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی صفات خالق، باری، اور مصوّر کو اسی طرح کارفرما اور جاری رکھے تو ابدالآباد تک اسی طرح نئے جہاں اور نئے عوالم معرض وجود میں آتے رہیں اور مکان اور زمان کی پہنائیاں اور زمین، آسمانوں اور پہاڑوں کی وسعتیں اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے تحمل اور برداشت سے تنگ اور عاجز آ کر کپکپا اٹھیں اور اس سنگین بھاری امانت کی برداشت سے ڈر کر چلا اٹھیں اور فریاد کرنے لگیں قولہ تعالیٰ

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ط (الاحزاب: آیت ۷۲)

ترجمہ: ”بے شک ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا پس سب نے اس کی برداشت سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اس کو اٹھالیا“۔

فضا میں بعض ستارے ہیولائی یعنی ہوائی صورت میں، بعض آبی صورت میں، بعض آتشی اور بعض خاکی صورت میں موجود ہیں لیکن بعض ستارے ہماری زمین کی طرح مخلوط صورت میں ہیں کہ ان پر چاروں عناصر یعنی پانی، آگ، ہوا اور مٹی موجود ہیں ایسے کرّوں پر آبادی اور زندہ مخلوق کا امکان بھی بہت یقینی ہے اور آج کل ہیئت دانوں کو بعض ستاروں میں اپنی دوربینوں سے پہاڑ، دریا بادل اور جنگل نظر آتے ہیں۔ پس جب بعض کرّوں میں ایسی چیزیں اور خصوصاً پانی جیسا عنصر موجود ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں زندگی، آبادی اور مخلوق موجود نہ ہو۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط (الانبیاء: آیت ۳۰)

ترجمہ: ”اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا ہے“۔

ورنہ اصولاً جہاں کہیں بھی مکان، زمان، ایتھر، فضا، مادہ یا مایہ اور میٹر (MATTER) ہے وہاں زندگی موجود ہے اور عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کا چپہ چپہ اور انچ انچ زندگی، آبادی اور حیات سے معمور اور بھرپور ہے کیوں کہ کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے اور جہاں حرکت ہے وہاں زندگی ہے۔

Marfat.com

قرآنی آیات اور عقلی دلائل سے ہم اپنے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق میں کافی ثبوت پیش کر چکے ہیں اب ناظرین کے اطمینان خاطر کے لئے معراج کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس وقت حضرت رسالت مآب ﷺ معراج کی رات جبرائیل امین کی رفاقت میں آسمانوں کی طرف عروج اور پرواز فرمارہے تھے تو راستے میں منجملہ آسمانی عجائبات آپ ﷺ کی نگاہ ایک طویل اور لازوال اونٹوں کی قطار پر پڑی جس کا سرا اور آخر ابتدا اور انتہا معلوم نہیں ہوتی تھی اور جن پر صندوقوں کی طرح کچھ چیزیں لدی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے جبرئیل امین سے دریافت کیا "اے بھائی جبرائیل اونٹوں کا یہ کیسا قافلہ ہے کہ جس کا سر اور آخر نظر نہیں آتا"؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا "یا حضرت! ﷺ جب سے میں پیدا ہوا ہوں اسی وقت سے اس لازوال قافلے کو اسی طرح رواں اور دواں دیکھ رہا ہوں"۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ان اونٹوں پر جو صندوق نما چیزیں لدی ہوئی دکھائی دیتی ہیں ان میں کیا چیز ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا "مجھے اس کا بھی علم نہیں ہے لیکن آئیں آج ایک اونٹ کھڑا کر لیتے ہیں اور اس کی پیٹھ سے ایک صندوق اتار کر کھول کر دیکھ لیتے ہیں کہ ان میں کیا بھرا ہوا ہے"۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب ہم نے ان میں سے ایک اونٹ کو الگ کھڑا کر کے اور بٹھا کر اس کی پیٹھ سے ایک صندوق اتار کر کھولا تو ہمیں اس صندوق میں بے شمار انڈے نظر آئے۔ ہم نے ان میں سے ایک انڈے کو جب توڑا تو انڈے میں ایک الگ جہان مع زمین و آسمان اور تمام علوی و سفلی اجرام و ساز و سامان نظر آیا چنانچہ جب ہم دونوں اس انڈے کی نئی دُنیا میں سیر و سیاحت کے لئے داخل ہوئے تو وہ ہماری دُنیا کی طرح ایک آباد جہان نظر آیا اور ہم نے اس دُنیا کی ایک مسجد میں نماز ادا کی۔ اس حدیث کے مفہوم پر غور کرنے سے ایک سلیم العقل سمجھ دار انسان اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ حضور نے اس حدیث میں اپنی اُمت کے اُولوالالباب اور سمجھ دار لوگوں کو مرموز اشارے اور مَستور استعارے کے ذریعے آسمان اور فضا کے ان بے شمار ستاروں اور سیاروں کی حقیقت بیان فرمائی تاکہ ہر آدمی اپنی سمجھ کے موافق ان اجرام فلکی یعنی ستاروں کی حقیقت سمجھ لے۔ سائنس اور علم ہیئت کے متاخرین ماہرین پیغمبروں کی عقلِ کل اور علم لدنی کے سامنے دم نہ مار سکیں اور اپنے مادی اور سطحی علوم پر غرّہ اور

Marfat.com

فریفتہ ہو کر دین کی باتوں پر تمسخر اور استہزاء نہ کر سکیں۔اس حدیث میں داناؤں اور سمجھ داروں کے لئے آسمانی فضاء کے ان ستاروں اور سیاروں کی حقیقت پر پوری روشنی پڑتی ہے اور مخبرِ صادق وشارعِ اسلام ہمیں اشارے اور کنائے سے چودہ سو سال پہلے یہ بات سمجھا چکے ہیں کہ آسمانی فضاء میں جو سفید انڈوں کی طرح گول گول ستارے چمکتے اور دمکتے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر انڈا ہماری زمین کی طرح ایک الگ کرّہ ایک علیحدہ دُنیا اور دوسرا جہان ہے جس کی الگ زمین اور الگ آسمان ہے اور اس میں ہماری طرح مخلوق آباد ہے ان ستاروں کی حقیقت کو اس وقت اس طرح مرموز اشارات میں بیان کرنے کی حکمت یہ تھی کہ اگر آنحضرت اس زمانے کے کم فہم اور علم ہیئت سے ناواقف لوگوں کے سامنے ان ستاروں کی حقیقت کھول کر بیان فرما دیتے تو جب تک ان لوگوں کو آبزرویٹریاں (OBSERVATORIES) اور رصدگائیں بنا کر اور ان میں بڑی بڑی دوربینیں لگا کر ان ستاروں کا کچھ مشاہدہ نہ کرا دیا جاتا تب تک ان سادہ لوح لوگوں کو ہرگز یقین نہ آتا اور نیز قبل از وقت اس حقیقت کے کشف سے اس زمانے کے کم فہم لوگوں کے لئے اس علم کے متعلق اعتراضات، سوالات اور اشکالات کا ایک غیر مختتم اور لازوال سلسلہ کھل جاتا اور لوگ اسی دھن میں لگ جاتے اور یہ بات دینی مشن اور مذہبی مقصد کی اصل غرض میں ایک بڑی بھاری الجھن اور رکاوٹ کا باعث بن جاتی اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو ایک پرامن مستور استعارے اور مکنون کنائے کے پردے میں بیان فرما دیا ہے تاکہ ہر آنے والا زمانہ اپنے فہم و فراست کے مطابق اس سے تعلیم حاصل کر سکے۔ كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی لوگوں کے سامنے ان کی عقل اور فہم کے مطابق کلام کیا کرو اور آنحضرت ﷺ فرما چکے ہیں اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ یعنی مجھے جامع کلام عطا فرمایا گیا ہے جس سے ہر ادنیٰ، اعلیٰ اور عام و خاص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق تعلیم حاصل کرتا ہے جو کلام اور سخن برمحل، باموقع اور مصلحتِ وقت کے مطابق نیز حکمتِ عملی اور موعظہ حسنہ سے آراستہ اور پیراستہ ہو وہ بہت مؤثر اور کارگر ہوا کرتا ہے۔ خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَ مَا دَلَّ ''بہترین کلام وہ ہے جو مختصر ہو مگر دلالت کثیر پر کرے''۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو اس قسم کے غیر ضروری آفاقی طول طویل مادی علوم میں الجھنے اور

Marfat.com

پھنسنے سے روکا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کبھی تمہارے سامنے ستاروں کی کیفیت یا میرے صحابہ کی شخصیتوں یا ان کے ذاتی جھگڑوں وغیرہ کا ذکر یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مسائل چھڑیں تو تم خاموشی اختیار کرو اور ان میں نہ پڑو، بلکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت، ذکر، فکر معرفت، قرب، مشاہدے اور وصال کے حصول کی کوشش کرو جو جملہ علوم وفنون کا اصل ماخذ اور معدن ہے جس میں باقی جملہ علوم خود بخود آ جاتے ہیں"۔

اس فقیر کی اس موقع پر ان ستاروں کی حقیقت بیان کرنے سے غرض محض یہ ہے کہ اس نادان اور غافل انسان کو اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کی ذات پاک کی عظمت اور اس کی لازوال شان و شوکت کی کچھ تھوڑی سی جھلک نظر آ جائے کہ وہ قدیم غیر مخلوق منزہ اور مقدس پاک ذات کس قدر غیر محدود، لازوال اور عظیم الشان قدرتوں اور صفتوں کا مالک ہے اور وہ ذات کبریا انسانی عقل اور مادی سمجھ سے کس قدر بالا اور وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ قولہٗ تعالیٰ

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۞ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۞ (الحج: آیت ۷۳،۷۴)

ترجمہ:- "اے لوگو! ایک مثال اور نقل بیان کی جاتی ہے پس تم اس کو غور سے سنو وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں اگر وہ سب جمع ہو کر (میری ناچیز مخلوق میں سے) ایک مکھی بنانے کی کوشش کریں تو ہرگز نہیں بنا سکیں گے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز اٹھا کر لے جائے تو اس سے واپس نہیں چھین سکیں گے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسی کہ چاہیے تھی نہیں جانی۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بڑا زبردست اور غالب ہے"۔

Marfat.com

فقیر کے اس بیان سے یہ غرض بھی ہے کہ انسان ایک تو اپنی ہیچ عاجز اور ناچیز ہستی کو جان لے کہ وہ ناپاک پانی کا قطرہ ہے جس میں پندار اور غرورِ نفس کی ہوا داخل ہوگئی ہے اور بلبلے کی طرح کبر اور انانیت کی ہوا سے پھولا ہوا سطحِ دُنیا پر چند روز کے لئے اِدھر اُدھر نادانی سے ناز اور نخرے کرتا ہوا سمجھ رہا ہے ''کہ ہمچو من دیگرے نیست'' اور ساتھ ہی ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ مادی کائنات جس کو عالم شہادت کہتے ہیں عالمِ غیب کی باطنی لطیف کائنات کے مقابلے میں اتنی تنگ اور تاریک ہے جتنا کہ جنین یعنی چھوٹے نازائیدہ بچے کے لئے ماں کا رحم اور پیٹ اس مادی دُنیا کے مقابلے میں تنگ و تاریک ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ کنوئیں کے اندھے مینڈک کی طرح اس مادی ماحول کو سب کچھ نہ سمجھ لے بلکہ یہ حقیقت اس پر آشکارا ہو جائے کہ ہماری اس وسیع اور فراخ زمین کی طرح اللہ تعالیٰ کی کائنات میں اور بھی بے شمار زمینیں اور کُرّے موجود ہیں جن کے مقابلے میں ہماری یہ زمین باوجود اپنی وسعت اور پہنائی کے ایک ذرے کے برابر ہے اور پھر اس اپنی زمین کی اس قدر گوناگوں اور طرح طرح کی بے شمار آبادی اور مخلوق میں اپنی ناچیز ذرہ برابر ہستی کا اندازہ لگالے اور زمین پر اکڑ اور پھول کر چلنا چھوڑ دے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ (بنی اسرائیل: آیت ۳۷)

ترجمہ: ''اے انسان (ضعیف البنیان)! تو زمین پر اکڑ کر نہ چل کیوں کہ تو اپنی چال سے نہ تو زمین کو چیر کر پھاڑ رہا ہے اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ رہا ہے''۔

انسان کو اگر کچھ اصلی حقیقی اور پائیدار قوت اور طاقت حاصل کرنی ہے تو اس عظیم الشان قدرت اور عظمت والی مقدس غیر مخلوق ذات کے ساتھ اس کے پاک نام کے ذریعے تعلق پیدا کرے اور اس میں فنا اور بقا حاصل کر کے اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو رہے اس کی پاک منزہ صفات سے متصف اور اس کے اعلیٰ اخلاق سے متخلق ہو جائے یہ فانی اور خاکی انسان عالمِ غیب اور عالمِ لطیف کی عظمت اور وسعت کا اندازہ تب لگا سکے گا جب وہ اس مادی جہان کے

Marfat.com

پیٹ سے جنین کی طرح روحانی لطیف جسم لے کر پیدا ہوگا اور اس وسیع روحانی باطنی اور غیبی جہان میں قدم رکھ کر آنکھیں کھولے گا کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ غیب کی لطیف نوری مخلوق کو کیا کیا روحانی قوتیں عطا فرمائی ہیں جن کا ذکر ہم پچھلے صفحات میں مصر کے ہزار ہا سال کے متوفی اہل قبور کے احوال میں بیان کر آئے ہیں۔ اس مادی جہان میں ہماری اس ناچیز زمین کے خاکی لوگ اپنے خداداد علم سائنس کے ذریعے اس کثیف مادے سے کام لے کر کیا کیا حیرت انگیز کام کر رہے ہیں جنہیں دیکھ کر ہم ششدر اور حیران رہ جاتے ہیں۔ انسان جس قدر عالمِ کثیف سے عالمِ لطیف کی طرف جاتا ہے اور لطیف عناصر سے کام لیتا ہے اسی قدر اس کی طاقت بڑھتی جاتی ہے جس طرح کہ مٹی اور مٹی کی کثیف چیزوں مثلاً لوہے لکڑی وغیرہ سے پانی، آگ، بھاپ اور پیٹرول زیادہ لطیف ہیں، اور محض بھاپ سے انسان ریل، جہاز، موٹر، ہوائی جہاز اور کارخانے چلا کر اپنی جسمانی طاقت سے ہزار گنا بڑھ چڑھ کر کام کر رہا ہے۔

ارواح کی طاقت

اسی طرح بھاپ سے برق اور بجلی زیادہ لطیف چیز ہے جس سے بھاپ کی نسبت زیادہ طاقت والے اور بڑھیا کام کیے جاتے ہیں اور بجلی سے اٹامک انرجی (ATOMIC ENERGY) زیادہ لطیف اور طاقتور ہے اس سے اور بھی زیادہ طاقت کے کام کیے جاتے ہیں لہٰذا جوں جوں انسان کثافت سے لطافت کی طرف جاتا ہے اور لطیف عناصر سے کام لیتا ہے اسی قدر اس کی طاقت بڑھتی اور زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اب اگر انسان عالمِ غیب اور عالمِ امر کی سب سے زیادہ لطیف اور الطف مخلوق یعنی جن، ملائکہ اور ارواح سے کام لے تو وہ بھاپ، بجلی اور ایٹمی طاقت سے ہزار گنا زیادہ طاقت پیدا کر کے نہایت حیرت انگیز اور محیر العقول کام کر سکتا ہے۔ ایک مادی عقل والا انفسانی آدمی روح کی نسبت صرف اس قدر قیاس کر سکتا ہے کہ روح ایک کمزور ہوا کا جھونکا یا غیر مرئی لطیف بادل کا ٹکڑا یا روشنی کا ایک گولا ہوگا اور اس میں اتنی وسعت، قوت اور قدرت کہاں سے آ سکتی ہے لیکن یہ ان کم فہم لوگوں کی روح اور روحانی دُنیا کی حقیقت سے بے خبری کا نتیجہ ہے

Marfat.com

یاد رہے! کہ مادی دُنیا کی بڑی بھاری، دخانی، برقی اور اٹامک انرجی کو اگر اکٹھا کیا جائے تو ایک ادنیٰ جن اور عفریت کی باطنی طاقت اس سے بدر جہا زیادہ بڑھ کر ہے۔ جنّ شیاطین سے ملائکہ اور فرشتے زیادہ لطیف اور ان سے بڑھ کر روحانی طاقت کے مالک ہیں اور روحانی، ملائکہ فرشتوں سے باطنی طور پر طاقتور اور قوی تر ہوتے ہیں بالفرض اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے اپنی ظاہری اور باطنی حفاظت اٹھالے تو ایک قوی ہیکل جنّ اور عفریت ستر ہزار کے قریب مادی نفسانی انسانوں کو ایک دم میں موت کے گھاٹ اتار دے اسی طرح ایک فرشتہ اپنی ملکوتی طاقت سے اتنے جِنّات کا ستیاناس کر دے اور تمام ملائکہ پر ایک کامل روحانی غالب آ جائے۔ انسانی جسم میں نفس بھی جِنّات کے مشابہ اور مماثل غیبی امری لطیفہ ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے کلام کے نور سے زندہ اور تابندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اعمالِ صالحہ کے باطنی ہتھیاروں سے مسلح ہو جائے تو وہ نوری امر سے اس مخلوق یعنی ہزار ہا اپنے ہم جنس جِنّات کو ایک دم میں حاضر، مسخر، مطیع اور منقاد کرا سکتا ہے اور ان سے ہر قسم کی خدمت لے سکتا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی طرح کے عمل سے جنات کو مطیع اور مسخر کر رکھا تھا اور اسی روحانی طاقت کے ذریعے ملکہ بلقیس، اس کے امراء، وزراء، اور تمام رعیت کو مسلمان کر کے مطیع اور مُنقاد بنالیا تھا۔

قرآنِ کریم پیغمبروں کے اس قسم کے حیرت انگیز روحانی کارناموں سے بھرا پڑا ہے لیکن افسوس ہے ہمارے بعض نادان، کم فہم، نفسانی مولویوں پر جنہیں روحانی دُنیا کی کبھی ہوا بھی نہیں لگی وہ جب قرآن میں اس قسم کی روحانی طاقت اور باطنی قوت کے مظاہروں کا حال پڑھتے ہیں تو اپنی ناقص مادی عقل پر مُنطبق کرنے کے لئے ان آیات اور معجزات کو توڑ مروڑ کر ان کی عجیب ناروا تاویلیں کرتے ہیں اور ان کی اصلیت اور حقیقت کو مَسخ کر کے انہیں مداریوں کے کھیل اور شعبدہ بازوں کے ہتھکنڈے ثابت کرتے ہیں۔

بھلا جو لوگ محض مکر اور فریب کی آڑ لے کر پیغمبری کے دعوے کر بیٹھے ہوں اور جن کے پاس زبردست روحانی طاقتوں اور باطنی قوتوں کے مقابلے میں محض زبانی باتیں اور فرضی جھوٹی

Marfat.com

پیشین گوئیاں ہوں حتیٰ کہ مداری کے ہتھکنڈوں کا تھیلا اور یورپ کے اسپر چولسٹس اور میڈیم کے سفلی کرشموں کا ایک ادنیٰ کیبنٹ (CABINET) اور پردہ بھی ان بناسپتی پیغمبروں کے فرضی جھوٹے الہاموں اور پیشین گوئیوں سے زیادہ وقیع اور وزنی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے اصلی قدرتی امری معجزات اور خوارق کی ایسی بودی تاویلیں نہ کریں تو اور کیا کریں۔

ہر ہاتھ کو عاقل یدِ بیضا نہیں کہتے ہر پھونکنے والے کو مسیحا نہیں کہتے
ہر تخت نشیں شاہِ سلیماں نہیں ہوتا ہر ایک عصا دار کو موسیٰ نہیں کہتے
(میر انیس)

عالمِ شہادت یعنی اس مادی کثیف جہان اور اس کی مخلوق کا اندازہ لگانا مادی عقل اور قیاس سے باہر ہے تو عالم غیب کے لطیف جہان اور اس کی مخلوق کو مادی حیوان کیسے معلوم کر سکتے ہیں جس کے محسوس اور معلوم کرنے کے لئے نہ ان کے پاس غیبی لطیف حواس ہیں اور نہ وہاں تک ان کی پہنچ ہے اور نہ اس جہان میں اب تک وہ پیدا ہوئے ہیں بلکہ جنین کی طرح مادرِ دہر کے باطنی بطن میں پڑے ہوئے ہیں۔

جو سالک دُنیا میں اللہ کی راہ میں مجاہدے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہی اپنے راستے دکھاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط (العنکبوت: آیت ۶۹)

ترجمہ: ”اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ضرور ہم انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے“۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ط (الذّریٰت: آیت ۵۰)
ترجمہ: ”تو اللہ کی طرف بھاگو“۔ اختیار کرتے ہیں وہی اپنے محبوبِ حقیقی سے واصل ہوتے ہیں اور بعد میں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مملکت کے ظاہری اور باطنی خزانے دکھا دیتا ہے اور انہیں اپنی بارگاہِ خاص اقدس کے ظاہری اور باطنی ملازم اور کارکن بنا لیتا ہے۔ جن، ملائکہ اور ارواح کو ان کا تابع

Marfat.com

اور فرمانبردار بنادیتا ہے جن سے وہ جس وقت چاہیں کام لیتے ہیں قولہٗ تعالیٰ

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (الانعام: آیت ۷۵)

ترجمہ: ''اوراسی طرح دکھاتے رہے ہیں ہم ابراہیم (علیہ السلام) کوآسمانوں اور زمین کے ملکوت تاکہ وہ اہل یقین سے ہوجائے''۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کومعراج کی رات اپنی ساری عظیم الشان سلطنت اور مملکت دکھائی اوراپنے خاص برگزیدہ بندوں کوقیامت تک دکھاتے رہیں گے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (فاطر: ۱۷)

ترجمہ: '' اور یہ اللہ پر کچھ بھی دشوار نہیں''۔

پندرہ ہزار آدم

احادیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں لیکن قرآن کریم میں چند پیغمبروں کاذکر آیا ہے ہمارے اس پچھلے آدم علیہ السلام کوتقریباً سات ہزار سال ہوئے ہیں اوراس قدر بے شمار پیغمبروں کا سات ہزار سال میں مبعوث ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام اورعیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے درمیان تقریبا پانچ سو سال کا عرصہ ہوا ہے اورنوح علیہ السلام کی عمر تقریبا نوسو سال بتائی گئی ہے اس حساب سے اگر سترہ یا اٹھارہ پیغمبر ایک ہی سال میں مبعوث ہوں تب کہیں یہ تعداد پوری ہوگی اورقرآن میں نہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش مذکور ہے اورنہ کرہ ارض یعنی اس زمین کے معرضِ وجود میں آنے کی ٹھیک مدت معلوم ہے لہٰذا ہمیں یا تو اس قدر بے شمار پیغمبروں کی بعثت دیگر کرّوں پر ماننی پڑے گی یا ہمیں اس حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑے گا کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں پندرہ ہزار آدم ہوئے ہیں اور ہماراجد حضرت آدم علیہ السلام آخری آدم ہے جس سے

Marfat.com

ہماری نسل چلی ہے شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب ''فتوحاتِ مکی'' میں تحریر فرماتے ہیں ''میں مکہ معظمہ میں باطنی طور پر چند روحانیوں سے ملاقی ہوا۔ اثنائے ملاقات علاوہ دیگر باتوں کے میں نے ان سے دریافت کیا کہ ان کو دُنیا سے رحلت فرمائے کس قدر عرصہ ہوا ہے تو انہوں نے دس بارہ ہزار سال کا عرصہ بتایا''۔ اس پر میں نے ان سے سوال کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تو سات ہزار سال ہی ہوئے ہیں وہ ان سے پہلے کیوں کر پیدا ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا'' کہ آپ کون سے آدم کا ذکر فرما رہے ہیں'' اس پر مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جس میں مذکورہ ہے کہ ''پندرہ ہزار آدم دُنیا میں ہو گزرے ہیں''۔ اس طرح دُنیا پر پندرہ ہزار دفعہ قیامت آئی ہے اور بار بار نئی مخلوق پیدا ہوتی رہی ہے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کہ ہم سے پہلے اسی زمین پر طرح طرح کی مخلوق آباد رہی ہو جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے کہ جن انسانوں سے پہلے دُنیا میں پیدا ہوئے اور زمین پر آباد رہے ہیں قولہ تعالیٰ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ (الحجر:۲۷،۲۶)

ترجمہ:۔ ''بے شک پیدا کیا ہم نے انسان کو بجنے والی سوکھی سڑی مٹی سے اور جان کو اس سے پہلے غیر مرئی آگ سے پیدا کیا''۔

غرض یہ جان جنات کا بابا آدم معلوم ہوتا ہے جس کی پیدائش ہمارے آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے اور اس کی اولاد جن شیاطین ہم سے بہت عرصہ پہلے روئے زمین پر آباد رہی ہے اور ابلیس (شیطان) بھی قوم جنات سے تھا۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ط (الکہف: آیت ۵۰)

ترجمہ: ''شیطان قومِ جنات سے تھا پس اللہ تعالیٰ کے امر سے پھر گیا تھا''۔

فرشتے اور ملائکہ تخلیقِ آدم سے پہلے ان کے کرتوت، فتنہ وفساد اور روئے زمین پر خون ریزیاں دیکھ چکے تھے اس واسطے تخلیقِ آدم کے وقت عرض گزار ہوئے

Marfat.com

قَالُوٓا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ (البقرۃ: آیت ۳۰)

ترجمہ: ''بولے اے اللہ تو پھر ایسی مخلوق روئے زمین پر بنانے لگا ہے جو زمین پر فساد برپا کرے گی اور خون ریزی کرے گی تیری تسبیح، تقدیس اور تحمید کے لئے ہم کافی ہیں''۔

تخلیقِ کائنات اور آفرینشِ عالم کا مسئلہ بہت مشکل پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے اور اس کی نسبت سائنسدانوں، فلاسفروں اور ہیئت دانوں کے نظریات مختلف ہیں لیکن یہ بات قرین قیاس اور تقریباً صحیح و درست ہے کہ ہماری اس زمین کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے لاکھوں کروڑوں سال ضرور ہو گئے ہیں اور اس پر ہم سے پہلے بھی کئی قسم کی مخلوق آباد ہوتی چلی آئی ہے اور اس سے تعجب ہرگز نہیں کرنا چاہیے بلکہ تعجب ان لوگوں کی عقل اور سمجھ پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلاّقی اور مصوّری کو اور اس کی لازوال شان کو گھٹاتے اور محدود کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثَقُلَتۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ (الاعراف: آیت ۱۸۷) یعنی آسمان اور زمین اس کی صفات کے تحمل سے عاجز اور قاصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یاد

کس قدر خوش نصیب اور سعادت مند ہے وہ شخص جسے اس قدر عظیم الشان مقدس ذات اپنی طرف بلائے اور اپنے نام اور کلام کی چاشنی چکھائے اور اپنی معرفت، قرب، مشاہدے وصال، دیدار اور فنا و بقا کے شرف سے سرفراز فرمائے۔ یہ عاجز و ناچیز و ہیچ مداں انسان تو کچھ نہیں تھا اس نے تجھے نیست سے ہست کیا تیری ابتداء خاک اور منی کا ناپاک قطرہ، انتہا قبر کا مردار و بدبودار جیفہ اور پھر ناچیز مٹی ہے، درمیان میں یہ تیری اکڑ، کبر اور غرور اس خام حالت میں تو تیرا انڈا گندا اور ضائع ہونے والا ہے ہاں اگر تو اس خام ناسوتی انڈے کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور مقدس کلام کی حرارت سے زندہ کر لے تو وہ مرغِ لاہوتی اور شہباز لامکان بن کر فضائے اوجِ

Marfat.com

قدس میں پرواز کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا عرش اعظم اس کی جولانگاہ بنے گا قولہ تعالیٰ

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝ (الدھر: آیت ۳-۱)

ترجمہ: ''کیا نہیں آیا انسان پر ایسا زمانہ جب کہ اس کا نہ کوئی نام ونشان (اور نہ ذکر مذکور) تھا پھر ہم نے اسے ملے جلے نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کی آزمائش کریں لہٰذا ہم نے اسے ایک شنوا، بینا اور زندہ انسان کی صورت دی۔ پھر ہم نے اسے اپنی طرف کا راستہ بتایا تاکہ دیکھیں کہ اس پر چل کر شکر گزاری کرتا ہے یا اس سے منہ موڑ کر کفرانِ نعمت کرتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کی طرف جانا یعنی اس کے نام سے زندہ ہو کر اس کی معرفت، قرب، مشاہدہ، وصال، فنا اور بقا حاصل کرنا اور اس قدر عظیم الشان دولت ابدی پانا بے شک باعث شکر اور جائے شکر ہے اور اس کے ذکر سے اعراض اندھا پن بلکہ ابدی موت اور کفرانِ نعمت ہے حدیث اِذَا ذَكَرْتَنِي شَكَرْتَنِي وَإِذَا نَسِيتَنِي كَفَرْتَنِي یعنی جس وقت تو نے اے بندے مجھے یاد کیا تو تو نے میری نعمت کا ذکر کیا قدر جانی اور شکر ادا کیا لیکن جس وقت تو نے مجھے بھلا دیا اور میری یاد سے غافل ہوا تو تو نے میرے نام اور ذکر کی قدر نہ جان کر کفرانِ نعمت کیا اور اندھا اور محروم رہا۔ قولہ تعالیٰ

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۝ (طٰہٰ: آیت ۱۲۴)

ترجمہ: ''اور جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی تو یقیناً اس کی زندگی بڑی تنگی میں گزرے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے''۔

یعنی جس نے میرے ذکر سے اعراض اور کنارہ اختیار کیا اس نے اپنے اوپر باطنی روزی بند کر ڈالی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کھڑا کریں گے۔

Marfat.com

انسان کا ناسوتی وجود ایک خام تخم اور ادنیٰ دانہ ہے اگر اس کی پرورش اور تربیت نہ ہوئی اور اس نے اپنی خام ہستی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مٹی کر کے نیست و نابود نہ کیا تو وہ ہرگز زندہ اور سرسبز نہ ہوگا۔ وہ پہلے اپنے خام تخم کو مٹی میں ملائے گا اور کسی مالی اور باغبان کے ہاتھوں اسے ذکر اسم اللہ ذات کا پانی پلائے تب وہ ضرور

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ (ابراہیم: آیت ۲۴)

ترجمہ: ''ایسا شاندار شجر طوبیٰ بنے گا جس کی جڑ گو زمین میں ہوگی لیکن اس کی شاخیں آسمانوں میں پھیل جائیں گی''۔

اے ہیچ انسان! اگرچہ ابتداء میں تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس کے پاک نام اور مقدس کلام کے نور اور برکت سے تو سب کچھ ہو جائے گا۔

یارب از عرفان مرا پیمانہ سرشار دہ ‌ ‌ ‌ ‌ چشم بینا جان آگاہ و دل بیدار دہ
ہر سر موئے حواس من برا ہے می رود ‌ ‌ ‌ ‌ ایں پریشاں سیر را در بزمِ وحدت بار دہ
مدتے گفتارے کردارے کہ کردی مرحمت ‌ ‌ ‌ ‌ روزگارے ہم بمن کردار و بے گفتار دہ
شیوۂ ارباب ہمت نیست جودِ ناتمام ‌ ‌ ‌ ‌ رخصتِ دیدار دادی طاقتِ دیدار دہ

ترجمہ:۔اے اللہ! مجھے عشق و عرفان سے لبریز پیمانہ عطا فرما، مجھے دیکھنے والی آنکھ، باخبر نفس اور بیدار دل عطا فرما۔ میرے حواس کا ہر بال الگ الگ راہوں کا راہی ہے، اس بھٹکے ہوئے راہی کو اپنی بزم وحدت میں باریابی عطا فرما۔ تو نے مجھے گفتار اور کردار مرحمت فرمایا ہے مجھے زیست کا ایسا دور عطا فرما جو کردار اور گفتار کا محتاج نہ ہو، اربابِ ہمت فیاض نامکمل فیاضی نہیں کرتے، تو نے مجھے دیدار کی رخصت عطا فرمائی ہے تو اپنے کرم سے دیدار کی طاقت بھی عطا فرما دے۔

Marfat.com

انسان کائنات کا ماڈل

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے کیوں کہ ہر پھل اپنے درخت کا ماڈل اور نمونہ ہوتا ہے اور ہر پھل میں ایک بہت باریک اور چھوٹا بڑا یا کئی بیج اپنے درخت کے مشابہ ماڈل اور عکس ہوتے ہیں اور ہر بیج تربیت سے بڑھ کر درخت بن جاتا ہے اسی طرح انسانی عنصری جسم بھی تمام کائنات کا خاصہ خلاصہ، نمونہ اور ماڈل اپنے اندر لیے ہوئے ہے اگر وہ زندہ ہو جائے تو اس کے تناور شجر کی شاخیں تمام کائنات میں پھیل جاتی ہیں بلکہ وہ تمام کائنات کی روح اور جانِ جہان بن جاتا ہے۔

انسانی جسم بے شمار خَلیوں سے مرکب ہے جنہیں انگریزی میں سیلز (CELLS) کہتے ہیں اور پھر ہر خَلیہ بجائے خود ایک انسانی ماڈل اور نمونہ ہے اور ہر خلیہ اگر زندہ ہو جائے تو ہر خلیے میں پانچوں انسانی حواس نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے تجربے اور مشاہدے اب دُنیا میں عام طور پر بہت پائے جاتے ہیں کہ بعض لوگوں کی آنکھیں بند کر کے ان پر پٹی باندھ دی جاتی ہے لیکن وہ جسم کے دوسرے حصے مثلاً ماتھے یا کسی دیگر عضو سے دیکھ سکتے ہیں اور بیرونی اشیاء کو محسوس اور معلوم کر لیتے ہیں اسی طرح انسان تمام کائنات کا ایک مکمل ماڈل، نمونہ اور خلیہ ہے اور تمام کائنات کی اشیاء میں اس قسم کی مناسبت، مجانَست اور مُماثلت موجود ہے اور یہی توحید کی بنیاد ہے۔

(الف) جسمِ انسان پر جب ہم غور کرتے ہیں تو اس میں مختلف مناظر نظر آتے ہیں مثلاً (۱) چار ارکان مٹی، ہوا، پانی اور آگ (۲) چار طبائع: یوست، رطوبت، حرارت اور برودت (۳) چار اخلاط بلغم، صفرا، خون اور سودا (۴) نو طبقات: سر، منہ، گردن، سینہ، پیٹھ، کمر، ران، ساق اور پاؤں (۵) ۲۴۸ مختلف ہڈیاں: مختلف ستون (۶) ۵۰۷ پٹھے: رسیاں (۷) آٹھ خزانے اور ان کی مختلف تھیلیاں: نخاع، پھیپھڑے، دل، جگر، تلی، معدہ، انتڑیاں اور گردے (۸) ۳۶۰ راستے اور شارع عام: عروق (۹) ۳۹۰ وریدیں: نہریں (۱۰) سات دروازے: آنکھیں، کان، ناک پستان، منہ اور دو شرمگاہیں۔

Marfat.com

(ب)　جسمِ انسانی ایک انوکھا اور عجیب شہر ہے جس میں مختلف عمال اور پیشہ ور کام کرتے ہیں مثلاً (۱) معدہ: ایک باورچی ہے جو کھانے پکاتا ہے (۲) جگر ایک عطار ہے جو غذا کے جوہر اور عرق بنا رہا ہے (۳) پتہ ایک حکیم ہے جو تیزاب ملا رہا ہے (۴) انتڑیاں، جلد، گردے اور پھیپھڑے، بھنگی اور جاروب کش ہیں جو جسم کے شہر کی گندگی اور گندے مواد فضلے، پسینے، پیشاب اور ہوا کی صورت میں نکال کر جسم کی صفائی کرتے ہیں۔ (۵) جسم میں ایک شعبدہ باز جو چیزوں کو آناً فاناً تبدیل کرتا ہے۔ خوراک کو خون اور خون کو گوشت میں (۶) ایک بھٹا پکانے والا جو ہڈیوں کی اینٹیں پکاتا ہے (۷) ایک جولاہا جو اعصاب اور جھلیاں بُن رہا ہے (۸) ایک درزی جو لباس جسم کے چاک سی رہا ہے۔ یعنی جسم کے زخموں کو مندمل کر رہا ہے (۹) ایک رنگ ساز جو دانتوں اور ہڈیوں کو سفید، بالوں کو سیاہ، خون کو سرخ اور دیگر اجزائے جسم کو طرح طرح کے گوناگوں رنگ چڑھا رہا ہے (۱۰) ایک مصور اور فوٹو گرافر جو ماں کے پیٹ کے پردے اور اندھیرے میں بچے کی تصویر بنا رہا ہے۔ (۱۱) ایک ایک بڑھئی، لوہار، موچی، سنار اور دیگر کاریگر اور پیشہ ور جو عمارتِ جسم کو جوڑتے، اس کی سخت ہڈیوں کے مقام پر چمڑے اور گوشت کے گدیلے سیتے اور اس کو خدوخال اور زیورات حسن و جمال سے آراستہ اور پیراستہ کرتے ہیں۔ وَقِسْ عَلٰی ذَالِکَ

(ج)　جسمِ انسانی ایک چھوٹی کائنات ہے جس میں (۱) زمین: گوشت اور پوست (۲) پہاڑ ہڈیاں (۳) معادن: مخ، جگر، دل، تلی، پتہ اور گردے وغیرہ (۴) سورج اور چاند: دل اور دماغ (۵) ستارے: حواس، قوائے مختلفہ، عقل، متخیلہ، حافظہ وغیرہ (۶) سمندر: پیٹ (۷) دریا اور نہریں رگیں، شریانیں، وریدیں وغیرہ (۸) بدررو: انتڑیاں (۹) جنگل: بال وغیرہ (۱۰) میدان، ماتھا پیٹھ وغیرہ (۱۱) ہوا: تنفّس (۱۲) صبح کی روشنی: خوشی اور مسکراہٹ (۱۳) رات کی تاریکی: غم واندوہ (۱۴) بارش: رونا، آنسو (۱۵) موت: نیند، جہالت (۱۶) حیات: بیداری و علم (۱۷) موسمِ بہار بچپن (۱۸) گرما: جوانی (۱۹) خزاں و سرما: بڑھاپا (۲۰) رَعدوبَرق: غصہ

Marfat.com

(د) انسان میں جملہ حیوانات کیا چرند اور کیا پرند سب جمع ہیں قولہٗ تعالیٰ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ

(الانعام: آیت ۳۸)

ترجمہ:۔ ''اور نہیں ہے کوئی جانور زمین پر اور نہ پرندہ جو دو پروں سے اڑتا ہو مگر تمہاری مثالی صورتیں ہیں''۔

(۱) شیر: بہادری (۲) خرگوش: بزدلی (۳) لومڑی: مکر (۴) بھیڑ: سادہ لوحی (۵) ہرن: تیز خرامی (۶) کچھوا: سستی (۷) اونٹ: اطاعت (۸) چیتا: سرکشی (۹) شتر مرغ: گمراہی (۱۰) بلبل: خوش الحانی (۱۱) گدھا: نکیر الصوتی (۱۲) مرغی: نفع رسانی (۱۳) چوہا: ضرر رسانی (۱۴) گھوڑا: وفا (۱۵) سانپ: مردم آزاری (۱۶) مور: زینت (۱۷) کبوتر: ہوا (۱۸) الو: خود فراموشی اور اسی طرح تمام جانور انسان میں موجود ہیں۔

(ر) نیک اعمال و اوصافِ حمیدہ کی صورت میں انسان میں تمام ملائکہ جمع ہیں اور بد اعمال اور اخلاقِ ذمیمہ کے باعث انسان جملہ شیاطین کا مجموعہ ہے۔

الغرض انسان تمام کائنات کا ایک مکمل ماڈل، نمونہ یا پھل ہے اگر اس کی باقاعدہ پرورش اور تربیت ہو جائے اور کامل امامِ مبین بن جائے تو ساری کائنات اور جو کچھ اس میں ہے سب اس میں ہویدا ہو جاتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ إِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ (یٰسین: آیت ۱۲)

ترجمہ: ''اور ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر لیا ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں''۔

یعنی ہر چیز کو ہم نے ایک کامل انسان میں جمع کر دیا ہے

زمین و آسمان و عرش و کرسی　　　همه در تست تو از که پرسی

ترجمہ:۔ زمین، آسمان، عرش اور کرسی سب تیرے اندر موجود ہیں تم کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو

Marfat.com

ستر ہزار درجات

خالقِ کائنات کی زمین، آسمان، عرش، کرسی بلکہ کل کائنات میں بھی سمائی نہیں ہو سکتی لیکن مومن کے دل میں سما جاتا ہے ایک انسان مشکل سے اس بات کا یقین اور تصور کر سکتا ہے کہ انسان کے اس چھوٹے سے جسم میں اتنی بڑی کائنات آ سکتی ہے لیکن جب ہم آم کی گٹھلی کو دیکھتے ہیں تو بھی بڑی مشکل سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس چھوٹی سی گٹھلی میں سے اتنا اونچا تناور درخت بڑی بڑی ٹہنیوں، شاخوں، پھل اور پتوں وغیرہ سمیت پیدا اور ہویدا ہو سکے گا۔ انسان بغیر تربیت باطنی بالکل ہیچ اور ناچیز ہے اور تربیتِ باطنی اور روحانی پرورش سے بہت بڑی چیز بلکہ سب کچھ بن سکتا ہے اور اس پر قیاس اور اندازہ کرنے سے ہمارے بیان کردہ لطائف یعنی لطیفۂ نفس، قلب روح وسِر وغیرہ کے درمیان اتنے بڑے فرق اور امتیاز کا ہونا بخوبی معلوم ہو جاتا ہے جیسے ایک پھل مثلاً آم کی گٹھلی جب زندہ اور سرسبز ہو جاتی ہے تو اس میں سے ایک شاندار درخت کے علاوہ ہزاروں اس جیسے پھل نکل آتے ہیں اسی طرح انسان کے ناسوتی پھل میں سے جب قلب کا ملکوتی شجر سرسبز ہو کر سر نکالتا ہے تو اس میں سے ہزاروں معنوی انسان پھلوں کی صورت میں پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر نفس کی زبان سے پہلے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کا نام اور کلام پڑھتا تھا تو اب قلب کے ملکوتی جسم کی ستر ہزار زبانوں سے اللہ تعالیٰ کا نام لے گا اور اس کا کلام پڑھے گا۔ لطیفۂ روح اور لطیفۂ سر وغیرہ کو بھی اسی طرح قیاس کر لینا چاہیے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان رات کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے کرتے سو جاتا ہے تو اللہ اس ذاکر کے ذکر سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور وہ ان ساری زبانوں سے ذکر کرتا ہے اور اس کا ثواب اس ذاکر کو ملتا ہے۔ اس حدیث میں اس قسم کے پرندے سے اشارہ لطائف قلب اور ارواح کے ملکوتی اور لاہوتی پرندوں کی طرف ہے یعنی جب کوئی سالک زندہ دل اور زندہ روح **اللّٰہ اللّٰہ** کرتے اور کلام پڑھتے سو جاتا ہے تو سوتے وقت اس کا زبانی ذکر لطیفۂ قلب اور لطیفۂ روح کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اس کا قلب اور روح ذکر اللہ سے اس طرح گویا ہو جاتے ہیں

Marfat.com

کہ اس ذاکر کی باطنی صورت پرندے یا مرغ کی سی ہو جاتی ہے جس کے ستر ہزار سر اور ہر سر میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور وہ باطنی مرغ بلبل ہزار داستان بن کر ستر ہزار زبانوں سے **اللہ اللہ** کرنے لگ جاتا ہے اور اللہ کا کلام پڑھتا ہے بلکہ عارف سالک جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلوک کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے تو تمام کائنات و مافیہا، جن، ملائکہ اور ارواح اس کے ذکر اور دعوت میں شامل ہو جاتی ہیں اور ان سب کا ثواب اس سالک کو ملتا ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت قرآن میں مذکور ہے کہ پہاڑ اور پرندے آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تسبیح میں شریک اور شامل ہو جاتے تھے قولہٗ تعالیٰ

يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ (سبا: آیت ۱۰)

ترجمہ: ''اے پہاڑو (بکمال خوش الحانی) داؤد کے ساتھ تسبیح کرو اور (تم بھی) اے پرندو''۔

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ (الانبیاء: آیت ۷۹)

ترجمہ: ''اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کے لئے مسخر کیا ہوا تھا کہ وہ اس کے ساتھ (ذکر اور) تسبیح میں شریک اور شامل رہتے تھے''۔

اور یہ شمولیت کوئی ڈھکوسلہ یا گپ نہیں ہے کہ کہ اسے گونج وغیرہ سے تعبیر کیا جا سکے یا پرندوں اور پہاڑوں کی زبانِ حال سے حمد و تسبیح سمجھ لی جائے جیسا کہ بعض نفسانی ظاہر بین مفسّروں نے اس کی تعبیر اور توجیہ کی ہے یہ گونج اور زبان حال سے حمد و تسبیح تو ہر انسان کے لئے ہے اس میں صرف داؤد علیہ السلام کی تخصیص اور امتیاز کی کیا ضرورت تھی بلکہ عارفِ کامل کے ساتھ کائنات کی اشیاء کیا جاندار اور کیا بے جان سب کی ذکر میں شمولیت ایک ٹھوس حقیقت ہے استعاروں اور اشاروں کا یہاں کوئی دخل نہیں۔ غرض ہر عارفِ کامل انسان کا جس قدر ظرف وسیع ہوتا ہے اسی قدر زیادہ اس کے ذکر میں طاقت وسعت اور ذاکرین کی شمولیت ہوتی ہے

Marfat.com

داؤد علیہ السلام کے وجود کے ظرف میں اس قدر وسعت تھی کہ اس کی حمد و تسبیح کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی شریک ہو جاتے تھے البتہ اس باطنی ذکر، حمد، تسبیح اور تلاوت وغیرہ کی نوعیت اور کیفیت وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن پر یہ کیفیت وارد ہوتی ہے۔ کور چشم ظاہر بین لوگ اس حقیقت سے بالکل ہی بے خبر ہیں۔

ذوقِ ایں بادہ نیابی بخدا تانہ چشی (حافظ)

ترجمہ:۔ ”لذت اس شراب معرفت کی تجھے اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک تو اسے نہیں چکھے گا“۔

آیات بیّنات

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ سابقہ کے تمام پیغمبروں کو ان کی وسعت اور استعداد کے موافق دو قسم کی آیات اور مُعجزات عطا فرمائے تھے ایک آیاتِ آفاق۔ دوئم آیاتِ انفس قولہٗ تعالیٰ

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

(حٰم السجدہ: آیت ۵۳)

ترجمہ:۔ ”اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں لوگوں کو اپنی آیات اور نشانیاں آفاق اور انفس میں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا معاملہ حق ہے“۔

آفاقی آیات، ظاہری، مادی اور خارجی ہوا کرتی ہیں۔ جسے انگریزی میں آبجیکٹو (OBJECTIVE) کہتے ہیں اور آیاتِ انفس، باطنی، ذہنی اور داخلی ہوتی ہیں جن کو سبجیکٹو (SUBJECTIVE) کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمام آیات اور مُعجزات آفاقی اور خارجی قسم کے تھے اس لئے وہ آپ کے پیروؤں میں منتقل نہ ہو سکے اور آپ کے انتقال فرمانے کے بعد آپ کی وفات کے ساتھ ختم ہو گئے خلاف اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُعجزات آیاتِ انفس کی قسم کے تھے اور وہ آپ کے بعد آپ کی امت کے خاص خاص حواریوں میں منتقل ہوتے رہے چنانچہ آپ علیہ السلام

Marfat.com

کے جانشین بھی آپ کے روحانی اور باطنی کرشمے دکھا دکھا کر دین عیسوی پھیلاتے رہے وہ مجنونوں، لُولے لنگڑوں، جذامیوں اور مادر زاد اندھوں کو ہاتھ سے چھو کر اچھا اور تندرست کر لیا کرتے تھے لیکن جس وقت آپ کی امت میں ان آیاتِ انفس اور روحانی کمالات کے سچے وارث اور جانشین باقی نہ رہے تو باطنی استعداد اور روحانی قابلیت عیسائیوں میں مفقود ہو گئی اور دین کا معاملہ ظاہری خشک کور باطن پادریوں کے ہاتھ میں آ گیا تو انہوں نے لوگوں کو تثلیث اور کفارے کی طفل تسلیوں اور بُھول بھلیوں کے فرضی سبز باغوں میں ڈال دیا یہی حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد علمائے یہود کا تھا کہ ان میں بھی جھوٹے مشائخ اور بے عمل علماء طرح طرح کے حیلے حوالوں سے لوگوں کو لوٹتے رہے۔

انفس وآفاق کا خزانہ

ہمارے جُملہ ظاہری و باطنی علوم وفنون تمام اولین وآخرین پیغمبروں کے صوری ومعنوی کمالات، خوارق معجزات اور ہر دو آیاتِ انفس وآفاق کا خزانہ اور معدن قرآنِ کریم میں موجود ہے اور یہ نبی آخر الزّمان حضرت محمد ﷺ کا قیامت تک ایک دائمی معجزہ جاریہ ہے اور اس کے ظاہری و باطنی کمالات اور فیوضات وبرکات قیامت تک جاری رہیں گے کیوں کہ اس میں سورج کی طرح اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور جلوہ گر ہے جس کو کبھی زوال نہیں آئے گا اور اس میں آفتاب کے سات رنگوں کے مطابق سات مختلف لطائف یعنی لطائفِ نفس، قلب، روح اور سرِ وغیرہ کی زندگی اور تابندگی کے لئے سات بطون کا نور ودیعت ہے تاکہ ہر قسم کا شخص عام، خاص الخاص یا اخص وغیرہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق قیامت تک فیض حاصل کرتا رہے۔ خلاف اس کے دیگر پیغمبروں کے معجزات اور آیات صفاتی نور کی حامل تھیں اور وہ دورِ مدتِ زمان اور وسعتِ مکان کے ساتھ رفتہ رفتہ ختم ہوگئیں۔ ان کی کتابیں بھی ان کے جھوٹے، بے عمل، ریاکار جانشینوں کی دست برد اور لوٹ کھسوٹ سے نہ بچ سکیں اور ان کی بے جا تحریف اور تصرّف کا شکار ہوگئیں حتیٰ کہ ان کے دین اور مذہب کی اصلی صورت ہی مسخ ہوگئی چنانچہ وہ ادیان اور ان کی کتابیں قرآنِ کریم کے نزول کے

Marfat.com

ساتھ منسوخ ہوگئیں اور وہ زبانیں بھی جن میں وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں صفحۂ ہستی سے محو اور مفقود ہوگئیں آفتاب ذات کے طلوع سے نجوم صفات کا غائب ہونا لازمی اور ضروری تھا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ　　　وَکِتَابَہٗ اَقْوٰی وَاَقْوَمُ قِیْلاً

لَاتَذْکُرُوْا کُتُبَ السَّوَالِفِ عِنْدَہٗ　　　طَلَعَ الصَّبَاحُ فَاطْفِئُوْا قِنْدِیْلاً

(امام بوصیری)

ترجمہ:۔ ''اللہ اکبر! محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین اور آپ کی کتاب سب اَدیان اور کتابوں سے زیادہ غالب اور زبردست ذاتی نور کی حامل ہے اس کی موجودگی میں دیگر دینوں اور مذہبوں اور ان کی کتابوں کا نام ہی نہ لو کیوں کہ قرآن اور اسلام کے ذاتی نور کا آفتاب افقِ دُنیا پر طلوع ہوگیا ہے اب شمعیں بجھا دینی چاہئیں ان کی ضرورت مطلق باقی نہیں رہی''۔

غرض محمد مصطفیٰ ﷺ کا قرآن، دین اور نبوت بذاتِ خود آفتاب کی طرح ثابت نمایاں اور تاباں ہے اور کسی غیر کے نور اور دلیل کے محتاج نہیں ہیں۔ ع

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

(رومی)

ترجمہ:۔ ''آفتاب محمدی خود ہی اپنی دلیل اور شناخت ہے''۔

یعنی (محتاج تعارف نہیں)

قرآن کے مختلف مدارج

دین اسلام اور قرآن کریم کا آفتاب دیگر ادیان اور مِلل کے چاند اور ستاروں کو بھی روشن اور ثابت کرنے والا ہے چنانچہ پچھلے پیغمبروں کے اَدیان، ان کی کتابیں، ان کے نام نشانیاں اور مُعجزات کسی طرح ثابت ہی نہیں ہوسکتے جب تک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین اور آپ کے لائے ہوئے قرآن کو پہلے نہ مان لیا جائے، اس علم اور روشنی کے زمانے میں بھی پچھلے زمانے کے نبیوں کے اَدیان، ان کی کتابیں اور مُعجزات تب ہی ثابت ہوسکتے ہیں جب کہ قرآنِ

Marfat.com

کریم ان کی شہادت دے پس دُنیا میں آج صحیح آسمانی کتاب، قرآن اور سچا برحق دین، اسلام ہے جسے ہر منصف مزاج اور سلیم العقل انسان سمجھ سکتا ہے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا ایک نوری غیر مخلوق اور قدیم کلام ہے جس طرح انسان میں سات مختلف لطائف نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ اور انا بالقوہ لپٹے ہوئے موجود ہیں اسی طرح قرآنِ کریم کے بھی سات بطون ہیں انسان کا ہر لطیفہ قرآن کے ہر بطن سے مراتب بمراتب استفادہ کرتا، اسلام، ایمان، ایقان، عرفان، قرب، فنا اور بقا کے مدارج پر فائز ہوتا ہوا ناسوت ملکوت، جبروت، لاہوت، ہاہوت، اور ہُوِیَّت کے مقامات تک پہنچتا ہے اور اگلا اعلیٰ درجہ، مرتبہ اور مقام میں اپنے پہلے ادنیٰ درجے سے مقام، ثواب، برکت، فیض اور سعادت میں ستر ہزار گنا بڑھ کر ہے اور یہ ستر ہزار کی تعداد محض مبالغہ، ڈھکوسلہ یا تخمینہ ہرگز نہیں ہے بلکہ صحیح اندازہ اور ٹھوس حقیقت ہے قرآن پڑھنے کے لئے مختلف جسم، الگ زبانیں اور علیحدہ طور طریقے ہیں چنانچہ اگر قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانا جائے تو یہ ماننا بھی لازم آئے گا کہ قرآن کا ایک پڑھنا وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بے کام، بے زبان اپنی قدیم قدرت سے پڑھا، پڑھا جا رہا ہے اور ہمیشہ پڑھا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۞ (القیامۃ: آیت ۱۸)

ترجمہ: ''جب ہم اسے پڑھیں تو تو اے نبی ﷺ اس کی تبع میں قرآن پڑھ''۔

دوسری صورت قرات کی وہ ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے پڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب اور دل پر بطور القا نازل فرمایا۔ قولہٗ تعالیٰ

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۞ (البقرۃ: آیت ۹۸)

ترجمہ: ''جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو بے شک اللہ دشمن ہے کافروں کا''۔

Marfat.com

تیسری صورت دعوتِ قرآن کی وہ ہے جسے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سات لطائف کے پاک اجسام اور سات قسم کی پاک زبانوں سے تلاوت فرمایا ہر زبان سے پڑھنے کا ثواب برکات اور فیوضات الگ الگ ہیں اور یہ فیوضات اور برکات آپ کے بعد آپ کی امت میں بھی بطور وراثت اور نیابت منتقل ہوتی چلی آئی ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۝ (الحجر: آیت ۸۷)

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن''۔

قرآن مجید کے مختلف شان نزول

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرآن پڑھنے کی ایک تو وہ تلاوت تھی جو آپ ﷺ ظاہری زبان سے وقتاً فوقتاً تئیس سال کے عرصے میں حسب موقع و شانِ نزول صحابہ کرام کو تھوڑا تھوڑا سناتے رہے اور کتابی صورت میں لکھواتے رہے اور دوسری دعوتِ قرآن کی وہ صورت ہے جسے آپ ﷺ زبانِ نفس سے پڑھتے اور اس پڑھنے پر جنّات حاضر ہو کر قرآن سن کر اسلام لائے اور آپ ﷺ کے مطیع اور منقاد ہوئے اور ایک خاص الخاص صورت دعوتِ قرآن کی وہ ہے جو آپ ﷺ نے زبان قلب و زبان روح سے پڑھی اور جس کی دعوت پر ملائکہ اور ارواح کا نزول ہوتا رہا ہے۔۔ قرآنی دعوت کی یہ صورت آپ ﷺ پر ماہِ رمضان کی لیلۃ القدر میں وارد ہوئی۔ قرآن پڑھنے کی یہ شان اب بھی موجود ہے لیکن دعوتِ قرآن کی یہ شان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ظاہری و باطنی تام متابعت، آپ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کے ہمدم، ہمقدم، ہم جسم، ہم جان و ہم زبان ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ خالی رمضان کے آخری عشرے کی کسی معیّن اور مخصوص رات کے زمان اور مکان میں منحصر اور مقیّد نہیں ہے کہ ہر خاص و عام آدمی اس رات خالی جاگنے یا زبانی ذکر کرنے سے اسے پا سکے۔ لیلۃ القدر کی اس ممتاز اور مخصوص برکت اور سعادت کے حصول کے لئے کئی سادہ لوح بیچارے ساری ساری رات جاگتے گزار دیتے ہیں لیکن انہیں اس برکت اور

Marfat.com

سعادت کی ایک تھوڑی سی جھلک بھی نظر نہیں آتی اور آخر اسی پر اکتفا کر لیتے ہیں کہ چلو آخرت میں ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ثواب تو ملے گا۔ ہم اب اس جگہ قرآن کی اس خاص دعوت تلاوت اور لیلۃ القدر کی برکت کی صحیح توجیہ اور فلاسفی بیان کرتے ہیں جو آج تک ایک رازِ سربستہ کی طرح مخفی چلی آئی ہے اور ہم سے پہلے کسی نے آج تک اسے بیان نہیں کیا۔ دانا سلیم العقل اور حق شناس اسے سن کر خوش وقت اور محظوظ ہوں گے اور اس کی دلی داد دیں گے لیکن حاسد کور چشم، خشک مزاج اشخاص پھر بھی اس طرح ناک بھوں چڑھائیں گے اور چون وچرا کریں گے جس طرح ہر نئی عجیب بات پر یہ لوگ کرتے ہیں خواہ وہ عین حقیقت اور کمال صحت پر ہی مبنی کیوں نہ ہو۔ حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے پاس جب غارِ حرا میں پہلی دفعہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا اِقْرَاْ یعنی قرآن پڑھ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ (بخاری) ''میں پڑھنے والا نہیں ہوں''۔ میں کیا پڑھوں تو اس کے بعد جبرائیل نے آپ ﷺ کو تین دفعہ سینے سے لگایا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''ہر دفعہ جبرائیل علیہ السلام کے دبانے سے مجھ پر اس قدر سخت ثقیل اور بھاری دباؤ محسوس ہوتا تھا کہ زمین اور آسمان مجھ پر تاریک ہو جاتے تھے آخر جب تیسری دفعہ جبرائیل علیہ السلام نے سینے سے دباتے ہوئے کہا اِقْرَاْ تو اس وقت جبرائیل علیہ السلام کی قرأت کے ساتھ ساتھ میری زبان پر قرآن کی سورۃ اقراء جاری ہوئی''

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ (العلق: آیت ۱)

پڑھ (اے محمد ﷺ) اپنے اس رب کے اسم کی برکت سے جس نے مخلوق کو پیدا کیا

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (العلق: آیت ۲) ''انسان کو پیدا کیا منی اور منجمد خون سے'' یہ تھا خاص وقت جبرائیل امین کی تلقین اسم اللہ ذات کا، کیوں کہ اسم اللہ ذات شجر قرآن کے لئے مثل تخم اور پھل کے ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سینے سے تین دفعہ لگاتے ہوئے اسم اللہ ذات آپ ﷺ کے سینے میں منتقل کر دیا اور وہ تخم قرآنی شجر بن کر پھوٹنے لگا تو آپ کی زبان پر قرآن جاری ہو گیا لیکن قرآن کی عظمت اور ثقالت سے آپ ﷺ بے تاب ہو گئے اور جس وقت آپ اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ (بخاری)

Marfat.com

مجھ پر گودڑی ڈال دو کیوں کہ ہمیشہ سے یہ قاعدہ ہے کہ جب نور اور روشنی کی شدت سے انسان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں تو وہ اس شدت کو روکنے کے لئے کسی حجاب اور پردے کی آڑ لیتا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا اور اسی گودڑی کے حجاب اور پردے کے سبب آپ ﷺ کو دوسری دفعہ مزمل کے خطاب سے مخاطب فرمایا

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ (المزمل: آیت ۴-۱)

ترجمہ: ''اے چادر لپیٹنے والے (محبوب) رات کو (نماز میں) قیام فرمائیں مگر تھوڑی رات آدھی رات یا اس سے کم کر دیں یا اس پر کچھ بڑھا دیں اور قرآن (حسبِ عادت) خوب صاف صاف پڑھیں''۔

یعنی نورِ قرآن کی شدت اور ثقالت کو گودڑی کے حجاب سے ڈھانپنے اور روکنے والے! رات کو تھوڑا سا اٹھا کر۔ تقریباً آدھی رات یا اس سے کم یا زیادہ جاگ کر، اور سج سج قرآن پڑھا کر۔ اور اسی سورت میں آگے ہے

فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ (المزمل: آیت ۲۰)

ترجمہ: ''تھوڑا سا قرآن جس کا پڑھنا تم پر آسان ہو پڑھا کرو''۔

یہ قرآن کو آسانی سے اور تھوڑا پڑھنے کی تلقین ہے جو انسان اس ناسوتی زبان سے ہر رات تہجد میں حسبِ توفیق آدھی رات، اس سے کم یا زیادہ جاگ کر پڑھتا ہے اور یہ عام راتوں کا ذکر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک خاص رات کا ذکر بھی قرآن میں فرمایا ہے جس کا نام لیلۃ القدر ہے جس میں تمام قرآن یکدم نازل ہوا اور وہ عالمِ ناسوت کی وہ رات ہے جس میں قلب اور روح کا ملکوتی اور روحانی مزمل جب نفس اور جسم عنصری کی گودڑی اتار کر زبانِ قلب اور روح سے قرآن پڑھتا ہے تو قرآن کا نور، ملکوتی اور روحانی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے اور وہ نور ملائکہ اور ارواح کی غذا بنتا ہے اور ملائکہ اور ارواح اس قرآنی نور سے پُر اور مملو قلب پر اس طرح گرتی ہیں جس طرح

Marfat.com

شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیاں گرتی اور غذا حاصل کرتی ہیں یہی وہ شانِ قرآن ہے جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا "میرے قرآن کے نزول کی ایک شان ایسی ہے کہ اس کے نزول کے وقت مجھے ایسی آواز سنائی دیتی ہے جیسی کہ بے شمار شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز ہوتی ہے" یہ نزول قرآنِ کریم لیلتہ القدر کا ہے جس کی دعوت اور قرأت پر ملائکہ اور ارواح نازل اور حاضر ہوتی ہیں اور ایک رات کا رتبہ اور درجہ ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔ قولہ تعالیٰ

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ (القدر: آیت ۱-۴)

ترجمہ: "بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا اور آپ کیا سمجھے شبِ قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور جبریل اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں"۔

یعنی ہم نے تمام قرآن کو اپنے نبی ﷺ کے دل پر لیلتہ القدر یعنی عزت والی رات میں نازل کیا۔ اے ظاہر بین کم فہم نفسانی آدمی! تو لیلتہ القدر کی قدر و منزلت اور عزت کیا جانے؟ لیلتہ القدر تو ہزار مہینوں سے ثواب اور درجے میں بڑھ کر ہے کیوں کہ اس قرأت اور دعوت قرآن کے وقت آسمان سے ملائکہ اور ارواح اللہ تعالیٰ کے امر سے نازل ہوتی ہیں۔

قرآن کے عام طور پر ظاہر جسم اور ظاہر زبان سے پڑھنے کا طریقہ وہ ہے جس کا ذکر سورہ مزمل میں آیا ہے لیکن قرآن کی خاص قرأت اور شان نزول وہ ہے جس کا ذکر سورہ القدر میں آیا ہے کہ جب عارف سالک نفس اور جسم عنصری کی گودڑی اتار کر زبانِ قلب اور روح سے قرآن پڑھتا ہے اور اس خاص قرأت قرآن کا ثواب اور درجہ عام قرات قرآن سے ستر ہزار گنا ہے یعنی عام قرأت میں آدھی رات کا پڑھنا ہے اور خاص رات کا پڑھنا ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے۔ ہر مہینے کی تیس راتیں ہوتی ہیں اور ہزار مہینے کی تیس ہزار راتیں بن گئیں اور آدھی راتیں ساٹھ ہزار ہوئیں

Marfat.com

یعنی ۲x۳۰x۱۰۰۰=۶۰۰۰۰ لیکن عام قرأت میں چونکہ نصف رات سے کچھ کم پڑھنے کا ذکر بھی ہے اور ساتھ ہی خاص (رات) لیلتہ القدر ہزار ماہ سے کچھ بڑھ کر ہے اس لئے یہ تعداد ساٹھ ہزار سے بڑھ کر ستر ہزار ہو جاتی ہے اور زبانِ قلب سے پڑھنے کا درجہ اور ثواب عام ظاہری نفس کی زبان سے پڑھنے کے ثواب کا ستر ہزار گنا بن جاتا ہے۔ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ۔

کوثر چکد از لبم باین تشنہ لبی　　　　خاور دمد از شبم بایں تیرہ شبی

اے دوست ادب کہ در حریم دلِ ماست　　　　شاہنشۂ انبیاء رسولِ (ﷺ) عربی

(گرامی جالندہری)

ترجمہ:۔ ’’عشق ومحبت کی پیاس کے باوصف میرے ہونٹوں سے کوثر کی بوندیں ٹپکتی ہیں، میری تاریک راتوں سے سورج کی کرنیں پھوٹتی ہیں اے دوست ادب سے کام لے ہمارے دل کی چار دیواری میں انبیائے کرام کے شہنشاہ رسول عربی تشریف رکھتے ہیں‘‘۔

خوش نصیب ہیں اللہ تعالیٰ کے خاص، چیدہ، برگزیدہ اور صاحبِ قدر لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پاک نام، مقدس کلام اور عزیز وقت کی قدر جانتے ہیں کیوں کہ ایسے عارفوں اور خلیلوں کو اللہ تعالیٰ ربِ جلیل خَلوت کی ایسی خاص قدر کی رات مرحمت فرما دیتا ہے جس میں انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں کی گئیں تمام جسمانی اور بدنی محنتوں اور ریاضتوں کا پھل مل جاتا ہے۔ ان کا سینہ اپنے نور سے کھول دیتا ہے اور ان کا مجاہدہ، مشاہدہ سے اور ریاضت، راز سے بدل دیتا ہے یعنی ان کا دل اپنے نور سے زندہ کر دیتا ہے اور تن بدن اور نفس محنت مشقت کی بیگار سے چھوٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ سے فرماتا ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ (الم نشرح: آیت ۱-۴)

ترجمہ: ’’اے محبوب کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا (مبارک) سینہ (علم وحکمت اور نورِ معرفت کے لئے) کشادہ نہ فرمایا اور آپ سے آپ (کی امت کے غم) کا وہ بوجھ اتار لیا جس نے آپ کی پشت (مبارک) کو گراں بار کر رکھا تھا اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا‘‘۔

Marfat.com

یعنی اے میرے نبی ﷺ! کیا نہیں کھولا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ اور اٹھالیا ہے آپ ﷺ سے ریاضت اور مجاہدے کا وہ بوجھ، جو آپ ﷺ کی پیٹھ اور کمر کو توڑتا تھا اور آپ ﷺ کا ذکر اور نام ہم نے بلند کر دیا ہے۔

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ (الم نشرح: آیت ۸،۷)

ترجمہ: ''تو جب آپ (تبلیغِ رسالت کے کاموں سے) فارغ ہوں تو (عبادت و ریاضت میں) محنت فرمائیں اور (صرف) اپنے رب کی طرف راغب رہیں''۔

یعنی جب آپ ﷺ دنیوی اور ملکی معاملات سے فارغ ہو لیا کریں تو بس میری طرف مائل، متوجہ اور میرے مشاہدے میں غرق اور محو ہو جایا کریں۔

ہر عارف سالک کو ضرور اس کی زندگی میں ایسی رحمت کی رات پیش آتی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے مجاہدوں اور ریاضتوں کی قدر اور عزت کرتا ہے اور محنت اور ریاضت کے اندازے کے موافق اسے اپنے نور سے زندہ اور منور کر کے اپنے انعام اور اکرام سے مالا مال فرما دیتا ہے پس وہ خاص رات اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے اور اس کی پچھلی ریاضتوں کی عام راتوں سے قدر اور منزلت میں ستر ہزار گنا بڑھ کر ہوتی ہے۔

اے شیخ چو جوئی شبِ قدر ار تو بدانی ہر شب شبِ قدر است اگر قدر بدانی
(حافظ)

ترجمہ:- اے زاہد تو شبِ قدر کی تلاش میں کیوں ہے اگر تجھے کچھ خبر ہے
تو ہر شب، شبِ قدر ہے اگر تجھے شب کی قدر دانی آ جائے

عام مُردہ دِل نفسانی آدمی جسے اللہ تعالیٰ کے نام، کلام اور عزیز وقت کی قدر و قیمت معلوم نہیں ایسی رات ہرگز نہیں پا سکتا ایسے بے قدر اور مفت خورے لوگ عموماً اپنی کسی نفسانی اور دنیوی حاجت کے لئے ماہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ساری رات آنکھیں پھاڑتے اور جمائیاں لیتے گزار دیتے ہیں لیکن انہیں نہ تو کچھ نظر آتا ہے اور نہ ان کی حاجت پوری ہوتی ہے۔

Marfat.com

یہی حال اسم اعظم کا ہے کہ یہی اسم اللہ ذات اسم اعظم ہے اگر وہ طاہر جسم اور پاک زبان سے ادا ہو تو اس سے ہر حاجت پوری ہوتی ہے لیکن نفسانی مُردہ دِل آدمی جسے اللہ کے نام اور کلام کی عظمت اور قدر و منزلت معلوم نہیں اس کے لئے اسم ذات اور اسم اعظم بے قدر اور بے سود ہے

اسم اللہ بس گراں است بے بہا　　　　ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ ﷺ

(رومی)

ترجمہ:۔ ''اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک انمول ہے اس کی حقیقت سے مصطفیٰ علیہ السلام ہی واقف ہیں''۔

یعنی لفظِ اللہ اسم اعظم ہے جو بے بہا عظمت رکھتا ہے۔ اس حقیقت سے آپ ﷺ آشنا اور آگاہی دہندہ ہیں۔

بے قدری اور بے حرمتی

افسوس! ہم نے اپنی پاک آسمانی کتاب قرآن کریم کی کوئی قدر نہیں کی اور نہ اس کی چھپائی پر کوئی کنٹرول اور پابندی رکھی۔ غیر مذاہب والے خصوصاً ہمارے دین کے دشمن قرآن کی چھپائی اور خرید و فروخت کے وقت جو بے ادبی چاہیں اللہ کی اس مقدس پاک کتاب کی ہماری آنکھوں کے سامنے کرتے رہتے ہیں لیکن ہم برا نہیں مانتے۔ قرآن کریم کے اوراق چوراہوں بازاروں، گلیوں اور کوچوں میں اپنے پاؤں کے نیچے روندے جاتے، پائمال ہوتے اور ٹٹیوں پاخانوں میں پڑے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن ہمیں اس بے ادبی کے انسداد کا خیال تک نہیں آتا آنکھیں پھیر کر گزر جاتے ہیں۔ دُنیا کے ہر کام محکمے، فن اور شعبے کی حفاظت اور ترقی کے لئے مختلف کمیٹیاں اور یونینیں قائم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی اس پاک مُقدس کتاب کی حفاظت، اشاعت اور حمایت کے لئے آج تک کوئی باقاعدہ کمیٹی دیکھنے میں نہیں آئی کہ جو اس کی عزت اور توقیر کو جس طرح کہ اس کا حق ہے دشمنانِ دین کی بے ادبیوں اور دست بُرد سے محفوظ رکھے اور اس کی چھپائی اور خرید و فروخت پر کنٹرول اور پابندی قائم کرے۔ ہم سے تو سکھ ہزار درجے اچھے ہیں جنہوں نے اپنے گورونانک صاحب کی تصنیف گورو گرنتھ کی اس قدر بے حد عزت اور توقیر قائم کر رکھی ہے کہ جب وہ کبھی اپنے گرنتھ صاحب کو بڑی دھوم دھام سے کسی گلی کوچے سے اٹھائے ہوئے گزرتے

Marfat.com

ہیں تو ساتھ ساتھ گھنٹے بجاتے، پرشاد بانٹتے، خیرات کرتے اور عام لوگوں، بے ادبی کرنے والے ناپاک جانوروں اور نجس چیزوں کو راستے سے ہٹاتے اور خوشبوئیں جلاتے ہوئے چلتے ہیں ہم مسلمانوں کو ان گورو کے چیلوں کے سامنے شرم کے مارے ڈوب کر مر جانا چاہیے لیکن اس کے برعکس ہیں ہم مسلمان ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں قرآن کو ذلیل اور رسوا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے کلام میں ہمارے حق میں فرما چکا ہے

کِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (البقرۃ: آیت ۱۰۱)

ترجمہ: ''ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے گویا کہ وہ اسے جانتے بھی نہیں''۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے یہی قرآن ہماری شکایت کر کے ہژدہ ہزار عالم میں ہمیں ذلیل اور رسوا کرے گا۔

روزِ محشر از شُما قرآں شکایت می کند

من چہ کردم باشُما ایں مثل خوارم کردہ اید — پیش ہر لا مذہبے بے اعتبارم کردہ اید
درمیانِ کوچہ باگردو غُبارم کردہ اید — ہیچ کس با مُصحفِ خود ایں اہانت می کند؟

روزِ محشر از شما قرآں شکایت می کند

ہیچ توراتے شدہ پیش یہوداں مثلِ من؟ — ہیچ اِنجیلے بخاک اُفتادہ غلطاں مثلِ من؟
ہیچ ژندے گشتہ پامالِ مجوساں مثلِ من؟ — ہیچ ہندو ایں چنیں ظلم و فضاحت می کند؟

روزِ محشر از شما قرآں شکایت می کند

آخر ایں قرآں ہمہ وحیِ خدائے اکبر است — آخر ایں آیاتِ روشن معجزِ پیغمبر است
ایں کلام اللہ امانت از رسولِ اطہر است — ہیچ کافر با امانت ایں خیانت می کند؟

روزِ محشر از شما قرآں شکایت می کند

من کلامِ روح بخشِ کبریائے بودہ ام — معجزِ پیغمبر الہامِ خدائے بودہ ام
من کجا اے قوم اسبابِ گدائے بودہ ام — ہر کسے احکامِ دینی را رعایت می کند

Marfat.com

ترجمہ

قیامت کے دن قرآن کریم تمہاری شکایت کریگا کہ

''میں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی کہ تم نے مجھے اس طرح ذلیل وخوار کیا، تم نے مجھے ہر بد مذہب کے سامنے بے اعتبار کیا، کوچہ و بازار میں مجھے گرد و غبار بنایا کیا کوئی شخص اپنے مصحف کی ایسی اہانت کرتا ہے''۔

قیامت کے دن قرآن کریم تمہاری شکایت کریگا کہ

''کیا یہودی توَرات کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں، کیا کوئی انجیل میری طرح خاک افتادہ ہے؟ کیا کسی مجوسی نے اپنی ژند کو یوں پامال کیا ہے؟ کیا کسی ہندو نے اپنی مقدس کتاب کے ساتھ ایسا ستم کیا ہے''۔

قیامت کے دن قرآن کریم تمہاری شکایت کریگا کہ

''یہ قرآن تو تمام تر عظیم القدر اللہ کی وحی ہے یہ قرآن تو پیغمبر علیہ السلام کے معجزات کی روشن دلیل ہے، یہ کلام الٰہی طیب و طاہر رسول ﷺ کی امانت ہے کیا کوئی کافر بھی امانت کے ساتھ ایسی خیانت کرتا ہے''۔

قیامت کے دن قرآن کریم تمہاری شکایت کریگا کہ

''میں تو اللہ تعالٰی کا روح پرور کلام ہوں، پیغمبر کا معجزہ، اللہ کا الہام ہوں اے لوگو! میں بھیک اور بھکاریوں کا سامان تو نہیں ہوں، ہر شخص اپنے دینی احکام کی رعایت کرتا ہے''۔

Marfat.com

اعتراضات کے جوابات

مغرب کے اکثر علمائے مُستشرِقین اور ان کے تتبع میں ہمارے مغرب زدہ علمائے مادِیّین قرآن پر اعتراض کرتے ہیں کہ بے ربط کلام ہے یعنی قرآن میں مضامین ترتیب وار اور تفصیل سے نہیں۔ ایک مضمون ابھی ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا ہے جس کا پچھلے مضمون سے کچھ ربط اور تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح پرانے زمانے کے کفار قرآن کو اَساطِیر الاوّلین یعنی پچھلے لوگوں کے فرضی قصے، کہانیاں کہہ کر جھٹلاتے تھے بعض یورپین علماء قرآن پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ قرآن میں اکثر دُور از عقل اور فوق الفطرت باتیں درج ہیں جنہیں عقل باور نہیں کر سکتی۔ اکثر عقل سے بعید خوارق اور مُعجزات کا ذکر ہے جن کی کوئی توجیہہ نہیں کی جا سکتی۔ بھلا وہ اللہ تعالیٰ کی غیر مخلوق کلام ہی کیا ہے جسے ہر انسان پہلی دفعہ سمجھ لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر: آیت ۱۷)

ترجمہ: ''ہم نے قرآن (خالی پڑھنے اور) یاد کرنے کے لئے (تو) آسان کر دیا ہے لیکن کیا کوئی اس کے سمجھنے والا بھی ہے؟''۔

قرآن کریم کے جملہ مُعارف و اسرار تمام دَقائق و نکات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ (ال عمران: ۷)

ترجمہ: ''اور ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

یا جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بے واسطہ بذریعہ علم لَدُنی القاء کرے، مادی اور زبانی علم والے اپنی عقل اور فہم کے مطابق سطحی طور پر قرآن کے ظاہری معانی سے بہرہ حاصل کرتے ہیں لیکن جس طرح قرآن کے ایک دوسرے سے بالا سات مختلف بطون ہیں اسی طرح اس کے ہر بطن کے الگ الگ معنی المعنی اور تفسیر التفاسیر ہے قرآنِ کریم کے خاص حقیقی معانی کو

Marfat.com

مادی عقل والے نہیں پہنچ سکتے۔اس واسطے ایسے لوگوں کو قرآن کے سمجھنے میں دشواریاں، شکوک اور شبہات پیدا ہونے لازمی ہیں اور انہیں قرآن بے ربط، خشک، فرسودہ اور دوراز عقل کلام معلوم ہوتا ہے۔مادی دماغ والا نفسانی آدمی قرآن کی تلاوت سے بہت جلدی اکتا جاتا ہے اور اس کے سمجھنے میں ہر جگہ شکوک اور شبہات کی ٹھوکریں کھاتا ہے، نفسانی کورچشم آدمی یا تو قرآن سے بیزار اور بے یقین ہو کر اس کی تلاوت چھوڑ دیتا ہے یا اسے اپنے مادی دماغ سے تطبیق دینے کے لئے اس کی دوراز عقل، ناروا اور کفر انگیز تاویلوں پر اکتفا کرتا ہے۔ہم اس جگہ قرآن کریم کی چند آیتوں کی تفسیر ناظرین کی دلچسپی کے لئے بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں جس سے بعض حقیقت شناس اولوالالباب اصحاب کو قرآن کے فوق الفطرت، بہت بلند و بالا اندازِ بیان وطرزِ تحریر اور مخفی پوشیدہ معنی المعانی اور تفسیر التفاسیر کا شمہ بھر علم ہو جائے گا۔

ایک دفعہ ایک نامی گرامی ہفتہ وار رسالہ اس فقیر کی نظر سے گزرا جس کے ایڈیٹر ایک بڑے علامہ تھے کسی بزرگ نے ان ایڈیٹر صاحب کو لکھا تھا کہ اس نے قرآن کے متعدد اشکال جمع کیے ہیں اور مختلف تفاسیر میں ان کے حل اور تاویلات تلاش کی ہیں ان میں اکثر اشکالات کے کسی قدر حل اور تاویلیں حاصل ہو گئی ہیں لیکن ایک کے حل کے لئے بے شمار تفاسیر چھان ماریں اور بہت علماء اور فضلاء سے بھی اس کا حل دریافت کیا لیکن کہیں سے بھی تسلی اور تشفی نہیں ہوئی اور وہ ابھی تک اسی طرح لاینحل ہے۔اس نے اخبار کے ایڈیٹر صاحب کو لکھا تھا کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے زورِ علم اور قوتِ قلم سے اگر اس پر روشنی ڈال کر حل فرمادیں تو بڑی نوازش ہو چنانچہ علامہ صاحب نے بھی اس کی طول طویل اور دوراز مطلب تاویل کرتے ہوئے ایک مقالہ اپنے پرچہ میں سپردِ قلم فرمایا جس سے کوئی مطلب نہیں نکلتا تھا کیوں کہ وہ اشکال ظاہری کتابی علم کے دائرے سے بالاتر تھا جب اس پرچے میں وہ اشکال اور اس کا حل اس فقیر کی نظر سے گزرا تو واقعی وہ ایک نہایت پیچیدہ اور اَدَق معمہ معلوم ہوا چونکہ اس سے قرآن کی صداقت اور ایک پیغمبر کے علم پر حرف آتا تھا اس واسطے اس فقیر کو ایک گونہ ذہنی اور دماغی کوفت اور تکلیف لاحق ہوئی اور اس پر تقریباً آدھا گھنٹہ

Marfat.com

غور کرتا رہا آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور غیبی تائید سے اس کا حل اس فقیر پر منکشف فرمادیا جسے آج اتفاق سے اس کتاب میں درج کر رہا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے مناظرے کا بیان

یہ قرآن کریم میں اس مناظرے کے متعلق ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان واقع ہوا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ　(البقرۃ: آیت ۲۵۸)

ترجمہ: ''(اے محبوب) کیا آپ نے اس شخص کو نہ دیکھا جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس (غرور کی بناء) پر کہ اللہ نے اسے سلطنت دی۔ جب ابراہیم نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اس نے کہا میں جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم نے فرمایا بے شک اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو اس کو مغرب سے لے آ تو بدحواس ہو کر عاجز ہو گیا کافر۔ اور اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظلم کرنے والے لوگوں کو''۔

یعنی اے میرے نبی ﷺ! آیا تو نے خیال نہیں کیا۔ اس شخص نمرود کی طرف جس نے مناظرہ اور جھگڑا کیا ابراہیم کے ساتھ اس کے رب کے متعلق جس پر ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو لوگوں کو پیدا کرتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا کہ میں بھی لوگوں کو پیدا کرتا اور مارتا ہوں اس پر ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو مشرق سے سورج نکالتا ہے اگر تو رب ہے تو تو اسے مغرب سے نکال کر دکھا اس پر وہ کافر حیران اور لاجواب ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا

Marfat.com

نمرود بابل کا بڑا سرکش اور مغرور بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اور لوگوں کو اس عقیدے، اپنی پرستش اور عبادت پر مجبور کرتا تھا ابراہیم علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اور لوگوں کو اُس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید کی تلقین اور تعلیم فرماتے تھے اس لئے جب نمرود مردود کو آپ علیہ السلام کی اس مخالفانہ دعوت کا پتہ لگا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حاضر ہونے کا فرمان جاری کیا اور جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے دربار میں حاضر ہوئے تو نمرود اور آپ علیہ السلام کے درمیان اس وقت یہ مکالمہ اور مناظرہ ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختصر الفاظ میں اوپر بیان فرمایا ہے، نمرود نے اپنی طاقت اور بادشاہی کے گھمنڈ میں ایسا ہی خدائی کا دعویٰ کیا ہوا تھا جیسا کہ فرعون کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ (النّٰزِعٰت: آیت ۲۴) ''فرعون نے لوگوں کو کہا کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں''

چنانچہ آج بھی اس علم اور روشنی کے زمانے میں بادشاہ پرستی کی رسم چلی آتی ہے جاپان کے لوگ اپنے بادشاہ کو معبود اور خدا تصور کرتے ہیں اور ہندو اجودھیا کے راجہ دسرتھ کے بیٹے مہاراجہ رام چندر جی کی پرستش کرتے ہیں اور پرانے جہالت اور تاریکی کے زمانے میں جب کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا بادشاہ پرستی کا عقیدہ لوگوں میں بہت ہی زیادہ راسخ تھا۔ خود بادشاہ کے دل میں بھی اپنی بشری کمزوریوں کے باوجود خدائی کا جنون اور مالیخولیا لوگوں کی بے جا خوشامد، کمالِ تعظیم اور سجدہ وسجود کے سبب پوری طرح جاگزیں رہتا تھا اور وہ خیال کرتا تھا کہ وہ سچ مچ لوگوں کا رب، خالق اور مالک ہے۔ بعض بے وقوفوں کے سر پر تو یہ بھوت اس بُری طرح سوار ہو جاتا ہے کہ تھوڑی سی علمی لیاقت اور تحریری سلاست کے گھمنڈ پر پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں چونکہ ہر انسان کے نفس میں خود پسندی کا مادہ فطرتاً کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے اس لئے تھوڑے سے اقتدار اور اختیار پر فرعون کی طرح کوسِ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ (النّٰزِعٰت: آیت ۲۴) بجانے لگ جاتا ہے

Marfat.com

نفسِ مارا کمتر از فرعون نیست　　لیک او را عون مارا عون نیست

(رومی)

ترجمہ:۔ ہمارا نفس بھی فرعون کے نفس سے کم نہیں ہے لیکن وہ بااختیار تھا ہم بے اختیار ہیں۔

میں نے خود ایک شخص کو دیکھا جو مطلق جہل مرکب اور کور باطن تھا لیکن اپنے آپ کو امام مہدی اور غوثِ زماں بتاتا تھا کیوں کہ چند بیوقوف اس کے اس دعوے کو مانتے تھے اور اس کی حد سے زیادہ عزت اور احترام کرتے تھے۔ میں نے ایک دن پوچھا خدا کے لئے میاں! ''یہ تو بتا تو نے کبھی باطن میں یا بظاہر کوئی جن فرشتہ، روحانی یا کم از کم شیطان ہی ساری عمر میں دیکھا ہے''۔ چونکہ وہ اندھا تھا کہنے لگا ''میں اپنے آپ میں مست اور بیخود ہوں اس لئے اگرچہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا لیکن میں سب کچھ ہوں اور مجھے عنقریب سب کچھ نظر آجائے گا''۔ اس قسم کا جنون اور مالیخولیا انسان کا فطرتی مرض ہے اور وہ اندر سے پھوٹ پڑتا ہے اسی لئے باطنی طور پر بہت تہی دست بے نوا اور نکھے آدمی اس قسم کے بیہودہ دعوے کرتے ہیں اور دنیا میں چونکہ بے وقوفوں کی کوئی کمی نہیں وہ ان جھوٹے فرضی دعووں سے کچھ نہ کچھ بن ہی بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسی خود پسندی سے منع فرماتا ہے۔ قولہ تعالیٰ

فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾ (النجم: آیت ۳۲)

ترجمہ: ''اپنے آپ کو پاک ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو وہ متقی اور پرہیز گار کو خوب جانتا ہے''۔

غرض خود پسندی بڑا بھاری کفر ہے۔ نمرود نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا ہوا تھا اسے سچ مچ یہ وہم ہو گیا تھا کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے حکم اور ارادے کے تحت ہو رہا ہے گو وہ ان سے بے خبر ہو۔ لہٰذا نمرود مردود نے اسی گھمنڈ اور غرور کے نشے میں ابراہیم علیہ السلام سے کہا ''میں تو اپنی تمام مخلوق کا مالک، مربی اور خدا ہوں اور تو میری خدائی کو کیوں نہیں مانتا تو ذرا بتا تو سہی کہ میرے سوا تیرا رب کون ہے؟'' اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ

Marfat.com

''میرا رب وہ ہے جو لوگوں کو پیدا کرتا اور مارتا ہے''۔ اس پر نمرود نے کہا ''میں ہی تو مارتا اور جلاتا ہوں''۔ اس موقع پر تمام اہل تفاسیر نے یہ کمزور تاویل کی ہے کہ نمرود نے لوگوں کو پیدا کرنے اور مارنے کے ثبوت میں یہ عمل پیش کیا کہ وہ ایک زندہ آدمی کو مار ڈالتا ہے اور ایک واجب القتل کو چھوڑ دیتا ہے یعنی زندہ کر دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کو پیدا کرنے اور مارنے اور نمرود کے حیلہِ قتل واحیاء میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور پھر اس جھوٹے حیلے اور ناقص حجت کو قابلِ قبول سمجھ کر خاموش ہونا اور ایک دوسری دلیل سورج کی اختیار کرنا ایک اولوالعزم پیغمبر کی صریح شکست اور کمزوری معلوم ہوتی ہے کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کے پہلے بودے جواب کو قوی اور لاجواب سمجھ کر راہِ فرار اختیار کی اور دوسری دلیل پیش کی کہ ان کا رب مشرق سے سورج نکالتا ہے اگر رب وہ ہے تو مغرب سے نکال کر دکھادے اس پر نمرود لاجواب اور ہکا بکا ہو گیا حالانکہ نمرود کے لاجواب اور خاموش ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی جواب میں نمرود کم از کم یہ تو آسانی سے کہہ سکتا تھا سورج تو میرے حکم سے مشرق سے نکلتا رہتا ہے اے ابراہیم! ''اگر تیرا رب مشرق سے نکالتا ہے تو اسے کہہ دے کہ مغرب سے نکال کر دکھائے'' لیکن اس نے ایسا نہیں کہا دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اس پہلی زندہ کرنے اور مارنے والی ہی دلیل پر قائم رہے کیوں کہ یہاں جلانے اور مارنے کو مصلحتہً ظاہر سے باطن اور مجاز سے حقیقت کی طرف لے جانے والی زبان اور اصطلاح میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، مارنے اور جلانے کا معاملہ چونکہ روح اور امر سے متعلق اور عالمِ اسباب کے بجائے عالمِ قدرت کا ہے اس لئے اسے باطنی رمز اور روحانی رنگ میں بیان فرمایا ہم اس حقیقت سے اب پردہ اٹھاتے ہیں۔

انسان کے وجود میں لطیفہَ روح کی غیبی صورت سورج اور آفتاب کی ہے کہ وہ جسم کو زندہ و تابندہ یعنی گرم اور روشن کیے ہوئے ہے۔ موت کے وقت جب انسانی روح کا آفتاب

Marfat.com

کتمِ موت اور فنا کی تاریکی میں غروب ہو جاتا ہے تو انسانی جسم ٹھنڈا تاریک اور معطل ہو جاتا ہے اور اس پر ایک گونہ موت اور فنا کی تاریک رات چھا جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ موت کے وقت مرنے والے کو عصر کا ایسا آخری وقت محسوس ہوتا ہے جب سورج غروب ہونے کو ہو۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ جب مرنے والے کا آخری وقت ہوتا ہے تو آفتاب اسے غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے اور وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے مجھے چھوڑ دو تاکہ میں عصر کی نماز ادا کرلوں کیوں کہ میری عصر کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے"۔ اس قسم کی روایتیں اور بھی ہیں اور اسی دلیل سے بعض مُفسّرین نے عصر کی نماز کو صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور ہم نے خود بھی بعض نمازی لوگوں کو نزع کے وقت یہ کہتے سنا ہے۔ "پانی لاؤ میری عصر کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے"۔ حضرت رسالت مآب ﷺ لڑائی کے موقع پر اصحاب ؓ کو عصر کے وقت لڑنے میں زیادہ شدت اور جوش اختیار کرنے کی تاکید اس واسطے فرمایا کرتے تھے کہ عصر کا وقت چونکہ موت کے ساتھ بہت مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اس لئے موت جلدی اور آسانی سے واقع ہو جاتی ہے۔

اب ہم اپنے اصلی مطلب کی طرف آتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا تھا کہ ان کا رب وہ ہے جو لوگوں کو پیدا کرتا اور مارتا ہے۔ نمرود کے سر پر چونکہ خدائی غرور اور پندار کا بھوت سوار تھا اس نے کہا کہ وہ لوگوں کو جلاتا اور مارتا ہے اور لوگوں کو جینے اور مرنے میں اسی کا ارادہ کارفرما ہے اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کو باطنی پیرائے میں اس طرح ادا فرمایا کہ ان کا رب مشرقِ ازل سے روح کے آفتاب کو ہر ذی روح کے جسم میں طلوع اور مغربِ فنا میں غروب فرماتا ہے اور اگر خدا وہ ہے اور روح کا آفتاب اجسام میں اس کے ارادے سے ہی طلوع اور غروب ہوتا ہے تو اس کی پیاری رعیت کے بے شمار آدمی خصوصاً اس کے گھر کے عزیز و

Marfat.com

اقارب کیوں ہر روز اس کی خواہش، مرضی اور ارادے کے خلاف دُنیا سے گزرتے ہیں ان کے جسموں میں روح کا آفتاب کیوں غروب ہو جاتا ہے حالانکہ اسے ان کی موت ہرگز گوارا نہیں ہوتی اور ان پر روتا دھوتا ہے۔ اگر وہ خدا ہے اور لوگوں کا مرنا اور جینا اس کے اختیار میں ہے یعنی آفتاب روح کا طلوع اور غروب اس کے ہاتھ میں ہے تو بھلا ایک ہی عزیز اور خویش کے جو اس کے ارادے اور خواہش کے بالکل خلاف مر چکا ہے یعنی اس کا آفتابِ روح اس کے جسم میں غروب ہو چکا ہے آفتابِ روح کو مغرب کی طرف سے نکال کر اسے زندہ کر دے لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اور وہ بد دماغ خود بھی تو ایک دن موت کے گھاٹ اترنے والا ہے اور اس کا آفتاب بھی غروب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم ہی تمام کائنات و مافیہا اور اس آفتابِ روح کا حقیقی اور اصلی مالک اور متصرف ہے اور وہ تو محض ایک ناچیز، لاچار اور بے اختیار بندہ ہے اور تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے سے ہوتے ہیں اور وہی اصلی رب ہے اور وہ مردود تو محض اس کا ایک مجبور، معذور اور مقہور خاکی فانی بندہ ہے پس اس قوی حجت اور دلیل سے وہ کافر حیران ششدر اور لاجواب ہو گیا کیوں کہ اسے اس کی ناتوانی اور مجبوری ثابت کر کے دکھا دی گئی اور ہر شخص اپنی اس موت سے مقہوری اور معذوری ہی سے اللہ تعالیٰ کو مانتا اور جانتا ہے۔

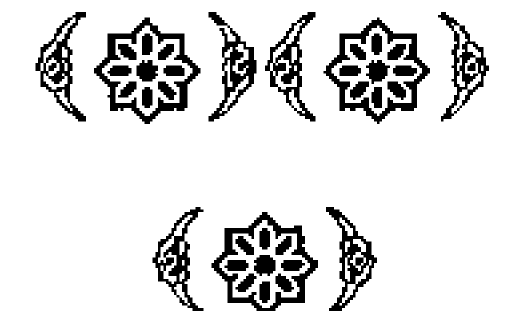
موت نے کر دیا مجبور وگرنہ انساں　　　ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا
(ذوق)

اور جب انسان دُنیا میں اپنے ارادوں اور خواہشوں کو ٹوٹتا اور ناکام ہوتے دیکھتا ہے تو اس سے پتہ لیتا اور اندازہ لگاتا ہے کہ دُنیا میں کسی اور زبردست ذات یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ کارفرما ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زبردست دلیل ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِم یعنی میں نے اپنے رب کو ارادوں کے فسخ اور نسخ سے پہچانا ناظرین کو اس تشریح اور تفسیر سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے مناظرے میں اسی

Marfat.com

پہلی دلیل رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ (البقرۃ: آیت ۲۵۸)

ترجمہ ''میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے'' پر ہی قائم رہے۔ صرف عبارت کے باطنی رمز کو نہ سمجھنے سے مشکل پیدا ہوئی ورنہ قرآنِ کریم ہر قسم کے شبہات اور بے ربطی سے پاک اور مُبرّا ہے۔ قرآن کریم کے اصلی حقائق، دقائق اور باطنی باریک معارف اور اسرار کا سمجھنا ظاہری کتابی اور کسبی علم کا کام نہیں ہے اور نہ مادی جزئی عقل اس کے رموز اور اشارات کو پا سکتی ہے۔



Marfat.com

باب دہم

یورپ میں علمِ اسپر چولزم اور علمِ سائیکومیٹری

افسوس ہے کہ ہمیں بعض قرآنی حقائق کے ثبوت کے لئے یورپین مسلمات، نظریات اور تجربات کی طرف اس لئے مجبوراً رجوع کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا روشن خیال، تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ یورپین مصنفین کے اقوال کو وحیٔ آسمانی سے زیادہ وقیع اور وزنی خیال کرتا ہے اس لئے ہم یہاں ایک چھوٹی قرآنی سورت کے اصلی معنی اور حقیقی تفسیر کو سمجھانے کے لئے آج کل کے یورپین اسپر چولسٹس یعنی ماہرین جدید علمِ روحانیت کے چند واقعات اور تجربات بطور مقدمہ پیش کرتے ہیں جن سے ہماری تفسیر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ واضح ہو کہ آج کل کے اسپر چولسٹس میں ایک علم مُروّج ہے جسے سائیکومیٹری (PSYCHOMETRY) کہتے ہیں۔ یورپ میں بعض ایسے میڈیم یعنی وسیط ہیں کہ جب ان پر کوئی روح مسلّط ہو جاتی ہے یا ہماری اصطلاح میں جب انہیں کوئی جن چڑھ جاتا ہے تو ان میں اس روح یا جن کے زیرِ اثر ایک قسم کی ایسی روحانی یا باطنی روشن ضمیری پیدا ہو جاتی ہے کہ جب وہ اس حالت میں کسی چیز کو ہاتھ میں پکڑتے ہیں تو اس چیز کی تمام گزشتہ تاریخ یا اس کی اندرونی پوشیدہ حالت سنا دیتے ہیں خواہ وہ چیز کسی چمڑے یا کپڑے کے تھیلے یا کاغذ کے لفافے میں ہی بند کیوں نہ ہو۔ میڈیم یعنی اسپر چولسٹ معمولاً ہاتھ میں لیتے ہی اندر کی حالت یا جو واقعات اس چیز سے وابستہ ہوتے ہیں گن گن کر سنا دیتا ہے حال ہی میں پچھلے سال لندن کے بڑے ویسٹ منسٹر ابے (WEST MINISTER ABBEY) سے ایک تاریخی متبرک پتھر چوری ہو گیا جسے لوگ بخت کا پتھر اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا تکیہ (JACOBS PILLOW) کہتے چلے آئے ہیں مشہور ہے کہ یعقوب علیہ السلام اس سے کمر لگا کر بیٹھا کرتے تھے اور اس میں یہ برکت ہے کہ جو شخص بیٹھتا ہے اسے حکومت اور سلطنت ملتی ہے یہ پتھر پہلے اسکاٹ لینڈ میں تھا اور

Marfat.com

جب ایڈورڈ اوّل (ADWARD FIRST) انگریزوں کے بادشاہ نے اسکاٹ لینڈ کو ۱۲۹۶ء
میں فتح کر کے اپنی عملداری میں ملایا تو وہ یہ تاریخی متبرک پتھر بھی بطور مالِ غنیمت اپنے ساتھ لے
آیا اور لندن کے ویسٹ منسٹر ابے میں رکھ دیا۔ رسمِ تاج پوشی کے وقت انگلستان کا ہر نیا بادشاہ اس
متبرک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھا کرتا ہے اور تاج پوشی کی رسم اس متبرک پتھر سے ادا کی جاتی ہے
تا کہ اس کی برکت اور یُمن سے بادشاہی اور سلطنت قائم رہے اور اقبال اور بخت بلند ہو۔ حال ہی
میں اسکاٹ لینڈ کے چند مُحبانِ وطن من چلوں کو خیال آیا کہ اس متبرک پتھر کے کھو جانے اور چلے
جانے سے ان کی سلطنت اور حکومت چھن گئی ہے اور ان کا ملک افلاس اور ناداری کا شکار ہو گیا ہے
کیوں نہ وہ اپنا غصب شدہ اور چھنا ہوا متبرک بخت کا پتھر جس سے ملک کا اقبال اور بخت وابستہ
ہے واپس لے آئیں چنانچہ اس کام کے لئے قوم کے چند سورماؤں نے ایکا کر کے چوری کا
پروگرام اور منصوبہ تیار کر لیا اور ایک رات موقع پا کر لندن کے اس نامی بڑے گرجے
ویسٹ منسٹر اَبے (WESTMINISTER ABBEY) کا کواڑ توڑ کر اس متبرک پتھر کو نکال لے
گئے۔ پتھر کے چوری ہو جانے سے انگریز قوم میں کہرام مچ گیا اور اس کی تلاش اور تعاقب میں
بڑی دوڑ دھوپ شروع کر دی گئی پولیس اور سی، آئی، ڈی والوں نے بڑا زور لگایا اور انگریزی
حکومت کی ساری مشینری حرکت میں آئی لیکن اس پتھر کا کوئی پتہ اور کھوج نہ لگا سکی آخر مجبوراً
سائکومیٹری کے ایک ماہر ڈچ میڈیم کو باہر سے بلا کر اس کی روحانی خدمات حاصل کی گئیں تا کہ وہ
اس پتھر کی تلاش اور تحصیل میں حکومت کی امداد کرے۔ جلدی اور رات کی تاریکی کے سبب ان
چوروں کی چند چیزیں رہ گئی تھیں جو تفتیش کے وقت پولیس کو گرجے میں پڑی ہوئی ملیں اوّل ان
میں سے ایک لوہے کا ہتھوڑا تھا جس سے گرجے کا کواڑ توڑا گیا تھا۔ دوئم ایک شخص کی رسٹ واچ
یعنی کلائی کی گھڑی کا چرمی کیس تھا سوئم اس پتھر کا ایک ٹکڑا تھا جو نکالتے اور اٹھاتے وقت کسی جگہ
سے ٹوٹ کر گر گیا تھا۔ اب جس ماہر سائکومیٹری ڈچ میڈیم کو اس پتھر کی تلاش کے لئے بلایا گیا تھا
حالانکہ باہر کے علاقے کا اجنبی شخص تھا اس نے پہلے کبھی شہر لندن بھی نہیں دیکھا تھا لیکن اس نے

Marfat.com

اپنے علم سائیکومیٹری کے ذریعے ان تینوں چیزوں کو باری باری ہاتھ میں لے کر پتھر کے متعلق صحیح صحیح مفصلہ ذیل باتیں بتا دیں۔

(۱) چور پانچ آدمی ہیں (۲) پتھر کو موٹر کار میں رکھ کر لے گئے ہیں (۳) موٹر کا فلاں نمبر ہے (۴) ابھی تک پتھر لندن شہر میں رکھا ہوا ہے (۵) لوہے کا ہتھوڑا لندن کے فلاں بازار سے فلاں نمبر کی دکان سے خریدا گیا ہے (۶) گھڑی فلاں بازار کی فلاں دکان سے خریدی گئی ہے۔

چنانچہ جب بعد میں پولیس نے پتہ لگایا تو واقعی ہر دو اشیاء ہتھوڑا اور گھڑی انہی دکانوں سے خریدی گئی تھیں جن کا پتہ اس میڈیم نے دیا تھا اور اس طرح علم سائیکومیٹری کے ماہر میڈیم نے چوری شدہ متبرک پتھر کا پورا پورا پتہ بتا دیا۔ اس قسم کے واقعات آج کل یورپین اسپرچولسٹس میں بہت عام ہیں۔ ان کے روحانی علوم کے مختلف شعبے ہیں اور ہر شعبے کے الگ گرجے، چرچز (CHURCHES) ہیں۔ بعض روحانی طور پر امراض کا علاج کرتے ہیں انہیں ہیلنگ چرچز (HEALING CHURCHES) کہتے ہیں بعض روشن ضمیری کا عمل کرنے والے میڈیم ہیں جنہیں کلیر وائنٹ میڈیم (CLAIR VOYANT MEDIUM) کہتے ہیں غرض ہر شعبے کے الگ الگ چرچز ہیں۔ ہر چرچ میں الگ الگ فن کا مکمل اسٹاف ہوتا ہے جس میں ایک ایک پریزیڈنٹ، سیکریٹری، مینجر، خزانچی اور ایک یا زیادہ میڈیم یعنی وسیط یا روحانی معمول ہوتا ہے۔ جس شخص کو جس قسم کی حاجت اور ضرورت لاحق ہوتی ہے اسی قسم کے چرچ میں جاتا ہے اور وہاں اپنی سیٹ یا نشست بک کراتا ہے۔ ہر محتاج اور ضرورت مند کو گرجے میں داخل ہونے کے لئے کچھ فیس ادا کرنی پڑتی ہے کیوں کہ ان اسپرچولسٹس نے اس روحانی عمل کو ایک بڑا ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور بہت رقمیں جمع کر لیتے ہیں بعض بڑے بڑے باکمال میڈیم والے گرجوں میں ایک ایک سال پہلے سیٹیں بک ہو جایا کرتی ہیں اور نئے امیدواروں کو نشست یا سیٹ کے لئے سال چھ ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے الغرض اس علم کا وہاں بڑا چرچا ہے گھر گھر اس علم کے حلقے قائم ہیں۔ یورپ میں یہ ایک روحانی مذہب کی صورت میں بہت وسیع پیمانے پر مُروّج ہے۔ کروڑوں آدمی اس کے پَیرو

Marfat.com

اور بڑے بڑے سائنس دان، فلاسفر، عالم، فاضل، لارڈ حتیٰ کہ پارلیمنٹ کے ممبر تک ان سوسائٹیوں اور حلقوں کے ممبر ہیں۔ علم سائکو میٹری کے چرچ یعنی روحانی گرجے میں ایک بڑا ہال کمرہ ہوتا ہے اس میں ایک بڑی گول میز رکھی ہوئی ہوتی ہے جس کے حاشیے یا کنارے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے خانے ہوتے ہیں جن پر اپنے اپنے نمبر لگے ہوئے ہوتے ہیں جن لوگوں نے اپنی چیزوں کے متعلق کچھ حالات معلوم کرنے ہوتے ہیں وہ اپنی چیز کو چمڑے، کپڑے کے تھیلے یا کاغذ کے لفافے میں بند کر کے اور اس پر اپنا نمبر لگا کر اپنی چیز گول میز کے کسی خانے میں رکھ کر اس ہال کمرے میں میز کے پاس کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں جب تمام لوگ اپنی اپنی چیزیں میز کے خانوں میں رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں تو اس کے بعد علم سائیکو میٹری کا ماہر میڈیم اس ہال نما کمرے میں داخل ہوتا ہے اس وقت اس پر کوئی روح مُسلّط ہوتی ہے وہ میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ جاتا ہے اور ہر خانے سے باری باری ایک چیز نکال کر اور ہاتھ میں لے کر حاضرین سے مخاطب ہوتا ہے کہ اس وقت اس کے ہاتھ میں فلاں نمبر کے خانے میں رکھی ہوئی وہ چیز ہے جس کا نمبر فلاں ہے ساتھ ہی اس کا حال بتانا شروع کر دیتا ہے کہ اس تھیلے میں فلاں چیز ہے۔ فلاں لانے والا ہے مالک فلاں ہے۔ فلاں وقت میں فلاں جگہ سے آئی ہے حتیٰ کہ چیز کی تمام پچھلی تاریخ گزشتہ ہسٹری اور تمام وہ واقعات جو اس چیز سے وابستہ اور متعلق ہوتے ہیں سب ایک ایک کر کے بیان کرتا جاتا ہے اور اس کا لانے والا یا مالک اثبات یا نفی میں جواب دیتا جاتا ہے۔

جان ہٹلر (JOHN HITLER) صاحب نے اپنی کتاب میں ایک میڈیم مس ایسٹل رابرٹس کے علم سائکو میٹری کے دوچشم دید واقعات کا یوں ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک مجمع میں میرے روبرو میز کے ایک خانہ سے تھیلے میں بند ایک پتھر اٹھا کر اور معمولی نظر سے دیکھ کر کہا کہ یہ پتھر برٹش میوزیم سے لایا گیا ہے پھر پتھر کی تمام پچھلی ہسٹری یا تاریخ بیان کر دی اور اس پتھر کے لانے والے نے سب باتوں کا اثبات میں جواب دیا اور تصدیق کی۔

جان ہٹلر صاحب اسی میڈیم کے ایک دوسرے واقعے کا ذکر کرتا ہے اس موقع پر اس نے جو کچھ دیکھا اس کے صحیح حالات شارٹ ہینڈ رائٹنگ میں نوٹ بک میں لکھ لئے تھے واقعات یہ

Marfat.com

ہیں کہ اس نے ایک تھیلہ اٹھا کر کہا۔ ''میرے ہاتھ میں ایک تھیلہ ہے جس کا نمبر ۲۷ ہے اور یہ تھیلہ ایک عورت کا ہے جسے دُنیا سے گزرے ہوئے اتنے برس ہو گئے ہیں۔ وہ سینے کے درد سے فوت ہوئی تھی یہ تھیلہ ایک بڑی الماری سے اٹھا کر لایا گیا ہے اس کے ساتھ چند خطوط اور بلور بن (BLUE RIBBON) یعنی نیلے فیتے کا ٹکڑا بھی ہے'' مالک نے جواب دیا بالکل ٹھیک ہے ''پھر میڈیم نے کہا اس تھیلے میں کچھ سکے ہیں مگر کوئی نوٹ نہیں ہے۔ سکے چاندی اور تانبے کے ہیں جن کی قیمت تین شلنگ اور ساڑھے سات پنس ہے اس میں تین پن ہیں جو بالوں میں لگائے جاتے ہیں نیز اس میں ایک بس کا ٹکٹ بھی ہے (نہیں نہیں ایک منٹ صبر کرو) میں خیال کرتی ہوں کہ وہ ٹریم کا ٹکٹ ہے'' مالک نے جواب دیا ''بالکل ٹھیک ہے'' اس ٹکٹ کا آخری عدد ۷ ہے اس ٹکٹ میں آٹھ فگرز (FIGURES) یعنی اعداد میں سے چھ ہندسے اور دو حرف ہیں ایک بڑا اور ایک چھوٹا، حروف اغلباً TZ معلوم ہوتے ہیں اس میں ایک بروچ (BROOCH) یعنی کلپ ہے''۔ مالک نے کہا۔ ''مسز رابرٹس! آپ نے اس تھیلے کے متعلق جو کچھ کہا وہ سب درست ہے سوائے ایک بات کے کہ اس میں بروچ یعنی کلپ ہے''۔ مسز رابرٹس نے جواب دیا۔ ''ایک منٹ صبر کرو۔ مجھے پھر دیکھنے دو اب کی بار اس نے تھیلے کو اپنے ماتھے سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں پھر آنکھیں کھول کر مالک سے کہا۔ ''ممکن ہے کہ آپ نے لاتے وقت ان چیزوں کو اچھی طرح نہ دیکھا ہو اس میں ایک پتلا سا کلپ ضرور ہے جو سنہری رنگ کا ہے مگر سونا نہیں ہے''۔ مالک نے جواب دیا۔ ''لانے سے تھوڑی دیر پہلے میں نے سب چیزوں کو اچھی طرح دیکھا تھا اور وہ چیزیں برزبان ہیں آپ کی باقی سب باتیں بالکل صحیح ہیں سوائے اس ایک غلطی کے کہ اس میں کوئی بروچ یعنی کلپ ہے''۔ اس پر اس میڈیم مسز رابرٹس نے مالک سے کہا اگر تم بُرا نہ مانو تو چیئر مین (CHAIRMAN) یعنی پریذیڈنٹ تھیلے کو کھول کر حاضرین کے سامنے خالی کر دے'' مالک نے کہا منظور ہے بے شک اجازت ہے پریزیڈنٹ تھیلے کو کھول کر اس کی چیزیں حاضرین کو دکھا دے چنانچہ صدر جلسہ نے تقریباً اسی نوے حاضرین کے روبرو تھیلے کو کھول کر خالی کیا اور حاضرین سے چیزوں کے نام لے لے کر یوں مخاطب ہوا۔ ''حاضرین! اس تھیلے میں سے یہ چیزیں نکلی ہیں ایک پنس، ایک نصف پنس ایک ۶ پنس کا سکہ، تین الگ الگ شلنگ، ایک ٹریم کا ٹکٹ جس کا نمبر TZ285271 ہے تین بالوں والے پن ہیں اور بس، اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے''۔ مسز رابرٹس

Marfat.com

نے کہا۔ ''مہربانی کر کے اسے دوبارہ دیکھو ممکن ہے کہ اس تھیلے میں کوئی اندر کی طرف جیب ہو صدر جلسہ نے جب اسے ٹٹول کر دیکھا تو کہا بے شک اس میں اندر کی طرف ایک جیب ہے لیکن وہ بالکل خالی ہے''۔ مسز رابرٹس نے کہا۔ ''مجھے پورا یقین ہے کہ اس میں ایک سنہری بروچ یعنی کلپ ہے''۔ صدر جلسہ نے تھیلے کو الٹا کیا ہلایا اور اچھی طرح جھاڑ کر کہا۔ ''مسز رابرٹس! اس تھیلے میں ممکن ہے پہلے کبھی کوئی کلپ ہو مگر اس میں اس وقت کوئی کلپ نہیں ہے''۔ اس پر مسز رابرٹس نے کہا ''اس میں کلپ ضرور ہے اور میں دوسری کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گی جب تک اس تھیلے سے بروچ یعنی کلپ نکلتا ہوا نہ دیکھ لوں''۔ صدر جلسہ نے تھیلہ پھاڑ ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے حاضرین کو دکھاتا رہا آخر جب ایک جگہ جو چمڑے اور کپڑے کے درمیان تھی کھولی تو اس میں سے ایک پیتل کا باریک بروچ یعنی کلپ نکلا۔ حاضرین جلسہ سے صدائے آفرین بلند ہوئی اسپر چولسٹس (SPIRITUALISTS) اسے ایکس رے (X-RAY) قسم کی سائیکو میٹری کہتے ہیں کس قدر حیرت انگیز کارنامہ ہے کہ تھیلے میں غلطی سے یہ پتلا کلپ سی دیا گیا تھا جس کا علم اور پتہ مالک کو بھی نہیں تھا لیکن میڈیم کی تیز نظری نہ چوکی۔ اس قسم کے عجیب روحانی کرشمے یورپین اسپر چولسٹس میں عام ہیں صرف ایک شہر لندن میں ان روحانی کمالات کے سینکڑوں گرجے موجود ہیں اور ہر گرجے میں ہفتے میں دو دفعہ اس قسم کے روحانی کرشمے دکھائے جاتے ہیں۔

جھوٹے رسمی دکان دار

خدارا! اب ذرا ناظرین سوچیں کہ ہمارے ملک میں کس قدر بے شمار مذہبی اور روحانی پیشواؤں نے باطنی تعلیم و تلقین کی فرضی دکانیں کھول رکھی ہیں اور بعض نے تو صرف ولایت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ نبوت اور پیغمبری کے درجے کو بھی بیک قدم پھاند لیا ہے ان میں سے کسی نے بھی آج تک اس قسم کا کوئی کمال دکھایا ہے؟ ہمارے ان جھوٹے فرضی ولیوں اور غوثوں کے پاس سوائے ''پدرم سلطان بود'' یا جھوٹے کشف و کرامات کے قصوں، کہانیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ بناوٹی بناسپتی پیغمبری خالی جھوٹی پیشین گوئیوں، نکمے دعووں اور بے ہودہ تاویلوں سے اپنی دکانِ نبوت گرمائے بیٹھے ہیں ممکن ہے بعض لوگ ان واقعات کو جھٹلانے کی کوشش کریں لیکن اس

Marfat.com

قسم کے جھوٹ ایشیا اور مشرق میں تو البتہ فروغ پاتے رہتے ہیں اور انہیں باور کرنے کے لئے ہزاروں بیوقوف بھی تیار ہو جاتے ہیں لیکن یورپ کے روشن خیال اور سائنس پروردہ لوگ اس قسم کے جھوٹ کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں ساتھ ہی ان خشک مزاج، کورچشم حاسد لوگوں کی سمجھ پر بھی افسوس ہے جو کہتے ہیں کہ پیغمبروں کے پاس کوئی باطنی اور غیبی علم نہیں ہوتا اور وہ دیوار کے پار کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتے یا ہماری کوئی ندا نہیں سنتے حالانکہ آج نفسانی مادی علم سائنس والے ہزاروں میل دور رہنے والے لوگوں سے فی البدیہہ باتیں کرتے ہیں اگر ہمارے مذہبی پیشوا اور روحانی راہنماؤں سے آج کل کے نفسانی اور مادی علم سائنس والے بھی سبقت لے گئے تو پھر ہمارے اس مذہب اور روحانیت کی کیا حیثیت اور حقیقت ہو سکتی ہے پھر تو ہمارے دین کا خدا حافظ ہے۔

مذکورہ بالا یورپین میڈیم کے یہ چند روحانی کرشمے یہاں اس لئے بیان نہیں کئے گئے کہ ناظرین کو ان سفلی کمالات کا گرویدہ اور قائل بنایا جائے کیوں کہ اس قسم کے سفلی شعبدے اور جنونی کشف اہل اللہ فقراء کے نزدیک بچوں کے کھیل سمجھے جاتے ہیں اور انہیں اسلامی تصوف اور باطنی دُنیا میں پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں اور اس قسم کی باتوں کو بہت ہیچ اور ناچیز سمجھا جاتا ہے بلکہ اس فقیر نے ان واقعات کو ایک قرآنی تفسیر کے لئے بطور پیش لفظ اور تمہید کے پیش کیا ہے تا کہ ناظرین کو میری انوکھی تفسیر اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ مذکورہ سائکو میٹری کے واقعات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم انسانوں کے اعمال اور افعال زمین اور زمین کی چیزوں میں اس طرح داخل، شامل، وابستہ اور پیوستہ ہوتے ہیں جس طرح کہ ایک فلم کی اسٹوری کے حالات اور واقعات ایک فلمی فیتے میں اس طرح مندرج اور ریزرو (RESERVE) ہوتے ہیں کہ جس وقت اسے فلمی مشین کے چکر پر چلا کر پردے پر معکوس اور منعکس کیا جاتا ہے تو اس قصے کے تمام واقعات، حالات اور ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے جملہ ادا کیے ہوئے کردار اور گفتار ہو بہو اسی طرح پردۂ سیمیں پر دوبارہ ادا ہوتے ہوئے دکھائی دیتے اور منظر عام پر آتے ہیں۔ بالکل اسی طرح ہمارے تمام روزمرہ کے اعمال، افعال، کردار اور گفتار کے فلمی ریکارڈ اللہ تعالیٰ کے مکان و زمان

Marfat.com

کے فیتوں پر منقش اور مرتسم اللہ تعالیٰ کے باطنی اسٹور میں محفوظ رکھے جاتے ہیں اور قیامت کے روز انہیں دوبارہ سزا اور جزا کے لئے ہمارے جسموں کے پردوں پر دکھایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾

(یٰس: آیت ۱۲)

ترجمہ: ''اور ہم لکھ رہے ہیں جو عمل انہوں نے آگے بھیجے اور ان کے نشان (جو انہوں نے پیچھے چھوڑے)۔ اور ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر لیا ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں''۔

یعنی ہم لکھتے ہیں جو اعمال لوگ پیش کرتے ہیں اور جو آثار و نقوش وہ چھوڑ جاتے ہیں اور اسی طرح ہر ایک چیز ہمارے ہاں ایک امام مبین میں محفوظ اور درج ہے۔

قولہٗ تعالیٰ

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ (بنی اسرائیل: آیت ۱۳)

ترجمہ: ''اور ہر انسان کی قسمت کا لکھا ہم نے اس کی گردن میں ڈال دیا ہے اور ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا''۔

اسی کے مطابق ایک حدیث ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے اور دفنا دیا جاتا ہے تو قبر میں اس کے پاس ایک رُمّان نامی فرشتہ آتا ہے وہ فرشتہ اسے قبر میں بیدار کرتا ہے اور اس کے منہ کو دوات، انگشتِ شہادت کو قلم اور کفن کو کاغذ بناتا ہے اور اس کے مہد سے لے کر لحد تک کے تمام زندگی کے نیک و بد اچھے اور برے حالات لکھ کر مثلِ تعویذ متوفی کے گلے میں لٹکا دیتا ہے اور قیامت کے روز اسے بطور اعمال نامہ پیش کیا جائے گا۔

Marfat.com

قولہ تعالیٰ

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ (یٰسٓ: آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ ''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے''۔

یعنی قیامت کے روز ہم لوگوں کے منہ پر مہر سکوت لگا دیں گے تا کہ فضول حجت بازی بے ہودہ جھگڑا اور جزع فزع نہ کرنے پائیں ان کے اپنے ہاتھ پاؤں اپنے کیئے ہوئے افعال اور اعمال کی گواہی دیں گے یعنی انہیں دہرا کر دکھائیں گے جس طرح گراموفون کے ریکارڈ میں پچھلی گائی ہوئی غزل گول گول لکیروں کی صورت میں منقش اور مندرج ہوتی ہے اور جب اسے باجے پر چڑھایا جاتا ہے تو وہی غزل اور گانا دوبارہ اسی طرح گایا جاتا ہے اسی طرح ہمارے جملہ افعال و اعمال اور گفتار و کردار اس زمین پر جس پر وہ واقع ہوتے ہیں ہمارے جسم کے ہر اس عضو پر جس سے وہ سرزد ہوتے ہیں اور ہر ذی روح چیز جانور یا انسان پر جس سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ اپنا عکس اور نقش چھوڑ جاتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی مرد اور عورت زنا کریں تو قیامت کے روز ایسی صورت میں پیش ہوں گے کہ زانیہ عورت کی فرج زانی مرد کے ماتھے پر کندہ، منقش اور ہویدا ہوگی اور مرد کا آلہ تناسل عورت کے ماتھے پر لٹک رہا ہوگا۔ قیامت کے روز برے ارادے بدخیالات اور ناروا اعتقادات کا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی طرح محاسبہ ہوگا۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط (البقرة: آیت ۲۸۴)

ترجمہ: ''اور اگر تم ظاہر کرو اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا''۔

یعنی جن ارادوں اور خیالات کو تم اپنے افعال اور اعمال کا جامہ پہنا کر ظاہر کرو گے یا ان کو پایۂ عمل تک نہ لا کر اپنے سینوں میں چھپا چھوڑ دو گے ان سب کا اللہ تعالیٰ تم سے محاسبہ کرے گا اور حساب کتاب لے گا۔

Marfat.com

قولہٗ تعالیٰ

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۝

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝ (العٰدیٰت: آیت ۹۔۱۰۔۱۱)

ترجمہ:۔ ''تو کیا وہ نہیں جانتا کہ جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور سینوں کی مخفی باتیں کھول دی جائیں گی بے شک ان کا رب اس دن ان (کی سب باتوں) سے البتہ خوب خبردار ہے''۔

سورۃ زلزال کی اچھوتی عجیب تفسیر التفاسیر

یعنی کیا انسان نہیں جانتا کہ قیامت کے روز اس کا جسم جو قبر میں دفن کیا گیا تھا حساب کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا اور جو کچھ سینے میں ہوگا وہ حاصل اور معلوم کیا جائے گا غرض جس طرح سائکومیٹری کا ماہر میڈیم اپنی مسلط روح کے زیرِ اثر جب کسی چیز کو ہاتھ میں لیتا ہے تو اس چیز کی روح کا ریکارڈ حرکت میں آجاتا ہے اور اس کی پچھلی تاریخ دہرائی جانی شروع ہو جاتی ہے اور ریکارڈ کی طرح اس چیز کے پچھلے واقعات اور حالات اس میڈیم کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں اسی طرح قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ دُنیا و مافیہا کو اپنی قدرتِ کاملہ سے محاسبے اور سزا و جزا کے لئے برانگیختہ فرمائے گا تو اس کی روح کا ریکارڈ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت پر بجنے لگ جائے گا زمین اپنے گزشتہ بھاری حادثات اور سنگین حالات خارج اور ظاہر کرے گی انسانوں کے اجسام فلم کے پردہ ہائے سیمیں بن کر اپنے کردار اور گفتار کو نمودار اور ظاہر کریں گے اور عمل کا ہر نیک و بد ایٹم یا ذرہ اس دن پیدا اور ہویدا ہو جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (الزلزال: آیت ۸-۱)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب زمین اپنے (مقررہ) زلزلہ سے پوری شدت کے ساتھ ہلا دی جائے
اور زمین اپنے سارے بوجھ باہر نکال دے اور آدمی (تعجب سے) کہے اسے کیا ہوا
اس دن وہ (اپنے اوپر گزرے ہوئے واقعات کی) اپنی سب خبریں بیان کر دے گی اس
لئے آپ کے رب نے اسے امر فرمایا۔ اس دن لوگ (اچھی بری) مختلف حالتوں
میں لوٹیں گے تا کہ وہ اپنے اعمال دکھائے جائیں تو جو ذرہ بھر نیکی کرے وہ اسے
دیکھے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے وہ اسے دیکھے گا''۔

یعنی جب قیامت کے روز زمین اللہ تعالیٰ کے امر سے جنبش میں آئے گی اور زمین اپنے گزشتہ بھاری اور سنگین حادثات اور واقعات خارج اور ظاہر کر دے گی اور انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا ہے؟ چنانچہ اس روز وہ ناطق اور گویا ہو کر اپنے حالات اور واقعات بیان کرے گی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امر اور وحی کیا ہوا ہوگا۔ اس روز ہر انسان کو الگ الگ صدر اور درمیان میں کھڑا کیا جائے گا اور تماش بین لوگ ان کے گرد اگرد ہوں گے تا کہ ان کے تمام گزشتہ اعمال یعنی جملہ زندگی کے کردار اور گفتار ان کے پردوں پر دکھائے اور دہرائے جائیں پس جس شخص نے ایک ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ پھر نظر آ جائے گی اور اگر ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی دیکھ لی جائے گی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے پاس ہر آدمی کے اعمال اور افعال کے زندہ ٹھوس ریکارڈ چلتی ہوئی فلموں کی طرح موجود ہیں اور قیامت کے روز اسے ہژدہ ہزار عالم کے درمیان کھڑا کیا جائے گا اور اس کی تمام زندگی کے فلمی فیتے کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی مشین پر اس طرح گھمائے گا اور چلائے گا کہ اس کی تمام زندگی کے کردار اور گفتار اس کے وجود کے پردے پر لوگوں کو دکھائی دیں گے یعنی جو نیک اور بد چھوٹا اور بڑا فعل اس نے زندگی میں کیا ہوگا اسی مکان اور اسی وقت میں اس کا وجود وہی کام اسی طرح دوبارہ کرتا ہوا نظر آئے گا۔ مثلاً کسی شخص نے کسی بیگانی عورت سے زنا کیا ہے تو اس کا جسم اسی وقت اور اسی مکان میں اسی طرح اس عورت کے ساتھ زنا کا فعل کرتا نظر آئے گا اور اس لئے اے بندگان خدا! اس بڑے دن کی فضیحت، ذلت، رسوائی اور شرمساری سے ڈرو کہ ہژدہ ہزار

Marfat.com

عالم تماشائی ہوگا اور ابدی رسوائی و شرمساری اور ہمیشہ کی ذلت و خواری اٹھانی پڑے گی لٰہذا اپنے اعمال و افعال اور کردار و گفتار کو شریعت کے معیار کے مطابق سنوارنے کی کوشش کرو اور اپنے ظاہر و باطن کو تقویٰ کے لباس اور اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ اور پیراستہ کرو تا کہ قیامت کے روز ہمیشہ کی سرخروئی اور سرفرازی حاصل ہو۔

اے عزیزو! تم ہر روز لوگوں کے فرضی اور بناوٹی قصوں کی فلم دیکھنے جاتے ہو۔ نیز اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی اور عزیز عمر کا قیمتی وقت ضائع کرتے ہو اور اس کے عوض آنکھوں کا زنا فحش خیالات اور برے ارادے مول لیتے ہو۔ تمہیں یہ خیال کبھی نہ آیا ہوگا کہ ایک دن تمہاری تمام عمر کی اسٹوری کے جملہ کردار اور گفتار ہژدہ ہزار عالم کے سامنے تمہارے وجود کے پردے پر دکھائے جائیں گے اور کیوں نہ عمرِ عزیز کی اس قیمتی گھڑی کو کسی نیک عمل یا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں صرف کیا جائے تا کہ تمہارے کردار کے اس عمدہ پارٹ کو قیامت کے روز جن و انس اور فرشتے دیکھ کر عش عش کرتے رہ جائیں اور تمہارے اس نیک کردار پر تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے عوض وہ نعمتیں عطا کرے جو نہ کبھی آنکھوں نے دیکھی ہیں نہ کانوں نے سنی ہیں اور نہ کسی دل پر ان کا خطرہ اور خیال گزرا ہے۔ ہم جب کبھی اپنے گھر سے باہر نکلتے ہیں تو اپنے چہرے، کپڑوں اور بالوں کو بار بار آئینے میں دیکھتے ہیں کہ کہیں ہمارے جسم کی زینت کپڑوں، خدوخال اور حسن و جمال کی زیبائش میں کوئی کمی باقی نہ رہ گئی ہو تا کہ لوگوں کی نظروں میں سبکی اور خفت نہ ہو لیکن اس روز کا کبھی خیال نہیں گزرتا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ (آل عمران: آیت ۱۰۶)

ترجمہ: ''جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ''۔

یعنی بعض چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور تاباں ہوں گے اور بعض چہرے بالکل سیاہ، تاریک اور قبیح ہوں گے بعض کے لئے وہ بڑی رسوائی اور خواری کا روز ہوگا اور بعض کے لئے بڑی عزت اور سرفرازی کا دن ہوگا۔ قرآن مجید کی یہ چھوٹی سورت زلزال جس کی میں نے

Marfat.com

مذکورہ بالا تفسیر آپ کے سامنے پیش کی ہے کبھی آپ کے سامنے اس شکل میں نہیں آئی ہوگی قرآن کریم تمام اسی قسم کے ٹھوس، دلچسپ حقائق اور دقیق وعمیق معارف اور اسرار سے لبریز اور معمور ہے لیکن ہمارے پاس ان پر غور اور خوض کے لئے فرصت ہے نہ صحیح فہم اور فراست۔

اس فقیر نے یورپ کے اسپر چولسٹس کی بہت کتابیں دیکھی ہیں اور ان کے لٹریچر کا بڑا وسیع مطالعہ محض اس غرض سے کیا ہے کہ ان کے ذریعے اپنے قرآنی حقائق ثابت کروں کیوں کہ ہماری مذہبی باتوں اور روحانی روایتوں کو تو آج کل کے روشن خیال مغرب زدہ نوجوان یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کرتے ہیں کہ یہ تو پرانے فرسودہ اور دقیانوسی خیالات ہیں اور ان کے روشن دماغوں میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے لہٰذا ہمیں اس لٹریچر کے مطالعہ سے ان سے ان کے یورپین پیشواؤں اور لیڈروں کے مغربی دماغوں کے مطابق اظہار خیال اور ان کی زبان اور اصطلاح میں ان سے خطاب اور کلام کے مواقع حاصل ہو گئے ہیں۔

علمِ اپورٹس کا حال

یورپ کے اسپر چولسٹس میں ایک علم اپورٹس مروّج ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے روحانی حلقوں کی اسپرٹس (SPIRITS) یعنی روحیں باہر کی ٹھوس مجسم چیزیں بند کمروں میں لے آتی ہیں اور بند مقفل کمروں سے اندر کی چیزیں باہر لے جاتی ہیں۔ اس کی صورت یوں ہے کہ اسپر چولسٹس اپنے کمرے میں حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور کمرے کو اندر سے قفل لگا دیتے ہیں ان میں ایک میڈیم یعنی وسیط ہوتا ہے جس پر روح، جن یا آسیب مسلط ہوتا ہے اس روح کو حاضر کرنے کے لئے عموماً گانا بجانا شروع کر دیا جاتا ہے۔ گانے سے وہ روح جلدی حاضر ہو کر میڈیم پر مُسلط ہو جاتی ہے اور میڈیم بے خود اور بے ہوش ہو جاتا ہے اور روح اس کی زبان پر بولنے لگ جاتی ہے اور گاہے وہ روح اس کے سر سے اتر کر اور اس کے جسم سے خارج اور الگ ہو کر اس کمرے میں نمودار ہو جاتی ہے اور میٹریالائزڈ (MATERIALIZED) یعنی مجسم اور متشکل ہو کر ٹھوس مادی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اہل حلقہ سے باتیں کرتی ہے ان کے ہر سوال کا جواب دیتی ہے اس وقت جب

Marfat.com

کبھی اہلِ مجلس اس سے فرمائش کرتے ہیں کہ فلاں چیز انہیں باہر سے لا دے تو وہ روح ان کی فرمائش کے مطابق وہ چیز فوراً باہر سے اٹھا کر بند مقفل کمروں میں پہنچا دیتی ہے، اسپر چولسٹس کی اصطلاح میں اس علم کو اپورٹس (APPORTS) کہتے ہیں۔ چنانچہ مختلف اشیاء مثلاً تازہ پھول پھل، میز، کرسیاں قیمتی پتھر، سبز پودے، پرندے، جانور حتیٰ کہ زندہ انسان تک بذریعہ اپورٹس بند کمروں میں لا دیئے جاتے ہیں......اور اسی طرح اندر کی چیزیں اٹھا کر باہر لے جائی جاتی ہیں یہ علم اور عمل یورپ کے اسپر چولسٹس میں بہت اور عام طور پر مروّج ہے اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اس فلاسفی کا حل کہ ایک بالکل ہر طرح سے بند مُقفل کمرے میں باہر کی ٹھوس چیز کس طرح اندر آجاتی یا اندر سے باہر چلی جاتی ہے یہ ہے کہ ہر چیز کے تین (DIMENSION) یعنی رخ اور پہلو ہوتے ہیں ایک لمبائی، دوئم چوڑائی اور سوئم موٹائی۔ اسپر چولسٹس کہتے ہیں کہ ہر ٹھوس چیز کا ایک چوتھا ڈائمنشن یعنی رخ اور پہلو یہ بھی ہے کہ ایک ٹھوس چیز دوسری میں سے گزر جاتی ہے لیکن جس کی حقیقت انہیں آج تک معلوم نہیں ہوسکی۔ دوسرا نظریہ جو ان اسپرٹس یعنی ارواح کا بتایا ہوا ہے اس طرح ہے کہ جب ان سے سوال کیا گیا کہ وہ ان ٹھوس مادی چیزوں کو بند کمرے کی دیواروں اور کواڑوں میں سے کیوں کر گزار کر لے آتی ہیں جب کہ یہ سائنس کے اس اصول کے بالکل مخالف ہے کہ ایک مادی چیز بغیر روزن اور سوراخ کی دوسری مادی چیز میں سے نہیں گزر سکتی تو ان اسپرٹس (SPIRITS) نے جواب دیا کہ وہ اس چیز کو جسے ایک کمرے کی ٹھوس دیوار میں سے گزارنا چاہتی ہیں اپنی قوت ارادی یعنی وِل پاور (WILL POWER) سے گیس، ہوا یا اس سے زیادہ لطیف صورت میں لا کر کمرے کی دیوار میں سے گزار لیتی ہیں پھر جب اسپر چولسٹس نے ان سے دریافت کیا کہ مانا وہ اپنی قوتِ ارادی سے ایک ٹھوس چیز کو ہوا اور گیس کی لطیف صورت میں تبدیل کر کے کمرے میں لے آتی ہیں اور پھر اسے دوبارہ منجمد اور ٹھوس بنا لیتی ہیں لیکن جب کبھی وہ کسی ترکاری، پھول، پھل یا کسی زندہ چیز کو اندر لانے کے لئے گیس اور ہوا کی لطیف صورت میں لاتی اور پگھلاتی ہوں گی تو وہ چیز ضائع اور ہلاک ہو جاتی ہوگی تو اس کے جواب میں ارواح نے کہا

Marfat.com

کہ وہ اس چیز کے لئے دیوار کی اتنی جگہ کو جس میں سے وہ چیز گزارنی مطلوب ہوتی ہے لطیف بنا لیتی ہیں اور وہ چیز گزار لیتی ہیں۔ ان ہر دو نظریوں میں سے کوئی صحیح ہے یا ان کے علاوہ ارواح کے پاس کوئی اور حکمت ہے، بہر صورت یہ بات بالکل مُسلّم اور ٹھوس حقیقت ہے کہ اسپرٹس یعنی ارواح بند کمروں میں باہر کی ٹھوس چیزیں اندر لے آتی ہیں اور اندر کی چیزیں باہر لے جاتی ہیں اور اس میں ذرہ برابر بھی جھوٹ اور مبالغہ نہیں ہے۔ اسپر چولسٹس کے درمیان یہ عمل عام ہے اور ہر روز ہزاروں حلقوں میں یہ عمل علیٰ رؤس الاشہاد یعنی سینکڑوں لوگوں کے روبرو کیا جاتا ہے حالانکہ بڑے بڑے فلاسفر، سائنس دان، ڈاکٹر اور انجینئر ان حلقوں میں موجود ہوتے ہیں اور ہر قسم کے فریب اور دھوکے سے بچنے کے لئے اس کمرے میں سائنس کے قسم قسم کے آلات اور اوزار لگے ہوئے ہوتے ہیں وہاں کے سائنسدانوں اور فلاسفروں نے اس عمل کے بیس تیس سال کے متواتر گہرے مطالعے اور بے شمار تجربوں اور مشاہدوں کے بعد اسے قبول اور اختیار کیا ہے ہم اب اپورٹس کے ایک دو واقعات اس جگہ اور بیان کرتے ہیں جنہیں جان بٹلر (JOHN BUTLAR) صاحب نے اپنی کتاب اکسپلورنگ دی سائیکک ورلڈ (EXPLORING THE PSYCHIC WORLD) صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہے اس میں زندہ انسانوں کو بطور اپورٹس بند کمروں میں لانے اور باہر لے جانے کے واقعات ہیں وہ لکھتے ہیں:۔

''یہ ۳ رجون ۱۸۷۱ء کا واقعہ ہے اور اس واقعہ کی تصدیق کے لئے دس ایسے معتبر عینی شاہدوں اور گواہوں کے دستخط موجود ہیں جن کی موجودگی میں اور ان کے روبرو یہ واقعہ رونما ہوا ہے یہ حلقہ سر ولیم کروکس (SIR WILLIAM CORKS) کے روبرو جو ایک بڑے بھاری چوٹی کے نامور سائنسدان ہوئے ہیں ان کے بھائی ڈاکٹر جان کے گھر قائم ہوا تھا۔ ڈاکٹر ابراہام والیس نے دس حاضرین حلقہ کی شہادتیں لے کر اس واقعہ کو قلم بند کیا ہے اس حلقہ میں میڈیم مس فلورنس کک تھیں اور ان پر جو روح مسلط تھی اس کا نام کیٹی کنگ (KAITY KING) تھا۔ ڈاکٹر ابراہام والیس لکھتے ہیں کہ نہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی کھڑکی کھلی تھی کمرے میں اندھیرا تھا۔ کیٹی کنگ کی روح حاضر تھی اور حاضرین حلقہ کی فرمائش پر مختلف اشیاء بطور اپورٹس لا رہی تھی۔ حاضرین میں

Marfat.com

سے ایک شخص نے کسی چیز کے لانے کی فرمائش کی جس پر ایک دوسرے شخص نے بطور مذاق اور خوش طبعی کہا کہ اس کی خواہش ہے کہ مس گوپی (GUPPI) کو لایا جائے۔ اس پر ایک تیسرا شخص بولا۔ ''خدا تمہارا بھلا کرے اس بات کی امید کیوں کر ہوسکتی ہے کہ کیٹی مس گوپی کو جو لندن کی بہت بھاری میڈیم ہے اٹھا لائے۔ اس پر کیٹی کنگ نامی روح نے تین دفعہ کہا ''آئی ول (I WILL)'' یعنی میں ضرور لاؤں گی۔ پھر جان نے چلا کر کہا ''ٹھہر جاؤ تم ایسا نہیں کر سکو گی''۔ پھر حاضرین حلقہ میں سے کسی کی آواز آئی ''خدا کی پناہ کوئی چیز میرے سر پر آ رہی ہے'' تب ہی ایک دو چیخوں کے ساتھ میز پر کسی چیز کے دھڑام سے گرنے کی آواز آئی۔ روشنی کی گئی تو ہم تمام حاضرین یہ دیکھ کر دم بخود رہ گئے کہ مس گوپی ہمارے سامنے میز پر بیٹھی ہے اور ہم سب حلقہ وار اس کے ارد گرد جمع ہیں۔

مس گوپی اس وقت عالمِ استغراق اور بے ہوشی میں بالکل ساکن اور بے حس معلوم ہوتی تھی تمام اہل حلقہ پر خوف اور ہراس چھایا ہوا تھا کہ کہیں خدانخواستہ گوپی کو گزند اور نقصان نہ پہنچا ہو اس وقت اس نے اپنا ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھا ہوا تھا اور صبح کا ڈھیلا گاؤن پہنے ہوئے تھی بیڈ روم کے سلیپروں کا ایک جوڑا اس کے پاؤں میں تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک پین یعنی قلم تھا جو اس کے ہاتھ کے پاس میز پر پڑا ہوا تھا۔ کیٹی کنگ روح کو اسے اس کے مکان سے اٹھا کر لانے میں بمشکل تین منٹ کا وقت لگا ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد مس گوپی ہوش میں آئی ہم نے حلقہ کی کارروائی بدستور جاری رکھی اور اس کارروائی میں گوپی کے اور کپڑے کیٹی کنگ کے ذریعے بطور اپورٹس منگوائے گئے۔ حلقے کے خاتمہ پر حلقہ کے چار ممبر مس گوپی کے ہمراہ اسے پہنچانے کے لئے اس کے گھر ہائی بری (HIGH BURREY) جو وہاں سے تین چار میل کے فاصلے پر تھا بھیجے گئے جہاں جا کر انہیں مس گوپی کی رفیقہ مس نے لینڈ (NAI LAND) کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ دونوں انگیٹھی کے پاس بیٹھی حساب کر رہی تھیں کہ یک لخت اوپر دیکھنے سے مس نے لینڈ کو معلوم ہوا کہ مس گوپی یکدم اوپر چھت کی طرف اڑ کر غائب ہوگئی اور چھت کے ساتھ تھوڑا سا دھواں اور غبار چھوڑ گئی''۔

Marfat.com

اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ پچھلے سالوں مارکوئس سنٹورین اسکاؤٹ (MARQUIS SENTORINE SCOUT) نامی ایک میڈیم کا ہے جو ۲۹ جولائی ۱۹۲۸ء کو ملسمو کیسل (MELSMO CASTLE) میں واقع ہوا جسے پروفیسر بزانو (BIZZANU) نے اس طرح قلم بند کیا ہے۔

دوران حلقہ میں خود موجود تھا مسٹر اسکاؤٹ میڈیم نے گھبرائی ہوئی آواز میں چلا کر کہا کہ اس وقت وہ اپنے پاؤں محسوس نہیں کر رہا، گراموفون باجا جو اس وقت بج رہا تھا ٹھہرالیا گیا اس کے بعد ایک موت کی سی خاموشی حلقے پر ایک لحظہ چھائی رہی میڈیم کو نام لے کر بلایا گیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا پھر اندھیرے میں اسے ٹٹولا گیا تو اس کی جگہ خالی پائی گئی ہم نے سرخ روشنی سے کمرے کو روشن کیا دروازے سب اسی طرح بدستور بند تھے اور اس کی چابی اندر ہمارے پاس تھی لیکن میڈیم کمرے سے غائب تھا۔ اس کیسل (CASTLE) کے تمام کمروں میں میڈیم کو تلاش کیا گیا لیکن تلاش بے سود ثابت ہوئی آخر تین گھنٹے کی سخت تلاش کے بعد میڈیم کو غلے کے ایک کمرے میں جو باہر سے مقفل تھا خشک گھاس کے ڈھیر پر گہری نیند سویا ہوا پایا۔ مصنف کتاب سرجان بٹلر لکھتے ہیں کہ زندہ انسانی اپورٹس کے پچاس اسی قسم کے واقعات کا ریکارڈ ان کی لائبریری میں موجود ہے جو حال ہی میں واقع ہوئے ہیں۔ اسی قسم کا معاملہ ہمارے ایک مخلص محمد صادق نامی شخص کے ساتھ واقع ہوا تھا جس کا مفصل ذکر ہم اس کتاب کے پچھلے صفحوں میں کر آئے ہیں۔

جسمانی معراج کے ثبوت

اب ناظرین اندازہ لگالیں کہ ایک معمولی روح جسے ہم اپنی اصطلاح میں جن یا آسیب کہہ سکتے ہیں ایک زندہ انسان کو دو تین منٹ میں تین چار میل کے فاصلے پر ایک مکان سے اٹھا کر دوسرے مقفل بند کمرے میں ڈال سکتی ہے تو کیا اللہ تعالیٰ قادر وقوی حی وقیوم اور خالقِ کائنات کو یہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ وہ خود اپنی قدرت کاملہ سے یا اپنے زبردست فرشتے کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بند کمرے سے اٹھا کر آسمان پر یا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو معراج کی رات مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمان پر لے گیا ہو۔ کہاں ہیں وہ کورچشم مردہ دل نفسانی

Marfat.com

لوگ جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسمانی معراج پر چہ میگوئیاں کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر آسمان پر نہیں گئے اگرچہ مادی جزئی عقل اس قسم کے خارق عادت معاملے کو باور کرنے سے ہچکچاتی ہے کہ ایک مادی، بھاری، وزنی اور ٹھوس چیز یا ایک زندہ بھاری بھرکم انسان ایک مکان سے بغیر ظاہری اور مادی اسباب کے طرفۃ العین میں اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھی لایا جاسکتا ہے لیکن یورپ میں اسپرٹس کے ذریعے بطور اپورٹس یہ کام عام طور پر سینکڑوں لوگوں کے روبرو آلاتِ سائنس کے ہر قسم کے ٹیسٹ اور آزمائش کے باوجود دکھائے جاتے ہیں اور یہ معاملات آج کل کے اہل یورپ کے روحانی حلقوں میں اس طرح عام طور پر دیکھے جاتے ہیں جس طرح ہم یہاں نئی ایجادات کے بعید از عقل کارنامے اور زندہ مادی کرامات آئے دن دیکھتے ہیں جن کی بدولت انسان روئے زمین پر ہر طرف لوہے کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ پرندوں کی طرح ہوا میں اڑ رہے ہیں بلکہ فرشتوں کی طرح چاند اور مریخ تک پہنچنے کے خواب دیکھ رہے ہیں دریاؤں اور سمندروں میں مچھلیوں کی طرح تیر رہے ہیں۔ ہزاروں میل دور مغرب کی باتیں ایک آن میں مشرق میں سُنائی دیتی ہیں اور آئندہ اس سے بھی زیادہ بعید از عقل کارناموں کی توقع کی جاسکتی ہے۔ پہلے زمانے میں جب کہ روحانی سائنس اور باطنی علوم پورے عروج پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور اولیاؤں کو لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے یہ باطنی کمالات اور روحانی کرامات عطا فرمائی تھیں وہ غیبی لطیف مخلوق جن، ملائکہ اور ارواح کے ذریعے اس قدر حیرت انگیز بعید از عقل کام کرتے تھے کہ اگر سائنسدان انہیں دیکھ لیں تو انگشت بدنداں رہ جائیں۔ آج کل اسپر چولسٹس کے ان سفلی ارواح کے کارناموں نے یورپ کے بڑے بڑے سائنسدانوں اور فلاسفروں کو حیرت میں ڈال رکھا ہے حالانکہ اہلِ سلف کے بڑے علوی روحانی کمالات کے مقابلے میں ان کی کوئی وقعت نہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معراج کی رات آسمانوں اور عرش و کرسی وغیرہ علوی مقامات کی سیر کرنے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چوتھے آسمان پر چلے جانے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملکہ بلقیس کے کئی سو من بھاری سونے کے تخت کو سینکڑوں میل سے طرفۃ العین میں اٹھوا کر اپنے پاس حاضر کرانے کے معاملات کیا اپورٹس کے زبردست کارنامے نہیں ہیں جن کے معمولی نمونے یورپ کے اسپر چولسٹس بطور مشتے نمونہ از خروارے علیٰ رؤس الاشہاد دکھا رہے ہیں اور ہمارے قرآنی حقائق پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں

Marfat.com

لیکن ہمارے اپنے عقل کے اندھے پھر بھی ہمارے اہل سلف پیغمبروں کے معجزات، اولیاؤں کی کرامات اور قرآنِ کریم میں اس قسم کے بعید از عقل واقعات کو جھٹلاتے ہیں یا انہیں توڑ مروڑ کر اپنی ناقص عقل کے ساتھ تطبیق دینے کے لئے نہایت ناروا تاویلیں کر ڈالتے ہیں حالانکہ آج کل یورپ میں ایک بھی ایسا شخص نہ ہوگا جو ان حقائق پر یقین نہ رکھتا ہو۔ دُنیا میں اب اس قسم کا ہر بعید از عقل معاملہ ٹھوس حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صریح الفاظ میں اس بات کو بار بار بطور تاکید ارشاد فرماتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا تھا اور نہ سولی پر چڑھایا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے بطور اپورٹس اٹھا کر آسمان پر چڑھا لیا تھا۔ قولہ تعالیٰ

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ (النساء: آیت ۱۵۷)

ترجمہ: ''انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہ تو قتل کیا تھا اور نہ سولی دی تھی بلکہ انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا تھا''۔

پھر دوسری جگہ اس سے زیادہ پرزور الفاظ میں ارشاد ہے

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ (النساء: آیت ۱۵۷)

ترجمہ: ''انہوں نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف چڑھا لیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعد کے زمانے میں ایسے جھوٹے، بناوٹی پیغمبر ظاہر ہوں گے جن کے پاس نہ تو کوئی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی غیبی روحانی طاقت ہوگی اور نہ باطنی علم ہوگا جن کی پیغمبری اور نبوت کی بنیاد محض زبان کی طرّاری، فرضی پیشین گوئیوں اور جھوٹی تاویلوں پر ہوگی اور سائنس کے مادہ پرست زمانے میں ہر خلافِ عقل باطنی اور روحانی معاملے کو سمجھنے اور باور کرنے والے بہت تھوڑے آدمی ہوں گے اس لئے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بطور تاکید وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ (النساء: آیت ۱۵۷) کے پرزور الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل ہونے اور سولی پر چڑھائے جانے کے واقعہ کا انکار فرما دیا ہے لیکن پھر بھی بعض نے یہاں تک مشہور کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔ بے شک کشمیر میں ایک

Marfat.com

قادری بزرگ کی قبر ہے جس نے اپنی زندگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مُردے زندہ کیے تھے اور لوگوں میں ان کا لقب عیسیٰ ثانی ہوگیا تھا مگر جھوٹی تاویلیں کرنے والوں اور فرضی پیشین گوئیوں کو سچا ثابت کرنے والوں کو ایسے حیلے اور بہانے خدا دے چنانچہ انہوں نے اس بزرگ عیسیٰ ثانی کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ثابت کر دیا اور ہزاروں بیوقوف اس بات کو باور کرنے پر تیار ہو گئے حالانکہ بیت المقدس سے کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہنچنے، یہاں گمنامی میں فوت ہونے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ ابن مریم کی بجائے عیسیٰ ثانی مشہور ہونے کی سب باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین سے آسمان پر چڑھائے جانے سے بھی زیادہ خلافِ عقل ہیں اور پرانی اور نئی تاریخوں میں کہیں بھی ان کا ذکر تک نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کا حال

دوسرا اعتراض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چڑھائے جانے پر یہ کیا جاتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھائے گئے ہیں تو وہ وہاں کیا کھاتے پیتے ہیں اور کون سے دیگر کام کرتے ہیں؟ اس کا جواب قرآن کریم نے پہلے ہی دے دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے روئے زمین پر بطور اپورٹس (APPORTS) آسمانی دسترخوان میں آسمانی غذا اتار دی گئی تھی یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر قیوم کے ہاں ہر قسم کا انتظام موجود ہے وہ اہل زمین کے لئے آسمانی غذا نازل فرماتا ہے اور جس اہلِ زمین کو چاہے آسمان پر اٹھاتا، اسے آسمانی غذا کھلاتا پلاتا اور جب تک چاہے اسے زندہ رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ (المائدہ: آیت ۱۱۲)

ترجمہ:۔ ”جب کہ حواریوں نے (عیسیٰ علیہ السلام) سے عرض کیا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرنے پر قادر ہے کہ وہ ہم پر آسمان سے کھانے کا دسترخوان نازل فرمائے“۔

Marfat.com

"آپ علیہ السلام نے فرمایا تم تقویٰ اختیار کرو اور اگر تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا کر کے دکھا دے گا۔ حواریوں نے عرض کیا ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آسمانی غیبی غذا زمین پر کھا کر دیکھیں اور دلی اطمینان حاصل کریں اور یہ جانیں کہ ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے تو نے اسے سچ کر کے دکھا دیا ہے تاکہ ہم تیرے اس معجزے کے گواہ بن جائیں"۔ اس وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ "اے اللہ! ہم پر آسمان سے کھانے کا دسترخوان نازل فرما تاکہ یہ دن میری امت کے سابقین اور متاخرین کے لئے عید اور خوشی کا دن بن جائے اور یہ تیری قدرت کا بڑا کارنامہ اور معجزہ ثابت ہو، اور ہمیں اس قسم کا آسمانی غیبی رزق عطا فرما اور تو بہترین رزق پہنچانے والا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ قرآنی شہادت کے بعد ان منکرین اور معترضین کے لئے کافی اور شافی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اگر آسمان پر زندہ موجود ہیں تو وہ کیا کھاتے پیتے ہیں اور کس طرح زندہ ہیں؟ یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سرشت، خلقت اور پیدائش چونکہ ملکوتی امتزاج اور روحانی اختلاط سے واقع ہوئی تھی اور ان کے جسم عنصری میں روحانی عنصر کا غلبہ تھا اس واسطے ان کا بطور اپورٹس عالم بالا کی طرف اٹھایا جانا اغلب اور آسان تھا۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت احمد مختار ﷺ کو ایک بار عالم انفس اور دوسری بار عالم آفاق میں معراج ہوا قرآن کریم میں ان کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ النجم میں آیا ہے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ معراج سے پہلے آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا۔ اسے آب حیات لطف سے دھویا گیا۔ نورِ حضورِ ذات سے آپ ﷺ کے تمام لطائف کو زندہ اور تابندہ کیا گیا اور اس کے بعد آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کو کمالِ لطافت عطا کر کے براق کی باطنی برق اور رفرف کی روحانی ایٹمی انرجی کے ذریعے عالم بالا کی طرف چڑھا دیا گیا۔ قرآن کریم میں معراج کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں مجمل طور پر اس طرح آیا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

(بنی اسرائیل: آیت ۱)

Marfat.com

ترجمہ:۔ ''پاک ہے وہ ذات جو لے گئی رات کے وقت اپنے بندے محمد ﷺ کو مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) کی طرف جس کے اردگرد ہم نے برکت ڈال رکھی ہے تاکہ اسے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں اور وہ دانا اور بینا ہے''۔

قرآن مجید میں معراج کا ذکر سورۃ والنجم میں ذرا تفصیلاً آیا ہے

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ (النجم: آیت ۱۳)

ترجمہ: ''آپ ﷺ نے دیکھا اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) دوسری بار''۔

چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک بار عالم انفس اور دوسری بار عالم آفاق میں بڑے بھاری اور اہم معراج ہوئے اور دو دفعہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار ہوا ورنہ ویسے تو اللہ تعالیٰ بچپن سے لے کر چالیس سال کی عمر تک آپ ﷺ کو نبوت کے مختلف اعلیٰ مراتب اور ختم رسالت کے بے شمار افضل کمالات سے سرفراز فرماتا ہے۔ کئی دفعہ آپ ﷺ کا سینہ اور صدر چاک کیا گیا اور ہر غیر غل و غش اور غلاظت سے دھویا اور پاک وصاف کیا گیا۔ اسے نورِ حضور سے معمور کر کے لطیف اور منور بنایا گیا اور ہر طرح آپ ﷺ کی نبوت کے اظہار سے پہلے ختمِ رسالت اور وحی کے بارگراں کے لئے تیار کیا جاتا رہا جیسا کہ اس واقع سے ظاہر ہے کہ جب آپ دائی حلیمہ کے لڑکے کے ہمراہ ایک پہاڑی وادی میں بکریاں چرا رہے تھے آپ ﷺ کو چند ملائکہ نے پکڑ کر شق صدر کے لئے ایک پہاڑی کی چوٹی پر اٹھالیا دائی حلیمہ کا لڑکا گھبرایا ہوا اپنی ماں کے پاس دوڑا گیا اور یہ ماجرا سنایا کہ کس طرح محمد ﷺ کو چند سفید پوش آدمی اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اور لٹا کر سینہ چاک کر دیا جسے سن کر دائی حلیمہ وہاں دوڑ کر گئی تو آپ ﷺ کو صحیح سلامت بکریاں چراتے پایا اور جب آپ ﷺ سے اس واقعہ کی بات پوچھا تو آپ ﷺ نے سب ماجرا سنا دیا۔

غرض یہ کہ آپ ﷺ کو چالیس سال تک ولایت اور نبوت کے ابتدائی روحانی مراحل اور باطنی مدارج سے گزرنا پڑا اور آپ ﷺ کمال خاموشی صبر اور تحمل سے اسے برداشت کرتے رہے افسوس ہے ان کور چشم زبانی خشک عالموں کی عقل پر جو کہتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات ﷺ کو اظہارِ نبوت سے پہلے کسی قسم کی آگاہی نہیں تھی آپ ﷺ ہماری طرح بے خبر آدمی تھے۔ یک لخت

Marfat.com

آپ ﷺ پر نبوت کا بوجھ ڈال دیا گیا آپ ﷺ محض ہم تک وحی پہنچانے کا خالی واسطہ اور ذریعہ بنے اور معاذ اللہ ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں یا وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، قرآن اور خانہ کعبہ

معراج سے واپسی پر آپ ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عوام اور خواص نے دریافت کیا ''یا حضرت ﷺ کیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کو دیکھ آئے ہیں''۔ آپ ﷺ نے عوام کو جواب دیا۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (الشوریٰ: آیت ۱۱)

ترجمہ: ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں''۔

چونکہ دریافت کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو کس شکل وصورت میں دیکھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی نہیں ہے اور وہ ہر قسم کی تشبیہ اور تمثیل سے پاک ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی شکل وصورت ایسی تھی اور خواص سے خطاب فرمایا کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے نور حضور دیدار سے رنگ دیا گیا ہوں اور اس نور قدیم کا عکس اپنے سینے کے آئینے میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں آپ ﷺ نے نہیں فرمایا؟ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ (بخاری مسلم) یعنی ''جس شخص نے مجھے (باطن میں) دیکھا اس نے گویا حق کو دیکھ لیا شیطان میری مثل نہیں ہوسکتا''۔ اور یہ فقر اور تصوّف کا باطنی مسئلہ ہے کہ خواب یا مراقبے میں کوئی سالک حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھے تو اس نے برحق آپ ﷺ کو دیکھا شیطان آپ ﷺ کی صورت کے متمثل نہیں ہوسکتا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْقُرْاٰنِ وَلَا بِالْكَعْبَةِ ''شیطان میری صورت، قرآن اور کعبہ کی صورت کے متمثل نہیں ہوسکتا''۔ یعنی خواب، مراقبے اور اعیان کی باطنی دُنیا میں شیطان ان ہر سہ مظہر ہدایت اور نور حق کی صورت کے متمثل ہوکر کسی کو دھوکا نہیں دے سکتا کیوں کہ آنحضرت ﷺ، قرآن اور خانہ کعبہ کی حقیقت ایک ہے اور یہ ہر سہ حقیقتیں شیطان کی ضد ہیں اور ہر سہ مظہر ہدایت اور نورِ حق ہیں اور شیطان مجسّم مظہرِ ضلالت وظلمتِ باطلہ کا پیکر ہے۔ باطنی دُنیا کی جس مجلس میں ان ہر سہ پاک مقدس حقائق کا ظہور ہو وہ مجلس اور واقعہ حق

Marfat.com

سمجھا جاتا ہے اور شیطان کی باطل کارستانی کو اس میں دخل نہیں ہوسکتا۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ شیطان باطن میں ان مقدس صورتوں کے متمثل ہوسکتا ہے انہوں نے بڑی بھاری غلطی کی ہے اگر ایسا ہے تو تمام باطنی اور روحانی دُنیا پر سے اعتبار اٹھ جاتا ہے حق اور باطل کا کوئی معیار نہیں رہتا اور حق اور باطل کے درمیان تمیز ہی نہیں رہ جاتی یہ بھی یادر ہے کہ ان ہر سہ مظاہر ہدایت میں ان کے مختلف اجزائے ترکیبی اور صورِ معنوی بھی شامل ہیں یعنی جس طرح شیطان کو آنحضرت ﷺ کی کسی صورت ذاتی صفاتی، اسمائی اور افعالی کے متمثل ہونے کی طاقت نہیں ہے اسی طرح خانہ کعبہ کے ساتھ روئے زمین کی تمام مساجد شامل ہیں اور قرآن کی حقیقت میں اس کی تمام سورتیں، آیتیں اور اسماء وغیرہ داخل ہیں۔ اگر کوئی شخص باطن میں آنحضرت ﷺ کو کسی صورت پر دیکھے وہ باطنی معاملہ حقیقت پر مبنی ہوگا اور اگر اس واقعہ میں دیکھنے والا آپ کی پاک صورت میں کوئی نقص دیکھے تو دیکھنے والا سمجھے کہ یہ اس کا اپنا نقص اور عیب ہے جو اسے آئینہ محمدی ﷺ میں نظر آرہا ہے اور اسے رفع کرنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح اگر دیکھنے والا خواب یا مراقبے میں خانہ کعبہ یا کسی پاک مسجد میں کوئی واقعہ دیکھے تو وہ معاملہ بھی برحق ہوگا اور اگر وہ دیکھے کہ اس پاک مسجد میں کُتے وغیرہ گھس آئے ہیں یا گندگی وغیرہ پڑی ہے تو سمجھے کہ اس کے دل کے صحن میں حبِ دُنیا کے کُتے داخل ہو رہے ہیں دُنیا کی گندگی پڑی ہوئی ہے اور اسے پاک کرے۔ اسی طرح جس باطنی مجلس میں قرآن یا اس کی کوئی سورت، آیت یا اسمِ الٰہی خود دیکھنے والا یا کوئی اور شخص پڑھ رہا ہو تو سمجھے کہ یہ مجلس برحق ہے کسی باطنی مجلس میں اگر یہ چیزیں ظاہر نہ ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

دعوت القبور اور اس کی حقیقت

یادر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی دعوت روحانی لطیف مخلوق کے حاضر کرنے اور ان سے ہر قسم کی امداد اور خدمت لینے کا سب سے بڑا بھاری ذریعہ اور بہترین وسیلہ ہے قرآن کی دعوت جب کسی سالک سے جاری اور رواں ہو جاتی ہے تو وہ دُنیا اور آخرت میں بے نیاز اور لایحتاج ہو جاتا ہے اور قرآن کی برکت سے ہر مشکل مہم حل کر لیتا ہے جب اہل دعوت غصے، قہر، غضب اور جلال سے دعوتِ قرآن شروع کرتا ہے تو باطنی غیبی موکلات

Marfat.com

بھی اس کے دل کی صفت کے مطابق باطنی ہتھیاروں مثلاً تیر کمان، نیزوں، تلواروں اور بندوقوں سے مسلح ہو کر اہل دعوت کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اہل دعوت کے دشمنوں پر اپنے باطنی ہتھیاروں سے ٹوٹ پڑتے ہیں اور انہیں ایک دم میں ہلاک اور برباد کر دیتے ہیں اور جب کبھی اہلِ دعوت، محبت اور شفقت کے جذبے سے پڑھتا ہے تو عالمِ غیب سے روحانی مؤکلات طرح طرح کے تحفے تحائف از قسم مال، نقد و جنس اس کی ضرورت کے مطابق اٹھائے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور اہل دعوت کے آگے پیش کرتے ہیں اور جو بعد میں بذریعہ تسخیر قلوب لوگوں سے حاصل ہو جاتے ہیں جس قدر کام مشکل اہم اور دشوار ہوتا ہے اہلِ دعوت کو اسی قدر زبردست غیبی مؤکل حاضر کر کے اس سے اس کام کے حل کرنے میں امداد لینی پڑتی ہے۔ یہ بات ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ جن ملائکہ اور ارواح غیبی لطیف مؤکلات ہیں اور جن سے ملائکہ کی روحانی طاقت بہت زیادہ ہوا کرتی ہے اور ملائکہ سے ارواح کی باطنی قوت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے کیوں کہ کامل روحانی جس وقت دعوت کے ذریعے حاضر ہوتا ہے تو اس کی تبع میں اس کی زندگی کے مسخرؔ موکلات از قسم جن و ملائکہ بھی ہمراہ خدمت کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں اور اہلِ دعوت کے کام میں مدد و معاون ہوتے ہیں۔

جب فقیر کامل عملِ دعوت کی انتہائی منزل کو پہنچ جاتا ہے اور علمِ دعوت میں یکتا ہو کر زندہ دم ہو جاتا ہے اور دعوت کا نور اس میں متمکن ہو جاتا ہے تو وہ خیال، نیت اور ارادے سے کام کرتا ہے اس وقت دعوت پڑھنے کے لئے اسے زبان اور ہونٹ ہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی اللہ تعالیٰ اس میں اس قسم کا کمال پیدا کر دیتا ہے کہ جب کبھی وہ کسی سخت کام، مشکل مہم یا دشوار امر کے لئے اپنی باطنی ہمت اور توجہ سے متوجہ ہوتا ہے، مؤکلات اس کی نیت اور اشارے پر کام کرتے ہیں کامل فقراء کا مہر اور قہر اللہ تعالیٰ کے مہر اور قہر کا نمونہ ہوتا ہے برگزیدہ اشخاص اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں ان کا دل اللہ تعالیٰ کی نظرگاہ ہوتا ہے اور جس وقت وہ کسی کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ اور ملتفت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلی ارادے ہی پر ان کی مراد پوری فرما دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت مآب ﷺ کو فرمایا

Marfat.com

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

(البقرۃ: آیت ۱۴۴)

ترجمہ: ''ہم نے آپ (ﷺ) کو آسمان کی طرف منہ اٹھاتے دیکھا پس ہم آپ (ﷺ) کے لئے اپنا بیت الحرام قبلہ مقرر کرتے ہیں جس کی آپ (ﷺ) کو خواہش ہے''۔

یہاں قبلہ کے لئے کہیں سوال یا درخواست وغیرہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف اس خواہش اور ارادے کی تکمیل کے لئے آسمان کی طرف منہ پھیرنے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف متوجہ اور ملتفت ہونے کا ذکر ہے۔

کور چشم لوگ، شیطانی توحید

ہم بیان کر آئے ہیں کہ کسی بزرگ کی قبر پر دعوتِ قرآن پڑھنے میں قبر پرستی کا شائبہ اور شمہ تک نہیں ہوتا یہ تو محض عامل اور کامل لوگوں کا عملِ دعوتِ قرآن کے ذریعے روحانی سے کسی مشکل مہم میں امداد لینے کا ایک باطنی طریقہ ہے اس میں نہ تو بزرگ کی قبر کو سجدہ کرنے یا بوسہ دینے وغیرہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس سے جاہلوں کی طرح پکار پکار کر اپنی حاجت کے لئے زاری اور فریاد کرنے کی۔ نہ اس عملِ دعوت القبور میں غیر شرع الفاظ ادا کرنے پڑتے ہیں اور نہ کوئی اس قسم کی ناروا حرکت یا ناواجب فعل اہلِ دعوت سے صادر ہوتا ہے کہ اس پر از روئے شرع شریف گرفت ہو یا حرف آئے لیکن بعض کم ظرف خشک مزاج لوگ قبر کا نام سن کر آگ بگولا ہو جاتے ہیں اور بڑبڑا اٹھتے ہیں کہ دیکھو جی یہ تو محض قبر پرستی اور صریح شرک کی تعلیم ہے۔ بھلا اگر کسی بزرگ کے مزار کے پاس بیٹھ کر محض قرآن پڑھنا شرک ہے تو ان لوگوں کی اس ابلیسانہ توحید سے ہمارا یہ شرک لاکھوں درجہ بہتر ہے شیطان نے بھی تو آدم علیہ السلام کے سجدے ہی سے انکار کیا تھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تو لاکھوں برس سجدوں میں سر مارا اور توحید توحید اور لَآ اَسْجُدُ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا دم بھرتا رہا تھا۔ شیطان کمالِ توحید سے لعنتی اور راندۂ درگاہ رب العالمین ہو گیا۔

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے　　　اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

(ذوق)

Marfat.com

اس شیطانی توحید سے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو امان دے۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعظیم و تکریم یا ان کی قبروں سے استمداد کے انکار میں شیطانی موحدین کا جذبہ حسد اور کبر کارفرما ہے اور یہ نارِ حسد و کبر ان کے تمام خرمن عمل و طاعت کو ایک دم میں جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے فَاِنَّ اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (ابوداؤد) ''حسد انسان کی نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے''۔ دعوت القبور تو ایک بھاری قرآنی عمل ہے اور صرف زندہ دل عارف عامل کامل لوگ ہی کسی ولی کی قبر پر دعوتِ قرآن پڑھ کر روحانی کو حاضر اور روحانی کی رفاقت اور اعانت سے اپنی مشکل مہم کو حل کر سکتے ہیں۔ عام نفسانی مُردہ دِل لوگ اگر تمام عمر قبر پر قرآن پڑھتے رہیں نہ روحانی کو حاضر کر سکتے ہیں اور نہ اپنے کام میں ان سے مدد لے سکتے ہیں۔

دعوت القبور ایک بھاری اور نادر عمل

ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ جب اہل یورپ اپنے روحانی حلقوں میں گانے بجانے اور ایک میڈیم کی وساطت سے مختلف سفلی روحوں کو حاضر کر سکتے ہیں اور ان سے ملاقی اور ہم کلام ہوتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کا کامل عامل بندہ قرآن پاک کے ذریعے روحانی کو حاضر نہیں کر سکتا روحانی اپنی قبر کے غار میں سانپ اور اژدہے کی طرح اپنے باطنی برزخی خزانے پر کنڈل مارے بیٹھا ہوتا ہے اگر کوئی مُردہ دِل نفسانی شخص روحانی کو بے وجہ چھیڑتا ہے یا اس کی باطنی دولت کو چھوتا ہے تو روحانی اسے اس طرح باطنی ڈنک مارتا ہے کہ نفسانی فوراً بیمار، دیوانہ یا مجنون ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے لیکن جس وقت اہلِ دعوت عامل کامل کسی روحانی کی قبر کے غار پر قلندر کی طرح قرآن کی بین بجانی شروع کرتا ہے تو روحانی قرآنی بین کی آواز سن کر اپنے غار قبر سے باہر نکل آتا ہے اس وقت آوازِ قرآن سے مست ہو کر قلندر اہل دعوت کا مطیع اور منقاد ہو جاتا ہے اور کامل اہل دعوت روحانی کو اپنی گرفت میں لے کر اس کے باطنی برزخی خزانے سے اپنی مراد کے موافق اپنا حصہ لے لیتا ہے لیکن کسی ولی اللہ کی قبر پر دعوت پڑھنا اور اپنی مشکل مہم حل کرنا خالہ جی کا گھر نہیں ہے بلکہ بڑا مشکل اور جان جوکھوں کا کام ہے۔ اہل دعوت کا باطنی لطیفہ نورِ قرآن کی ثقالت سے وزنی اور

Marfat.com

بھاری ہو کر بحر عالمِ غیب میں ڈوب جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ (المزمل:۵)

ترجمہ: ''ہم تم پر قول ثقیل اتارنے والے ہیں''۔

اور عامل اہل دعوت کے صحرہ دل سے لطیفۂ قلب مچھلی کی طرح نورِ آبِ حیاتِ قرآن سے زندہ ہو کر بحرِ عالمِ غیب میں تیرنے اور چلنے لگ جاتا ہے اور عالمِ غیب اور عالمِ شہادت کے مجمع البحرین میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ خضر مثال روحانی سے جا کر ملاقی ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۝ (الکہف: آیت ۶۰)

ترجمہ: ''اور جب موسیٰ نے اپنے جوان (خادم) سے فرمایا میں نہ ٹھہروں گا جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچوں یا سالہا سال چلتا رہوں''۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ (الکہف: آیت ۶۵)

ترجمہ: ''پس موسیٰ (علیہ السلام) نے پایا ہمارے خاص بندوں میں سے ایک (باطنی و روحانی) بندے (خضر علیہ السلام) کو جسے ہم نے اپنی خاص رحمت سے بہرہ ور فرمایا تھا اور اسے اپنی طرف سے خاص (باطنی) علم عطا فرمایا تھا''۔

روحانیوں سے ملاقات اور عینی مشاہدات

باطن میں دعوت کے مختلف طور طریقے ہیں کسی اہلِ دعوت کو اہل قبر سے خواب میں اپنے کام کے سرانجام ہونے کی بشارت مل جاتی ہے کسی کو مراقبے میں، دل میں غیب سے آگاہی ہوتی ہے یا الہام ہوتا ہے۔ کسی کو صحیح وہم سے یا مضغۂ قلب سے یا مطالعۂ لوحِ محفوظ سے اعلام ہو جاتا ہے یا ارواحِ مقدسہ کے ذریعے اشارات ملتے ہیں، کسی کی ظاہری اور باطنی آنکھ اور خواب و بیداری ایک ہو جاتی ہے اور وہ اپنا باطنی غیبی معاملہ اس طرح علی الاعلان اور عیاں طور پر دیکھتا ہے

Marfat.com

جس طرح انسان پردہ سیمیں پر تماشے کی فلم دیکھتا ہےاور اگر روحانی اہلِ قبر کامل ہے اور اہلِ دعوت عملِ دعوت میں کامل ہے تو جس مشکل کام اور مہم کے لئے ہر دو متحد ہو جاتے ہیں وہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور قدرت سے جلدی یا بدیر ضرور سرانجام اور ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ اہلِ قبر روحانی کے بھی مختلف منازل اور مدارج ہوتے ہیں بعض اہلِ جلال ہوتے ہیں ان کے مزاروں پر اگر کسی دشمن کی زبونی یا ہلاکت کے لئے دعوت پڑھی جائے تو وہ ایسے کاموں میں بہت مستعدی ظاہر کرتے ہیں بعض سخت بیماریوں اور لا علاج امراض کی شفا اور تداوی میں خوب مدد دیتے ہیں بعض کی قبروں پر دعوت پڑھنے سے رزق اور روزی میں خوب کشائش ہوتی ہے، بعض کی قبروں سے علم کا ملکہ اور ذہن وفہم میں خوب طاقت اور قوت پیدا ہو جاتی ہے حافظہ بھی تیز ہو جاتا ہے بعض اہل قبور سے انسان کا روزینہ مقرر ہو جاتا ہےاور وہ معیّن روزینہ بلا ناغہ ضرور ملتا رہتا ہے۔ مذکورہ بالا فوائد آسانی اور جلدی سے اہلِ دعوت کو روحانی سے حاصل ہوتے ہیں اور اگر اہل دعوت بڑا صاحب کمال ہےاور اہل قبر بھی زبردست روحانیت کا مالک ہے تو ایسی حالت میں قبر پر دعوت پڑھنے سے فریقین کو کمال لازوال فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلاً کوئی کامل عامل اثناء دعوت میں کسی روحانی کو اس طرح اپنے ساتھ باطنی رشتے سے منسلک کر لیتا ہے کہ وہ تمام عمر اہلِ دعوت کی قید میں رہتا ہے اور جہاں جس وقت وہ چاہے اس سے کام اور خدمت لیتا ہے کسی روحانی سے اہل دعوت عہد و پیمان لے لیتا ہے یعنی روحانی اس سے پکا اور پختہ وعدہ کر لیتا ہے کہ جس جگہ جس وقت اور جس کام کے لئے وہ طلب کرے خدمت کے لئے تیار اور مستعد رہے گا، کسی روحانی کی قبر پر دعوت پڑھنے سے اہلِ دعوت کی زبان نورِ کُن سے مترشح ہو جاتی ہے اور وہ صاحب لفظ اور اس کی زبان سیف الرحمٰن ہو جاتی ہے جس کام کے لئے منہ کھولتا ہےاور جس امر کے لئے زبان ہلاتا ہے کہ ہو جائے اللہ تعالیٰ کے امر سے جلدی یا دیر سے ضرور ہو جاتا ہےاور کبھی خطا نہیں کرتا۔ کسی اہلِ قبر پر دعوت پڑھنے سے اہلِ دعوت کو لوحِ محفوظ کا مطالعہ حاصل ہو جاتا ہےاور وہ ماضی مستقبل اور حال کے احوال پر آگاہی پاتا رہتا ہے کسی اہلِ قبر پر دعوت پڑھنے سے باطنی آنکھ کھل جاتی ہے زمین کے نیچے پرانے دفینے نظر آجاتے ہیں اور جو زر و جواہر زمین میں دبے پڑے ہیں اسے معلوم

Marfat.com

ہوتے ہیں جس قدر چاہے نکال کر خرچ کرسکتا ہے اور اس عمل کے ذریعے دُنیا سے مستغنی اور لایحتاج رہتا ہے۔ بعض اہل قبور پر دعوت پڑھنے سے اہل دعوت کو کیمیا اکسیر کا ہنر حاصل ہو جاتا ہے اور باطن میں مؤکلات اسے ایسا ہنر کیمیا سکھا دیتے ہیں کہ کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا اور وہ تانبے سے سونا اور قلعی سے چاندی بنا لیتا ہے اور لوگوں سے بے نیاز اور لایحتاج ہو جاتا ہے افسوس ہے کہ اہلِ ہوس تمام عزیز عمر کیمیا کی طلب میں صرف کر دیتے ہیں پارہ، گندھک اور ہڑتال وغیرہ پھونکنے اور جلانے میں اپنی کمائی خرچ کر دیتے ہیں لیکن انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا جھوٹے مکاروں اور شعبدہ بازوں کے ہاتھوں دھوکے کھا کھا کر کفِ افسوس ملتے رہتے ہیں حالانکہ یہ عمل بھی روحانیوں اور غیبی مؤکلات کے ذریعے حاصل ہوسکتا ہے۔ کسی اہل قبر پر دعوت پڑھنے سے مؤکلات سنگ پارس کی نسبت اشارات اور بشارات دیتے ہیں کہ سنگ پارس فلاں پہاڑ میں پڑا ہے اٹھالو اور جس قدر چاہو سونا بنا لو۔ بعض روحانی اہل قبور کی قبروں پر دعوت پڑھنے سے اہل دعوت کے لئے روحانیوں کی مجالس کھل جاتی ہیں۔ اہلِ دعوت کہیں بیٹھا مراقبہ کرے باطن میں طیر سیر کر کے روحانیوں کی باطنی مجلسوں اور محفلوں میں شامل اور داخل ہوتا ان سے ملاقی اور ہم صحبت ہو کر فیض حاصل کرتا رہتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت بھاری باطنی نعمتیں اہل دعوت کو روحانیوں سے حاصل ہوتی رہتی ہیں جن کا قیاس بھی انسان نہیں کرسکتا اور جن کا یقین عوام تو کیا خواص بھی مشکل سے کر سکتے ہیں۔

ناظرین یقین کریں کہ مذکورہ بالا باتیں خالی گپیں اور ڈھکوسلے نہیں بلکہ ٹھوس حقیقتیں ہیں یہ باطنی، بھاری اور عظیم الشان نعمتیں اللہ تعالیٰ جسے چاہے عنایت فرماتا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (الجمعہ: آیت ۴)

ترجمہ: ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرما دے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے''۔

البتہ دعوت القبور کی کلید یا کنجی حاصل کرنا ایک امر محال ضرور ہے جب تک کوئی شخص موت سے پہلے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے اور اس کی محبت میں فنا اور اپنی ہستی کو مٹی میں بیج

Marfat.com

کی طرح نیست اور نابود نہ کر دے ہرگز زندہ، پائندہ اور سر سبز نہیں ہوتا الغرض علمِ تصوّرِ اسمِ اللہ ذات حضور اور عمل دعوتِ قبور نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ بعض بے وقوف احمق نادان کسی کتاب میں عمل دعوت القبور پڑھ کر اپنے خام خیال سے قبروں پر دعوت پڑھنے لگ جاتے ہیں اور روحانی اہلِ قبر سے رجعت کھا کر تمام عمر مرض اور رنج میں مبتلا رہتے ہیں۔ دیوانہ یا مجنون ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں الغرض نفسانی کو اس عمل میں اپنے خام خیال سے خود بخود ہرگز قدم نہیں اٹھانا چاہئے۔

کارِ　　بوزینہ　　نیست　　نجاری
(سعدی)

ترجمہ:۔ ''بندر کا کام بڑھئی گیری نہیں ہے''۔

اب ہم ناظرین کے مزید اطمینانِ قلب اور اِزدیادِ یقین کی خاطر اسی علم دعوت کے متعلق ایک دو مختصر سے اپنے واقعات اور عینی مشاہدات بے کم و کاست بیان کئے دیتے ہیں کیوں کہ اس قسم کے واقعات پڑھنے سے دعوت کی اصلی حقیقت اور نوعیت اہلِ مطالعہ پر نہایت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دعوت کیا چیز ہے اور کیوں کر رواں ہوتی ہے بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے جو ان واقعات کو جھوٹ اور نمائش خیال کریں گے یا یہ قیاس کریں گے کہ یہ فقیروں اور صوفیوں کے محض اپنے خیالات اور واہمات ہیں جو انہیں اپنے جوشِ طبیعت کے سبب متشکل ہو کر نظر آتے ہیں اور یہ سب کچھ محض فریبِ نظر اور قوتِ واہمہ کی کارستانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب دلوں کی نیتوں اور حقیقتِ حال سے اچھی طرح واقف اور آگاہ ہے اور اسی کا علم ہمارے لئے کافی ہے کَفٰی عِلْمُہٗ بِحَالِیْ۔

بزرگوں کی قبروں پر دعوت پڑھنے کے حالات

ایک دفعہ یہ فقیر رات کو اکیلا ایک بزرگ کی قبر پر دعوت پڑھنے کی غرض سے گیا اور جب ظاہر سورۃ مزمّل با ترتیب پڑھ کر روحانی کی طرف مراقب اور متوجہ ہوا تو میرے باطنی لطیفے نے باہر نکل کر درود، فاتحہ اور پھر درود شریف پڑھا اور یہ فقیر فوراً بحرِ عالمِ غیب میں ڈوب کر مچھلی کی طرح

Marfat.com

سیدھا روحانی کی برزخی منزل کی طرف چلا گیا۔ جب اس منزل کے قریب گیا تو مجھے روحانی کے ذکرِ جہر، نفی اثبات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز سنائی دی میں اس منزل میں داخل ہوا۔ اس کی سفید گھنی داڑھی، گول چہرہ اور سر مونڈا ہوا تھا میں نے جاتے ہی مصافحہ کیا۔ ہاتھ ملانے کے بعد اس نے مجھے کہا کہ وہ آئندہ ہمیشہ ہر جگہ میری امداد کے لئے حاضر ہوا کرے گا چنانچہ اس روحانی کو اپنا یار رفیق اور امدادی پایا۔

ایک اور دفعہ یہ فقیر ایک بزرگ کی قبر پر دعوت پڑھنے کی غرض سے رات کو گیا جب اس فقیر نے دعوت کی نیت سے قبر کے اردگرد بانگ دی تو روحانی فوراً حاضر ہو گیا۔ اس کی قبر شیر کی طرح مہیب اور خوفناک شکل اختیار کر گئی اور اس سے رعب اور جلال ٹپکنے لگا۔ اس کے بعد میں نے قبر کے قریب کئی بار باترتیب سورۃ مزمل پڑھی اور وہاں سے اٹھ کر قبر کے قریب اپنی خواب گاہ میں جا کر لیٹ گیا اور روحانی کی طرف اپنی باطنی ہمت کے ساتھ متوجہ ہوا اور معاً بجلی کی چمک کی طرح ایک نور میری آنکھوں میں چمکا اور اس نور نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اب میں اس روحانی کے بڑے وسیع برزخی مقام میں داخل ہوا اور گو میں بظاہر حافظ قرآن نہیں ہوں۔ مگر میرے باطنی وجود نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا تمام قرآن ابتداء بسم اللہ سے انتہا والناس تک ختم کر ڈالا اس کے بعد میری زبان پر سورۃ مزمل جاری ہوگئی اور میں اس برزخی مکان میں روحانی کے ہمراہ پرندے کی طرح اڑتا اور چکر لگاتا رہا اس کے بعد روحانی نے میری ہر دو بغلوں میں ہاتھ ڈال کر مجھے اوپر کو اٹھا کر عالم بالا میں اڑا لے گیا اور مجھے ایک ایسے مکان میں جا اُتارا جو اللہ تعالیٰ کے نوری اسماء سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا اسی مکان میں، میں نے اپنے آپ کو بیدار ہوتے اور آنکھ کھولتے دیکھا اور جب میں اپنی خواب گاہ میں بیدار ہوا تو مجھے ظاہری آنکھوں سے بھی وہ مکان مع نوری اسماء عیاں طور پر نظر آنے لگا اس دعوت سے مجھے کمال فائدہ حاصل ہوا چنانچہ جب کبھی میں تین چار دفعہ سورۃ مزمل پڑھ کر مراقبہ کرتا تو مجھے فوراً غیبت اور استغراق ہو جاتا اور باطن میں طیر سیر کرنے لگ جاتا اور روئے زمین کے تمام روحانیوں سے باری باری ان کے برزخی مقامات پر ملاقات کرتا

Marfat.com

اوران سے فیوضات اور برکات حاصل کرتا۔ اس فقیر نے بہت قبروں پر دعوتیں پڑھی ہیں جن کی تفصیل بہت لمبی ہے اور یہ چند واقعات بطور مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین کر دیے ہیں کہ شاید دُنیا میں کبھی کسی سعادتمند اور نیک بخت طالب کو ان واقعات کے پڑھنے کا اتفاق ہو اور یہ تجربہ اس کے لئے اطمینانِ قلب کا موجب اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے۔ دُنیا میں طالب تشنہ و مُشتقی کے لئے ایسی باتیں آبِ حیات کا کام دیتی ہیں اور کور چشم نا اہل لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔ کسی طرح بھی ان باتوں پر یقین نہیں لاتے بلکہ الٹا اور بگڑنے لگ جاتے ہیں یہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرۃ: آیت ۲۶)

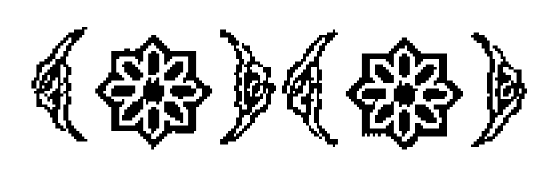
ترجمہ: ''وہ گمراہی میں ڈال دیتا ہے اس سے بہت لوگوں کو''۔ کے مصداق ہوتے ہیں۔

مقہوری، مغلوبی کا مجرب عمل (سورۃ الفتح کی دعوت)

قبروں پر دعوت پڑھنے کے لئے سب سے زیادہ آسان اور موزوں دعوت سورۃ مزمل کی ہے لیکن جب تک اس دعوت کی کلید یا کنجی کسی کامل عامل سے حاصل نہ ہو اور طالب زندہ دل نہ ہو جائے یہ دعوت رواں اور جاری نہیں ہوتی اور بغیر کلید اور اذن و اجازت دعوت کا پڑھنا کچھ فائدہ نہیں خواہ تمام عمر کلام پڑھتا رہے اور چلّے وغیرہ کرتا رہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرماتے ہیں ''ہر کہ می خواند مزمل در ہر دو جہان می شود کامل و مکمل'' یعنی جو شخص سورۃ مزمل باترتیب پڑھتا ہے وہ دونوں جہان میں کامل اور مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد بڑی بھاری اور جامع دعوت سورۃ یٰسں کی ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ یٰسں قرآن مجید کا دل ہے۔ سورۃ یٰسں کے تمام مؤکلات علوی ہیں لیکن سورۃ مزمل کے مؤکلات ہر دو علوی اور سفلی ملے جلے ہیں سورۃ یٰسں دعوت جمالی ہے لیکن سورۃ مزمل کی دعوت ہر دو جمالی اور جلالی صفات کی حامل ہے قرآن کا دل سورۃ یٰسں ہے اور یٰسں کا دل، مغز اور بزرگ آیت سَلٰمٌ '' قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ہے اس آیت کی دعوت میں بہت عجیب وغریب راز اور اسرار ہیں۔ افسوس ہے کہ بوالہوس اسے اپنی نفسانی اغراض اور دنیوی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس واسطے نالائقوں اور نااہلوں کے سامنے اس قسم

Marfat.com

کے سر بستہ قیمتی رازوں کا افشاء مناسب نہیں ہے۔ اس کے بعد سورۃ الملک (سورۃ نمبر ۶۷) اور سورۃ الفتح (سورہ نمبر ۴۸) دعوت القبور کے لئے بہت موزوں اور مناسب ہے سورۃ الفتح (سورہ نمبر ۴۸) کا ہر حرف، لفظ اور آیت نور جلال سے پُر اور مملو ہے اور مقہوریٔ اعداء اور دشمنوں کے استیصال کے لئے نہایت تیر بہدف اور کارگر مہلک حربہ ہے اگر کسی موقع پر مسلمان اور کفار و مشرکین کے درمیان لڑائی ٹھن جائے تو عامل کامل اہل دعوت کو چاہیے کہ جنگل بیابان میں جہاں پاک ریت ہو یا دریا کا کنارہ ہو وہاں دو رکعات نفل بہ نیت فتحِ اسلام و شکستِ کفار پڑھے تین نام نمرود، شداد، قارون ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھے دوسرے ٹکڑے پر فرعون، ہامان، ابلیس کے نام لکھے اور ہر دو ٹکڑے اپنے دونوں پاؤں کے نیچے رکھ کر دو رکعات نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ یٰس ختم کرے دوسری رکعت میں سورۃ الفتح پڑھے اور جس وقت دوگانہ ختم کرے سجدے میں جائے اپنے ہاتھ کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف رکھے اور سجدے میں تین دفعہ یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ، وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ بدھ، جمعرات اور جمعہ تین روز کم از کم یا ایک ہفتہ متواتر یہ دعوت پڑھے اگر اہلِ دعوت عامل اور کامل ہے تو کفار اور مشرکین کو جلدی ہزیمت اور شکست مل جائے گی اور اسلام کو فتح اور غلبہ حاصل ہوگا۔ اگر سورۃ یٰس اور الفتح یاد نہ ہو تو آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ (التوبہ: آیت ۱۲۸، ۱۲۹) اور سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ (النصر: آیت ۱) ان دو سورتوں کا نعم البدل ہو سکتی ہیں تعداد ذرا زیادہ کرنی پڑتی ہے دوسرے اعداء کو بھی مقہور اور مغلوب کیا جا سکتا ہے لیکن طریقہ اور ترتیب الگ ہے۔





Marfat.com

﴿باب یازدہم﴾

عملِ سورۃ یٰس شریف

اگر کوئی شخص سورۃ یٰس کو عمل میں لانا چاہے تو چاہیئے کہ جنگل بیابان میں دریا کے کنارے جہاں پاک ریت ہو انگلی سے ریت پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر کا نشان بنائے اور اس پر لکھے **قَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** قبر کے اردگرد لکھے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(الاحزاب: آیت ۵۶)

اور اگر تین دفعہ آیت مذکورہ پڑھے پھر قبر کے سرہانے قبلہ رخ کر کے دوگانہ نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ یٰس چھ دفعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ یٰس پانچ دفعہ پڑھے، بعد میں سورۃ الملک ختم کر کے اس کا ثواب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور جملہ انبیاء مرسلین، صدیقین شہداء، صالحین، بزرگان دین، اولین و آخرین خصوصاً جملہ اصحاب کبار، ائمہ مجتہدین، جملہ مومنین اور مسلمین کی ارواح کو بخشے۔ یہ دعوت بھی زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ یا کم سے کم بدھ جمعرات اور جمعہ کو تین روز متواتر پڑھے۔ اگر اہلِ دعوت صاحب استعداد اور اہلِ توفیق ہے تو دورانِ دعوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت فیض بشارت سے خواب، مراقبے میں یا اعلانیہ طور پر مشرف ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ اہلِ دعوت کو کلیدِ دعوت عطا فرما دیں گے اور اس سورہ شریفہ کے جُملہ مؤکلات اہلِ دعوت کے تابع ہو جائیں گے یہ دعوت مستجاب الدعوات کہلاتی ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں اور آیتوں میں دعوت کی تاثیر ہے اور قرآن مجید کے نور پر ہر قسم کے علوی اور سفلی مؤکلات اس طرح گرتے ہیں جس طرح شہد کے چھتے پر شہد کی مکھیاں گرتی ہیں۔ دعوت پڑھتے وقت عامل کامل اہلِ دعوت کا دل بعینہٖ شہد کا چھتہ بن جاتا ہے اور نورِ قرآن شہد کی طرح اس سے

Marfat.com

ٹپکتا اور رستا ہے اس کی ابتدائی ادنیٰ علامت یہ ہے کہ قرآن پڑھتے وقت اہل دعوت کی زبان اسی طرح میٹھی ہو جاتی ہے جس طرح کسی کے منہ میں شہد گھول دینے سے بھینی بھینی خوشبو آنے لگتی ہے، دل میں رِقّت، لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے جسم بھاری اور ثقیل محسوس ہوتا ہے۔

بڑی سورتوں میں چار سورتیں قرآن کے اعضائے رئیسہ میں شمار ہوتی ہیں اور ان کے پڑھنے سے بڑی زبردست دعوت جاری ہوتی ہے۔ اول سورۃ مزمل، دوئم سورۃ یٰس سوئم سورۃ الملک اور چہارم سورۃ فتح۔ اور چھوٹی سورتوں میں (۱) الحمد شریف یعنی سورۃ فاتحہ (۲) آیت الکرسی (۳) سورۃ والضحیٰ (۴) سورۃ الم نشرح (۵) سورۃ اخلاص (۶) اول رکوع سورۃ حدید سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ تک (۷) آخری رکوع سورہ حشر یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ تک (۸) آخری رکوع سورۂ بقرۃ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے لے کر فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ تک۔ قرآن کے یہ چھوٹے ٹکڑے اور سورتیں دعوت پڑھنے کے لیے بہترین چیزیں ہیں۔ قرآنی آیتوں کے یہ چھوٹے اجزاء قرآن کی بڑی سورتوں بلکہ قرآن کا نعم البدل بن جاتے ہیں جس طرح ایک پھل میں تمام درخت مندرج اور شامل ہوتا ہے اور ہر ڈالی میں کوئی نہ کوئی پھل ہوتا ہے اسی طرح قرآن کی ہر ڈالی میں تمام درخت شامل اور داخل ہے الغرض دعوت اور تلاوت قرآن کی یہ ایک نرالی صفت ہے کہ جو چیز تمام قرآن کی دعوت اور تلاوت سے حاصل ہوتی ہے وہی اس کے جز اور ٹکڑے سے حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ آیا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۔(المزمل: آیت ۲۰) یعنی ”پڑھو قرآن میں سے وہ جس کا پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو“۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ سورۃ اخلاص یعنی قل شریف کا تین دفعہ پڑھنا ثواب اور برکت میں تمام قرآن کے برابر ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ تمام قرآن سورۃ فاتحہ یعنی الحمد شریف میں شامل اور مندرج ہے اور سورۃ فاتحہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اسم اللہ ذات میں بالقوہ اس طرح مندرج اور شامل ہے جس طرح پھل اور گٹھلی میں درخت اور پودا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسم اللہ ذات کی کنہ اور اسم اعظم

ہم "عرفان" کے پہلے حصے میں اس حقیقت کو پوری طرح بے نقاب کر چکے ہیں کہ اسم اللہ ذات میں قرآن مجید شامل اور داخل ہے اور قرآن مجید اسم اللہ ذات سے ظہور پذیر ہوا ہے جب پہلی بار جبرائیل امین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس غار حرا میں وحی قرآنی لائے اور آپ ﷺ سے کہا کہ اِقْرَاْ یعنی پڑھ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا مَـا اَنَـا بِـقَـارِیٍٔ (بخاری) یعنی میں پڑھنے والا نہیں ہوں، میں کیا پڑھوں اس پر جبرائیل امین نے آپ ﷺ کو تین بار سینے سے دبایا اور ہر بار کہتے رہے اِقْرَاْ یعنی پڑھ اور تیسری بار تخم اسم اللہ ذات آپ ﷺ کے سینے میں منتقل کر کے فرمایا اِقْرَاْ تو آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے شجرِ قرآن کی پہلی شاخ سورۃ اقراء کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اس پہلی نازل شدہ سورت کا مضمون ہی خود اس بات کا شاہد ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ (العلق: آیت ۱)

ترجمہ: "اے محمد ﷺ تو قرآن اپنے رب کے اسم (کی برکت) سے پڑھ جس نے مخلوق کو (ایک لفظ کُن سے) پیدا فرمایا"۔

وہ خالق سارے شجرِ قرآن کو اسی طرح اپنے اسم کی برکت سے آپ ﷺ میں ظاہر اور ہویدا فرمائے گا۔ اب بھی جس عارف کامل سالک میں اسم اللہ ذات کا تخم اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو کر فیض کے آبِ حیات سے سرسبز ہو جاتا ہے اس عارف کامل کی زبان پر قرآن مجید جاری ہو جاتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کا امر کُن کائنات کی تخلیق کا باعث ہوا اسی طرح اسم اللہ ذات قرآن کے اجراء کا موجب بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسم اللہ ذات اللہ تعالیٰ کے امر کن کا مترادف اور نعم البدل ہے جیسا کہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کا ارشاد گرامی ہے بِسْمِ اللّٰـہِ مِنْ عَارِفٍ بِاللّٰہِ کَکُنْ مِنَ اللّٰہِ یعنی عارف باللہ کی بسم اللہ حق تعالیٰ کے کن کے برابر ہے یا دوسرے لفظوں میں جو عارف باللہ کسی کام کے لیے اسم اللہ کہہ دیتا ہے وہ کام جلد یا بدیر ضرور ہو جاتا ہے۔ یعنی اسم اللہ ذات اسمِ اعظم کا کام دیتا ہے اور تمام کائنات اس اسم کی تسخیر اور تصرف میں ہے قولہ تعالیٰ

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۔ (الجاثیہ: آیت ۱۳)

Marfat.com

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سب کچھ جو زمین اور آسمانوں میں ہے مسخر کر دیا ہے اپنے نام کی برکت سے''۔

ہم نے ''عرفان'' کے پہلے حصے میں اسم اللہ ذات کے ذاتی اسم ہونے کے ثبوت میں بہت کچھ عقلی اور نقلی دلائل پیش کیے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ذاتی اسم خاص طور پر ہمارے آقائے نامدار خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا کیا گیا تھا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان ﷺ تک تمام پیغمبروں کی آسمانی کتابوں اور صحیفوں اور جملہ زبانوں اور زمانوں میں یہ اسم کسی نہ کسی صورت اور ہیئت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے دلوں، دماغوں اور زبانوں پر مسلط اور جاری رہا ہے اس کے ذریعے لوگ اپنے خالق اور مالک کو یاد کرتے اور اپنے معبود حقیقی کی طرف اشارہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آج بھی دُنیا کی پرانی زبانوں اور ملکوں میں اس اسم کا کھوج ملتا ہے اور یہ اس اسم کے ابتدائی اسلامی اور ذاتی اسم ہونے کی علامت ہے۔ اس اسم کا تلفظ بھی عجیب ہے اگر اس اسم کے حروف ایک ایک کر کے علیحدہ کیے جائیں تب بھی اس کی اسمیت اور ذاتیت میں کچھ فرق نہیں آتا چنانچہ اسم اللہ کا پہلا حرف اگر دور کیا جائے تو للہ رہ جاتا ہے اور یہ بھی اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے قولہٗ تعالیٰ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ط (البقرۃ: آیت ۲۸۴) اور اگر دوسرا حرف لام دور کریں تو لہٗ رہ جاتا ہے قولہٗ تعالیٰ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ط (البقرۃ: ۲۵۵) اور اگر دوسرا لام دور کیا جائے ھُو رہ جاتا ہے اور وہ بھی ذات پر دلالت کرتا ہے اس اسم میں اصلی حرف لام ہے۔ الف اور ہا محض بطور حرکت اور حرف علت لگائے گئے ہیں جس طرح پھل میں درخت بالقوہ موجود ہے اور جس طرح اس اسم کے اصلی حرف واحد ''ل'' میں اگر صورت بسیط میں ل۔ا۔م یا ۔ا۔ل۔م کر کے لکھیں تو تینوں حروف ال م مندرج ہیں۔ اسم اللہ ذات میں بھی بالکل اسی طرح تمام قرآن مجید مندرج اور شامل ہے اسی راز کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ابتدائی حروف مقطعات میں اشارہ فرمادیا ہے الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ (البقرۃ: آیت ۱،۲) یعنی جس طرح حرف ل واحد میں تینوں حروف ال م بالقوہ موجود ہیں اسی طرح تمام کتاب اسم اللہ ذات میں مندرج اور داخل وشامل ہے قرآن اور دوسری آسمانی کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو ہر جگہ مذکر کے صیغے میں ظاہر فرمایا ہے اور کائنات اور مخلوق کو مؤنث کے صیغے سے ادا فرما کر پیدائش میں آدم کو حوا پر مقدم کیا اور مرد کو عورت پر فوق، غالب اور افضل ٹھہرایا ہے

Marfat.com

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:۳۴) ترجمہ: ''مرد سردار ہو کر عورتوں پر قائم ہیں'' تا کہ دہریوں کے اس خیال کا بطلان ظاہر ہو کہ مادہ پہلے موجود تھا بعدہٗ اس میں خود بخود ارتقاء، نمو اور تخلیق کی صفت پیدا ہوئی اور انہیں اس سوال کا جو بعض نادان دہری مزاج لوگ کر دیتے ہیں کہ انڈا پہلے تھا یا مرغی؟ جواب مل جائے کیوں کہ اس سے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مادے یعنی (MATTER) پر غالب، قاہر، قادر اور متصرف ہے۔

پرانی زبانوں میں جب ہم لفظ اللہ کا کھوج لگاتے ہیں تو کسی نہ کسی صورت اور ہیئت میں تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ موجود پاتے ہیں چنانچہ ذیل میں ہم پرانی زبانوں کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔

نمبر شمار	نام زبان	لفظ	معنی	نمبر شمار	نام زبان	لفظ	معنی
۱	سمیری	لا	بلند	۵	اکاڈین	آلو	قادر
۲	۔	لو	اونچا	۶	ہیبریو	اَل	قوی
۳	بربر	اَل	اعلیٰ	۷	سیریک	ھلا	مضبوط
۴	کورین	اِلّا	اوپر	۸	ملائی	اُلو	ازلی

ذیل کی زبانوں میں لفظ اللہ کے اصلی حرف "ل" کو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

نقشہ

نمبر شمار	زبان		لفظ	معنی
۱	سیریک	SYRIAC	الوحا	اللہ
۲	اکاڈین	AKKADIAN	لو	اللہ
۳	فنشین	PHOENICIAN	الون	اللہ
۴	عبرانی	HEBREY	اَل اِلیاہ	اللہ
۵	ہٹی (حتی)	HITTITE	لوا	اللہ
۶	فنش	FINNISH	لویا	اللہ

Marfat.com

مغلوب اور ذلیل ہونے کی وجہ

الغرض اللہ تعالیٰ کا نام اور کلام مسلمانوں کا اصلی قدیمی ورثہ اور روحانی ہتھیار ہے اور اس کی بدولت دین اسلام دُنیا میں قاہر، غالب اور زندہ و تابندہ رہا ہے۔

پہلے زمانے کے جانباز، پاکباز اور متقی فرزندانِ اسلام کے پاس محض روحانی ہتھیار اور باطنی اوزار ہی تو تھے جن کی بدولت چند گنتی کے مسلمان تمام دُنیا پر چھا گئے تھے ان کے اخلاق اور بلند کردار کو دیکھ کر لوگ ان کے سچے دین کو دل و جان سے قبول کرتے تھے اور جو قومیں محض جہالت تعصب اور حسد و عناد کی وجہ سے ان کی دعوتِ اسلام سے برسرِ انکار اور پیکار ہوتی تھیں مسلمان انہیں اپنے ظاہری اور باطنی ہتھیاروں سے کاٹ کر رکھ دیتے تھے اور خلقِ خدا کو ان اعدائے دینِ الٰہی کے ظلم و ستم، جاہلانہ رسم و رواج اور شرک و کفر کے باطل بیہودہ عقائد سے نجات دلا دیتے تھے چونکہ ان مسلمانوں کا ہر فعل اور کام اللہ کے لیے تھا اور وہ اس آیت کے سچے مصداق تھے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾

(الانعام: آیت ۱۶۲)

ترجمہ: ''فرمادیجئے بے شک میری نماز اور میرا حج و قربانی (سب عبادات) اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا''۔

اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کی ظاہری اور باطنی تائید ان کے ہمراہ تھی جب بھی کوئی اور ملت خواہ وہ تعداد اور ظاہری اور مادی طاقت میں کتنی ہی زبردست اور طاقتور تھی ان کے مقابلے میں آئی پاکباز اور جانباز مسلمانوں کے ہاتھوں ہمیشہ اسے شکست فاش ہوئی، بمطابق مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ''وہ اللہ کے لئے تھے اللہ ان کے لئے تھا''۔ اس قسم کے مٹھی بھر انسانوں کا مقابلہ تمام دُنیا نہیں کر سکتی کیوں کہ ایسے لوگوں سے لڑنا اللہ تعالیٰ سے لڑنا ہے اور اللہ تعالیٰ قادر اور قوی کے مقابلے میں عاجز مخلوق کی کیا طاقت ہے یہی وجہ ہے کہ ان بے سروسامان اور نادار مگر ایمان دار مسلمانوں نے اپنے شکستہ نیزوں اور کند تلواروں سے قیصر و کسریٰ جیسے

Marfat.com

زبردست بادشاہوں کے تخت وتاج الٹ دیئے اور روئے زمین کی عظیم الشان اور مضبوط حکومتوں کو بیخ وبُن سے اکھاڑ ڈالا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور وہ مومنوں کو غالب اور حاکم رکھتا ہے کبھی غیروں کا مغلوب اور محکوم نہیں کرتا ارشاد باری ہے

وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ: ''اے مومنو! تم ناامید نہ ہو اور غم نہ کرو اور تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم اہل ایمان ہو''۔

اور اس کے مطابق حدیث ہے اَلْاِسْلَامُ يَعْلُوْا وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ اسلام ہمیشہ غالب رہے گا اور کبھی مغلوب نہ ہوگا۔

ہم آج غیروں کے ہاتھوں اس لیے ذلیل اور محکوم ہیں کہ ہم میں نہ تو شعائر اسلام ہیں اور نہ نورِ ایمان، صرف نام کے مسلمان ہیں اخلاق اور عادات میں کفار اور مشرکین سے بدتر ہیں پھر ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکوہ اور شکایت کریں کہ کیوں اس نے کفار اور فُساق کو ہم پر حاکم اور مسلّط کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں مومن ومتقی کا بڑا بھاری درجہ ہے اور اس کی بارگاہ میں ایماندار آدمی کی بڑی قدر اور عزت ہے۔

مکرّم اور معظّم

اسلام کے اہلِ سلف متقی مومنوں نے تمام دُنیا کو زیرنگین کرلیا تھا۔ ہمارے اسلاف میں علماء عاملین اور اولیاء کاملین کی پاک اور برگزیدہ ہستیاں تھیں جن کی بدولت اسلام چار دانگ عالم میں حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پھیل گیا تھا۔ اسلامی فتوحات کا یہ حیرت انگیز معجزہ ابھی تک دانایانِ فرنگ کے دماغ کو دنگ اور حیران کیے ہوئے ہے اور یہ عقدہ قیامت تک ان کے دماغوں میں اسی طرح اٹکا رہے گا اور کبھی حل نہ ہوگا جب تک اسلام کی روحِ رواں یعنی روحانی اور باطنی طاقت کے مالک اولیاء کرام کی پاک ہستیاں اس قوم کی پشت پناہ رہیں ان کے دم قدم سے مسلمان اپنی اصلی صفت اَلْاِسْلَامُ يَعْلُوْا وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ کا مصداق اور ہر میدان میں غالب

Marfat.com

قاہر اور فاتح بنا رہا، ورنہ کہاں عرب کے صحرائی، بادیہ نشین، اونٹوں اور بکریوں کے چرواہے اور کہاں قیصر و کسریٰ اور شام، روم اور مصر کی جاہ و حشمت اور دولت و ثروت والی زبردست حکومتیں مگر وہ چیز کیا تھی جس نے اس وحشی بادیہ نشین جاہل اور اکھڑ قوم کو علم، ہنر، شرافت، تہذیب، تمدن عقل و فراست اور تمام ظاہری و باطنی اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ سعیدہ سے آراستہ و پیراستہ اور تمام دُنیا میں ملکی صفات سے ممتاز اور ملکی فتوحات سے سرفراز فرما دیا تھا وہ محض نور ایمان اور جوہر اسلام تھا اور وہ اس سراجِ منیر یعنی آفتابِ عالمتاب حضرت رسالت مآب ﷺ کے پاک مقدس وجود کی نوری آفتابی کرنیں اور شعاعیں تھیں جنہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے ظاہر و باطن، صورت و سیرت، خلق و خو اور جسم و جان کو نورِ اسلام، ایمان اور عرفان سے منور کر دیا تھا اور وہ یا تو بمصداق اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا (التوبہ: آیت ۹۷) نکمے پتھروں کی طرح سنگ دل لوگ تھے یا آپ کی صحبت کیمیا اثر سے اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ (مشکوٰۃ) آسمان کمال کے درخشندہ ستارے بن گئے۔ مسلمان اسی نور ایمان کے ذریعے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: آیت ۲۹) ''کفار پر سخت اور ایک دوسرے سے متحد و متفق'' یک دل اور یک جان، رفیق و شفیق اور ایک دوسرے پر رحیم اور مہربان بنے ہوئے تھے اور یہی چیز اس ملت آوارہ کا شیرازہ اور رشتہ تھی جس نے تمام امت کے افراد کو تسبیح کے دانوں کی طرح مربوط اور منسلک کیا ہوا تھا اور اس امر ربی کے مطابق کہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: آیت ۱۰۳)

ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں جدا نہ ہو''

سب اسلام اور ایمان کی مضبوط رسی کو پکڑے ہوئے اور اسی میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ اسی اخوتِ اسلامی اور اتحادِ ایمانی کے جذبے اور سپرٹ کے تحت مسلمان ایک دوسرے پر جان و مال قربان کرتے تھے اور یہی چیز ان کی تمام دینوی مہمات اور ملکی فتوحات میں کامیابی اور کامرانی کا موجب اور باعث بنی رہی ہے۔

Marfat.com

مسلمان کا اصل سرمایہ

اسلام میں ہمیشہ روحانی قوت اور باطنی طاقت نے مادی حکومتوں اور ظاہری سلطنتوں کی آستینوں میں یَدُ اللّٰہِ (قدرت کا ہاتھ) بن کر دین اور مذہب کی تبلیغ اور توسیع کا کام کیا ہے جملہ انبیاء بنی اسرائیل مثلاً داؤد علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء خصوصاً ہمارے آقائے نامدار سردارِ انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین کے تمام فاتحانہ کارناموں میں ہمیشہ روحانی طاقت اور آسمانی ہمت کارفرما رہی چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر ہمیشہ ملائکہ یعنی آسمانی کمک فوج در فوج امداد کے لیے اترتی رہی اور اسی روحانی و باطنی امداد کی بدولت اسلامی فوجیں اور دیگر موحدین کے جیوش باوجود بے سروسامانی بمطابق

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرۃ: ۲۴۹)

ترجمہ: ''بہت سی قلیل جماعتیں غالب آگئیں کثیر جماعتوں پر اللہ کے حکم سے''۔

اپنے سے دس گنا دشمن پر فتح پا لیتے تھے۔ اس قسم کی لڑائیوں کی مثالیں قرآن کریم میں بہت مذکور ہیں کہ جن میں ملائکہ یعنی فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لیے آسمان سے نازل ہوتے اور مسلمانوں کے دوش بدوش کفار سے لڑتے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا ہمیشہ سے یہ اصول اور قاعدہ چلا آیا ہے کہ وہ اپنے دنیوی کاروبار اور ملکی مہمات میں اپنے باطنی تصرف اور روحانی ہمت کو استعمال کرنے سے حتی الوسیع احتراز اور اجتناب کرتے اور اکثر اوقات رضا بقضائے الٰہی کا شیوہ اور صبر و توکل کا طریقہ اختیار کر کے یہ کہتے رہے

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ (المومن: ۴۴)

یعنی ''ہم اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں کیوں کہ وہ اپنے بندوں کے حالات کا خود نگہبان اور نگران ہے''۔

اور سخت مجبوری یا اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے باطنی امداد غیبی تائید اور آسمانی کمک کے طلبگار اور مستدعی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی دُنیا کے اس دار الامتحان اور عالمِ اسباب

Marfat.com

میں ہمیشہ اسباب کے پردے میں اپنے بندوں سے اپنی راہ میں جدوجہد اور سعی و کوشش کی خدمت لیتا رہا ہے اور اپنی قدرت کے ہاتھ کو اسباب کی آستین میں چھپا کر کام کرتا ہے البتہ گاہے گاہے شاذ و نادر سخت ضرورت کے وقت اپنے خاص برگزیدہ جانباز بندوں کی خاطر اپنی قدرت کے ہاتھ پر سے اسباب کی آستین اتار کر ننگے ہاتھوں قدرت کے معجزات اور کرامات ظاہر فرماتا ہے چنانچہ فرشتے اکثر مسلمانوں کے دلوں کو لڑائی کے موقع پر تقویت، اطمینان اور تسلی دینے کی خاطر آسمان سے نازل ہوتے رہے جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ہمت، جوانمردی اور شوق شہادت کا جذبہ اور ان کے جسموں اور جانوں میں غیر معمولی طاقت اور قوت پیدا ہو جایا کرتی ہے ورنہ ایک فرشتہ لاکھوں انسان کو ہلاک کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک حاکم یا سردار اپنے لڑکے کو نوکر کے بچے سے کشتی لڑنے یا مقابلہ کرنے کا امر کرتا ہے سردار کا لڑکا اپنے باپ کے حکم کی فوری تعمیل اور محض اس کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کی خاطر میدان میں کود پڑتا ہے اور کشتی کرنے لگتا ہے باپ اپنے بیٹے کے جذبۂ اطاعت اور جوش فرماں برداری کو پاس کھڑا دیکھ رہا ہوتا ہے کہ کس طرح اس کا بچہ اپنی ساری ہمت اور پوری طاقت اس کے حکم کی تعمیل اور اس کی خوشنودی کے حصول میں صرف کر رہا ہے اب اگر خدانخواستہ ایسے موقع پر سردار کا اپنا بچہ گرنے لگے تو باپ خفیہ طور پر اپنے ہاتھ کا سہارا دے کر اپنے بچے کو گرنے سے بچا لیتا ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے برگزیدہ اور فرمانبردار بندوں کے ساتھ آسمانی امداد اور تائید غیبی کی بھی یہی صورت ہے تاکہ دُنیا کے دارالحکمت اور دارالامتحان میں اسباب کا پردہ بھی چاک نہ ہو اور ساتھ ہی مسلمان اور موحدین اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور غزاء کی جزاء اور ثواب کے مستوجب اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں اپنی جان و مال قربان کرنے کے عوض آخرت کے ابدی انعام اور اکرام کے مستحق بھی ہو جائیں۔ قولہٗ تعالیٰ

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (الانفال: آیت ۹،۱۰)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب تم فریاد کرتے تھے اپنے رب سے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں ایک ہزار پے در پے آنے والے فرشتوں سے اور نہیں کیا اس کو اللہ نے مگر خوشخبری اور اس لیے کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے، بے شک اللہ بہت غالب ہے نہایت حکمت والا''۔

یعنی جب تم اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور ہم نے ایک ہزار فرشتوں کے نزول اور ظہور سے تمہاری امداد فرمائی اور یہ غیبی امداد کا معاملہ اس لئے کیا گیا تا کہ تم کو ایک گونہ بشارت ہو اور تمہارے دلوں کو اطمینان اور تسلی حاصل ہو ورنہ فتح اور نصرت تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ غلبے اور حکمت والا ہے۔

مذکورہ بالا آسمانی امداد محض مسلمانوں کے دلوں کو اطمینان اور تسلی دینے کے لیے اُتاری گئی تھی اس میں فرشتوں کو لڑنے کا حکم نہیں تھا ایک اور جگہ ارشاد ہے

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ﴿۱۲﴾ (الانفال: آیت ۱۲)

ترجمہ: ''(وہ وقت بھی یاد کرو) جب آپ کے رب نے فرشتوں کو وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو ایمان والوں کو تم ثابت قدم رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دوں گا تو کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور کافروں کے ہر جوڑ پر ضرب لگاؤ''۔

یعنی اے نبی! تیرے رب نے وحی کی فرشتوں کو کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں پس تم ثابت قدم رکھو میدان جنگ میں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں خوف اور رعب ڈالنے والے ہیں پس مارو ان کی گردنیں اور ان کو ہر پور اور بند بند میں کاٹو۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد

یہاں قدرت نے ہاتھ پر سے اسباب کی آستین اتار کر امداد فرمائی۔ اصحاب فرماتے ہیں کہ ایسی امداد کے موقعوں پر ہم فرشتوں کو اجنبی لوگوں کی صورت میں اپنے دوش بدوش لڑتے دیکھا کرتے تھے اور گاہے ہم کسی کافر کو مارنے کا ارادہ کرتے تو ان کا سر خود بخود پہلے کٹ جایا کرتا تھا اس قسم کے واقعات حضرت سرور کائنات ﷺ کے غزوات میں عام ہوا کرتے تھے۔ بعض صاحبِ بصیرت باطنی اصحاب بارہا فرشتوں کو ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان سے اترتے اور ان کے دوش بدوش کافروں سے لڑتے دیکھا کرتے تھے، بے شمار صحیح روایتوں میں ان کی شہادتیں موجود ہیں اور اس قسم کے واقعات سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے، جب بھی کبھی اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء اور اولیاء نے مشکل مہمات اور لڑائیوں کے موقعوں پر اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی غیبی لطیف مخلوق یعنی ملائکہ اور ارواح کی رفاقت سے ان کی امداد فرمائی ہے اس امداد کے مختلف طور طریقے اور الگ الگ صورتیں ہوتی رہی ہیں۔ بعض دفعہ جب کبھی کچھ لوگ پیغمبروں پر ایمان لا کر ان کے ہمراہ ہو جایا کرتے تھے اور کفار سے لڑتے تھے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کی امداد کے لیے آسمان سے فرشتے نازل فرماتا جن کی مدد سے تھوڑے مسلمان اپنے سے دس گنا کافروں پر غالب آ جاتے تھے جیسا کہ اوپر کی آیتوں سے ظاہر ہوتا ہے لیکن جب کبھی ساری قوم کی قوم بگڑ جاتی تھی اور انکار اور پیکار پر اتر آتی تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ عالمگیر آفاقی حادثے سے انہیں ہلاک کر دیتا تھا جیسا کہ نوح علیہ السلام کی تمام قوم کو عالمگیر طوفان میں غرق کر دیا۔ فرعون بے عون کو اس کے لشکر سمیت دریائے نیل کی لہروں میں بہا کر ہلاک کر ڈالا۔ لوط علیہ السلام کی قوم کے تین سو شہروں کو زلزلے اور بھونچال سے تہہ و بالا کر دیا۔ عاد اور ثمود کی قوتوں کو بھی اسی قسم کی عالمگیر آفتوں سے فنا کر دیا تھا۔

اب بھی اللہ تعالیٰ کے غیبی اسٹور اور آسمانی میگزین میں اس سے بدر جہا زبردست قہرمانی طاقتیں موجود ہیں جن کے سامنے ایٹم اور ہائیڈروجن بموں کی کوئی حقیقت نہیں لیکن اب نہ

Marfat.com

تو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایسی برگزیدہ و محبوب ہستیاں موجود ہیں اور نہ اس قسم کے جانباز، جان نثار مومن نظر آتے ہیں جن کی خاطر اللہ تعالیٰ زمین پر اسباب کا پردہ چاک کر کے اپنے دست قدرت کا مظاہرہ فرمانے کی ضرورت محسوس کرے۔ آج خود ہمارے ہی خود غرض سیاسی اور ملکی لیڈروں یعنی نام نہاد ناخداؤں کے ہاتھوں اسلام کا بیڑا غرق ہوتا نظر آ رہا ہے، آج دُنیا انسان نما حیوانوں اور درندوں سے بھری پڑی ہے کہیں کہیں خال خال کوئی اصلی حقیقی معنوں میں انسان نظر آتا ہے۔

یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (الاعراف: آیت ۱۷۹)

ترجمہ: ''ہم نے جن وانس میں سے اکثروں کو جہنم کے لیے تیار کیا ہے ان کے دل ہیں جن سے وہ نہیں سوچتے، ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے، ان کے کان ہیں جن سے وہ نہیں سنتے، وہ نرے حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ وہ لوگ اللہ سے غافل ہیں''۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ سَیَاْتِیْ زَمَانٌ'' عَلٰی اُمَّتِیْ لَایَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا رَسْمٌ'' وَّلَا یَبْقٰی مِنَ الْاِیْمَانِ اِلَّا اِسْمٌ'' (مشکوٰۃ) ''میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ نہیں باقی رہے گا اسلام میں سے مگر رسم اور رواج اور نہیں باقی رہے گا ایمان مگر خالی نام''۔

آج کے مسلمان

آج وہی زمانہ ہے کہ اسلامی ارکان بطور رسم و رواج محض نمائش اور دکھلاوے کے لیے ادا کیے جاتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا مطلق دخل نہیں ہوتا اور صرف نام

Marfat.com

کے مومن دُنیا میں موجود ہیں۔ نام سنو تو ابراہیم کہلاتے ہیں لیکن نفاق اور رعونت میں نمرود سے بڑھ کر ہیں، نام موسیٰ ہے لیکن ظلم اور سرمایہ داری میں قارون اور فرعون کے کان کترتے ہیں۔ نام کے غلام محمد اور غلام احمد ہیں لیکن کئی ابوجہل اور یزید گریبان میں ڈال رکھے ہیں الغرض اس قسم کے مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کیا ہوا اگر مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے اور اسلامی نام رکھ لیا جب کہ اعمال اور افعال میں کفار سے بھی بدتر ہیں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو صحیح راستہ دکھائے اور اپنے نام اور کلام کی چاشنی چکھائے ورنہ حالت بہت خراب نظر آ رہی ہے۔

مسلم بادشاہوں کی حُسنِ عقیدت

پہلے زمانے کے مسلمان بادشاہوں کی ملکی فتوحات میں اس زمانے کے برگزیدہ اولیائے کرام کی باطنی ہمت اور روحانی توجہ کارفرما تھی جس کی بدولت وہ اپنے سے تعداد اور طاقت میں بہت زیادہ اور زبردست قوموں پر فتح پا لیتے تھے۔ وہ مسلمان بادشاہ اولیائے کرام کو اپنا اصلی پشت پناہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے روئے زمین کے حقیقی وارث، اولوالامر اور مالک سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ (الانبیاء: آیت ۱۰۶-۱۰۵)

ترجمہ: ''اور بے شک نصیحت (کا ذکر کرنے) کے بعد ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے بے شک اس (قرآن) میں عبادت کرنے والوں کے لیے (اصل مقصود تک) پہنچانے والی باتیں ہے''۔

یعنی ہم نے اپنی کتاب زبور میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تعریف کے بعد یہ بات لکھ دی تھی کہ میری زمین کے اصلی اور حقیقی وارث میرے نیک بندے ہوں گے، سو میرے اس فرمان میں عبادت گزار لوگوں کے لیے بڑی اچھی بشارت ہے کہ جو شخص میری زمین کی اصلی اور حقیقی وراثت اور باطنی حکومت کا طلبگار ہو وہ اس چیز کو میرے ذکر کی کثرت اور عبادت سے حاصل کر سکتا ہے

Marfat.com

لہٰذا پہلے زمانے کے مسلمان بادشاہ اولیاء کرام کو روئے زمین کے اصلی وارث اور اولوالامر حاکم سمجھتے تھے اپنے آپ کو ان کا ظل اور سایہ خیال کرتے تھے اور اپنی حکومت کا قیام اور استحکام ان کی روحانی قوت اور باطنی تصرف کے طفیل جانتے تھے۔ وہ دور بین، دانشمند اور دیندار بادشاہ اولیاء کرام کی دل و جان سے ان کی زندگی میں اور بعد مرگ پوری قدر اور عزت کرتے تھے چنانچہ اکثر پہلے مسلمان بادشاہ خصوصاً مغلیہ خاندان کے بڑے جلیل القدر بادشاہ یعنی جلال الدین اکبر جہانگیر، شاہجہان اور اورنگ زیب وغیرہ اکثر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کو پاپیادہ چل کر جایا کرتے۔ شاہ جہان بادشاہ حضرت میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ بگوش غلام تھے اور اکثر پاپیادہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آج کل کے بعض الحاد زدہ اور دہری مزاج لوگ پرانے زمانے کے بادشاہوں کے اس قسم کے عقائد اور اعمال کو ان کی توہم پرستی اور سادہ پن پر محمول کرتے ہیں کیوں کہ مغربی تعلیم نے ہماری قوم کے دلوں اور دماغوں کو مادہ پرستی اور ملحدانہ خیالات سے ماؤف اور مسموم کر دیا ہے جس سے اکثر لوگوں کے قلوب مذہبی طور سے مر چکے ہیں ان کا مذہبی احساس بالکل مفقود ہو چکا ہے اور بعض جو اس تعلیم کے اثر سے کسی طرح بچ گئے ہیں وہ اس تعلیم کی عام فضا میں وبائی اثر سے متعدی لاعلاج امراض میں مبتلا ہو گئے ہیں جب اللہ والوں نے دیکھا کہ راعی اور حاکم ہوس رانی اور جذبات نفسانی کا شکار اور رعایا اور عوام کے قلوب مذہبی لحاظ سے بیمار ہو گئے ہیں اور جب اطباء القلوب کو معلوم ہوا کہ ملکی حکومت و سلطنت والوں کی ظاہری جاہ و حشمت اور نفسانی عیش و عشرت مسلمانوں کے دین وایمان کو گھن کی طرح کھائے جا رہی ہے تو انہوں نے مسلمانوں کی بہتری اسی میں جانی کہ یہ ظاہری دولت و ثروت اور ملکی جاہ و حشمت ان کے ہاتھوں سے چھین لی جائے۔ گھی اور گوشت اگرچہ بظاہر مرغوب اور عمدہ غذا ہے لیکن دانا اور دور اندیش باپ اپنے بیمار بچے کے منہ سے نکال کر اسے کتوں کے آگے ڈالنا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ　(الشوریٰ: آیت ۲۷)

Marfat.com

ترجمہ: ''اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رزق فراخ کردے تو البتہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ سے باغی ہو جائیں گے اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے اندازے پر مکتفی رزق نازل فرماتا ہے''۔

جو ان کی بغاوت کا باعث نہ بن سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ (یونس: آیت ۸۸)

ترجمہ: ''اے اللہ! تو نے فرعون اور اس کی قوم کو دُنیا کی آسائش و آرائش اور بکثرت مال و دولت عطا کی ہے اور یہ باتیں تیرے راستے سے ان کی گمراہی کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ اے اللہ! ان کے مال و دولت کو مٹا دے اور ان کے دلوں کو سختی سے پکڑ لے یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک (یہ بھوک اور افلاس کا) دردناک عذاب نہ دیکھ لیں''۔

ایک دفعہ صحابہ کرام ﷡ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنی عُسرت اور تنگی رزق کی شکایت کی اور عرض کیا کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان سے رزق کی تنگی اٹھا لے انہیں کشادہ اور وسیع روزی عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ''اے میرے اصحاب! میں تمہارے افلاس اور تنگی رزق سے اتنا خائف نہیں ہوں جتنا تمہاری وسعت اور فراخی رزق سے ڈرتا ہوں''۔ چنانچہ دُنیا کی فراوانی اور ملکوں کی حکمرانی نے بعض اصحاب کو آپس کے خانگی جھگڑوں اور لڑائیوں میں اس طرح مبتلا کر دیا کہ یا تو افلاس اور ناداری کے دنوں میں ان میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات: آیت ۱۰)

ترجمہ: یقیناً اس کے سوا کچھ نہیں کہ سب مسلمان (آپس میں) بھائی ہیں اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ: ''آپس میں بڑے نرم دل ہیں'' کا نقشہ نظر آتا تھا اور ایک دوسرے پر جان و مال قربان کرتے تھے یا خلافت اور حکومت کی خانگی لڑائی اور جھگڑوں نے انہیں ایک دوسرے کے خون کا

Marfat.com

پیاسا بنا دیا الغرض دنیوی کشائش و وسعت اور دنیوی حکومت و سلطنت اکثر ایمان کے لیے سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہے ہمیشہ ایمان اور اسلام افلاس اور ناداری کی فضا میں پھلتے پھولتے رہے ہیں اور کفر شرک اور نفاق کے شجرِ ملعونہ کے پھلنے پھولنے کے لیے کثرت دُنیا کا ماحول بہت موافق اور سازگار رہتا ہے۔

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب　　　زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب　　　پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب

امراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملتِ بیضا غرباء کے دم سے

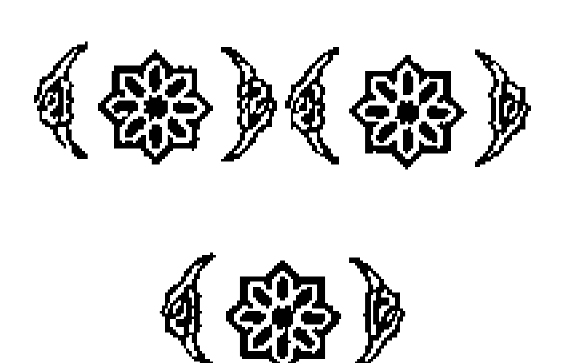
(اقبال)

شاہانِ سلف اور خلف

پہلے بادشاہ خود دیندار اور متقی تھے ان کے دلوں میں دین اور دینداروں کی کافی قدر اور منزلت تھی اور وہ اپنی دنیوی دولت کو اکثر دین اور مذہب کی خدمت میں صرف کرتے تھے لہٰذا دینی پیشوا اور روحانی رہنما یعنی اولیاء کرام ان کی ملکی اور دنیوی مہمات میں ہر جگہ اپنی باطنی ہمت سے ان کے معاون اور مددگار رہا کرتے تھے۔ وہ بادشاہ اپنی رعایا کے سچے ہمدرد اور غم خوار تھے اور رعایا بھی ان کی دل و جان سے فرمانبردار تھی۔ ان بادشاہوں کی حکومت خالی جسموں پر نہیں تھی بلکہ وہ رعایا کے قلوب پر بھی حکمران تھے کیوں کہ باطنی اولوالامر لوگ جن کا تصرف قلوب اور ارواح پر رہتا ہے باطنی طور پر ان کے ہمدم وہم جسم تھے اور ہر وقت ان کے ہمراہ اور پشت پناہ تھے۔ اس زمانے میں اگرچہ نہ تو آج کل کی طرح آمد و رفت کے لیے موٹریں، ریلیں اور ہوائی جہاز تھے اور نہ پیغام رسانی کے ایسے تیز ذرائع مثلاً ٹیلیفون، ٹیلیگراف، ریڈیو اور وائرلیس وغیرہ موجود تھے بادشاہ ہزاروں میل دور رہتا تھا لیکن پھر بھی اس کی حکومت اور سلطنت کا باطنی اثر تمام ملک میں جاری اور ساری تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ ہر گھر میں موجود ہے جب تک اولوالامر اہل اللہ اور

Marfat.com

باطنی متصرفین کا سایہ ان کے سر پر رہتا تھا۔ کسی کو ان کے حکم سے سرتابی اور بغاوت کی ہمت نہیں پڑتی تھی کیوں کہ وہ حکومت اللہ والوں کے دم اور قدم سے دلوں پر قائم تھی۔ خلاف آج کل کی حکومتوں کے کہ جن کی محض جسموں پر حکومت ہے اور دل ان سے سخت متنفر اور بیزار ہیں۔ طرح طرح کے سیاسی مکر اور فریب استعمال کیے جاتے ہیں۔ ضروریاتِ زندگی اور لوازمات پر قبضہ اور کنٹرول جما رکھا ہے۔ گھر گھر خفیہ پولیس اور سی۔ آئی۔ ڈی۔ والے تعینات کر دیے گئے ہیں ہر شخص کی زبان اور قلم پر مہر لگا رکھی ہے اور خلقِ خدا کو جکڑنے اور پھانسنے کے لیے نت نئے سیاسی داؤ پیچ اور تازہ ہتھکنڈے ایجاد کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر جگہ آناً فاناً پہنچنے کے لئے ہوائی جہاز موجود ہیں اور طرفۃ العین میں ہزاروں میل کی خبریں ہر وقت پہنچتی رہتی ہیں اور نہتی بے سروسامان مفلوک الحال، کمزور اور ناتواں رعایا کی سرکوبی اور ہلاکت کے لئے ہوائی جہاز، ٹینک، ایٹم اور ہائیڈروجن بم تیار کر رکھے ہیں لیکن پھر بھی ہر وقت بغاوت اور سرکشی کا خطرہ اور خدشہ لاحق ہے بھلا ایسی ظلم و جبر اور اکراہ کی حکومتوں سے کیا حاصل اور ایسی عارضی حکومتیں کب تک قائم رہ سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ نت نئے نئے انقلابات رونما ہوتے ہیں۔ ہزاروں معصوم اور بے گناہ تختۂ دار پر لٹکائے جاتے ہیں یا گولیوں سے اڑائے جاتے ہیں اور بے شمار غریبوں کو محض شک اور شبہ میں حبسِ دوام کی سزائیں دی جاتی ہیں لیکن پھر بھی بغاوت اور فتنہ و فساد کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔



Marfat.com

﴿باب دوازدہم﴾

اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کا حال

کہتے ہیں کہ عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کا ایک شہزادہ کسی بات پر اپنے والد سے ناراض اور منحرف ہو کر ایک راجہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس راجہ کے ساتھ مل کر اپنے والد کے قتل و ہلاکت اور اس کی اسیری و معزولی کے منصوبے اور سازشیں کرنے لگا اورنگ زیب کو جب پتہ لگا تو چند سپاہی ہمراہ لے کر اس طرف سیر و شکار کے بہانے چلا گیا۔ سپاہیوں کو جنگل میں چھوڑ کر خود ایک نوکر کے ہمراہ اس راجہ کے دارالحکومت میں جا نکلا اپنے گھوڑے کو باہر باندھ کر خود ایک مسجد میں جا بیٹھا اور ایک پروانہ راجہ کے نام اس مضمون کا لکھا میں آج اتفاقاً تیرے دارالحکومت میں آ گیا ہوں اور مجھے ایک ضروری کام کے لئے تجھ سے ملنا ہے۔ فلاں مسجد میں تمہاری ملاقات کا منتظر ہوں پروانے پر اپنی شاہی مہر ثبت کر کے ایک نوکر کے ہاتھ راجہ مذکور کو بھیج دیا اور نوکر کو حسب دستور اسی وقت راجہ کے سامنے حاضر کیا گیا۔ نوکر نے جاتے ہی بادشاہ کا خاص پروانہ پیش کیا مزید زبانی گفتگو سے جب راجہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اورنگ زیب بہ نفس نفیس اس کے دارالحکومت میں اچانک آ گیا ہے تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے حیرت سے دم بخود ہو گیا۔ اسی وقت فوراً مع ارکانِ سلطنت مسجد کی طرف پا پیادہ روانہ ہو گیا۔ جب اس کی نظر بادشاہ کے چہرے پر پڑی تو خوف اور ہراس سے کانپنے لگا۔ مسجد میں داخل ہو کر بصد ادب و احترام بادشاہ کے سامنے کورنش بجا لایا۔ دست بستہ بادشاہ کے سامنے مع تمام ارکان سلطنت کھڑا ہو گیا اور حکم کا منتظر رہا۔ بادشاہ نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا اس وقت گرمی کا موسم تھا اور بادشاہ کو پسینہ آیا ہوا تھا بادشاہ نے اسے اپنی قمیص کے بٹن کھولنے کے لئے کہا راجہ کے ہاتھ مارے خوف کے کانپ رہے تھے اس نے ہر چند کوشش کی لیکن وہ گردن کے ساتھ والے پہلے بٹن کو نہ کھول سکا۔ پھر بادشاہ نے اپنا خنجر جو اس

Marfat.com

وقت اس کے پاس تھا راجہ کے حوالے کر کے حکم دیا کہ وہ اس خنجر سے بٹن کاٹ ڈالے اب چونکہ معاملہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک اور نازک صورت اختیار کر گیا تھا کہ ادھر تیز خنجر اور ادھر بادشاہ کے نازک گلو (گلے) کے متصل بٹن کے کاٹنے کا حکم تھا۔ راجہ کے چہرے پر مارے خوف کے ہوائیاں اڑنے لگیں کئی دفعہ کوشش کی لیکن خنجر ہاتھ سے گر پڑتا۔ آخر عرض کی جہاں پناہ! ''یہ غلام حضور کی اس خدمت سے قاصر اور معذور ہے'' بادشاہ نے وہ خنجر راجہ مذکور کے ہاتھ سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیا اور اس سے یوں مخاطب ہوا ''اے نادان بنیئے! اورنگ زیب اس وقت اکیلا بے یار و مددگار اور بغیر فوج و سپاہ تیری مملکت میں بیٹھا ہے اس کا خنجر تیرے ہاتھ میں اور اس کا گلا تیری انگلیوں میں ہے اور باوجود اس کے حکم اور فرمائش اور اپنی بار بار کی کوشش کے تو اس کی قمیض کا ایک معمولی بٹن کاٹنے پر قادر نہیں ہو سکا تو پھر کس لئے میرے لڑکے کے ساتھ مل کر میرے قتل اور ہلاکت کے منصوبے باندھتا پھرتا ہے، اب تجھے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہمارے سر پر ظلِ الٰہی ہے اور ہم اس کے امر سے حکومت کر رہے ہیں جب تک وہ ظل ہمایوں ہمارے سر پر قائم ہے کوئی شخص ہمارا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتا''۔ اس کے بعد آپ نے اس راجہ کو معزول کر دیا اور اس کے بیٹے کو جانشین بنا دیا۔

یہ حال تھا ان بادشاہوں کا جو صحیح معنوں میں ظلِ الٰہی تھے اور جن پر حقیقی وارث الارض اولوالامر اولیاء کرام سایہ فگن تھے اور جو ہر حال ظاہر و باطن ان کے ہمراہ اور پشت پناہ تھے۔ افسوس کہ غیر ملکی حکمرانوں نے ہماری درسی تاریخوں میں ہمارے عادل منصف مزاج دیندار اور راسخ فی الدّین بادشاہوں کو نہایت غلط رنگ میں پیش کر کے انہیں حد درجہ کے لالچی، متعصب ظالم اور عیاش ثابت کیا ہے اور ان کی بجائے اپنے ملک کے نیم وحشی، جاہل، اکھڑ اور اجڈ بادشاہوں اور فوجی جرنیلوں کی تعریف اور توصیف میں ہماری تاریخی کتابوں میں اپنے ناروا اور غلط پراپیگنڈے کا ایسا ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ انہیں ہمارے پیغمبروں سے بھی آگے بڑھا دیا ہے چنانچہ جن دنوں یہ فقیر کالج میں پڑھتا تھا ان دنوں ایک کتاب الفریڈ دی گریٹ (ALFRED THE GREAT)

Marfat.com

ہمارے انگریزی کورس میں شامل تھی۔ کتاب کے مصنف نے اس میں جابجا الفریڈ دی گریٹ کے اخلاق، عادات اور اطوار کا ہمارے آقائے نامدار احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق اور عادات سے موازنہ اور مقابلہ کیا تھا اور الفریڈ کو ہمارے مجموعہ خلقِ عظیم اور معدنِ اوصافِ کریم ﷺ کی ذات والاصفات سے بہتر اور برتر ثابت کیا تھا، جو بہترین از جملہ انبیاء مرسلین اور محبوب رب العٰلمین ہیں اور جن کی حمد و توصیف سے دن رات زمین و آسمان گونج رہے ہیں اس قسم کی بے ہودہ کتاب کو ہمارے نصاب تعلیم میں داخل کرنے سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی تھی کہ ہمارے صادق و مصدوق اور محبوب خالق و مخلوق پیغمبر کو ہماری نظروں میں ایک ادنیٰ قسم کے ظالم حکمران کی صورت میں پیش کیا جائے، ہمارے اسلامیہ کالج کے مسلمان پروفیسر اس قسم کی لغو کتاب کے پڑھانے اور ہم اس کے پڑھنے اور یاد کرنے پر مجبور تھے۔ ایسے موقع پر ہم صرف یہی کچھ کہہ سکتے ہیں۔

چراغِ مردہ کجا شمعِ آفتاب کجا　　　　ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

(حافظ)

ترجمہ:۔ ”کہاں بجھا ہوا چراغ اور کہاں چمکتا دمکتا آفتاب، دیکھ کہ (دونوں) کے راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے“۔

سولھویں اور سترھویں صدی سے پہلے کے یورپین حکمرانوں اور بادشاہوں ہی کے نہیں ان کے تو پیشواؤں اور روحانی راہنماؤں یعنی پاپائے اعظموں کے زندگی کے حالات کا بھی اگر جائزہ لیا جائے تو ان میں بربریت اور سفاکی کے وہ ہولناک نمونے اور خاکے نظر آتے ہیں جن کے سامنے چنگیز اور ہلاکو خاں کے خوں ریز کارنامے محو اور ماند پڑ جاتے ہیں۔ مسلمان بادشاہوں میں محمود غزنوی اور عالمگیر اورنگ زیب بڑے عادل نیک اور دیندار بادشاہ ہو گزرے ہیں۔ ان کی قبروں میں آج بھی روحانی زندگی کے آثار اور انوار نظر آتے ہیں اور ان کی تربتوں کی عزت اور توقیر بھی آج تک قائم اور برقرار ہے لیکن افسوس ہے کہ تواریخ میں ان کو بالکل غلط رنگ میں پیش

Marfat.com

کیا ہے الغرض اسلام میں ہمیشہ روحانی قوت اور باطنی طاقت نے مادی حکومتوں اور ظاہری سلطنتوں کی آستینوں میں یدُ اللہ اور قدرتی ہاتھ بن کر بطور کشور کشا حیرت انگیز کام کیا ہے۔

سلطان محمود غزنوی اور اولیائے کرام

سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر تمام حملوں میں کامیابیوں اور حیرت انگیز فاتحانہ کارناموں کا راز محض اس زمانے کے پاکباز کامل فقراء اور روحانی طاقت کے حامل درویشوں کی باطنی توجہ اور روحانی ہمت میں مضمر تھا جو فولادی متحرک قلعوں کی طرح سلطان کے ہمراہ بطور باطنی اور روحانی پشت پناہ رہا کرتے تھے اور ہر طرح سے امداد کرتے تھے۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلطان محمود کو مشکل مہمات اور ملکی فتوحات کے لئے اپنا خرقہ مبارک تبرکاً عطا کر کے روانہ کرنے کا قصہ عام طور پر مشہور ہے، سلطان محمود کا اپنی بے ساز وسامان فوج کے ہمراہ دشوار گزار پہاڑوں اور خشک ریگستانی علاقوں سے گزرنا اتنا دور و دراز سفر پیدل طے کر کے ہندوستان جیسے زرخیز، دولتمند، گنجان آباد، ہنر مند اور مہذب ملک کے تمام راجوں، مہاراجوں کے متفقہ اور متحدہ یعنی مرکزی تیرتھوں اور بڑے مشہور مندروں پر حملے کرنا ہزاروں راجوں، مہاراجوں کے تیغ ہندی سے مسلح گتکا باز کھتری اور راجپوت سورماؤں اور تیز رفتار گھوڑوں، سانڈنیوں اور قوی ہیکل ہاتھیوں کے سوار رسالوں کو شکست فاش دینا اور ایک ایک سپاہی کا دو دو سو ہندو قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح آگے لگا کر غزنی لے جانا اگر روحانی طاقت کا معجزہ نہیں تھا تو کیا تھا؟ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ اس زمانے کے ہندو لوگ بزدل، ڈرپوک اور فنونِ حرب اور کمالاتِ جنگ وجدل سے بے بہرہ تھے لیکن یہ ان مورخین کا محض باطل خیال ہے بھلا جس قوم کی عورتیں، عزت، ننگ اور ناموس کی خاطر ستی ہو کر یعنی زندہ جل کر اپنی جانوں پر کھیل سکتی ہوں اس قوم کے مَردوں کو کہیں بزدل اور ڈرپوک کہا جا سکتا ہے۔ اس زمانے کے فنونِ حرب میں سے ہندوستان کی گتکہ بازی آج تک شہرہ آفاق ہے اور تیغ ہندی ضرب المثل بن چکی ہے بزدلی اور ڈرپوکی کی یہ بیہودہ توجیہیں ان مؤرخوں نے روحانی طاقت سے اپنی کور چشمی اور لاعلمی کے سبب تراشی ہیں۔

Marfat.com

سومنات کی لڑائی میں جب سلطان کا لشکر لڑتے لڑتے تھک گیا بہادروں کے دل دہل گئے تلواریں کند ہوگئیں نیزے ٹوٹ گئے اور تیر ختم ہوگئے۔ ظاہری طاقتوں اور مادی سامانوں نے جواب دے دیا۔ اس وقت سلطان محمود نے لاچار اور مجبور ہوکر اس غیبی آسمانی مدد کے منگوانے اور دعوت دینے کا آخری حیلہ اور وسیلہ تلاش کیا جس کے بھروسے اور امید پر سلطان اتنی دور دراز زبردست حکومتوں اور ملکوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس وقت سلطان نے لشکر سے علیحدہ ہوکر دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادا کی اور شیخ صاحب کا عطا کردہ خرقہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں بطور وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی، شیخ صاحب کی ہمت اور توجہ نے جو باطنی بجلی کی طرح اس خرقے کے ساتھ وابستہ اور مربوط تھی۔ سلطان کی دعاؤں میں اجابت اور قبولیت کی مقناطیسی پاور بھر دی پھر کیا تھا طرفۃ العین میں اجابت اور منظوری دوڑتی ہوئی استقبال کے لئے آئی آسمانی امداد پہنچ گئی۔ کفار اور مشرکین کے دلوں سے جرأت اور ہمت یکدم خارج ہوگئی اور ان کے چھکے چھوٹ گئے مسلمانوں کے دلوں اور جانوں میں شجاعت، مردانگی اور شوقِ شہادت کی لہر دوڑ گئی، الغرض ایک باطنی جادو تھا جو یکدم طرفین کے دلوں اور دماغوں پر چل گیا۔ جس نے کاہ کو کوہ اور کوہ کو کاہ، رائی کو پہاڑ اور پہاڑ کو رائی کا رنگ دے دیا۔ کفار کے قدم اکھڑ گئے اور لشکرِ اسلام فتح مند ہوگیا سلطان محمود کے دوگانہ نفل ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا قصہ مورخوں نے لکھا ہے لیکن چونکہ آج کل کے مادہ پرست مورخین آسمانی بادشاہی اور غیبی امداد کے منکر ہیں اور صرف مادہ یا مادی طاقت ہی کو مانتے اور جانتے ہیں اس واسطے انہوں نے اس قصے کو اس رنگ میں بیان کیا ہے کہ دوگانہ ادا کرنے اور دعا مانگنے کے بعد سلطان محمود نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کیا ان کے آگے ایک پر جوش تقریر کی جس سے ان کے دلوں پر ایک غیر معمولی اثر ہوگیا اور وہ جوش سے بھر گئے اور یوں ہوگیا اور وُوں ہوگیا۔ ہمیشہ سے ان مادہ پرستوں کا قاعدہ چلا آیا ہے کہ اس قسم کے ہر غیبی اور غیر معمولی معاملے کو الٹ پلٹ کر اپنے مادی شعور اور عقل کے موافق بنانے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے گھڑ لیتے اور چند من گھڑت باتیں تراش لیا کرتے ہیں یہ ان مادہ پرست مورخوں کا اپنا اختراعی اور تراشا ہوا مضمون ہے ورنہ دراصل سومنات کی حیرت انگیز فتح میں اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد اور آسمانی تائید کارفرما تھی۔

Marfat.com

نہ گنج و دولت و نے لشکر و سپاہ میں ہے　　جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

(اقبال)

کہتے ہیں کہ جب سلطان محمود سومنات کی مہم سے فتح یاب اور ظفر مند ہو کر بے شمار زر و جواہر اور غلاموں کو لے کر غزنی پہنچا تو شیخ ابوالحسن خرقانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ صاحب نے فرمایا اے محمود خرقہ مارا چہ کردی "میرے خرقہ کو آپ نے کیا کیا"؟ سلطان نے عرض کی۔ "آں رابجناب حق تعالیٰ بفرد ختم و بعوض آں فتح سومنات خریدم" میں نے جناب کا خرقہ اللہ تعالیٰ کے یہاں فروخت کر ڈالا اور اس کے بدلے میں سومنات کی فتح خرید لی ہے۔ شیخ صاحب نے متبسم ہو کر فرمایا۔ "محمود! خرقہ مارا خیلے ارزاں فروختی" اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کو بہت ارزاں اور تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا۔

حمایت از کہن دامانِ درویش　　بہ از سدِّ سکندر در مدد بیش

(سعدی)

ترجمہ:۔ "اہل اللہ کے دامن سے وابستگی، بہتر ہوتی ہے دیوار سکندری سے بوقت امداد طلبی"۔

حضرت ابوالحسن خرقانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے جلیل القدر اور کامل ولی اللہ ہو گزرے ہیں۔ آپ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سو سال بعد ہوئے اور حضرت بایزید کی روحانیت سے آپ کو باطنی اور اویسی طور پر فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ خرقان سے پیدل چل کر ہر روز بایزید کے مزار پر حاضر ہوا کرتے اور ان کی روحانیت سے باطنی فیض اور استفادہ کرتے تھے۔ آپ ظاہر علم سے قطعاً عاری، محض امی یعنی بالکل اَن پڑھ تھے لیکن باطنی طور پر بے واسطہ علم لدنی سے پورے طور پر بہرہ مند تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غائبانہ طور پر ایک ولی اللہ آپ کے سامنے نمودار ہوا اور آپ کے سامنے فخر سے اپنا پاؤں زمین پر مار کر بولا: "من بایزید وقتم و من جنید وقتم" میں اپنے زمانہ کا بایزید اور جنید ہوں۔ اس پر شیخ صاحب نے اٹھ کر اس کے جواب میں فرمایا "من خدائے وقتم و من رسول وقتم" "میں اپنے وقت کا خدا اور رسول ہوں"۔ یعنی میں روئے زمین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نائب اور جانشین ہوں۔ سلطان محمود کا حضرت شیخ صاحب

Marfat.com

کے ساتھ پہلی ملاقات کا قصہ مختلف کتابوں میں اس طرح مذکور ہے کہ جس وقت حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی کمالات اور بے شمار کشف و کرامات کا شہرہ سلطان محمود غزنوی نے سنا تو سلطان کو ان کی ملاقات اور زیارت کا شوق پیدا ہوا کئی دفعہ آپ کو غزنی آنے کی دعوت دی لیکن شیخ صاحب نے قبول نہ کیا۔ آخر سلطان محمود (غزنی) سے روانہ ہو کر خرقان پہنچا۔ شہر کے باہر شاہی خیمہ گاڑ دیا ایک قاصد شیخ صاحب کی خدمت میں روانہ کر کے اس کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ بادشاہ وقت ان کی زیارت کے لئے غزنی سے ان کے وطن خرقان آیا ہے۔ آپ ذرا قدم رنجہ فرما کر بادشاہ کے خیمے تک اگر تشریف لے چلیں تو بڑی مہربانی ہو اور ساتھ ہی قاصد کو سمجھا دیا کہ اگر شیخ صاحب یہاں آنے سے معذوری ظاہر کریں تو انہیں یہ آیت سنا دے

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۵۹)

ترجمہ: ''اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اولی الامر یعنی بادشاہ وقت کی''۔

جس وقت بادشاہ کا قاصد شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ کا فرمان سنایا اور شیخ صاحب نے بادشاہ کے پاس حاضر ہونے سے معذوری ظاہر کی تو اس پر قاصد نے آیت مذکورہ پڑھ کر کہا کہ اس آیت کی رو سے ان پر بادشاہ وقت کے اطاعت اور اس کے حکم کی تعمیل فرض ہے انہوں نے جواب دیا ''بادشاہ سے کہہ دو کہ میں تو ابھی اَطِيْعُوا اللّٰهَ کے فرمان سے سبکدوش اور عہدہ برآ نہیں ہو سکا ہوں اسی میں مبتلا اور گرفتار ہوں، اس کے بعد اطیعوا الرسول کے بے شمار فرامین ابھی ادا کرنے باقی ہیں، نہ جانے اولوالامر کی اطاعت کی باری کبھی زندگی میں پیش آئے گی بھی یا نہیں ابھی تو اطیعوا اللہ ہی سے لحہ بھر فرصت نہیں ہے''۔ جب قاصد سلطان کے پاس حضرت شیخ کی طرف سے یہ مسکت اور معقول جواب لایا تو سلطان نے کہا ''شیخ صاحب نے ہمیں لاجواب کر دیا ہے اب ہمیں ان کی خدمت میں ضرور جانا چاہیے''۔ چنانچہ سلطان نے شیخ کے باطنی کشف کا امتحان لینے اور آزمانے کے لئے یہ حیلہ بنایا کہ اپنے غلام ایاز کو شاہی لباس پہنا کر شاہی تاج اس کے سر پر رکھا اور خود ایاز کا غلامانہ لباس پہن لیا اور چند لونڈیوں کو مردوں کا لباس پہنا کر اپنے ہمراہ لے لیا اور اس طرح اس الٹے روپ اور بھیس میں شیخ صاحب کی کٹیا کی طرف روانہ ہوا یہ پرفریب قافلہ ایاز کی سرکردگی میں حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو شیخ صاحب

Marfat.com

چونکہ واقفِ حال اور روشن ضمیر تھے انہوں نے ایاز کے شاہانہ لباس کی طرف مطلق توجہ نہ کی بلکہ سلطان کی طرف جو اس وقت ایک غلام اور سپاہی کے لباس میں پیچھے کھڑے جھانک رہے تھے مخاطب ہو کر فرمایا ''ان نامحرم عورتوں کو باہر نکال دو'' چنانچہ انہیں فوراً باہر نکال دیا گیا۔ بعدہٗ شیخ صاحب نے سلطان محمود سے کہا ''بڑا دامِ فریب اٹھا لائے ہو''۔ سلطان محمود نے عرض کیا آپ جیسے عنقا کے لئے ہمارا دام فریب ناکارہ اور ہیچ ثابت ہوا۔ سلطان نے اس وقت شیخ صاحب سے اپنے لئے کچھ تبرک طلب کیا۔ شیخ صاحب نے جو کی روٹی کا ایک روکھا سوکھا ٹکڑا پیش کیا سلطان نے بڑے ادب واحترام سے وہ ٹکڑا لے کر اشرفیوں کی چند تھیلیاں بطور نذرانہ شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کیں اور شیخ صاحب کا تبرک منہ میں ڈال کر کھانے لگا۔ اتفاقاً بادشاہ کے نازک گلے میں جو کا روکھا سوکھا ٹکڑا اٹک گیا اور وہ کھانسنے لگا جس پر شیخ صاحب اشرفیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے ''اے محمود! پیغمبروں کی غذا آپ کے گلے سے نیچے نہیں اترتی اور یہ ظلم وستم کا اندوختہ جو بے شمار مساکین کے خون سے آلودہ ہے اور فراعنہ دہر کی میراث ہے، اس فقیر کے گلے سے کیوں کر اترے گا''۔ چنانچہ سلطان کی بہت منت وسماجت اور بے شمار تکرار اور اصرار کے باوجود شیخ صاحب نے اشرفیاں لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے اور نہ میں ان کے لینے کا حقدار ہوں جن کا مال ہے وہی اس کے اصلی حقدار ہیں اس پر سلطان شیخ صاحب کا حد سے زیادہ گرویدہ اور معتقد ہو گیا اور اس کے بعد کئی دفعہ شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور دعا، مدد وتوجہ کا طالب رہا۔ ملکی مہمات کے لئے شیخ صاحب سے بطور تبرک آپ کا خرقہ مبارک ساتھ لے گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت اور توسل سے سلطان کو فتح نصیب فرمائی۔

سلطان محمود کے ہندوستان پر تمام حملوں میں فتح مندی اور کامیابی کی بڑی وجہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیوں کی باطنی ہمت اور توجہ تھی۔ بعض اولیاء اللہ کو سلطان محمود اپنے لشکر کے ہمراہ بطور روحانی پشت پناہ ہندوستان لے آئے تھے اور انہیں یہاں دعوت اور تبلیغ دین کی خاطر چھوڑ گئے تھے چنانچہ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان مردان خدا میں سے ایک ہیں، جن کو سلطان محمود یا ان کے بیٹے اپنے ہمراہ لائے اور خلق خدا کی ہدایت کے لئے لاہور میں چھوڑ گئے تھے۔

Marfat.com

تاتاریوں کا فتنہ

تاتاریوں کے قیامت آفرین فتنے کی مثال دُنیا میں نہیں ملتی، اس نے تمام روئے زمین پر ظلم وستم کی ایک عالمگیر اور بے پناہ آگ لگادی تھی جو کئی سالوں تک تمام دُنیا کے شہروں اور آبادیوں کو خش وخاشاک کی طرح جلاتی رہی۔ اس نے بڑی بڑی حکومتوں اور سلطنتوں کو راکھ اور خاکستر بنا کر رکھ دیا اور یہ آگ جو کسی بادشاہ اور حکمران سے نہ بجھ سکتی تھی بالآخر اللہ تعالیٰ کی دو برگزیدہ ہستیوں یعنی حضرت ابو یعقوب اور محمد خواجہ دربندی رحمۃ اللہ علیہم کے چند قدم آگ میں گزرنے کے تصرف اور کرامت کے ایک ادنیٰ کرشمے سے ہمیشہ کے لئے فرو ہوگئی۔ یا تو روزانہ لاکھوں بے گناہ مرد وعورتیں، معصوم بچے اور بوڑھے خاک وخون میں تڑپتے تھے یا تمام روئے زمین کی ستم دیدہ اور جفا رسیدہ مخلوق کو ان پاکبازانِ خداوندی اور مقبولانِ الٰہی کے دم اور قدم سے چین، امن اور آرام نصیب ہوگیا۔ ہلاکو (یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہلاکو خاں، اس کے تمام تاتاری سردار، فوج اور رعایا جنہوں نے ظلم وستم اور کشت وخون کا عظیم طوفان برپا کیا ہوا تھا بالکل بے دین اور لامذہب تھے، جس وقت انہوں نے اپنی حکومت قائم کی تو ان کا ارادہ ہوا کہ وہ کوئی ایسا صحیح مذہب اختیار کرلیں جس کی صداقت پہلے آزمالی جائے۔ اس زمانے میں چونکہ کوئی پیغمبر تو موجود نہ تھا کہ اس کا معجزہ دیکھ کر اس کا دین قبول کیا جاتا البتہ اولیاء اللہ تھے جو پیغمبروں کے نعم البدل، نائب اور جانشین ہوتے ہیں چنانچہ ہلاکو خان نے جب اس زمانے کے دو اولیائے کرام، ایک حضرت ابو یعقوب اور دوئم حضرت محمد خواجہ دربندی رحمہما اللہ تعالیٰ کی تعریف سنی تو فیصلہ کرلیا کہ اگر مذہب اسلام کے یہ دو ممتاز فرزند اس کے امتحان کی کسوٹی اور معیار پر پورے اتریں تو وہ مع تمام فوج و رعایا مذہب اسلام اختیار کرلے گا۔ ان ہر دو فرزندانِ توحید کو ہلاکو خاں نے اپنے خیمہ گاہ میں حاضر ہونے کی دعوت دی اور ان کی کرامت اور اسلام کی صداقت کے امتحان کے لئے اپنے خیمے کے اردگرد بڑی گہری اور چوڑی خندق کھدوا کر اس میں بڑی بھاری آگ جلانے کا اہتمام کیا اور ان کی تشریف آوری سے تھوڑی دیر پہلے آگ کو اتنا بھڑکا دیا گیا کہ آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ وہ ہر دو خاصانِ خدا جب آگ کے قریب آئے تو بے تامل بسم اللہ اور کلمہ شریف پڑھ کر اس بھڑکتی ہوئی آگ میں کود پڑے، ہلاکو خان اپنے خیمے سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب ہر دو غواصانِ بحرِ توحید آگ کے دریا اور شعلوں کی موجوں میں سے سمندری مخلوق کی طرح صحیح و

Marfat.com

سلامت برآمد ہوئے تو ہلاکو خاں یہ ماجرا دیکھ کر محوِ حیرت ہو گیا اور اپنے خیمہ میں جا کر دوسرے امتحان کی تیاری اور انتظار میں مسند پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں مصاحبوں نے ہر دو بزرگوں کو خیمہ میں لا حاضر کیا ہلاکو خاں بڑی عزت اور احترام سے پیش آیا اور انہیں اپنی مسند کے قریب بٹھا کر دو شربت کے جام جن میں ایسی سخت زہر ہلاہل ملا دی گئی تھی کہ اس کا ایک قطرہ ہلاکت کا پیغام تھا یہ کہہ کر پیش کیے گئے" آپ آگ میں سے گزر کر آئے ہیں آپ کو پیاس لگی ہو گی یہ شربت نوش جاں فرما لیں' چنانچہ ہر دو جانبازانِ راہِ الٰہی نے بسم اللہ پڑھ کر ہر دو پیالے پی لئے ہلاکو خاں نے جس وقت ان محبوبانِ الٰہی کو ہر دو امتحانات میں کامیاب پایا تو معہ جملہ امراء رعایا اور سپاہ اسلام اور دین حق قبول کر لیا) جیسا خونخوار، سفاک یا تو انسانی خون کا اس قدر پیاسا تھا کہ روزانہ لاکھوں بے گناہوں کے خون سے اس کی پیاس نہیں بجھتی تھی یا ان مردانِ خدا کو زہر آمیز شربت کا ایک ایک پیالہ پلانے سے اس کے سارے ظلم وستم کی پیاس بجھ گئی۔ تمام تاتاری درندے مع اپنے خونخوار بادشاہ ہلاکو خان کے ہمیشہ کے لئے اسلام کے ٹھنڈے اور شیریں آبِ حیات سے سیراب ہو گئے اور ایک دفعہ پھر دُنیا اسلام کی سلامتی، ایمان کے امن اور عرفان کی عافیت میں آ گئی۔

اولیائے کرام کے احسانات

حقیقت یہ ہے کہ یہ پاک مقدس نورانی ہستیاں تمام اسلامی کائنات کے کالبد کے لئے بمنزلہ روحِ رواں ہیں تمام اسلامی دُنیا ان کے دم سے زندہ اور تابندہ ہے۔ تمام دُنیا پر ان مقدس ہستیوں کے بڑے بھاری احسانات ہیں اور جو لوگ ان مقبولانِ الٰہی اور محبوبانِ بارگاہ ایزدی کے روحانی تصرفات اور تمام دُنیا پر ان کے باطنی احسانات کا انکار کرتے ہیں وہ گویا اس دُنیا میں خود اللہ کے غیبی فعل، لطیف تصرف اور باطنی قدرت کے منکر ہیں۔

اگر سچ پوچھو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ غیب کے حقیقی کلید بردار یہی اولوالامر ہیں۔ مفاتح الغیب یعنی ملکوں پر تصرف کی کنجیاں انہی کے ہاتھوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے روئے زمین پر اصلی حقیقی خلیفہ، نائب اور جانشین یہ رجال الغیب ہی ہیں، انہی کے دم اور قدم سے دُنیا کا قیام ہے انہیں کے ہاتھوں میں دُنیا کی زمام ہے۔ انہیں کی خاطر دُنیا کی تمام کارگزاری اور انہیں کے طفیل یہ ساری رونق اور کل کائنات کا انتظام ہے جس روز کائنات کے کالبد میں یہ روحِ رواں نہیں رہے گی دُنیا کا ڈھانچہ بگڑ کر ناکارہ اور ضائع ہو جائے گا۔

Marfat.com

الغرض اسلام دُنیا میں اپنی روحانی طاقت، اپنی حقانیت اور فرزندانِ اسلام کے بلند اخلاق کے طفیل پھیلا، پھلا اور پھولا۔ جب سے اسلام کا یہ اصلی جوہر اور روحانی طاقت مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتی رہی، مسلمانوں کے پاس نہ حکومت رہی نہ دولت، حشمت اور نہ عزت۔

اولیاء کے باطنی تصرفات

اسلام کی سلطنت اور حکومت جہاں قائم ہوئی ہوتی ہے پہلے روحانی بادشاہ، باطنی متصرفین اور اولوالامر رجال الغیب اپنے باطنی تصرف کا جھنڈا اس سرزمین میں باطنی ہاتھوں سے گاڑ دیتے ہیں اور اپنے روحانی تصرف سے اس ملک کو فتح کر لیتے ہیں اس کے بعد ظاہری اسلامی بادشاہوں کی مادی طاقتیں اور ظاہری فوج کشی ان ملکوں کو فتح کرنے میں کامیاب ہوتی ہے چنانچہ جناب حضرت پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے پہلے پہل جناب سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ہندوستان کے تصرف اور ولایت کی کنجیاں عطا فرما کر حکم دیا تھا ''جاؤ اور کشور ہندوستان کو اپنے باطنی تصرف میں لے آؤ اور اس میں اسلام کا باطنی جھنڈا گاڑ دو''۔ اس زمانے میں تمام ہندوستان میں کفر، شرک اور بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ آپ نے تشریف لا کر پہلے پہل ہندوستان کے وسطی مقام اجمیر میں اپنے باطنی تصرف کا جھنڈا نصب فرمایا اس کے بعد ظاہری اسلامی بادشاہوں کی مادی طاقتیں اور ظاہری سلطنتیں ہندوستان میں نمودار اور کامگار ہوئیں۔ باطنی روحانی لوگ اشیاء کی حقیقتوں یعنی ارواح اور مغزوں کو باطنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے باطنی روحانی ہاتھوں سے اپنے تصرف اور قبضے میں کر لیتے ہیں بعد میں ان کی مادی صورتیں اور ظاہری ڈھانچے خود بخود تابع اور طوعاً و کرہاً مسخر اور مفتوح ہو جاتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کو باطنی ہاتھوں اور آنکھوں والا یاد دلایا ہے قولہ تعالیٰ

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ۝ (ص: آیت ۴۵)

ترجمہ: ''اور یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قوت والوں اور نگاہ بصیرت والوں کو''۔

Marfat.com

یہاں ہاتھوں اور آنکھوں سے مراد روحانی ہاتھ اور باطنی آنکھیں ہی ہوسکتی ہیں ورنہ ظاہری ہاتھ اور مادی آنکھیں تو تمام لوگ رکھتے ہیں۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ کا انہیں ہاتھوں اور آنکھوں والا فرمانے کا اس کے سوا اور کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ اسلام دُنیا میں اپنی روحانیت سے پھیلا ہے اور جو کور چشم لوگ اسلام کی روحانیت کا انکار کرتے ہیں اور اسلامی فتوحات اور ملک گیری کو محض مسلمان حکمرانوں کی تیغ زنی اور مادی فوج کشی کا نتیجہ سمجھتے ہیں وہ لوگ مخالفینِ دین متین اور منکرینِ اسلام کے اس بڑے اعتراض کی حمایت اور تائید میں پورے طور پر ان کے شریک اور ہم نوا ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام محض تلوار کے زور سے دُنیا میں پھیلا ہے۔ ان لوگوں کی نظر محض اسباب اور مادے کی آستین کو دیکھتی ہے اور یہ قدرت کے غیبی ہاتھ سے غافل اور بے خبر ہیں۔ انسان اگرچہ بہت ضعیف البنیان اور ناتواں ہے لیکن اگر اسے اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام کی روحانی طاقت مل جائے تو وہ طاقت اور قوت میں ملائکہ اور فرشتوں سے بھی سبقت لے جاتا ہے۔

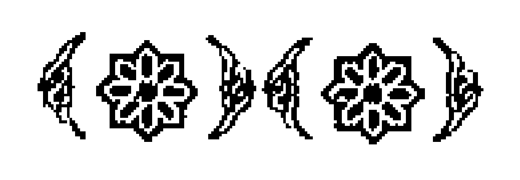
انسان کو چاہیئے کہ جس طرح اور جہاں تک بن پڑے اپنی باطنی زندگی کے لئے کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ کے نام کے ذریعے اس کی حی و قیوم ذات کے ساتھ زندۂ جاوید ہو رہے۔

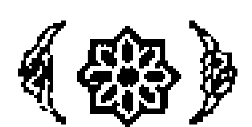
روزی کی فکر اور اس کا غم ایک شیطانی وسوسہ ہے

اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ یَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ (البقرۃ: آیت ۲۶۸)

ترجمہ: ''شیطان تمہیں ڈراتا ہے تنگ دستی سے اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا''۔

یعنی شیطان بے وجہ انسان کو افلاس سے ڈراتا اور اسے بے حیائیوں میں گراتا ہے حالانکہ رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے یہاں پہلے ہی طے ہو چکا ہے اور ہر شخص کو اس کا مقدر اور مقسوم رزق بہرحال اپنے وقت پر پہنچتا رہتا ہے۔ اس کے لئے انسان کی تمام حرج کاریاں اور پریشانیاں خودساختہ ہیں اور ''از وقت پیش واز مقدر بیش مے خواہند'' والا معاملہ ہر کسی کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔





Marfat.com

﴿باب سیزدہم﴾

اقسامِ رزق

رزق دو قسم کا ہے ایک رزق مرزوق، دوئم رزق مملوک، مرزوق رزق تو انسانی زندگی کے ساتھ لازمی گردانا گیا ہے وہ کسی حال میں ہم کو نہیں چھوڑتا البتہ مملوک رزق وہ ہے جس کے حرص کے سبب سے لوگ قبل از وقت صرف چند روز کے لیئے مالک بن جاتے ہیں اور اس کے قبل از وقت اکتساب سے آخرت کے حساب اور عذاب کا بار اپنے ذمے لیتے ہیں کیوں کہ اس مال میں کچھ حصہ ان کے وارثوں کا اور کچھ چوروں، چکاروں، ڈاکٹروں، حکیموں، وکیلوں اور کچہری کے منشیوں وغیرہ کا ہوتا ہے جو اپنے اپنے وقت پر ان عارضی مالکوں سے طوعاً وکرہاً ہتھیا لیتے ہیں اور وہ حسرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہ جاتے ہیں اگر یہ حریص پرایا مال جمع نہ کرتے تو مذکورہ بالا حقدار اور حصہ دار اسے خود کما کر حاصل کر لیتے۔ قرآن کریم میں اکثر جگہ پر اس عقیدے کا اظہار کیا گیا ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے لیکن پھر بھی بعض کور چشم، بے دین اور ضعیف الیقین لوگ ہمارے اس بیان کو بیکاری کی تلقین اور رہبانیت کی تعلیم پر محمول کریں گے الغرض انسان کی گمراہی، بے راہی، حرص و آز، ظلم و ستم اور سرمایہ داری کا سب سے بڑا سرچشمہ، باعث اور ذریعہ یہی ایک شیطانی داؤ اور فریب ہے کہ وہ اسے بھوک اور افلاس سے بے وجہ ڈراتا ہے اور بے حیائیوں اور رسوائیوں میں گراتا ہے۔ انسان روزی کا غم اور فکر حد سے زیادہ محسوس کرتا ہے اور حرص و آز کی وجہ سے روزی کی طلب اور تلاش میں اللہ تعالیٰ کو بھلا دیتا ہے اس کے دل و دماغ پر یہ بھوت ایسی بری طرح سوار ہو جاتا ہے کہ وہ روا، ناروا اور جائز اور ناجائز افعال کر گزرتا ہے اور اسی جوش اور جنون میں شریعت، رواج اور سماج کی تمام حدود پھلانگ جاتا ہے۔ حرص و آز کے اسی سودا اور جنون کے سبب بھائی بھائی سے، باپ بیٹے سے اور دوست، آشنا سے دست بگریباں ہیں

Marfat.com

ملک ملک سے اور قوم قوم سے برسرپیکار ہے۔ تجارتی منڈیوں اور تیل کے چشموں کے لئے ایسی خونریز عالمگیر لڑائیاں لڑی جارہی ہیں کہ ستانے اور دم لینے کے درمیانی وقفے کے چند سالوں میں پہلی تباہیوں اور بربادیوں کی ابھی تلافی ہی نہیں ہونے پاتی کہ پھر جنگ اور زیادہ خونریزیوں اور ہولناکیوں کے ساتھ شروع ہو جاتی ہے۔ یہی حرص اور آز کی آگ ہے جو انسانوں اور قوموں کے دلوں اور دماغوں میں لگی ہوئی ہے اور انہیں بے چین، پریشان اور اللہ تعالیٰ سے روگردان کیے ہوئے ہے اب اسی روزی اور رزق کے بارے میں ذرا اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کے احکام پر غور اور فکر کریں قولہٗ تعالیٰ

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (الطلاق: آیت ۳)

ترجمہ: "اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کردے گا اور اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان (بھی) نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے"۔

یعنی جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے آمدنی کا ایسا ذریعہ بنادیتا ہے اور اسے ایسے طریقے سے روزی پہنچاتا ہے کہ جس کا اس کو وہم اور گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ پر تکیہ اور توکل کرلیتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی اور کفیل ہو جاتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝
(الذٰریٰت: آیت ۵۶-۵۸)

ترجمہ: "اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں میں ان سے کچھ رزق طلب نہیں کرتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔ بے شک اللہ ہی بڑا رازق بڑی قوت والا ہے زبردست"۔

Marfat.com

یعنی ہم نے نہیں پیدا کیا جن اور انس کو مگر اپنی عبادت کے لئے ان کی پیدائش سے میرا ارادہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ رزق حاصل کریں یعنی حیوانوں کی طرح کھائیں اور پئیں اور نہ یہ ارادہ ہے کہ وہ میرے بندوں کو روزی مہیا کریں بلکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو روزی اور رزق پہنچانے والا ہے اور وہ زبردست طاقت والا ہے، روزی کے معاملے میں وہ کسی معاون اور مددگار کا محتاج نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے رزق اور روزی پہنچانے پر مامور اور متعین ہیں اور وہ ہر شخص کو اس کا مقدر پہنچاتے ہیں۔

بر سرِ ہر دانہ بنوشتہ عیاں　　　　　کز فلاں ابن فلاں ابن فلاں

(رومی)

ترجمہ: "ہر دانے پر صاف لکھا ہے کہ یہ فلاں ابن فلاں ابن فلاں کے لیے ہے"۔

یعنی ہر دانے پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ فلاں کا اور فلاں کے بیٹے کا حصہ ہے جس طرح ایک شخص کی چٹھی ڈاک والے دوسرے شخص کو نہیں دیتے اسی طرح ایک آدمی کا مقدر دوسرے کو نہیں ملتا اور نہ کوئی شخص دوسرے کی روزی کھا سکتا ہے۔ ہر مرزوق کو اس کا مقسوم اور مقدر ملائکہ متعلقین کے ذریعے اپنے اپنے وقت پر ملتا رہتا ہے ہاں البتہ وقت سے پہلے چند روز کے لئے کوئی شخص اپنے حرص و آز سے دوسروں کے رزق اور مقدر کو اپنے پاس جمع کر کے اس کا عارضی مالک اور محافظ بن جاتا ہے لیکن جس وقت اس رزق اور مقدر کے کھانے اور استعمال کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ رزق چھین لیا جاتا ہے اور اس کے اصلی مالکوں کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ بعض سیاسی سرسام زدہ سودائی کہتے ہیں کہ نماز روزہ، نفل نوافل، تلاوت ذکر اور فکر اصل عبادت نہیں بلکہ محض ایک بے سود مشغلہ اور تضیع اوقات ہے اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝ (الذریٰت: آیت ۵۶) میں جس عبادت کی طرف اشارہ ہے اس عبادت سے مراد خدمتِ خلق یعنی لوگوں کی روزی اور معاش میں امداد کرنا ہے اور اصل عبادت سیاسی علو اور اقتدار حاصل کرنا اور حکومتِ وقت کا شریک کار اور حصہ دار بن کر عوام نادار لوگوں کی زندگی کا معیار بلند کرنا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے پچھلے حصے میں اس بات کی نفی کر دی ہے

Marfat.com

مَآ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝
(الذریٰت: آیت ۵۸-۵۷)

یعنی اس عبادت سے میری مراد حصول رزق ہرگز نہیں ہے اور نہ یہ منشا ہے کہ وہ میرے بندوں کو طعام اور رزق پہنچائیں بلکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کا رزاقِ مطلق اور کفیل ہے اور وہ زبردست طاقت والا ہے اور رزق کے معاملے میں کسی کی معاونت اور امداد کا محتاج نہیں ہے لیکن یہ سیاسی سودائی ادھر حکومتِ وقت کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے شریکِ کار اور اس سے بڑھ کر اس کی مخلوق کے مختار اور پروردگار بنتے ہیں۔

فرزند بندہ ایست خدارا غمش مخور　　　　تو کیستی کہ بہ زِخدا بندہ پروری
(سعدی)

ترجمہ:۔ ’’تمھارا بیٹا اللہ کا بندہ ہے تم اس کے غم میں کیوں ہلکان ہو رہے ہو کیا تم اللہ تعالیٰ سے بہتر بندہ پروری کر سکتے ہو‘‘۔

رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اصل عبادت اور جن وانس کی پیدائش کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام، ذکر وفکر اور اس کے اسماء کے تصورات اور دعوات کے ذریعے فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ط (الذریٰت: آیت ۵۰) اختیار کر کے اس کی طرف باطنی اور معنوی قدموں سے چل کر معرفت، قرب، وصال، فنا و بقا اور مشاہدہ ولقا حاصل کرنا اور اس کے نور سے اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہونا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ سیاسی اقتدار کے بھوکے مذہب کا لبادہ اور لباس اوڑھ کر حکومت کی کرسیوں پر قبضہ جمانے کے لئے اس قسم کے حیلے اور بہانے تراشتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو صالحین اور علمبردار دین متین ظاہر کرتے ہیں لیکن جس وقت حکومت کا شیطانی نشہ ان کے دماغ میں داخل ہو جاتا ہے اور جیفۂ دولتِ دُنیا کی دھونی ان کے مشام میں پہنچتی ہے تو وہ اپنے پیش رووں سے بھی زیادہ ظالم اور سفاک ثابت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اہل کاراں بوقتِ معزولی　　　　　　　　شیخ شبلی و بایزید شوند
چوں بیایند باز بر سرِ کار　　　　　　　　شمر ذی الجوشن و یزید شوند
(سعدی)

ترجمہ:۔ ''عہدہ پر فائز لوگ جب عہدہ سے معزول ہو جاتے ہیں تو اپنے آپ کو شیخ شبلی اور بایزید بسطامی کے روپ میں دھار لیتے ہیں لیکن جب پھر عہدہ پر فائز کر دیئے جاتے ہیں تو شمر اور یزید کے رُوپ میں سفاک و ظالم بن جاتے ہیں''۔

شراب دولتِ دُنیا کا یہ خاصہ ہے کہ جس کسی کے گلے سے نیچے اترتی ہے اسی کو مست اور مدہوش کر دیتی ہے۔

بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است　　　　گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی
(حافظ)

ترجمہ:۔''شراب پینا اور اس کے نشے میں مست نہ ہونا آسان بات ہے لیکن اگر تجھے مال و زر کی دولت نے آغوش میں لے لیا ہے اور تو اس نشے میں مست نہ ہوا تو یہ جوان مردی ہے''۔

سرمایہ کی لعنت کا بیان

دولت کمانے، حکومت اور علو حاصل کرنے اور مال و زر جمع کرنے کو ہر جگہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکوں اور منافقوں کا شیوہ، پیشہ اور طریقہ بیان کیا ہے قولہٗ تعالیٰ

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (الزخرف:۳۵-۳۳)

ترجمہ:''اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ (کافروں کی) ایک جماعت بن جائیں گے تو جو لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ضرور ہم ان کے گھروں کی چھتیں اور

Marfat.com

سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں چاندی کی کر دیتے اور (اسی طرح چاندی کے بنا دیتے)
ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ مسند لگاتے ہیں اور (چاندی کے علاوہ)
سونے کے (بھی) اور نہیں ہے یہ سب کچھ مگر سامان دنیوی زندگی کا اور آخرت
آپ کے رب کے پاس (صرف) پرہیزگاروں کے لئے ہے"۔

یعنی اگر اس بات کا خوف اور خدشہ نہ ہوتا کہ تمام لوگ بن جائیں گے کفر کا ایک گروہ تو البتہ ہم بنا دیتے دُنیا میں کافروں کے لئے ایسے گھر جن کی چھتیں چاندی کی ہوتیں اور سیڑھیاں بھی جن پر چڑھ کر وہ مظاہرہ کرتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور ان کے آگے دھرے ہوئے تخت جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے سب جگمگاتے سونے چاندی کے بنا دیتے لیکن یہ سب کچھ چند روزہ دُنیا کی متاع فانی ہے اور آخرت کی ابدی دولت متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے متاعِ دُنیا کی بے قدری کا اس آیت میں پورا نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے فرماتا ہے کہ اگر اس بات کا خوف اور خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ کافروں کی دنیوی کروفر، ظاہری زیب و زینت اور مادی عیش وعشرت پر شیفتہ اور فریفتہ ہو کر ان کے گروہ میں شامل اور داخل ہو جائیں گے اور کفر کی گرم بازاری دیکھ کر دینِ الٰہی، اللہ اور اللہ والوں کا مذہب اور راستہ چھوڑ کر سب کے سب کفر اختیار کر لیں گے تو البتہ ہم دارِ آخرت کے ابدی حرمان کے عوض کافروں کو دُنیا میں اتنی دولت دیتے کہ ان کے مکان اور ان کے برتنے کے سامان سب سونے چاندی کے بنا دیتے اگرچہ پھر بھی اس فانی دُنیا میں ان کی دارِ آخرت میں حرمان کی تلافی نہ ہو سکتی کیوں کہ دُنیائے حادث اور جہان فانی کی کُل متاع بھی دار آخرت کی ابدی اور جاودانی دولت کے ایک ادنیٰ ذرے کے برابر نہیں ہو سکتی اور بہ تقاضائے وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط (الاعراف: آیت ۱۵۶)
ترجمہ: "اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے"۔ یعنی ہماری رحمت تمام مخلوق کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اس کی اپنی استعداد، ظرف اور حسن وقبح کی طلب و انتخاب پر ہے اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قدر کوئی شخص مادہ پرستی اور کفر میں ترقی کرتا ہے اسی قدر

Marfat.com

زیادہ اسے مادی دُنیا کی دولت دی جاتی ہے اور جس قدر زیادہ کوئی شخص اس مادی دُنیا میں خوش نصیب، بامراد اور کامران ہے اسی قدر زیادہ وہ دارِ آخرت میں بے نصیب، بدبخت اور اہلِ حرِمان ہے۔ تعجب اس بات کا ہے کہ الٹی عقل والے دل کے اندھے جب کبھی کسی ایسے حرِمان نصیب قارون کو دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر میں سونے چاندی کی میز کرسیاں اور کھانے پینے کے طلائی برتن ہیں تو بجائے اس کے کہ اس کی اس دُنیائے دوں اور آخرت کی زبوں حالی سے پناہ مانگتے، الٹا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے اور اس کی اس خواب و خیال جیسی چندروزہ عارضی اور فانی دُنیا کی آسائش اور آرائش کو دیکھ کر قارون کی قوم کے نادانوں کی طرح دلی تمنا اور آرزو کرتے ہیں یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ قَارُوْنُ لا اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ (القصص:۸۰) ''کاش ہمیں قارون جیسی دولت حاصل ہوتی وہ بڑا خوش قسمت آدمی ہے''۔ لیکن جب ان لوگوں نے قارون کا انجام دیکھا کہ اپنی دولت کے خزانوں سمیت زمین میں دھنس گیا ہے تو کہنے لگے لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا ط (القصص:۸۲) یعنی یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس دُنیائے دوں کی آزمائش اور لعنت سے بچالیا ورنہ ہم اسی طرح زمین میں دھنسا دیے جاتے الغرض حریص دُنیادار کا انجام اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ اپنے حرص و آز اور ظلم و ستم کے اندوختے اور جمع کیے ہوئے تمام دنیوی مال و دولت میں سے اپنا تھوڑا سا مقسوم، مقدر، رزق اور حصہ ہزار غموں اور فکروں سے استعمال کرتا ہے اور باقی ہزاروں لاکھوں انسانوں کے مملوکہ رزق کا پرایا بوجھ، آخرت کا ابدی عذاب اور طویل حساب کا بارِ گراں قارون کی طرح سر پر اٹھائے ہوئے قبر کی زمین میں گڑ جاتا ہے اور اسی صورت میں راہیٔ ملکِ عدم ہو جاتا ہے۔

دولتِ دُنیا اور آخرت

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں نعماءِ آخرت کے مقابلے میں متاعِ دُنیا کی قدر و قیمت مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو دُنیا میں کسی کافر کو ٹھنڈے پانی کا ایک گھونٹ بھی نصیب نہ ہوتا۔ یعنی متاعِ دُنیائے فانی دولتِ آخرتِ جاودانی کے مقابلے میں مچھر

Marfat.com

کے ایک پر سے بھی زیادہ ہیچ ہے اور اس دُنیائے فانی اور دارِ آخرت جاودانی کے درمیان کوئی نسبت قائم نہیں ہوسکتی۔ مثلاً دارِ دُنیا کو ایک یونٹ یعنی ایک اکائی خیال کرلیا جائے اور دارِ آخرت کو اتنا بڑا فرض کرلیں کہ اس کے ساتھ اتنی بے شمار صفریں یعنی نقطے ہوں جتنے کائنات کے تمام ذرّے ہیں تو پھر بھی فانی دُنیا اور ابدی آخرت کی صحیح نسبت قائم نہ ہوسکے گی یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ ایک شخص تمام دُنیا و مافیہا ہاتھ میں لے کر آیا ہے اور دوسری طرف ایک شخص دارِ آخرت میں سے ایک مچھر کا پر اٹھا لایا ہے اور یہ دو اشخاص ان دو چیزوں کا آپس میں موازنہ اور مقابلہ کریں تو ابدی دارِ آخرت کے مچھر کے پر کی قدر اور قیمت تمام دُنیائے فانی کی دولت سے زیادہ اور بڑھ کر ہوگی کیوں کہ متاعِ دُنیا حادث و فانی ہے اور متاعِ دارِ آخرت باقی و جاودانی ہے۔ دُنیا اور آخرت کے درمیان خواب اور بیداری کی مثال بھی صحیح نہیں ہوسکتی کیوں کہ اچھے اور خوشگوار خواب میں بھی کچھ لذت اور وقعت ہوتی ہے لیکن موت کے بعد تمام دُنیاوی عیش و کامرانی ایک خواب سے بھی ہیچ معلوم ہوگی۔

لذاتِ جہاں چشیدہ باشی ہمہ عمر	بایارِ خود آرمیدہ باشی ہمہ عمر
چوں آخر وقت زیں جہاں باید رفت	خوابے باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر

(خیاؔم)

ترجمہ: ”اگر زندگی کی ساری لذتیں تو نے چکھی ہوں اور عمر بھر تو اپنے محبوب کے ساتھ خرم وخوشدل رہا ہو مگر بالآخر جب اس جہان سے رخصت کا وقت آئے گا تو یہ سب کچھ ایک خواب ہوگا جو تو عمر بھر دیکھتا رہا“۔

مثلاً کسی شخص کو کہا جائے کہ اگر وہ ایک روپیہ دے تو رات کو اسے خواب میں بادشاہ بنادیا جائے گا تو وہ ہرگز یہ سودا قبول نہیں کرے گا لیکن دارِ دُنیا کے خواب میں اگر کوئی شخص بادشاہ بنادیا جاتا ہے تو موت سے بیداری پر خالی اس کی بادشاہی ہی نہیں چھن جاتی لیکن اس کے فقدان کی حسرت و ارمان کے سانپ اس کے سینے پر قیامت تک لوٹتے ہیں اور دارِ آخرت میں سخت عذاب اور طویل حساب کا ابدی وبال اس کے گلے کا ہار ہوتا ہے۔ جب دولتِ دُنیا کی اللہ تعالیٰ کے یہاں مچھر کے

Marfat.com

پر کے برابر بھی قدر و قیمت نہیں ہے اور دولت دُنیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسی حقیر، مبغوض اور مقہور چیز ہے کہ وہ اسے اپنے دشمنوں، منکروں اور کافروں کے حوالے کرنا پسند کرتا ہے تو ایسی حقیر اور ہیچ چیز کا حصول اور تحصیل کیوں کر عبادت ہو سکتی ہے لیکن دُنیا کے گوبر کے گبریلے اپنی معشوقہ اور محبوبہ جیفۂ دُنیا کی گندگی پر مر مٹنے کو اصل عبادت اور اپنی زندگی کا حقیقی مقصد سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام اور کلام کی مشک اور عنبر سے منہ موڑ کر اس شغل کو بے فائدہ اور تضیعِ اوقات خیال کرتے ہیں انسان، حیوان نہیں ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد سونا کھانا پینا اور ٹٹی کرنا ہو انسان اشرف المخلوقات ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل: آیت ۷۰)
ہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (ق: ۱۶)
ہم انسان کے شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہیں

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ (التین: ۴)
ہم نے انسان کو بہت خوبصورت بناوٹ میں پیدا کیا ہے۔

اِنِّيْ جَاعِلٌ" فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً" (البقرۃ: آیت ۳۰)
ہم نے اسے زمین میں اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ (الانشقاق: آیت ۶)
اے انسان تو اپنے رب کی طرف چلنے اور کوشش کرنے والا ہے اور اسے ملنے والا ہے۔

اس کی زندگی کا مقصد بہت بلند، ارفع اور اعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طلب، تلاش معرفت، قرب، وصال اور مشاہدے سے زیادہ اہم ضروری اور گرانقدر اور کوئی غرض، مقصد اور نصب العین انسان کے لئے نہیں ہو سکتا۔ ہماری حقیقی اخروی زندگی کا نصب العین کس قدر اہم دلچسپ اور ضروری ہے اور ہماری باطنی اور روحانی سفر کی منزل مقصود کس قدر لازوال، ابدی نعیم اخروی سے معمور اور بھرپور ہے۔

Marfat.com

انسانی زندگی کا مقصد

اے مردِ مومن! جاگ اٹھ اور دیکھ تو کس عالیشان بلند غرض و مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اپنی حقیقت پہچان، دولتِ ابدی اور نعمتِ سرمدی کا لازوال خزانہ تیرے سامنے ہے اور تیرا حقیقی مالک اور خالق اور اس کی رحمت تیری منتظر ہے

أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾ (الفرقان: آیت ۲۰)

ترجمہ: ''کیا (اس آزمائش پر) صبر کرو گے اور (اے محبوب) آپ کا رب خوب دیکھنے والا ہے''

لیکن تو اپنی نادانی اور کوتاہ بینی کے سبب اپنی ابدی اور سرمدی دولت سے بے خبر ہے اور چند روزہ دُنیائے فانی کی گندگی میں پڑا سڑ رہا ہے کیا تو حیوان ہے کہ محض کھانا، پینا اور سونا اپنی زندگی کا شغل بنا رکھا ہے۔ فانی دُنیا کی یہ عارضی ناپائیدار متاع کب تک تیرا ساتھ دے گی آخر اس سے ایک نہ ایک روز جدا ہونا پڑے گا اور یہ تمام فانی لذتیں اور راحتیں خواب و خیال بن کر گزر جائیں گی اور ابدی دولت سے غفلت اور حرِمان کے سبب تو تہی دست، مفلس اور کنگال بن کر جب دارِ آخرت میں داخل ہوگا تو کفِ افسوس ملتا رہے گا اور کہے گا

أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ
وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ (الزمر: آیت ۵۶)

ترجمہ: ''کہ کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس ان کوتاہیوں پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں اور یقیناً میں ضرور مذاق اڑانے والوں میں سے تھا''۔

یعنی ہائے افسوس میں نے اللہ تعالیٰ کے پڑوس اور قرب میں رہتے ہوئے اس کی طلب میں غفلت اور کوتاہی کی اور میں ان باتوں پر ٹھٹھا اور تمسخر کرتا رہا۔

ایک دولت مند کروڑ پتی کو ہزار ظلم و ستم اور سالہا سال کی سردردیوں اور پریشانیوں سے کمائی ہوئی اور جمع کی ہوئی دولت میں سے صرف روٹی اور کپڑا ہی تو نصیب ہوتا ہے جو ہر شخص کو دُنیا میں مل رہا ہے لیکن دُنیا کے اس تنگ و تاریک چند روزہ پر خار دار المحن سے نکل کر جب آخرت کی

Marfat.com

ابدی وسیع دُنیا کی طرف راہی ہوتا ہے تو پائی پائی کا حساب اور عذاب سر پر اٹھائے نہایت ذلت اور حسرت کی موت مرتا ہے اس وقت اس کے مصائب اور آلام کا اندازہ لگانا انسانی عقل اور قیاس سے بہت دور اور بعید ہے۔

اے مردِ خدا! کچھ ہوش اور عقل سے کام لے۔ دُنیا کی اس کمینہ بے کیف شکار گاہ میں سگانِ دُنیا کے مقابلے میں تو کہاں تک دوڑتا رہے گا ذرا غور تو کر ہالی وڈ (HOLLYWOOD) امریکہ کی ایک ایکٹرس (ACTRESS) یعنی ایک فاحشہ کمینی عورت ایک ہفتے کے تین چار ہزار پاؤنڈ تنخواہ پاتی ہے یعنی ایک ہفتے میں تقریباً ستر اسی ہزار روپیہ کماتی ہے اور ایک دن میں دس ہزار روپیہ حاصل کرتی ہے۔ اے میرے کمزور، ناتوان اور بے دست و پا بھائی! تو اس میدان میں کہاں تک دوڑے گا تیرے سب بھائی بند اور دوست و آشنا بھی مل کر اپنی تمام قوت اور طاقت کے ساتھ دوڑتے رہیں تو پھر بھی ایک عصمت فروش فاحشہ عورت سے اس میدانِ دُنیا میں سبقت نہیں لے جاسکیں گے اور تم اس فاحشہ کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکو گے افسوس اور ہزار بار افسوس ہے تیری اس احمقانہ دوڑ دھوپ اور جاہلانہ جدوجہد پر کہ جس میں ایک فاحشہ عورت کامیاب اور کامگار ہو اور تو نامراد، رسوا اور شرمسار ہو۔

اگر ذرا عقل اور ہوش سے کام لے کر آج تو اپنی زندگی کے اصلی مقصد اور حقیقی غرض کو پہچان لے اور اپنے محبوبِ حقیقی اور مطلوبِ ازلی کی طلب اور تلاش میں صدق دل سے نکل کھڑا ہو اور طلب الٰہی کی مقدس وادی میں فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ (الذٰریٰت: آیت ۵۰) اختیار کر کے طالبانِ مولیٰ کے ہمراہ دوڑ پڑے تو فرشتے تیری اس انوکھی مقدس چال پر عش عش کریں گے تیرے قدموں کے نیچے اپنے پروں کو بچھائیں گے تیرے سر پر اللہ تعالیٰ کے انوار رحمت کے طاس بھر بھر کر تصدق اور نچھاور کریں گے، آسمانوں میں تیری تعریف اور توصیف کے گیت گائیں گے اور تو پہلے ہی قدم میں تمام ایکٹرسوں، دُنیاداروں بلکہ بادشاہوں کو پیچھے چھوڑ کر سب سے آگے نکل جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ تجھ سے رضامند اور تو اس سے خوشنود

Marfat.com

ہوگا اور وہ تجھے خطاب فرمائے گا

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ (الفجر: آیت ۲۸-۳۰)

ترجمہ: ''اے نفس مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہوجا''۔

اس وقت دُنیا بھی تیری لونڈی اور غلام بن کر تیرے قدموں پر آ گرے گی اور تو اس میں سے اپنا ازلی مقدر حصہ بصد عزت واحترام اور بہ ہزار راحت وآرام حاصل کرے گا۔

دُنیا ایک کھلونا

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین، اکرم الاکرمین، اقرب الاقربین، حی وقیوم، سمیع وبصیر اور قریب ومجیب ہے وہ جملہ مطلوبوں کا جامع اور افضل مطلوب، تمام محبوبوں سے بہتر محبوب اور تمام خلائق کا مقصودِ مطلق اور معبودِ برحق تیرے بہت قریب موجود ہے اور ہر وقت تیرا منتظر ہے لیکن تو بچوں کی طرح دُنیا کی ٹھیکریوں سے کھیل رہا ہے۔ شیطان نے دُنیا کا کھلونا تیرے سامنے ڈال کر تجھے اپنے حقیقی مالک اور خالق سے غافل کردیا ہے۔

اَنَا الْمَوْجُوْدُ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ ۔۔۔ وَاِنْ تَطْلُبْ سِوَائِيْ لَمْ تَجِدْنِيْ
اِذَ اللَّهْفَانُ نَادٰنِيْ كَظِيْمًا ۔۔۔ اَقُلْ لَبَّيْكَ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ
اَنَا لِلْعَبْدِ اَرْحَمُ مِنْ اَخِيْهِ ۔۔۔ وَمِنْ اَبَوَيْهِ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ
تَجِدْنِيْ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ عَبْدِيْ ۔۔۔ قَرِيْبًا مِّنْكَ فَاطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ

(دعائے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

Marfat.com

ترجمہ

(۱) اے بندے! میں موجود ہوں اگر تو مجھے تلاش اور طلب کرے گا تو ضرور مجھے پالے گا۔ اگر میری طلب کی آڑ اور بہانے میں کسی ماسوا کو طلب کرے گا تو مجھے ہرگز نہیں پائے گا

(۲) جب کوئی فریادی بے کسی کی حالت میں مجھے پکارتا ہے تو میں اسے جواب میں آواز دیتا ہوں کہ اے میرے بندے! میں حاضر ہوں اگر تو مجھے تلاش کرے تو ضرور پالے گا

(۳) میں اپنے بندے پر اس کے بھائیوں بہنوں ماں باپ اور سب خویشوں اور دوستوں سے زیادہ مشفق اور مہربان ہوں اگر تو میری جستجو کرے گا تو مجھے حاصل کر لے گا

(۴) اے میرے بندے! جب تو اندھیری رات کی تاریکی اور تنہائی میں مجھے پانے اور دیکھنے کی خواہش کرے گا تو تو مجھے اس وقت اپنے آپ سے زیادہ قریب پائے گا

ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ جب کسی چھوٹے بچے کی ماں اپنے کام کے لئے گھر سے باہر چلی جاتی ہے اور بچہ ماں کو یاد کر کے رونے لگتا ہے تو گھر والے بچے کا دل بہلانے اور اسے چپ کرانے کے لئے اس کے ہاتھ میں کوئی کھلونا دے دیتے ہیں جس سے نادان بچہ خوش اور خاموش ہو جاتا ہے اور اپنی ماں کو بھلا دیتا ہے لیکن جو بچہ بہت سیانا اور ہوشیار ہوتا ہے وہ کھلونے وغیرہ سے خاموش نہیں ہوتا بلکہ کھلونے کو دور پھینک دیتا ہے جب تک وہ اپنی ماں کو نہیں دیکھ لیتا اور اس سے بغل گیر نہیں ہو جاتا اسی طرح ماں کو یاد کرتا اور گریاں و نالاں رہتا ہے۔

اسی طرح دارِ دُنیا میں ہم تمام انسان اپنی ازلی ماں، اپنے اصلی مالک، حقیقی محبوب سے بچھڑے اور جدا ہوئے ہیں اور ہر انسانی دل میں فطرتاً اور جبلتاً اس کی تڑپ، طلب اور امنگ موجود ہے لیکن آزمائشاً اور امتحاناً شیطان نے دُنیا کے طرح طرح کے کھلونے سامنے ڈال دیئے ہیں اور ذرا سیانے بچوں کے ہاتھوں میں کچھ زیادہ دلچسپ قسم کے کھلونے دے دیئے ہیں جنہیں دیکھ کر اور ہاتھ میں لے کر وہ خوش اور مطمئن ہو گئے ہیں۔ اپنے خالق مالک کو بھلا بیٹھے ہیں اور اس سے بالکل غافل اور بے خبر ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

اہلِ یورپ کے مشاغل

اہل یورپ مادی تحقیقات میں عمریں صرف کر رہے ہیں اور بالکل بے فائدہ مہمات کے سر کرنے میں اپنی عزیز جانوں پر کھیل جانے سے ذرا بھی دریغ نہیں کرتے۔ یہ مشکل پسند لوگ اس بات کی مطلق پروانہیں کرتے کہ وہ اپنا روپیہ، گرانمایہ وقت اور عزیز ہستی جس غرض اور مقصد کے حصول میں ضائع کر رہے ہیں اس سے کوئی ٹھوس حقیقی فائدہ بھی ہے یا نہیں محض اس لئے کہ ایک کام مشکل ہے اور آج تک پہلے کسی انسان سے پورا اور سرانجام نہیں ہو سکا اور اس مشکل مہم اور دشوار کام کے سرانجام کرنے میں ان کا نام دُنیا میں یادرہے گا۔ یعنی صرف نمود، نمائش اور شہرت کی خاطر یہ کوتاہ اندیش اور طفل مزاج لوگ ایک رائیگاں شغل اور بے سود خاکرانی میں اپنی گراں قدر عمریں اور عزیز جانیں ضائع اور تلف کر رہے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں کی بات ہے کہ ایک یورپین عورت کے یہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا جس وقت دردزہ شروع ہوا تو اس نے بچہ پیدا ہونے سے پہلے ایک ہوائی جہاز میں سوار ہونے کا اہتمام کر لیا چنانچہ وہ بچہ زمین کی بجائے ہوا میں پیدا ہوا اس عورت کو یہ انوکھا خیال اس لئے سوجھا اور ہوائی جہاز میں اڑتے وقت بچہ پیدا کرنے کا یہ سارا بکھیڑا اس شہرت کی بھوکی عورت نے اس لئے برداشت کیا کہ تاریخ میں اس کا لڑکا وہ پہلا بچہ شمار ہوگا جو سب سے پہلے ہوائی جہاز میں پیدا ہوا ہے۔

مذکورہ بالا مہمات کے علاوہ یورپین محققین کی علمی تحقیقات کا اگر جائزہ لیا جائے تو انسان کو حیرت آتی ہے۔ مدت سے یورپ کے ڈاکٹر، فلاسفر اور سائنسدان دُنیا کی حقیر ترین چیزوں مثلاً کیڑوں، مکوڑوں، چیونٹیوں، مکھیوں، مکڑیوں، چوہوں اور چھچھوندروں وغیرہ کی علمی تحقیقات میں مصروف ہیں اور بے شمار اہل علم اپنی عزیز عمریں ان نکمی حقیر چیزوں کے کھوج اور ریسرچ کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ منجملہ ایک نامی گرامی ڈاکٹر اور فلاسفر کے اس قسم کے جنون اور سودا کا ایک واقعہ سنیئے اور سن کر سر دھنیئے۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر (Dr. Hunter) جو اس قسم کے حقیر جانوروں

Marfat.com

کی تحقیقات کا بڑا ماہر فلاسفر ہو گزرا ہے ایک شاگرد کو کسی عورت سے محبت اور عشق ہو گیا تھا۔ عورت نے اس سے منہ موڑ کر کسی اور سے شادی کر لی، اس پر وہ شاگرد رشید اپنے استاد ڈاکٹر ہنٹر کو لکھتا ہے۔ ''میری ایک محبوبہ تھی جو میری زندگی کی تمام آرزوؤں اور امیدوں کا مرکز تھی اس نے مجھ سے روگردانی کر کے ایک دوسرے شخص سے شادی کر لی اور میری تمام مرادوں کو خاک میں ملا دیا اب اس کے بغیر دُنیا مجھ پر تنگ اور تاریک ہو گئی ہے اور اس کی جدائی میں اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا ہوں اور خودکشی کا تہیہ کیے بیٹھا ہوں آپ میرے رہبر اور استاد ہیں، کیا آپ جذبات کے اس بے پناہ طوفان میں میری کچھ مدد فرما سکتے ہیں اور مجھے کنارۂ نجات تک پہنچا سکتے ہیں'' اس کے جواب میں جلیل القدر استاد اس شاگرد کے لئے جو کارگر علاج تجویز فرماتے ہیں اور جو راہِ نجات دکھاتے ہیں وہ سننے کے قابل ہے تحریر فرماتے ہیں ''اے شاگرد رشید میں آپ کو اس مہیب اور مہلک مصیبت سے نجات کا صحیح راستہ بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ آج سے جنگلی چوہوں یعنی ہج ہاگز (HEDGE HOGS) کی تحقیقات شروع کر دیں۔ اس میں اس قدر بے شمار دلچسپیاں اور بے اندازہ عجیب وغریب نفسیاتی باریکیاں ہیں کہ آپ اس دلفریب اور دلکش علمی مشغلے میں اپنی ایک محبوبہ کیا تمام دُنیا و مافیہا کو بھول جائیں گے''۔ سبحان اللہ! یورپین محققین اور متجسسین کی مادی علمی تحقیقات کے سَودا اور جنون کی طرف غور فرمایئے کہ کس طرح ایک بڑا ڈاکٹر اپنے شاگرد کو موت سے بچانے اور راہ نجات دکھانے کے لئے جنگلی چوہے کی پیٹھ پر کانٹوں کے سبز باغ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

اب ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے طالب اور اس کے راستے کے سالک اور عارف کے لئے باطنی اور روحانی دُنیا کا کس قدر لامحدود اور لازوال میدان ہے اور اس میں کس قدر بے شمار عجیب وغریب، نادیدہ و ناشنیدہ معارف و اسرار کے خزانے مخفی ہیں اور زندگی کے انوکھے، باریک اور دقیق علمی حقائق اور موت کے بعد ابدی زندگی کے نہایت اہم اور ضروری معلومات کا کتنا بڑا بھاری ذخیرہ تلاش نا کردہ اور پوشیدہ پڑا ہوا ہے۔ عالم غیب کی لطیف

Marfat.com

مخلوقات یعنی جنات، ملائکہ اور ارواح سے اختلاط اور ملاقات اور ان سے حصولِ فیوضات وبرکات کے کتنے راستے کھلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب ووصال، مشاہدے، فناوبقااور لقا کے کتنے امکانات موجود ہیں لیکن ہم اس طرف سے بالکل اندھے اور بہرے ہیں۔ پس انسان کو چاہیے کہ محض دُنیا کی خاکرانی میں عمرعزیز ضائع نہ کرے بلکہ دارآخرت کی فکر کرے بے شک دُنیا کے کام کاج بھی کرے لیکن دُنیا کی طلب اور تلاش میں اپنے مالک سے غافل نہ ہوجائے۔

کسب معاش

ہمارے اس مضمون سے کہ اللہ تعالیٰ رزّاق مطلق ہے اور رزق روزازل سے مقدر ہوچکا ہے بعض مغرب زدہ تعلیم یافتہ لوگ آتش زیرپا ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ توفقط رہبانیت کی تعلیم وتلقین ہے اور اس قسم کے مسائل اور عقائد نے مسلمانوں کو بیکار اور سست بنادیا ہے لیکن ہماری غرض یہ ہرگز نہیں ہے کہ لوگ کام اور کسب کرنا چھوڑ دیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر محض اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے نکمے اور بیکار ہوکر بیٹھ جائیں بلکہ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ازروئے شرع شریف اصلی اسلامی نظریہ اور عقیدہ ہے۔ اب ہم کسبِ معاش کے مسئلے اور روزی کی تلاش کے معاملے کو ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کیوں کہ روزی اور کسب معاش کا معاملہ بہت اہم اور ضروری ہے کسب معاش اور روزی کے معاملے میں ایک قسم کے لوگ تو وہ ہیں جو شترِ بے مہار کی طرح بالکل بے راہ رو اور آزاد ہیں انہیں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی مطلق کوئی تمیز ہی نہیں جہاں سے اور جس طرح سے پیسہ ہاتھ لگے اس کے حصول سے دریغ نہیں کرتے اور ہر طرح کی کمائی کو شیر مادر کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔ صرف لوگوں میں بدنامی، حکامِ وقت کے خوف اور دشمنوں کے طعن وتشنیع کے ڈر سے بعض دفعہ یہ لوگ اعلانیہ طور پر ناجائز اور حرام کمائی سے ہچکچاتے اور کتراتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے نزدیک مال جمع کرنے، سرمایہ داری اور ذخیرہ اندوزی کی کوئی حد ہی مقرر نہیں ہے ان کے ہاں شرافت اور تہذیب کا معیار دنیوی مال اور مادی دولت ہے جس قدر کوئی شخص قارون کی طرح زیادہ سرمایہ دار اور دُنیادار ہے خواہ وہ اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے کتنا ہی

Marfat.com

بدکردار، نالائق حماقت شعار ہوان کے ہاں بڑا معزز شریف، مہذب اور باوقار ہے۔

خوک باش و خرس باش و یا سگِ مردار باش　　ہر چہ باشی باش، لیکن اند کے زردار باش

(طالب آملی)

ترجمہ: دولت کے بچاریوں کا اصول حصولِ دولت وزر میں اگرچہ تجھے سور، ریچھ یا مُردار کتا بننا پڑے تو بن، خواہ کچھ بھی بننا پڑے بن لیکن مال دولت ضرور لوٹ۔

ایسے لوگ اگر کسی نیک کام میں یا پبلک کے مفاد کی خاطر کبھی اپنا روپیہ خرچ بھی کرتے ہیں تو چونکہ اس میں ان کا ارادہ محض لوگوں میں شہرت، عزت اور ناموری حاصل کرنا ہوتا ہے اس لئے ایسے کام هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان: آیت ۲۳) یعنی گردوغبار بن کر رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسی نیکیوں کی کوئی قدر اور منزلت نہیں ہوتی ایسے لوگوں کا ہر کام اور ہر عمل دُنیا کی خاطر ہوتا ہے یہ لوگ محض دُنیا اور نفس کے بندے ہیں ان کی تمام سعی اور کوشش محض دُنیا تک محدود ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہوتے ہیں۔ حیوانوں کی طرح چند روز دُنیا میں آئے اور کھا پی کر چلتے بنے۔ دُنیا کی تمام اقتصادی بدحالی، معاشی تنگی اور دولت کی ساری غیر مساویانہ تقسیم کا واحد ذمہ دار یہی قارونی گروہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ عقل اور ہمت کے مالک ہیں وہ جنگل کے شیر کی طرح ہیں ان کا حق ہے کہ کمزوروں کو شکار کر کے اور چیر پھاڑ کر کھائیں، غریب، مفلس اور نادار لوگ، بے وقوف، کم ہمت اور بزدل ہونے کے سبب اسی بات کے لائق اور سزاوار ہیں کہ وہ ان کو لوٹیں اور ان کا مال کھائیں پئیں اور عیش کریں۔ یہ لوگ محض انسان نما حیوان، درندے اور دوزخ کا ایندھن ہیں ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۠ (الاحقاف: آیت ۲۰)

ترجمہ: "اور جس دن کفر کرنے والے لوگ آگ پر پیش کیے جائینگے (ان سے کہا جائے گا) تم اپنی عمدہ لذیذ چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں لے چکے اور تم نے ان سے (خوب)

Marfat.com

فائدہ اٹھایا تو آج بدلے میں تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانی کرتے تھے"۔

یعنی قیامت کے روز کافروں کو دوزخ کے سامنے لے جا کر انہیں خطاب کیا جائے گا کہ تم نے دُنیا کی زندگی میں خوب عیش اڑائے اور نفسانی فائدے اٹھائے، آج اس کے بدلے تم کو خوار اور رسوا کرنے والا عذاب دیا جائے گا کیوں کہ تم نے ناحق اور ناجائز طریقے پر دُنیا کما کر اپنے آپ کو بڑا آدمی بنا رکھا تھا اور اس دُنیا کے ذریعے طرح طرح کے فسق و فجور اور گناہ کے کام کیا کرتے تھے۔

دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور دار آخرت پر ایمان تو ہے لیکن روزی اور کسب کے معاملے میں ان لوگوں کا ایمان کمزور ہے اور وہ ضعیف الاعتقاد ہیں ایسے لوگوں کو ظاہری اسباب کے ذریعے کسبِ معاش اور ہاتھ اور پاؤں چلا کر روزی کمانے کے سوا چارہ نہیں خالی توکل کرنا، اسباب اور کسبِ معاش کو ترک کرنا ایسے لوگوں کے لئے مضر بلکہ مہلک ہے جیسے کہ چھوٹا بچہ اپنی ماں اور ماں کے دودھ کا محتاج ہوتا ہے اور گو خارج اور بیرونی دُنیا میں طرح طرح کی غذائیں اور ان کے حصول کے بے شمار راستے موجود ہیں پھر بھی جب تک وہ بچہ ہے اس کے لئے ماں کی چھاتی سے چمٹنا اور اس سے غذا حاصل کرنا لازمی اور ضروری ہے اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس کی ہلاکت یقینی ہے۔ لہٰذا ایسے مبتدی ضعیف الایمان آدمی کے لئے مادرِ اسبابِ مادی سے چمٹے رہنا اور اس سے اپنی معاش اور روزی حاصل کرنا لازمی ہے لیکن باوجود ہاتھ پاؤں چلا کر اور جان مار کر روزی کمانے کے انہیں اس بات پر ایمان اور یقین رکھنا چاہئے کہ اصل روزی اور رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس رزق اور معاش کے لئے ان کی ظاہری جدوجہد اور کوشش اس رازقِ مطلق کے یدِ قدرت پر بطور آستین ہے اور معاش اور روزی کے لئے ان کی دوڑ دھوپ اور طلب و تلاش بھی اس کی طرف سے ہے جیسا کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت صاحب سے کسی نے سوال کیا۔ "چوں رزق مقدر است پس گردیدن چیست" رزق مقدر ہے تو پھر اس کے لئے پھرنے اور تلاش کرنے کا کیا مطلب اور اس کے لئے پھرنے کی کیا ضرورت ہے آپ نے

Marfat.com

اس کے جواب میں فرمایا: ''چوں رازق مے گرداند پس پرسیدن چیست'' جب خود رزاق انسان کو رزق کے لیے پھرائے تو پھر پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یعنی جس طرح رزق مقدر ہے اس کے لئے پھرنا اور تلاش کرنا بھی رازق کی طرف سے مقدر ہوتا ہے۔ کاسب اور روزی کمانے والا اس اعتقاد اور یقین کے ساتھ روزی کمائے اور کسب کرے تو وہ مومن اور مسلمان ہے اور اگر روزی محض اپنے کسب اور کوشش سے جانے اور اللہ تعالیٰ کو رزاق مطلق نہ سمجھے تو وہ کافر اور بے دین ہے۔

گر توکل مے کنی در کارکن　　　　کارکن پس تکیہ برجبار کن

گفت پیغمبر بہ آوازِ بلند　　　　برتوکل زانوے اشتر بہ بند

(رومی)

ترجمہ: ''اگر تجھے کارساز حقیقی پر توکل اور بھروسہ ہے تو رزقِ حلال کی تلاش میں محنت کر اور جبّار باری تعالیٰ پر توکل کر، آپ ﷺ نے با آواز بلند ارشاد فرمایا توکل کرتے ہوئے اُونٹ کے زانوں باندھ دو پھر اللہ پر توکل کرو''۔

ایسے لوگوں کو اپنی کمائی اور مال میں سے عُشر اور زکوٰۃ وغیرہ نکال کر ایک سال کا ذخیرہ رکھنا جائز ہے اگر ایک سال سے زیادہ کا ذخیرہ جمع رکھے تو حریص اور گنہگار ہوگا۔

تیسری قسم متقی اور پرہیزگار لوگوں کی ہے روزی کے بارے میں ان لوگوں کا معاملہ بہت مشکل اور پیچیدہ ہے یہ لوگ خالص حلال کی کمائی تلاش کرتے ہیں اور چونکہ حلال کی کمائی آج کل بہت مشکل اور دشوار ہے اس لئے مشتبہ روزی میں بھی ہاتھ ڈالنے سے اکثر کتراتے اور جی چراتے ہیں اور خالص حلال کمائی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں کیوں کہ حُسنِ اتفاق سے اگر انہیں کوئی حلال کمائی مل بھی جائے تو اکثر اس کے حصول میں مردہ دل نفسانی لوگوں، فاسق، فاجر بے دینوں دُنیادار متکبر مغرور اور ظالموں سے واسطہ پڑتا ہے اور اس قسم کے مردہ دل نفسانی لوگوں سے اختلاط، ظالم لوگوں کے میل جول اور دُنیادار متکبروں اور مغروروں کی بے جا آؤ بھگت اور تعظیم وتکریم سے ان کے دینی معاملہ کے خراب اور ضائع ہونے کا ڈر ہوتا ہے جیسا کہ آیا ہے

Marfat.com

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ھود:۱۱۳)

ترجمہ: ''اور مائل نہ ہوان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں (دوزخ کی) آگ پہنچے گی''۔

یعنی ظالموں کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ تمہیں بھی ان کے ظلم کی آگ لگ جائے گی۔ ہر بری صحبت کا اثر برا ہی ہوتا ہے حدیث میں آیا ہے مَنْ تَكَرَّمَ غَنِيًّا لِغِنَائِهٖ فَقَدْ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ ''جو شخص کسی غنی اور دُنیادار آدمی کی محض دُنیا کی خاطر عزت اور تواضع کرتا ہے اس کا دوتہائی دین اسی وقت چلا جاتا ہے''۔ یہی وجہ ہے کہ بعض متقی اور پرہیزگار لوگوں کو ابتداء میں نماز تہجد کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور انہیں تلاوت، ذکر، فکر اور اللہ اللہ کرنے میں بڑی لذت آتی ہے اور ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کا ذوق وشوق حاصل ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ یکدم بے وجہ ان کے دل کا باطنی معاملہ بگڑ جاتا ہے نہ وہ پہلا سا ذوق وشوق رہتا ہے اور نہ عبادت ذکر اور فکر میں پہلی سی لذت آتی ہے اس کی وجہ محض برے سیاہ دل اور ظالم لوگوں کی نزدیکی اور ان کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے رزق کا معاملہ پیچیدہ، مشکل اور دشوار ہے اور اس معاملے میں بعض تو رجعت اور شکست کھا کر بازی ہار جاتے ہیں اور مبتدی یعنی عام لوگوں کے پہلے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور بعض جو ثابت قدم اور مستقل مزاج ہوتے ہیں اور اپنے زہد وتقویٰ پر قائم رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کچھ آزمائش اور امتحان کے بعد ایسے لوگوں پر حلال کی روزی کے آسان غیبی بے حرج راستے کھول دیتا ہے اور انہیں ایسی طرف سے روزی پہنچاتا ہے کہ کسی کو وہم اور گمان بھی نہیں ہوتا اور بعض دفعہ لوگوں کے دلوں میں ان کی نسبت حسن اعتقاد اور یقین ومحبت کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ دل وجان سے ان کی ہر طرح سے خدمت کرتے ہیں اور حکم بجالاتے ہیں الغرض اللہ تعالیٰ انہیں کسی نہ کسی طرح رزق کے جنجال سے فارغ البال کر دیتا ہے اور وہ پوری یکسوئی، یک جہتی اور فراغتِ قلبی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر اور اس کے تصوّر میں محو اور منہمک ہو جاتے ہیں دُنیا ان کی لونڈی بن کر ان کی خدمت بجالاتی ہے اور ان کا دل اس سے خالی اور فارغ ہوتا ہے۔

Marfat.com

آب در کشتی ہلاکِ کشتی است　　　　　　آب زیرِ کشتی اُورا پُشتی است

(رومی)

ترجمہ:۔ ''کشتی میں پانی کا آجانا کشتی کی تباہی ہے لیکن پانی کا کشتی کا نیچے رہنا کشتی کی مدد ہے''۔

یعنی جس طرح پانی اگر کشتی میں داخل ہو جائے تو کشتی کی غرقابی اور ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے اور اگر پانی کشتی کے نیچے ہو تو اس کی امداد اور پشتی کا کام دے کر اسے اوپر اٹھاتا ہے اسی طرح اس قسم کے متقی سالک کو دُنیا نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ اس کی خدمت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس قسم کے متقی لوگوں کے حسب حال ہو جاتا ہے

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔

(الطلاق: آیت ۳،۲)

ترجمہ: ''اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان (بھی) نہ ہو''۔

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے رزق کے معاملے میں تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روزی کا کوئی غیبی راستہ اور ذریعہ بنا دیتا ہے اور ایسی طرف سے اسے رزق اور روزی پہنچاتا ہے کہ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

یہاں یہ مقولہ بھی غلط ثابت ہوتا ہے جو لوگوں میں مشہور ہے کہ ''دست بکار و دل بیار'' یعنی ہاتھ کام میں لگا ہو اور دل یار میں، پنجابی میں بھی یہ کہاوت ہے ''ہتھ کار وَل تے دِل یار وَل'' لیکن یہ مقولہ اس جگہ غلط ثابت ہوتا ہے کیوں کہ جس کام میں ہاتھ ڈالا جاتا ہے اس میں دل بھی مشغول ہو جاتا ہے اور جس وقت دل کے گھر میں دُنیا کے خیالی کُتے گھس جاتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر فکر اور خیال کا فرشتہ دل کے صحن میں داخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ مقولہ اس طرح درست ہے کہ ''دست بیکار وَ دل بیار'' یعنی ہاتھ کام سے فارغ ہو تب دل اللہ تعالیٰ سے مشغول ہوتا ہے۔

چوتھا گروہ ایسے برگزیدہ، مقدس، ممتاز، منتہی عارف لوگوں کا ہے جو دُنیا میں خال خال ہیں ان کا حال توکل کا ہے اور روزی کے لئے کسب اور طلب و تلاش سے یہ لوگ بالاتر ہیں اور یہ

Marfat.com

آیت ان کے حسب حال ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق،۳)

ترجمہ: ''اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اسے کافی ہے''

یعنی جو اللہ تعالیٰ پر تکیہ اور توکل کر لیتا ہے وہ اس کے ہر کام کے لئے کافی اور کفیل ہو جاتا ہے ایسے عارف کامل مالک الملکی فقیروں کا تمام جہان پر حق ہوتا ہے اور جہاں سے جو چیز بھی ان کی خدمت میں از وجہ یا ناوجہ بطور تحفہ یا نذرانہ پیش کی جاتی ہے ان کے لئے حلال ہوتی ہے کیوں کہ ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں برستی ہیں اور زمین پر آبادیاں ہوتی ہیں۔ ان کے مسعودِ وجود کے طفیل جہان والوں سے ظاہری اور باطنی آفتیں، حادثے اور مصیبتیں ٹلتی اور رفع دفع ہوتی ہیں اس لئے ہر آدمی کی کمائی میں ان کا حق اور حصہ ہے۔

ہر کرا لقمہ بود نور از جلال　　　آنچہ داندے خورد بروے حلال
مَالک الملکی بُود عارف فقیر　　　حقِ او بر کل جہاں حاکم امیر
(رومی)

ترجمہ:۔ ''جو اہل اللہ اللہ کے نُور سے معمور ہوتے ہیں اُن کو جو کوئی بھی نذرانہ پیش کرے اُن کیلئے حلال ہے، کیونکہ عارف کامل اور درویش کُل جہاں کے بادشاہ ہوتے ہیں اُن کا کُل جہاں پر حق ہوتا ہے اور وہ اس کے حاکم وامیر ہوتے ہیں''۔

ویسے بھی وہ کسی طرح اسباب اور کسب کے محتاج نہیں ہوتے کیوں کہ اول تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت رزاقی کے فعل اور عمل کو باطنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں کہ کس طرح فرشتے اور ملائکہ ہر شخص کو رزق پہنچانے پر متعین ہیں ان کی آنکھوں سے اسباب اور مادے کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اور وہ قدرت کے ہاتھ کو برہنہ اور اعلانیہ طور پر دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت رزق تقسیم کر رہا ہے اور اسباب کی آستین محض ایک بہانہ اور عارضی چیز ہے دوئم وہ ہر چیز میں اپنی خداداد باطنی طاقت سے تصرف کرتے ہیں۔ اگر مٹی کو ہاتھ لگاتے ہیں تو اسے سونا بنا دیتے ہیں اگر کسی خشک درخت سے میوہ طلب کرتے ہیں تو وہ اسی وقت ہرا بھرا ہو کر بے وقت اور

Marfat.com

بے موسم پھل دے دیتا ہے۔ غرض دُنیا کی مادر اسباب ان کے سامنے لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہے یہ لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے محتاج نہیں۔

ہاں توکل کن مُجنبان پاؤ دست　　　رزقِ تو برتوزِ تو عاشق تراست
(رومی)

ترجمہ: اُسی پر توکل کر اور اپنے ہاتھ پاؤں سے بھروسہ چھوڑ تیرا رزق تجھ سے تجھ پہ زیادہ فدا ہے
(یعنی تو اتنا اپنا خیال نہیں رکھ سکتا جتنا رزق کو تیرا خیال وفکر ہے)

جو لوگ اس طرح کے متوکل اور صاحب حال ہوتے ہیں ان کے سینے باطنی دولتوں سے اور ان کے دل روحانی نعمتوں اور لذتوں سے مالا مال ہوتے ہیں وہ دنیوی تنگی اور فقر و فاقہ میں لذت محسوس کرتے ہیں اور فقر پر فخر کرتے ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا الفقر فخری

نانِ جویں و خرقۂ پشمیں و آب شور　　　سی پارۂ کلام و حدیث پیمبری
ہم نسخۂ دوچار ز علمے کہ نافع است　　　دردیں نہ لغوِ بوعلی و ژاژِ عنصری
تاریک کلبۂ کہ پئے روشنی آں　　　بیہودہ ہمتے نہ برد شمع خاوری
با یک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو　　　درپیش چشمِ ہمتِ شاں ملکِ سنجری
ایں آں سعادت است کہ حسرت برد برآں　　　جویائے تختِ قیصر و ملکِ سکندری
(ابن یمین)

ترجمہ: حضرت ابن یمین نے ان ابیات میں اگلے زمانے کے سچے فقراء کا صحیح نقشہ پیش کیا ہے فرماتے ہیں کہ " درویش اور فقیر کے لئے اس دارِ دُنیا میں جو کی روکھی سوکھی روٹی کھارا پانی اور اُون اور پشم کا خرقہ اور گودڑی کافی ہے۔ اس سے زیادہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے مطالعہ اور پڑھنے کے لئے کلام اللہ کے تیس پارے اور احادیث نبوی ﷺ کا شغل بس ہے اور علمِ دین کے حصول کے لئے بوعلی سینا کی لغویات اور عنصری کی فضولیات سے قطع نظر دو چار مفید نسخے درکار ہیں اور رہنے سہنے کے لئے ایک تاریک کوٹھڑی جو سورج کی روشنی سے بھی بے نیاز ہو کافی ہے اور صحبت اور سوسائٹی کے لئے ایک دو ایسے مردانِ خدا ہوں جن کی بلند ہمت کے سامنے نیمروز اور سنجر کا ملک آدھے جو کی قدر اور قیمت نہ رکھتا ہو اگر یہ حال کسی کو حاصل ہو تو وہ سعادت مند ہے کہ جس پر تختِ قیصر کے طلبگار اور ملک سکندر کے متلاشی رشک اور حسرت کریں تو زیبا ہے"۔

Marfat.com

باطل خیالات کی تردید

بعض لوگوں کے دلوں میں شیطان نے دین کی نسبت عجیب قسم کی بدگمانیاں اور شکوک پیدا کر دیئے ہیں ان کا خیال ہے کہ اہل مغرب کو بے دینی، لامذہبیت، الحاد اور اللہ تعالیٰ سے انحراف کے عقیدے نے آسودہ حال اور مالا مال کر دیا ہے اور اہل مشرق کو مذہب، دینداری اور خدا کے عقیدے اور خیال نے مفلس، محکوم اور کنگال بنا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ بے دینی، الحاد اور بداخلاقی کسی شخص کو فرداً فرداً یا کسی قوم کو مجموعی طور پر آسودہ حال اور صاحب اقبال بنا سکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ اس کی یاد، اطاعت اور خوش خلقی کسی کو مفلس اور کنگال کر سکتی ہے بلکہ دُنیا و آخرت کی آسودگی اور آسائش ہمیشہ سے دینداری، نیک اطوار اور حسنِ اخلاق کے ساتھ مربوط اور وابستہ ہے جس شخص یا جس قوم کو بھی دیکھو کہ اس نے دُنیا میں ترقی کر کے اچھی پوزیشن حاصل کر لی ہے اور آسود حال اور مالا مال ہوگئی ہے تو اس شخص یا اس قوم میں ابتداءً راست بازی، دیانتداری رحمدلی، اتفاق، حسنِ اخلاق اور اچھی عادات وصفات میں سے کوئی نہ کوئی عادت اور صفت ضرور پائی جاتی ہوگی جس کی بدولت اگر انہیں بسبب کفر و شرک، دولتِ آخرت نہ سہی تو دُنیا کی راحت آسائش، بخت اور اقبال بطور نعم البدل حاصل ہو جاتا ہے اور یہ چیز انہیں دُنیا میں مُرَفَّہُ الحال اور مالا مال بنا دیتی ہے اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ بے دینی اور بداخلاقی کسی شخص یا کسی قوم کی آسودگی آسائش اور بخت و اقبال کا موجب اور باعث بن جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ (الاعراف: آیت ۱۸۳-۱۸۱)

ترجمہ: ’’اور جن لوگوں کو ہم نے پیدا کیا ان میں سے ایک وہ لوگ ہیں کہ راہ بتاتے ہیں سچی اور اسی پر انصاف کرتے ہیں اور جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں ہم ان کو سہج سہج پکڑیں گے جہاں سے وہ نہ جانیں گے اور میں ان کو فرصت دوں گا بے شک میرا داؤ پکا ہے‘‘۔

Marfat.com

یعنی ان لوگوں میں سے کہ پیدا کیا ہے ہم نے واسطے بہشت کے ایک گردہ ہے کہ راہ دکھاتا ہے خلق کو ساتھ حق کے اور عدل اور انصاف کرتا ہے اور جنہوں نے نشانیوں کو یعنی ہمارے پیغمبر، اس کی کتاب اور دعوتِ حق کو جھٹلایا تو ہم دُنیا میں انہیں اس طرح درجے اور ترقی عطا کریں گے کہ وہ اسے سمجھ نہیں سکیں گے حالانکہ یہ دنیوی ترقی انہیں زیادہ غافل کرنے کے لئے ایک ڈھیل اور مہلت ہے اور یہ بات ان کے ساتھ ہماری آزمائش کی ایک زبردست چال ہے۔ لہٰذا اگر تم کسی شخص یا کسی قوم کو دیکھو کہ باوجود کفر اور شرک یا بے دینی اور الحاد کے دُنیا میں آسودہ، خوشحال اور صاحبِ اقبال ہے تو اس کا موجب اور باعث یا تو اس کی کوئی اپنی پوشیدہ خصلت اور عمدہ عادت ہوگی یا اس کے آباؤ اجداد کی دینداری اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں سعی اور قربانی ہوگی کیوں کہ وہ بیچاری آخرت کی اہل اور حقدار نہیں ہے اس لئے اس کا معاوضہ اس طرح اسے چندروزہ فانی دُنیا میں مل رہا ہے اور یہ بات بالکل محال اور ناممکن ہے کہ کوئی شخص یا قوم صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے عملِ صالح کرے اور دُنیا و آخرت میں کسی کی محتاج، دست نگر اور محکوم ہو جائے یہ بات اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان بھی نہیں کہ وہ اپنے خالص مخلص اور فرمانبردار بندوں کو کافروں، مشرکوں نافرمان، ظالم اور بے دین لوگوں کا محتاج اور محکوم کرے۔ بے دینی، بداخلاقی اور ظلم وستم کا انجام اور نتیجہ ہمیشہ اور ہر جگہ برا ہوتا ہے اور یہ جو بعض لوگ بعض دفعہ نیک، دیندار اور خوش اخلاق نظر آتے ہیں لیکن ان کی نیکی اور خوش اخلاقی یا تو محض رسمی رواجی، نمائشی یا محض ریا اور دکھلاوے کی ہوتی ہے تو ان کی نیت میں فساد اور بگاڑ ہوتا ہے اس واسطے ایسی نیکی اور خوش خلقی سے کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (مشکوٰۃ)

یعنی اعمال کا حسن و قبح نیتوں پر موقوف ہے

اور دوسری حدیث میں آیا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَآ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ (مسلم)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

Marfat.com

نماز کی حقیقت

پس اس لئے اگر نیت خالص سے کوئی عمل کیا جائے تو اس پر اسی وقت فوری نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ اعمال میں سے ایک دو اعمال کا یہاں تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے جس سے ان کی کیفیت، نیت کے سبب اور ان کے حسن و قبح پر روشنی پڑتی ہے ان میں سے ایک نماز ہے جو روزانہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا ہے اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (دفتر اول مکتوب ۲۶۱) ''نماز مومن کے لئے معراج کا درجہ رکھتی ہے'' اور یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حی و قیوم اور شہ رگ سے زیادہ بندے کے نزدیک ہے کوئی جامد پتھر کا بت نہیں کہ بندہ اسے پکارے اور وہ جواب نہ دے بلکہ سمیع بصیر اور کلیم ہے خدا کے ایسے خاص بندے ہیں کہ جس وقت وہ نماز میں بحالت سجدہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دفعہ خطاب ہوتا ہے لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ اے میرے بندے! میں حاضر ہوں، مانگ جو کچھ مانگتا ہے اور دو سجدوں کے درمیان قعدہ میں اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں داخل ہوتا ہے اور اس پر خاص تجلی ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ (العلق: آیت ۱۹) سجدہ کر اور میرے قریب ہو اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص چیدہ اور برگزیدہ محبوب بندوں کی نماز کا تو یہ معاملہ ہے لیکن متوسط مومن متقی بھی اگر نماز کو اخلاص نیک نیتی اور اچھی طرح سے ادا کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز میں کچھ اشارتیں اور بشارتیں ملتی ہیں چنانچہ بعض کو نماز میں لذت حلاوت اور فرحت محسوس ہوتی ہے بعض کو رقت اور گریہ جاری ہو جاتا ہے کسی کی زبان ایسی میٹھی ہو جاتی ہے کہ گویا کسی نے منہ میں شہد گھول دیا ہے کسی کو نماز کے وقت ایک خاص قسم کی ریح اور خوشبو آنے لگتی ہے کسی کو رات کی نماز یا تہجد پڑھنے کے بعد اچھے خواب نظر آتے ہیں اور خواب میں نیک بشارتیں ملتی ہیں اور سب سے کم تاثیر نماز کی یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے وجود سے ایک گونہ بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے جسم ہلکا پھلکا اور دل بے وجہ خوشی اور اطمینان حاصل کرتا ہے اور اگر رات کو نماز رہ جائے اور پڑھی نہ جائے تو دل پریشان اور ملول رہتا ہے نیند اچھی نہیں آتی ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ ان مذکورہ باتوں میں سے

Marfat.com

اگر نمازی کو کچھ بھی محسوس اور معلوم نہ ہو تو جانے کہ نماز صحیح اور درست طور پر ادا نہیں ہوئی اور درجہ قبولیت کو نہیں پہنچی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہو، سوال والتجا کرے اور وہ حیّ و قیوم اور قریب و مجیب جواب نہ دے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرۃ:۱۵۲)

سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

قولہ تعالیٰ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ط (المومن: آیت ۶۰)

ترجمہ: ''اور آپ کے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں (ضرور) قبول کروں گا''۔

یعنی تم مجھ سے دعا مانگو اور مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور جواب دوں گا

نمازی کو چاہیے کہ نماز کو صحیح اور درست کر کے پڑھے اپنی نیت کو خالص کرے نماز میں دل اللہ تعالیٰ کی طرف لگائے اور اس طرح حضورِ دل سے نماز ادا کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہے اور اسے دیکھ رہا ہے یا کم از کم اتنا خیال رکھے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہے اور وہ عظیم الشان سرکار اسے دیکھ رہی ہے　قولہ تعالیٰ

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

(المومنون: آیت ۱،۲)

ترجمہ: ''بے شک ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں''۔

یعنی وہ مومن ضرور چھٹکارا پا گئے جن کے دلوں پر نماز میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی ہیبت چھا جاتی ہے۔

صحت نماز کی چار شرائط ہیں۔ اول دل کا حضور۔ دوئم خدا کے آگے عقل و شعور سوئم دل میں اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان ذات کی عظمت اور ہیبت۔ چہارم نماز کے ارکان کی حسن ادائیگی اور ان میں عاجزی اور فروتنی۔ چنانچہ بغیر حضور، نماز لایعنی اور واہی ہے اور بلاشعور و عقل

Marfat.com

نماز دل کی سیاہی ہے بغیر خشوع نمازی کا دل خاطی یعنی گمراہ ہے اور بغیر خضوع وفروتنی نمازی جافی یعنی جفا کار ہے نماز اور اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہے حدیث شریف میں آیا ہے

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ اللّٰہُ الْحِجَابَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنِہٖ وَ وَاجِھَہٗ لِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَ قَامَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ لَّدُنْ مَنْکَبَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ یُصَلُّوْنَ وَیُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی دُعَائِہٖ وَ یَسْتَنْثِرُوْنَ عَلَیْہِ الْاَنْوَارَ مِنْ عِنَانِ السَّمَآءِ اِلٰی مَفْرَقِ رَاْسِہٖ

ترجمہ:۔ جب بندہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے اور اپنے درمیان حجاب اور پردے اٹھا دیتا ہے۔ اپنی ذات مقدس سے اس بندے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور نمازی کے دونوں کندھوں سے لے کر آسمان تک ملائکہ اور فرشتوں کے پرے اور صفیں قائم ہو جاتی ہیں وہ بطور اعزاز وتکریم اس کے ارکان نماز میں اس کا تتبع اور موافقت کرتے ہیں اور اس کی دُعا کے ساتھ آمین پکارتے ہیں اور عنانِ آسمان سے اس کے سر پر جواہر انوارِ رحمت کے طشت نثار اور نچھاور کرتے ہیں۔ حضور دل سے نماز پڑھنے والے کی بعینہٖ یہی حالت ہوتی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جلالِ اَحدیت جل جلالہ فرماتا ہے کہ جب بندہ نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ قدس کے فرشتوں کو حکم فرماتا ہے'' اے ملائکہ! یہ بندہ میری بارگاہ میں آیا ہے اور کچھ راز و نیاز اور آرزو و التجا کے اظہار کا ارادہ رکھتا ہے۔ اے ملائکہ اس بندے اور میرے درمیان ذرا پردے اٹھا دو'' فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موجب پردے اور حجاب اٹھا دیتے ہیں لیکن جس وقت بندہ نماز میں خطراتِ غیر اور خیالاتِ دنیوی کی طرف ملتفت اور متوجہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خیال اور تصور سے اس کا دل خالی ہو جاتا ہے تو بارگاہ الٰہی سے حکم ہوتا ہے '' اے ملائکہ! پردے واپس ڈال دو اس کا دل میری طرف پیٹھ اور دُنیا کی طرف رخ کیے ہوئے ہے یہ بندہ میری بارگاہ میں کوئی نماز پڑھنے اور دعا والتجا کرنے نہیں آیا ہے بلکہ میرے ساتھ ٹھٹھا اور تمخول کرنے آیا ہے۔'' اس وقت ایک فرشتہ منادی کے طور پر پکارتا ہے'' کاش نماز میں غیر کی طرف توجہ اور التفات کرنے والا بندہ اس بات کو جانتا کہ وہ کس مقدس عظیم الشان سرکار کے حضور میں کھڑا ہے تو اس عالیشان شہنشاہ سے منہ موڑ کر ادھر ادھر کی حقیر اور ناچیز مخلوق کی طرف ہرگز ملتفت اور متوجہ نہ ہوتا''۔

Marfat.com

کتاب عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نمازی جب نماز میں کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہتا ہے تو شیاطین جو اس کے ساتھ لگے ہوئے ہوتے ہیں تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کی آواز سن کر مارے خوف کے اطراف عالم میں ادھر ادھر بھاگ جاتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بندے کے دل کی طرف تجلی فرماتا ہے اور اس کے دل کی طرف نگاہ کرتا ہے جب اس دل میں بغیر اپنی عظمت اور جلال کے کچھ نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ خطاب فرماتا ہے یَا عَبْدِیْ صَدَقْتَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَمَا قُلْتَ یعنی اے بندے! تو اللہ اکبر کہنے میں صادق اور سچا ہے جس طرح تو نے زبان سے ادا کیا ہے کیوں کہ اس وقت تیرے دل میں سوائے میری عظمت اور جلال کے اور کچھ نہیں ہے لیکن جب بندہ تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت غیر اور ماسوا کی طرف متوجہ اور ملتفت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس بندے کو خطاب پر عتاب ہوتا ہے ''پرے دور ہو تو اللہ اکبر کہنے میں سراسر جھوٹا اور منافق ہے'' اس وقت شیاطین اطراف عالم سے واپس ہو کر اس کے دل پر دوبارہ اس طرح حملہ اور ہجوم کر کے آن پڑتے ہیں جس طرح مکھیاں گندگی پر گرتی ہیں اس وقت شیاطین اس کے دل کو نوچ نوچ کر کھاتے ہیں اور اپنا لقمہ بنا لیتے ہیں۔ سو نماز کی ادائیگی کے مختلف مرتبے اور درجے ہیں اور نماز کی قبولیت، اجابت اور منظوری میں نیت، اخلاص اور حضوریٔ دل کو خاص دخل ہے اور ہر عمل کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔

اب ایک نمازی کا ذکر اور حال سنیئے ایک شخص نے بیان کیا کہ اس نے ایک خراسانی پٹھان کو بازار میں دیکھا جو کپڑا وغیرہ خریدنے آیا تھا اس نے دیکھا کہ اس کے بٹوے میں ہزاروں روپے کے نوٹ ہیں، یہ لوگ عموماً مسجدوں میں رات کو سویا کرتے ہیں وہ سائے کی طرح اس کے پیچھے ہو لیا رات کو وہ مسجد میں داخل ہوا اس نے بھی اس کے قریب نوٹوں کا بٹوہ اڑانے کی خاطر ڈیرہ جما لیا وہ پٹھان اسی پہلو پر جس طرف کی جیب میں بٹوہ تھا سو گیا ایسی حالت میں بٹوہ نکالنا اور اڑانا بہت مشکل تھا اس نے سوچا کب تک اسی ایک پہلو کے بل لیٹا رہے گا موسم سرما کی لمبی راتیں تھیں اس مسجد میں چند اور مسافر بھی سوئے ہوئے تھے اس نے نیند کے حملے سے بچنے اور اپنی

Marfat.com

نسبت لوگوں کے دلوں سے چوری چکاری کا خیال دور کرنے کی خاطر اس پٹھان کے پہلو میں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ رکعتوں پر رکعتیں پڑھنے لگ گیا کہ جب رات کو کسی وقت پٹھان پہلو بدلے گا تو وہ اپنا کام شروع کر دے گا اور ہزاروں روپے کا بٹوہ اڑا لے گا لیکن خدا کی شان کہ سخت جان پٹھان تمام رات اسی ایک ہی پہلو پر لیٹا رہا اس نے بٹوے کی خاطر سینکڑوں رکعتیں پڑھ ڈالیں لیکن بٹوہ اڑانے میں ناکام رہا۔

اب ایک ظاہر بین شخص اس نمازی کو دیکھتا تو وہ دل میں خیال کرتا کہ یہ تو بڑا زاہد عابد بلکہ اپنے وقت کا بایزید ہے جس نے ساری رات نفلوں میں گزار دی ہے لیکن خدا کے نزدیک ایسی رکعتوں اور نمازوں کی کیا قدر ہوگی جو محض بٹوے کی خاطر پڑھی گئی ہوں۔

غرض ہر عمل کا حسن و قبح اور رد و قبول عمل کرنے والے کی دلی نیت پر موقوف ہے۔ ایک دکاندار خوجے کی نسبت مشہور ہے کہ جب کبھی وہ کوئی گاہک بھول جاتا یا کسی کے ذمے کوئی رقم یاد سے اتر جاتی تو اسے یاد کرنے کے لئے دو رکعت نفل پڑھنا شروع کر دیتا چونکہ نماز میں شیطان بطور وسوسہ دُنیا کی بھولی ہوئی باتیں یاد دلا دیتا ہے اس لئے اس خوجے کو وہ گاہک یا وہ رقم فوراً یاد آ جاتی اس قسم کی نماز کا بدلہ آخرت میں الٹا اللہ تعالیٰ کا قہر اور عذاب ہوگا کیوں کہ ہر عمل اور عبادت کی روحِ رواں اور اس کی جان عمل کرنے والے شخص کے دل کی نیت اور ارادہ ہوا کرتا ہے اور اسی سے عمل اور عبادت زندہ اور تابندہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجۂ قبولیت کو پہنچتی ہے۔ اگر کوئی عمل، اطاعت اور عبادت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے کی جائے تو اس عمل سے دنیوی مرادیں اور آخرت کے درجات بھی خود بخود و تبعاً عمل کرنے والے کو حاصل ہوتے ہیں لیکن دنیوی ارادے کی تبع میں دین حاصل نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص مسجد میں آ کر معتکف ہو گیا اس مسجد کی آمدنی کافی تھی اور سابق امام فوت ہو گیا تھا وہ شخص عالم فاضل تو تھا ہی اس خیال سے مسجد میں قیام پذیر ہو گیا کہ شاید اسے امامت مل جائے، مزید برآں دن کو روزہ رکھتا اور رات کو ساری رات نفل نوافل اس

Marfat.com

نیت اور ارادے سے پڑھتا کہ لوگوں اور خصوصاً مسجد کے متولی اور مقتدیوں کا حسن ظن اور خوش اعتقادی حاصل کر سکے اور وہ اسے مسجد کا امام بنالیں، اس حالت میں پورا ایک سال گزر گیا لیکن کسی نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور اس کی امامت کی مراد پوری نہ ہوئی آخر اس نے ایک دن اپنے نفس کا محاسبہ کیا ''اے نفس تو نے پورا ایک سال ایک دنیوی غرض کے لئے دن کو روزے رکھے۔ بھوکا پیاسا رہا رات کو نمائشی نفلیں پڑھتا رہا سال کی نیند حرام کی اگر تو یہ کام محض اللہ کے لئے کرتا تو آج کسی درجے کو پہنچ جاتا حیف ہے تیری اس دانش پر اور لعنت ہے تیری اس غلط روش پر'' پھر اسی خالص جذبے کے تحت سامان اٹھا کر مسجد سے نکلنے والا تھا کہ مسجد کا متولی اسے مسجد کے دروازے پر ملا اور اس سے دریافت کیا ''آپ کہاں جارہے ہیں'' اس نے کہا اپنے وطن جانے کا ارادہ ہے مسجد کے متولی نے کہا ''بہتر ہے کہ آپ کہیں نہ جائیں۔ مجھے ابھی گھر بیٹھے خیال گزرا کہ ہماری مسجد کا پیش امام ڈیڑھ سال پہلے فوت ہو چکا ہے آپ نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں کیوں نہ آپ کو اس مسجد کا پیش امام مقرر کر دیا جائے، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ ہماری مسجد کی امامت قبول فرمالیں'' اس پر وہ معتکف آدمی چونک پڑا اور دل میں خیال کیا کہ مکمل ایک سال کے ریاکارانہ زہد و عبادت نے وہ کام نہ کیا جو ایک لمحہ کے نیک فکر اور خالص ارادے نے کر دکھایا اب میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ تمام عمر جو نیک عمل اور عبادت کروں گا اس میں کسی دنیوی اور نفسانی ارادے کا دخل نہ ہوگا اور آئندہ ہر فعل اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے کروں گا چنانچہ اس کے بعد وہ شخص خاصانِ خدا اور مقربینِ مولیٰ میں سے ہو گیا۔ ہر کام میں نیک نیت اور پاک ارادہ کامیابی کی کنجی ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے

نِيَّةُ الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ ''مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے''

یعنی جب انسان کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک وہ عمل نہیں کر چکتا اسے اس کی نیت اور ارادے کا ثواب ملتا ہے اور جب عمل کر لیتا ہے تو دل کا نیک ارادہ اور پاک خیال ختم ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ہر وقت اس کا دل خانہ کعبہ کے طواف اور

Marfat.com

مزار اقدس کی زیارت کے تصور اور خیال میں محو اور مصروف رہتا ہے اور اسے دم دم میں اس پاک خیال اور نیک تصور کا اجر ملتا ہے لیکن اگر وہ حج کو چلا جائے تو اس کا وہ نیک خیال ختم ہو جاتا ہے بلکہ الٹا خانہ کعبہ میں بیٹھ کر اپنے گھر اور وطن کے خیالات میں محو اور مصروف ہو جاتا ہے

درکعبہ اگر دل سوئے غیر است ترا — ہم کعبہ کُنِشت و قبلہ دَیر است ترا
گر دل بخدا و داخل بت کدہٗ — خوش باش کہ عاقبت بخیر است ترا

(ابوسعید ابوالخیر)

ترجمہ:۔ ''اگر کعبہ کے اندر بھی تیرا دل غیر خدا میں لگا ہے، کعبہ تیرے لیے بت خانہ اور دَیر ہے اگر بت خانے میں تیرا دل با خدا ہے تو تیری عافیت بخیر ہے خوش رہ''۔

حج کی حقیقت

اب ذرا دوسرے بڑے عمل حج کا ذکر سنیئے۔ بہت لوگ اس امید پر حرام کماتے اور طرح طرح کے گناہ کرتے ہیں کہ آخر عمر میں حج کر لیں گے اور اللہ تعالیٰ سے تمام گناہ بخشوا لیں گے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک مقدس، عادل اور سچی بارگاہ کو بھی ایک راشی اور ظالم حاکم کی عدالت اور کچہری سمجھ رکھا ہے جہاں رشوت سے سب کام نکل آتے ہیں چنانچہ زمانے کے بڑے بڑے ظالموں اور سرمایہ داروں کو دیکھا جاتا ہے کہ ان کی تمام عمر رشوت خوری، زنا، لہو ولعب لوٹ کھسوٹ، ظلم وستم اور ہر طرح کے فسق و فجور میں گزر جاتی ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کا خون چوس چوس کر لاکھوں روپیہ جمع کر لیتے ہیں پھر آخر میں پچھلے گناہ بخشوانے کی خاطر اور یار لوگوں میں حاجی صاحب کہلوا کر عزت اور اعتبار پیدا کرنے کے لئے پھولوں کے انبار گلے میں ڈالے ہوئے بڑی دھوم دھام سے ہوائی جہاز پر چڑھ کر چند روز کے لئے حج کرنے چلے جاتے ہیں پھر دل میں اتراتے ہیں کہ بس تمام عمر کے گناہ بخشوا آئے ہیں اور بڑا عمل کما کر لائے ہیں لیکن اس قسم کے حج کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ گوبر کی طرح ان کے منہ پر مارے گا اور ان پر بجائے ثواب کے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا قہر اور عذاب نازل ہوگا۔ آخرت کے سچے بازار میں اس قسم کے کھوٹے داموں سے کوئی مال اور متاع تو حاصل نہیں ہوتا البتہ الٹا عذاب اور وبال مول لیا جاتا ہے، اس صرّافِ حقیقی کی بارگاہ میں محض خالص پاک مزکیٰ عمل کام آتا ہے قولہٗ تعالیٰ

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِىْ وَرُسُلِىْ هُزُوًا ۝

(الکھف: آیت ۱۰۶-۱۰۳)

ترجمہ: ''(اے محبوب) فرمادیجئے کیا ہم تمہیں بتائیں کہ سب سے زیادہ خسارے کے عمل کن لوگوں کے ہیں وہ جن کی (ساری) کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو ان کے سب اعمال مٹ گئے پس ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔ یہ ان کا بدلہ ہے دوزخ، اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو مذاق بنالیا''۔

یعنی اے ہمارے نبی! کیا ہم ایسے لوگوں کا حال آپ ﷺ کو بتائیں جو عمل کمانے کے باوجود بہت گھاٹے اور خسارے میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دارِ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے اور اعمال کے حساب کتاب اور سزا و جزاء کے منکر رہے۔ پس ان کے سب اعمال ضائع اور برباد ہوگئے اور قیامت کے روز ان کے اعمال کے وزن کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی بلکہ سیدھے جہنم کی طرف دھکیل دیئے جائیں گے کیوں کہ دراصل وہ ہمارے منکر رہے اور ہمارے احکام اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ صراف حقیقی کی سچی بارگاہ میں کھوٹے اور

Marfat.com

جھوٹے اعمال پیش کرنا اور ان کے عوض انعام و اکرام کی امید رکھنا واقعی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا اور مخول کرنا ہے۔

بہ زمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد　　　که مرا خراب کر دی تو بسجدۂ ریائی

بہ طوافِ کعبہ رفتم ز حرم ندا بر آمد　　　تو برونِ در چہ کردی کہ درونِ خانہ آئی

(عراقی)

ترجمہ:۔ ''جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی تو نے اپنے ریاکارانہ سجدہ سے مجھے خراب کر دیا ہے، میں کعبہ کا طواف کرنے آیا حرم سے ندا آئی تو نے حرم کے باہر کون سا اچھا کردار سرانجام دیا ہے کہ حرم کے اندر آگئے ہو''۔

حج بیت اللہ بڑا بھاری عمل ہے اگر جملہ شرائط اور آداب سے کیا جائے حلال کی کمائی اس راستے میں خرچ کی جائے نیت اور ارادہ خالص لوجہ اللہ ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرض کی ادائیگی، اس کی رضامندی اور خوشنودی اور شعائر اللہ کی تعظیم مقصود ہو اس طرح اگر حج کیا جائے تو واقعی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں اس سے واقع ہوئی ہوں وہ معاف ہو جاتی ہیں مثلاً فریضۂ نماز اور ماہِ رمضان کے روزے وغیرہ قضا اور فوت ہو گئے ہوں تو ان کی تلافی اور معافی ہو جاتی ہے کیوں کہ بیت اللہ کی ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر اور وہاں کا ایک روزہ لاکھ روزوں کے برابر درجہ رکھتا ہے لیکن حقوق العباد کسی بھی صورت میں حج کرنے سے معاف نہیں ہوتے چاہے تمام عمر ہر سال حج ادا کرتا رہے چنانچہ اگر کسی کے مال میں سے ایک پیسہ یا ایک حبہ ناجائز طریقے سے لیا ہے یا کسی مسلمان کو بے وجہ آزار یا دکھ پہنچایا ہے یا کسی طرح اس کی بے عزتی اور بے حرمتی کی ہے تو یہ چیزیں ہرگز معاف نہیں ہوتیں جب تک حقدار کو اس کا مال اور حق واپس نہ کر دیا جائے یا اس سے بخشوا نہ لیا جائے چاہے تمام عمر حج کرتا رہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کو جب کسی صحابی کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا اتفاق ہوتا تو جنازہ پڑھنے سے قبل حضور ﷺ دریافت فرماتے کہ اس شخص پر کسی کا قرض تو نہیں ہے تو جب تک اس

Marfat.com

متوفی کے قرض کی ادائیگی نہ ہو جاتی تب تک آپ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھتے۔ اس پر قیاس کر لیا جائے کہ حقوق العباد کی کس قدر بھاری اہمیت ہے دُنیا میں بہت لوگ اکثر رسمی رواجی طور پر حج کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب حج سے واپس آتے ہیں تو ان کے اخلاق اور عادات بد سے بدتر ہو جاتے ہیں اور دُنیا طلبی اور حرص کی آگ ان کے دلوں میں زیادہ سختی سے بھڑک اٹھتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے حج محض رسمی اور رواجی ہیں اور درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتے۔ نمائشی حج پر ہزاروں روپیہ خرچ کر آتے ہیں لیکن پڑوس میں ایک مسلمان بھوکا مر رہا ہوتا ہے اسے حسبتہً للہ ایک لقمہ یا ایک پائی دینے کی ہمت نہیں پڑتی اب ہم یہاں دُنیا میں ایک مقبول ترین حج کا واقعہ بیان کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کے حج کا قصہ

کتاب تذکرۃ الاولیاء میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں آیا ہے کہ وہ ایک دفعہ حج کرنے گئے جب حج ہو چکا اور آخری رات آئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہو کر خانہ کعبہ کی چھت پر آ بیٹھے۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے پوچھا "اس دفعہ کتنے آدمی حج کرنے آئے ہیں" پہلے فرشتے نے جو اسی کام پر مامور تھا یعنی حاجیوں کے حج کے ثواب کی پڑتال کرنے پر متعین تھا جواب دیا "اس دفعہ اتنے لاکھ اتنے ہزار اتنے سو آدمی حج کرنے آئے ہیں" پہلے فرشتے نے دوبارہ سوال کیا "اس دفعہ کونسا شخص حج میں اول نمبر آیا ہے اور کس نے سب سے زیادہ حج کا ثواب کمایا ہے" دوسرے نے جواب دیا "شہر دمشق کا ایک علی شخص جس کے والد کا نام موافق ہے دمشق کے فلاں محلے کا رہنے والا ہے اس دفعہ اس شخص کا حج اس قدر مقبول اور منظور ہوا ہے کہ اگر اس کے حج کا ثواب ان آئے ہوئے تمام حاجیوں پر تقسیم کیا جائے تو یہ تمام حاجی بخشے جا سکتے ہیں"۔ فرشتوں کا یہ مکالمہ سن کر وہ بزرگ خواب سے بیدار ہو گیا اور اس نے اپنے دل میں تہیہ کر لیا کہ ایسے برگزیدہ بزرگ کی زیارت کرنی چاہئے جس کا حج اس قدر مقبول اور منظور ہوا ہے اس کے حج کی کیفیت معلوم کرنی چاہئے چنانچہ وہ بزرگ مقام حج سے سیدھا

Marfat.com

دمشق روانہ ہوا اور دمشق جا کر خواب والے پتے پر اس بزرگ علی نامی سے جا ملا اور اس سے اس کے حج کی کیفیت دریافت کی لیکن جب اس پاک باز مردِ خدا علی نے بزرگ کو یہ جواب دیا کہ وہ تو اس دفعہ حج کرنے گیا ہی نہیں تو اس بزرگ کو انتہائی حیرت ہوئی اور وہ ہکا بکا رہ گیا۔ پھر اس نے خیال کیا کہ اس کے خواب کا واقعہ کسی طرح جھوٹ نہیں ہو سکتا ممکن ہے کہ یہ شخص کسر نفسی کر کے اپنا حال چھپانے کی کوشش کر رہا ہو سو اس بزرگ نے اسے اپنا خواب کا واقعہ سنا کر کہا کہ اس کے خواب کا واقعہ کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ اس پر علی ابن الموافق بزرگ چونک اٹھا اور اس نے اپنے حج کا قصہ یوں بیان کیا ''میں نے اس دفعہ حج پر جانے کا ارادہ کر لیا تھا تین ہزار درہم بطور زادِ راہ جوڑ رکھے تھے۔ حج پر روانہ ہونے سے چند روز پہلے میری بیوی کسی کام کے لئے رات کو ہمسائے کی دیوار کے پاس جا کھڑی ہوئی تو اسے ہمسائے کے گھر سے گوشت پکنے کی بو آئی چونکہ میری بیوی کو حمل تھا لہٰذا گوشت کی اشتہا سے بے چین ہو گئی اور اسقاطِ حمل کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ بیوی نے مجھے آ کر کہا کہ ہمسائے کے گھر سے کچھ گوشت منگوا دو ورنہ اسقاطِ حمل کا خطرہ ہے، میں اپنے ہمسائے کے دروازے پر گیا اور اسے بلا کر اپنا مدعا ظاہر کیا۔ ہمسایہ بے چارہ میری بات سن کر کچھ پریشان سا ہو گیا۔ پہلے تو وہ ٹالنے لگا لیکن جب اس نے میری مجبوری اور معذوری سنی تو کہنے لگا ''جناب واقعی ہمارے گھر گوشت پک رہا ہے لیکن وہ آپ لوگوں کے کھانے کا نہیں، آج تین روز سے میں اور میرے گھر والے فاقے سے ہیں آج چونکہ ہمارے اضطرار کی آخری حالت تھی شہر کے باہر سے ایک مردہ مرغی اٹھا لایا اور اب ہم رات کے اندھیرے میں اسے کھانے کے لئے بھون رہے ہیں ہم چونکہ تین روز کے فاقے سے ہیں اس لئے یہ چیز ہمارے لئے حلال ہے لیکن آپ کے لئے حلال نہیں ہو سکتی'' میں یہ سن کر دم بخود رہ گیا اور واپس آ کر اپنی بیوی کو سارا ماجرا سنایا جس کے سنتے ہی اس کا درد رفع ہو گیا۔ میں نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارا ایک مسلمان ہمسایہ اس قدر مفلسی اور تنگی کے دن گزار رہا ہے اور ہم اس کے حال سے غافل رہے اور اس کی کچھ مدد نہ کر سکے میری صلاح ہے کہ تین ہزار درہم جو حج کی نیت سے جمع کر رکھے ہیں

Marfat.com

اب تو اپنے مسکین مسلمان ہمسائے کی امداد میں خرچ کرتے ہیں آئندہ دیکھا جائے گا اگر قسمت میں حج ہے تو اس کا انتظام اللہ تعالیٰ فرمادے گا۔ فی الحال تو اس مسلمان مسکین کی دلجوئی اور امداد حج سے زیادہ ضروری ہے چنانچہ میری بیوی بھی اس بات پر رضامند ہوگئی اور میں وہ تین ہزار درہم اٹھا کر اپنے ہمسائے کے پاس لے گیا اور اس کے حوالے کر دیئے کہ اپنی ضروریات پر خرچ کر لے۔ شاید اللہ تعالیٰ صرّافِ حقیقی کو میرا یہ حقیر عمل پسند آ گیا ہے اور اس نے قبولیت اور منظوری کا شرف بخش دیا اور آپ کے ذریعے مجھے اپنے پوشیدہ انعام واکرام کی نوید اور بشارت سے سرفراز فرما دیا۔ اس بزرگ حاجی کی تسلی ہوگئی اور اس احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ذات مقدس کے انوکھے کاموں سے ہر دو حیران اور انگشت بدنداں ہوگئے۔

انسان کو چاہیئے کہ عملِ صالح اختیار کرے اور عمل میں اخلاص اور نیت محض لوجہ اللہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی دنیوی غرض، عزوجاہ اور شہرت وغیرہ کو شریک اور شامل نہ کرے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کا قرب، اپنی غرض وغایت رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (الکھف: آیت ۱۱۰)

ترجمہ: ''تو جو اپنے رب کے حضور حاضری کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں (ہرگز) کسی کو شریک نہ کرے''۔

یعنی جس شخص کو اپنے رب کے دیدار کی امید ہو وہ نیک عمل اختیار کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی غیر مقصد کو شریک نہ کرے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اثنائے جہاد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک کافر سے لڑائی ٹھن گئی لڑتے لڑتے حضرت علی ؓ نے اس کافر کو زمین پر گرا دیا۔ سینے پر چڑھ بیٹھے اور قتل کرنے کے لئے خنجر نکالا کافر نے حضرت علی ؓ کو خنجر نکالتے دیکھ لیا اور دل میں سوچا کہ خاتمہ ہو رہا ہے دل کی

Marfat.com

بھڑاس نکالنے کے لئے اس سے اور تو کچھ نہ ہوسکا حضرت علی ؓ کے منہ پر تھوک دیا.
حضرت علی ؓ کو طیش آ گیا۔ چہرہ سرخ ہو گیا لیکن آپ فوراً اس کافر کے سینے سے اتر کر الگ ہو گئے کافر بھی اپنے تھوک کے اس خلافِ توقع اثر سے حیران ہو کر کھڑا ہو گیا جب حضرت علی ؓ اس نفسانی غصے کی حالت سے لوٹ کر اپنی اصلی حالت پر آئے اور اس کافر کو دوبارہ پکڑنے لگے تو کافر نے پوچھا یہ کیا حرکت ہوئی کہ پہلے تھوک سے ڈر کر مجھے چھوڑ دیا اور اب دوبارہ پکڑنے لگے ہو "حضرت علی ؓ نے جواب دیا ہم مسلمان محض اللہ اور اس کے دین کی خاطر تم لوگوں سے جنگ اور جہاد کرتے ہیں اور اسی خالص غصے اور جذبے کے تحت میں تم سے لڑ رہا تھا اور تمہیں گرا کر قتل کرنے لگا تھا لیکن جس وقت تم نے میرے منہ پر تھوکا تو مجھے اپنی عزت اور نفس کی خاطر غصہ آ گیا اور یہ نفسانی غصہ ربانی غصے میں شریک ہو گیا اور میرے عمل جہاد میں وہ سابقہ اخلاص اور صالحیت نہ رہی اس لئے تمہیں چھوڑ دیا اب جب کہ میرا نفسانی غصہ فرو ہو کر زائل ہو گیا اور ازسرنو جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ عود کر آیا تمہیں دوبارہ پکڑ لیا" اس پر وہ کافر حیرت سے دم بخود رہ گیا اور کہا "اے بندۂ خدا اگر تم راہِ خدا میں اس طرح کے خالص مخلص اور صادق ہو تو تمہارا دین سچا ہے مجھے اپنا دین پیش کرو میں مسلمان ہوتا ہوں" چنانچہ وہ کافر مسلمان ہو گیا یہ سابقہ مسلمانوں کے خالص مخلص بے ریاء اور بے غرض عمل صالح کی ایک مثال ہے۔

الغرض انسان کو ظاہری و باطنی، مادی و روحانی اور دینی و دنیوی جو بھی نعمت حاصل ہوتی ہے اس کا اصل باعث اور حقیقی موجب اللہ تعالیٰ کی عبادت، طاعت، نیک اخلاق اور اس کے پاک نام اور مقدس کلام کی برکات اور فیوضات ہوتی ہیں اس کے بغیر اور کوئی چیز باعثِ خیر نہیں اللہ تعالیٰ کے مقدس نام اور پاک کلام میں بڑی بھاری برکات اور عجیب تاثیرات ودیعت کر دی گئی ہیں بشرطیکہ یہ کلمات طیبات پاک لطیف جسم و جان اور باطنی لطیف زبان سے ادا کئے جائیں ظاہری عنصری زبان سے ادا کرنے میں ظاہری بدن کے لئے اور باطنی قلبی زبان سے ادا کرنے میں باطنی لطیف اجسام یعنی نفس، قلب، روح، سر وغیرہ کے لئے باعثِ شفا اور رحمت ہیں جیسا

Marfat.com

کہ ارشاد ربانی ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(بنی اسرائیل: آیت ۸۲)

ترجمہ: ''ہم قرآن میں جو آیتیں نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے (ظاہری اور باطنی) شفاء اور رحمت کا باعث ہوتی ہیں''۔

جڑی بوٹیوں میں فائدے کی وجہ

اللہ تعالیٰ کا تمام قرآن مع جملہ مختلف اسماء و آیات ایک بڑا بھاری شفاخانہ ہے جس میں طرح طرح کے ظاہری اور باطنی امراض کے لئے تیر بہدف اور کارگر مجربات موجود ہیں بشرطیکہ وہ پاک زبان اور طاہر جسم سے اس طرح ادا ہو کہ اس میں وہ حقیقی اور اصلی نور یعنی وہ ازلی اور فضلی امر جو اس کا مبدءِ فیض ہے جلوہ گر ہو جائے۔ دُنیا کی تمام جمادی، نباتی، معدنی اور حیوانی دواؤں میں اصل شفاخانہ اور ازالۂ مرض کا موجب اس کا وہ لطیف بخار، جوہر اور روح ہوتی ہے جو اس میں قدرت نے روزِ ازل سے ودیعت کر رکھی ہے اور وہ روح اس اسم اور تسبیح کا نور ہوتا ہے جو روزِ اول اور یومِ ازل سے اس چیز کا ظاہری اور باطنی ورد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

(الجمعہ: آیت ۱)

ترجمہ: ''اللہ کی تسبیح کرتی ہیں ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، (ساری کائنات کا) بادشاہ، پاک ذات، بڑا غالب، بڑا حکمت والا''۔

یعنی جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح پڑھتے ہیں اور دوسری جگہ آیا ہے

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ط

(بنی اسرائیل: ۴۴)

ترجمہ: ''اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے''۔

Marfat.com

یعنی کوئی ایسی چیز دُنیا میں نہیں ہے جو اس کی تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم اس کی تسبیح کو معلوم اور محسوس نہیں کرتے۔

الغرض ہر دوائی میں گرمی، سردی، رطوبت، خشکی اور جملہ مفید تریاقی تاثیرات کا باعث اور موجب وہ کلماتِ طیّبات اور اسماءِ الٰہی ہیں جو ان اشیاء کا باطنی اور دائمی وِرد اور اس دوائی کی جان اور روح رواں ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب مرورِ زمانہ سے یعنی کچھ عرصہ پڑا رہنے سے اس کا لطیف بخار اور جوہر اوکسائڈ (OXIDE) ہو کر اڑ جاتا ہے اس دوائی کے استعمال سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا یہی کلماتِ طیبات اور اسماء الٰہی ہیں جن کا نور دواؤں کی روحِ رواں اور باعثِ شفاء امراض جسم و جان ہے اگر پاک زبان سے براہِ راست اور بلاواسطہ طور پر پڑھے جائیں تو وہ ان دواؤں کی روح کی صورت اختیار کر کے باعثِ شفاءِ امراض ہو جاتے ہیں۔

علاج ہومیوپیتھی کے موجودہ جرمنی کے مایہ ناز ڈاکٹر سموئیل ہانیمن اپنے علاج کے اصول میں لکھتے ہیں: ''مرض شروع میں اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے تمام جسم یا اس کے کسی عضو کی روحانی قوت کسی بیرونی زہریلی برقی قوت سے جو ہمارے چاروں طرف موجود ہے ماؤف ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ یہ اثر ہمارے جسمِ کثیف میں بھی کسی خاص تبدیلی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اور ہمارا جسم اس سے متاثر ہو کر بیمار ہو جاتا ہے''۔ سو ہر مرض کا آغاز چونکہ روحانی ہوتا ہے دوائی کا بھی روحانی اثر ہی اسے زائل کر سکتا ہے اس کے لئے وہ خاص مفید ادویہ کو کثیف سے لطیف تر بنا بنا کر ہومیوپیتھی کے بنیادی اصول کے مطابق چھانٹ چھانٹ کر دینے سے مرض کا ازالہ کرتے تھے چنانچہ دوا کی بہت تھوڑی اور لطیف تر مقدار دی جاتی ہے اور سیال دوا کو الکحل میں ملا کر ہلانے اور خشک دوا کو بار بار کھرل کرنے سے لطیف تر بنا بنا کر اس کی روحانی لطیف طاقت کو بڑھایا جاتا ہے اس طرح ہر دوا کا لطیف جوہر موجب شفاءِ امراض بن جاتا ہے۔

مغربی طب اور ڈاکٹری کو بھی علمِ سائنس کی موشگافیوں اور دقیق آرائیوں پر بہت ناز ہے سائنس اور کیمسٹری کے ذریعے طب اور ڈاکٹری کو بڑا فروغ حاصل ہو رہا ہے طرح طرح کے لمبے چوڑے دعوے کیے جاتے ہیں کہ سائنس اور ڈاکٹری ایک دن دُنیا سے تمام امراض کا قلع قمع

Marfat.com

کر دے گی مغرب کے بہت سے ڈاکٹر دن رات طولِ حیات اور بقائے شباب کے مسئلے پر سر کھپا رہے ہیں۔ غدود کی تبدیلی اور ہارمون (HARMONE) کے اجراء سے دوامِ حیات کے خواب دیکھ رہے ہیں اور مادے کے بحرِ ظلمات میں آبِ حیات کی تلاش اور جستجو میں اندھوں کی طرح بے فائدہ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ غدود کی تبدیلی سے ہم انسان کو کبھی مرنے نہیں دیں گے اور اسے خضر کی طرح دائمی زندگی عطا کریں گے لیکن ان کا یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا ابھی تک تو ان بیچاروں نے کئی مہلک امراض مثلاً طاعون، ہیضہ، دِق، سِل، استسقاء جذام، سرطان، دمہ اور ذیابیطس کے لئے بھی کوئی کارگر اور تیر بہدف دوا یا علاج پیش نہیں کیا جب ہم یورپین بادشاہوں کو پچاس ساٹھ برس کی چھوٹی عمر میں دُنیا کے تمام بڑے بڑے نامور ڈاکٹروں کے علاج معالجے اور سعی و کوشش کے باوجود معمولی امراض سے چند دنوں میں راہی مُلکِ عدم ہوتے دیکھتے ہیں تو اس الحادی دور جدید کی تمام باطل آرائی اور ہرزہ سرائی کا پول کھل جاتا ہے حالانکہ بادشاہوں کی صحت اور بقاء زیست کی نگرانی کے لئے ماں کے پیٹ سے لے کر بڑھاپے تک ہر وقت اور ہر آن بڑے بڑے ماہر ڈاکٹر تعینات رہتے ہیں ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے میں ہر طرح کی پوری پوری احتیاط برتی جاتی ہے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی جاتی لیکن پھر بھی وہ ڈاکٹروں کی آنکھوں کے سامنے چند دنوں میں معمولی امراض سے مر جاتے ہیں۔ دُنیا کے تمام بڑے بڑے ڈاکٹر اور معالج بے بسی کی حالت میں دیکھتے رہ جاتے ہیں اور وہ نہایت بے کسی کی حالت میں گزر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قوی، قاہر قدرتی ہاتھ کو جو کام منظور ہوتا ہے مادے کی ضعیف آستین اسے روک نہیں سکتی۔ روح کا لطیف پرندہ قفس عنصری سے فضائے آسمانی میں پرواز کر رہا ہوتا ہے اور بیچارے ڈاکٹر اور حکیم اس کے سائے کو زمین پر پکڑنے کی بے سود کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔

اس کے خلاف روحانی طب کے ماہرین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء نے اپنے زمانے میں روحانی حکمت اور باطنی طب کے وہ محیر العقول کارنامے اور حیرت انگیز کرشمے دکھائے

Marfat.com

ہیں کہ اگر ڈاکٹر اور اہل سائنس انہیں دیکھ پائیں تو انگشت بدنداں رہ جائیں چنانچہ روحانی حکمت کے ذریعے پیغمبروں نے مردے جلائے، کوڑھی، جذامی، اندھوں، اپاہجوں، لُولوں لنگڑوں اور مجنونوں کو ہاتھ لگانے سے ایک دَم میں اچھا اور تندرست کیا۔ تخلیقِ حیات کے نہایت پیچیدہ اور دقیق مسئلے کے حل میں دانایانِ فرنگ کی عقلیں دنگ ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی اور کیچڑ کے پرندے اپنے روحانی دَم سے فضا میں اڑا کر آج سے دو ہزار سال پہلے تخلیقِ حیات کا حل پیش کر دیا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اگر تمام جن اور انس جمع ہو جائیں اور میری سب سے ناچیز اور حقیر مخلوق مکھی کی مثل چیز بنانے کی کوشش کریں تو وہ ہرگز ایک مکھی نہیں بنا سکیں گے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز اڑا لے جائے تو تمام جن وانس اس سے وہ چیز واپس نہیں لے سکیں گے۔ طالب اور مطلوب ہر دو میری قدرت کے سامنے عاجز و ناتواں ہیں افسوس! کہ نادان انسان نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسا کہ چاہیے تھی نہیں جانی" اپنی تھوڑی سی مادی عقل اور حکمت پر اس قدر فریفتہ اور نازاں ہے کہ اپنے خالق اور مالک کو بھلا بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ کا صحیح پتہ اور نشان کچھ اللہ والوں سے ہی ملتا ہے اور ان خاصانِ خدا ہی کو کچھ اس پاک مقدس ذات کی شان اور قدر معلوم ہو سکتی ہے۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں
(اقبال)

Marfat.com

بے دین لوگوں کا انکار

آج کل مغرب زدہ طبقہ کلامِ الٰہی کے شفائی اثرات کا قائل نہیں اور نہ ہی وہ بزرگوں کے دم اور تعویذ کی معالجاتی افادیت کو تسلیم کرتا ہے یہ لوگ دوائی، علاج اور ڈاکٹروں کی فیسوں پر ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں لیکن روحانیوں کی دعا اور دم پر ایک پائی خرچ کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ بعض نادان دم تعویذ اور کلامِ الٰہی کی شفائی افادیت کو نفسیاتی اثرات سے تعبیر کر کے اپنی کور باطنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

میں نے ایک زمیندار کا ذکر سنا کہ اس کے ایک تازی کُتّے کی انگلی کی موہ خرگوش کے پیچھے دوڑنے سے نکل گئی (انگلی میں موچ آگئی) یہاں کے ایک سلوتری کے ذریعے علاج کرایا گیا لیکن کارگر ثابت نہ ہوا آخر کُتّے کو ہوائی جہاز کے ذریعے علاج کے لئے ولایت بھیج دیا گیا چار پانچ ہزار روپیہ جانے آنے کا خرچ اور پانچ ہزار روپیہ وہاں کے ڈاکٹر کی فیس ادا کی گئی تب جا کر ملک صاحب کے کُتّے کی انگلی درست ہوئی اگر کوئی خدا کا بندہ ان کو اللہ تعالیٰ کے کلام، دعا، خیرات یا صدقات وغیرہ کی طرف دلالت کرتا تو جھٹ بڑبڑا اٹھتے کہ یہ تو نرا شرک اور توہم ہے۔ ان دل کے اندھوں کو پتہ نہیں کہ جب ظاہری دوائیوں سے تمتع اور فائدہ اٹھانا جائز ہے تو باطنی روحانی دوائیوں اور علاج سے فائدہ اٹھانا تو بدرجہا بہتر اور انسب ہے لیکن جن لوگوں کی کمائی حرام اور ظلم کی ہو وہ کیوں نہ کتے کی ایک انگلی کے علاج پر ہزاروں روپیہ خرچ کریں خدا جانے اپنی جان کے علاج پر کس قدر روپیہ ضائع کرتے ہوں گے لیکن اللہ کی راہ میں ایک پائی تک خرچ کرنا گوارا نہیں کر سکتے

تونگراں کہ صلائے احساں نہ دہند — جز حالتِ تپ ناں بہ فقیراں نہ دہند
ایں طائفہ سوختنی ہچوں تنور — تا گرم نہ گردند بہ کس ناں نہ دہند
(خیام)

ترجمہ:۔ ”مال دار کسی کے ساتھ احسان نہیں کرتے جب تک انہیں بخار نہ چڑھے فقیروں کو کھانا نہیں دیتے، ان کی مثال تنور کی سی ہے جب تک یہ گرم نہ ہو کسی کو روٹی نہیں دیتے۔

دُنیا کے تمام علم الآفاق والانفس میں سے مذہب بہت بڑا راز ہے اور مذہب کے تمام معارف اور اسرار ایک موت کے سربستہ راز میں مخفی اور پنہاں ہیں جس نے موت کے سرِ عظیم کو کھول لیا اس نے مذہب اور روحانیت کے تمام حقائق کو پا لیا۔

Marfat.com

موت اور اس کا حال

موت کی دو قسمیں ہیں ایک موت ظاہری و جسمانی۔ دوئم موت باطنی و روحانی جسے سرخ موت بھی کہتے ہیں جب عارف سالک نور اسمِ اللہ ذات کے ذریعے اسی زندگی ہی میں نفس کے حیوانی اور شیطانی اخلاقِ ذمیمہ سے باہر آ کر ملکوتی صفاتِ حمیدہ سے متصف ہوتا ہے تو اس کا جثۂ قلب مرغ لاہوتی کی مانند نفس کے بیضۂ ناسوتی کو توڑ کر صحیح سلامت طفلِ معنوی کی طرح باہر آ جاتا ہے یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا موت سے پہلے معنوی طور پر مر جاتا ہے ایسی موت مطلق مراد اور کامل حیات ہے۔ ایسا عارفِ کامل زندہ دل آدمی جان کندن، مقام برزخ، قبر، حشر، نشر پل صراط اور دخولِ جنت کے تمام برزخی اور اخروی حالات اور مقامات کو زندگی میں طے کر لیتا ہے۔ ایسا عارف کامل اس روحانی جثّے کے ذریعے روحانی اہل القبور، جن، ملائکہ اور تمام غیبی لطیف مخلوق سے ہم سخن اور ہم کلام ہو سکتا ہے اور جب چاہے باطن میں روحانیوں سے ملاقات کر کے ان سے استفادہ کر سکتا ہے چونکہ عارف کامل موت کے درمیانی برزخی پل کو زندگی میں عبور کئے ہوئے ہوتا ہے لہٰذا ایسا عارف کامل موت کے بعد بھی اس مادی دُنیا میں آ کر زندہ لوگوں سے جب چاہے ملاقات کر سکتا ہے اور فیض و برکت پہنچا سکتا ہے، غرض عارف کامل ظاہری موت سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کے نور سے ابدا لآباد تک زندہ جاوید ہو کر رہتا ہے۔

ہم پچھلے صفحوں میں قرآنی سورتوں کے ساتھ دعوت پڑھنے کے کچھ طور طریقے بیان کر آئے ہیں اب یہاں تصورات اور علمِ دعوات کے مزید کچھ طریقے بیان کرتے ہیں۔ نفسانی صاحب غرض لوگ چونکہ ان دعوتوں کو اپنی نفسانی اور دنیوی اغراض و مقاصد میں استعمال کرتے ہیں اس لیے ان باطنی کارگر ہتھیاروں پر باطنی روحانی افسروں کا کنٹرول رہتا ہے جب تک ان باطنی افسروں سے کسی کے لئے کلام کے عمل کے بارے میں پرمٹ اور لائسنس جاری نہ ہو جائے اس کلام کا عمل جاری اور رواں نہیں ہوتا۔ اس طرح نااہل نفسانی لوگوں سے یہ ہتھیار محفوظ رکھے جاتے ہیں تمام دعوتوں اور عملوں کی کلید اور کنجی تصور اسمِ اللہ ذات اور تصور اسمِ محمد سرور کائنات ﷺ

Marfat.com

ہے جب تک کسی طالب کا وجود اسمِ اللہ ذات اور اسم محمد سرور کائنات ﷺ میں طے نہ ہو جائے اور ان دو اسموں کے نور سے طالب کا دل زندہ نہ ہو جائے طالب سے کوئی عمل اور دعوت جاری نہیں ہوتی۔ طالب کو چاہیئے کہ ابتدائی خام ناتمام حالت میں اس وقت تک دعوت پڑھنے کی جرات نہ کرے جب تک کہ وجود کو پہلے تصورات کے ذریعے پختہ، زندہ اور تابندہ نہ کر لے۔ طالب کے وجود میں سات باطنی لطائف ہیں اور ان کے زندہ، تابندہ اور بیدار کرنے کے لئے یہ سات اسماء بمنزلہ کلیدات اور کنجیوں کے ہیں **اللّٰہ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھو، محمد، فقر**، ان چھ اسماء کے حروف اٹھارہ ہیں اور اٹھارہ ہزار مخلوقات ان اٹھارہ حروف کی قید، تسخیر اور تصرف میں ہیں۔ ان اسماء کی آبیاری کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پڑھنے سے ہے

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچہ مرشد لائی ھو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگیں ہر جائی ھو
ہر جا بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ھو
مرشد کامل ہر دم جیوے باہو جیں ایہ بوٹی لائی ھو
(سلطان العارفین)

اور مرشد کامل بمنزلہ مالی اور باغبان کے ہے اور آخر میں جب سالک عارف منتہی کو پہنچ جاتا ہے تو کلمہ طیبہ بھی نوری حروف سے اس میں مرقوم اور منقش ہو جاتا ہے اور اس کے ساتوں لطائف ان ساتوں کلمات کے انوار سے جگمگا اٹھتے ہیں ان کلمات کا ''نقش مرقوم وجودیہ'' یہ ہے

اَللّٰهُ	لِلّٰهِ	لَهٗ
هُو	مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم	فَقْر
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)		

Marfat.com

تصورات اسماء العظّام اور فقر کا حال

طالب کو چاہیے کہ پہلے پہل ان چھ اسماء کا تصور کرے۔ یعنی فکر اور خیال کی انگلی سے ان اسماء کو باری باری مُرشد کی ہدایت اور تلقین کے مطابق اپنے اندر تحریر کرے۔ ساتھ ساتھ دل سے کلمہ طیبہ پڑھتا رہے۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بھی طالب کی استعداد کے مطابق مختلف طریقے ہیں مذکورہ بالا اسماء میں سے بعض اسماء بھی بعض طالبوں کے مزاج اور استعداد کے موافق ہوتے ہیں اور طالب کے جسم میں بھی بعض خاص مقامات ہیں جہاں ان کا تصوّر آسان اور سہل ہوتا ہے۔ ان اسماء کا انتخاب مُرشد مربی کا کام ہے یا طالب صادق اپنی فراست اور بار بار مشق کے تجربے سے تصوّر کا کوئی آسان طریقہ اپنے لیے نکال لیتا ہے ایسے کامل طالب کے معاملے میں مرشد کو بہت تردد نہیں کرنا پڑتا۔ تصوّر کے لیے طالب ان چھ اسماء کو اختیار کرے **اللّٰہُ، لِلّٰہِ، لَہُ، ھُو، محمّد ﷺ، فقر** یعنی اپنے خیال میں شہادت کی انگلی کو قلم بنائے اور اسماء مذکورہ بالا میں سے کسی اسم کو اپنے اندر مرقوم یا تحریر کرے۔ ساتھ ہی دل سے کلمہ طیبہ پڑھتا جائے اور اگر ذکر کلمہ طیبہ میں پاس انفاس کا طریقہ اختیار کرے تو اور بہتر ہے یعنی جب سانس اندر لے جائے تو **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہے اور جب سانس باہر نکالے تو **محمد رسول اللّٰہ** کہے یا ابتداء میں صرف نفی اثبات پر اکتفا کرے یعنی جب سانس اندر لے جائے تو **لَآ اِلٰہَ** کہے اور جب سانس باہر نکالے تو **اِلَّا اللّٰہُ** کہے اس میں پہلے کی نسبت آسانی ہے اگر اور زیادہ آسانی چاہے تو سانس اندر لے جاتے وقت صرف اللہ کہے اور سانس باہر نکالتے وقت ھو کہے اس طرح اللّٰہ ھو کے ذکر سے پاس انفاس کرے جو بہت آسان رہتا ہے اس طرح کی مشق تصوّر اور ذکر پاس انفاس سے جس وقت طالب کا باطن زندہ ہوتا ہے اس وقت طالب دعوت پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے یعنی دعوت کا عمل اس سے جاری اور رواں ہو جاتا ہے بعض دفعہ تصوّر کرتے وقت حَبسِ دم بھی بہت مفید پڑتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب آلتی پالتی مار کر یعنی مربع ہو کر قبلہ رخ بیٹھے۔ معدہ طعام سے اور دل غیر خیالات اور تفکرات سے خالی ہو اور اسم اللہ ذات اور اسم حضرت سرور کائنات ﷺ کا تصوّر اور مشق کرے

Marfat.com

سانس اور دم کو اندر روکے اور ایک دم میں جتنی دفعہ اسم پر تفکر کی انگلی پھر جائے اتنی دفعہ کلمہ طیبہ یا کلمہ اللہ ھو دل سے ادا کرے۔ اثناء ذکر میں نہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے اور نہ سانس نکالے ہر بار انگلی سے مشق تصوّر اور ذکر کی تعداد شمار کر کے بڑھاتا جائے اس سے طالب بہت جلدی کامیاب ہو جاتا ہے اور یہ ذکر اور تصوّر کا بہترین طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء الحسنیٰ کا حال

اس کے بعد اسماء صفات یعنی ننانوے نام باری تعالیٰ کے تصوّرات اور دعوات کی نوبت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء صفات سالک سے جاری اور رواں ہوتے ہیں جس وقت سالک کا وجود اسم اللہ ذات میں طے ہو جاتا ہے تو چونکہ تمام اسماء صفات، اسم اللہ ذات کی شاخیں اور اسی ذاتی اسم کا عکس ہیں لہٰذا طالب کا وجود ہر اسم صفاتی میں باری باری طے ہو جاتا ہے۔ ہر اسم کے نور سے زندہ اور سیراب ہوتا ہے اور ہر اسم کا نور اس کے باطنی طفلِ معنوی کی غذا بن جاتا ہے سالک میں تمام اسماء صفات نوری حروف سے مرقوم ہو جاتے ہیں وہ تمام اسماء صفات کا عامل بن جاتا ہے اور ہر اسم کا عمل سالک سے جاری اور رواں ہو جاتا ہے۔ کہنے کو تو یہ بات آسان معلوم ہوتی ہے لیکن عملاً یہ کام بہت مشکل، دشوار بلکہ محال ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کے عمل کے تحت ایک لازوال باطنی ولایت موجود ہے اور اس ولایت میں بے شمار مؤکلات متعین ہیں جو اس اسم کے خادم ہیں اور وہ سب اس عامل کی خدمت پر مامور ہو جاتے ہیں اور اس کا حکم بجالاتے ہیں ان اسماء کو اگر زبانی طور پر پڑھا جائے یعنی ان کی دعوت دی جائے تو دعوت شروع کرنے سے پہلے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الحشر: آیت ۲۲) ضرور ایک دفعہ پڑھا جائے اور ہر اسم حرف ندا یا کے ساتھ اس طرح پڑھا جائے یَا اَللّٰهُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ، یَا مَلِکُ، یَاقُدُّوْسُ الخ اور اگر ان اسماء کا تصوّر کیا جائے تو پھر حرف ندا یا لگانے کی ضرورت نہیں۔ ذیل میں ہم ان اسماء الحسنیٰ کا نقشہ دیتے ہیں اور ان میں سے بعض خاص خاص اسماء کی مختصر خاصیت اور ان کے پڑھنے کا طریقہ بھی بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اَللّٰهُ	اَلرَّحْمٰنُ	اَلرَّحِیْمُ	اَلْمَلِکُ	اَلْقُدُّوْسُ	اَلسَّلَامُ	اَلْمُؤْمِنُ
اَلْمُهَیْمِنُ	اَلْعَزِیْزُ	اَلْجَبَّارُ	اَلْمُتَکَبِّرُ	اَلْخَالِقُ	اَلْبَارِیءُ	اَلْمُصَوِّرُ
اَلْغَفَّارُ	اَلْقَهَّارُ	اَلْوَهَّابُ	اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ	اَلْعَلِیْمُ	اَلْقَابِضُ
اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ	اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ	اَلْمُذِلُّ	اَلسَّمِیْعُ	اَلْبَصِیْرُ
اَلْحَکَمُ	اَلْعَدْلُ	اَللَّطِیْفُ	اَلْخَبِیْرُ	اَلْحَلِیْمُ	اَلْعَظِیْمُ	اَلْغَفُوْرُ
اَلشَّکُوْرُ	اَلْعَلِیُّ	اَلْکَبِیْرُ	اَلْحَافِظُ	اَلْمُقِیْتُ	اَلْحَسِیْبُ	اَلْجَلِیْلُ
اَلْکَرِیْمُ	اَلرَّقِیْبُ	اَلْمُجِیْبُ	اَلْوَاسِعُ	اَلْحَکِیْمُ	اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِیْدُ
اَلْبَاعِثُ	اَلشَّهِیْدُ	اَلْحَقُّ	اَلْوَکِیْلُ	اَلْقَوِیُّ	اَلْمَتِیْنُ	اَلْوَلِیُّ
اَلْحَمِیْدُ	اَلْمُحْصِیْ	اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِیْدُ	اَلْمُحْیِیْ	اَلْمُمِیْتُ	اَلْحَیُّ
اَلْقَیُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ	اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ
اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ	اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ	اَلْبَاطِنُ
اَلْوَالِیْ	اَلْمُتَعَالِیْ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْتَقِمُ	اَلْعَفُوُّ	اَلرَّءُوْفُ
مٰلِکُ الْمُلْکِ	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ	اَلْمُقْسِطُ	اَلْجَامِعُ	اَلْغَنِیُّ	اَلْمُغْنِیْ	اَلْمَانِعُ
اَلضَّآرُّ	اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ	اَلْهَادِیْ	اَلْبَدِیْعُ	اَلْبَاقِیْ	اَلْوَارِثُ
۞	۞	اَلرَّشِیْدُ	اَلصَّبُوْرُ	صَادِقُ الْوَعْدِ	۞	۞

Marfat.com

بعض عامل پڑھتے وقت ہر اسم پر ال تعریف کا بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ سورہ حشر کے آخری رکوع میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اسماء الحسنیٰ کو بیان فرمایا ہے قولہ تعالیٰ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۞ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ (الحشر:۲۲،۲۳)

یعنی ہر اسم پر ال بڑھا کر اور سب کو ملا کر اس طرح پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الخ

ان اسماء کے پڑھنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ ہر اسم صفت کے ساتھ بطور امداد اسم ذات ملا کر پڑھتے ہیں اس سے اسم صفت کو اسم ذات کی مدد ملتی ہے اور اس کا عمل جلدی جاری ہو جاتا ہے مثلاً يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا اَللّٰهُ يَا رَحِيْمُ يَا اَللّٰهُ يَا مَلِكُ وَ علی هذا القِیاس قولہٗ تعالیٰ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ (بنی اسرائیل: آیت ۱۱۰)

ترجمہ: ”فرما دیجیے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جس نام سے بھی پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں“۔

ان اسماء صفات کے پڑھنے کے مختلف طور طریقے ہیں اور ہر اسم کی الگ خاصیت ہے اور ان کے پڑھنے کے الگ اعداد ہیں ان میں بعض اسماء جلالی ہیں ایسے اسماء عداوت، مقہوری اور ہلاکتِ اعداء کے لیے بہت مؤثر ہیں اور بعض اسماء جمالی ہیں جو الفت، محبت اور تسخیر میں بہت کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ بعض اسماء کمالی ہیں ان سے ایسے دوسرے متفرق کام نکلتے ہیں جن کی تفصیل بہت لمبی ہے بعض لوگ اس قسم کے قیمتی اسرار کے اظہار میں بخل سے کام لیتے ہیں واقعی نااہل اور نالائقوں کے ہاتھ میں تلوار دینا یا انہیں خزانہ سونپنا خطرناک کام ہے لیکن ہم نے یہاں جو کچھ بیان کیا ہے وہ دُنیا میں نہایت قیمتی معلومات اور بیش بہا عملیات ہیں۔ ہر اسم کے الگ الگ

Marfat.com

حروفی اور عددی نقوش ہوتے ہیں اگر وہ علم جفر کے قانون اور قاعدے کے موافق لکھے جائیں تو ان میں عجیب وغریب تاثیرات پائی جاتی ہیں اوران سے مشکلات کے حل میں بڑی مدد ملتی ہے

اللہ تعالیٰ کے اسماء کے مزاج جس طرح مختلف ہیں اسی طرح پڑھنے والوں کے مزاج بھی الگ ہیں اگر کسی شخص کو مزاج کے موافق اسماء مل جائیں اوران اسماء کا عمل اس سے جاری ہو جائے تو گویا اس شخص کو سعادتِ دارین اور کلیدِ گنجِ کونین حاصل ہوگئی۔ کسی شخص نے بایزید بسطامی سے سوال کیا ''مہربانی کر کے مجھے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم یعنی بڑا اسم بتا دو''۔ آپ نے فرمایا ''تم مجھے اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم اصغر یعنی چھوٹا اسم بتا دو تو میں تمہیں اسم اعظم بتا دوں گا'' الغرض اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء بڑی شان والے اور اعظم ہیں بشرطیکہ پڑھنے والے کا وجود اوراس کی زبان پاک اور اعظم ہو تب اس اسم کا عمل جاری ہوتا ہے۔

ہم بیان کر آئے ہیں کہ تمام قرآن کریم ایک شجرِ طیبہ کی طرح ہے اوراس میں مختلف سورتیں اور آیتیں شاخوں اور ڈالیوں کی طرح اوران میں اسماء الحسنیٰ پھلوں کی طرح ہیں۔ ان تمام شاخوں اور ٹہنیوں کی قدر و قیمت اس پھل کی وجہ سے ہوتی ہے جوان میں لگا ہوا ہوتا ہے کیوں کہ جو کچھ اس تمام درخت سے حاصل ہوتا ہے اس کے ایک پھل سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ تمام قرآن سورۃ فاتحہ یعنی الحمد شریف میں مندرج ہے اور الحمد شریف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اسم اللہ میں مندرج داخل اور شامل ہے۔ سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی کی فضیلت سے احادیث کی کتابیں معمور ہیں

اسمائے خمسہ اوریا وھّابُ پڑھنے کی ترکیب وفوائد

منجملہ ایک حدیث یہ ہے کہ ملائکہ اور فرشتے جہاں کہیں آیت الکرسی لکھی ہوئی دیکھتے ہیں تو ادب اور تعظیم کی وجہ سے اس جگہ ہاتھ باندھ کر صف در صف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دین کے دانشمندوں اور داناؤں نے ان احادیث سے اس راز کا انکشاف کیا ہے کہ الحمد شریف اور بسم اللہ شریف کو شرافت اور کرامت تین اسمائے عظام اللہ، رحمٰن اور رحیم سے ہے اور

Marfat.com

آیت الکرسی کو فضیلت دو اسماء حی، قیوم سے ہے اگر ان اسمائے خمسہ کو یکجا کر کے ورد کیا جائے تو تمام قرآن کے فضائل اور تمام سماء الحسنٰی کی برکات اور فیوضات حاصل ہو جاتی ہیں اسمائے خمسہ یہ ہیں یااللہ یا رحمٰن، یا رحیم ،یا حی ،یا قیوم ۔ان اسماء کے پڑھنے میں عجیب وغریب برکات دیکھنے میں آئی ہیں اگر طالب صدقِ دل اور ادب واحترام سے ان اسمائے عظام کو پڑھے گا تو یہ ورد اسے دُنیا وآخرت میں بے نیاز اور لا یحتاج بنا دے گا ان کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں روزانہ عشاء کی نماز کے بعد پانچ سو دفعہ پڑھے اور پچھلے اسم یا حیّ میں یائے کی تشدید کی دل میں حبسِ دم کے ساتھ ضرب لگائے اور اسم یا قیوم کو دماغ کے گنبد میں پوری گونج کے ساتھ ادا کرے اس طرح کرنے سے ابتدا ہی میں ذاکر کے دل اور دماغ میں عجیب سرور ولذت پیدا اور رقت جاری ہوتی ہے۔ اس ورد کو پڑھنے سے ابتداء میں مؤکلات خواب میں ذاکر کو اس کے کاروبار کے متعلق طرح طرح کی بشارتیں دیتے ہیں پھر نیم خواب ونیم بیداری میں اور آخر میں اعلانیہ بیداری کی حالت میں صاحبِ ورد کو مستقبل کے حالات سے کئی طریقوں میں آگاہی بخشتے ہیں۔ اس کے ہر کام میں امداد اور معاونت کرتے ہیں اسے کسی کام کی کامیابی کا نقش پیش کرتے ہیں کبھی آواز اور الہام کے ذریعے اطلاع دیتے ہیں اور کسی وقت دل میں صحیح وہم اور خیال کے ذریعے اطمینان اور تسلی بخشتے ہیں الغرض اس ورد پر مواظبت کرنے والا دین اور دُنیا میں کامیاب رہتا ہے اور اس کی تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پوری ہوتی رہتی ہیں۔

بعض بزرگان دین نے اسم یاحی یا قیوم کو اسم اعظم بتایا ہے اور خالی اسے ہی روزانہ ورد کرنے سے دارین میں کامیاب وکامران ہو گئے ہیں اسی طرح یا وھاب میں عجیب تاثیرات اور برکات دیکھی گئی ہیں اس اسم کا ورد کرنے والا بخت وتخت سلیمانی میں حصہ دار ہوتا ہے اس کی دعوت حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (ص: آیت ۳۵)

Marfat.com

ترجمہ: ''عرض کیا اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما کہ لائق نہ ہو میرے بعد کسی کے لئے، بے شک تو ہی بہت دینے والا ہے''۔

مذکورہ بالا ہر دو اسم سعادتِ دارین کے لئے نہایت مؤثر اور کارگر ہیں ان کے پڑھنے کی تعداد ایک ہزار ہے عشاء کی نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔

پیر محبوب سبحانی کے قصیدے کے چند اشعار

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے ایک قصیدے میں ارشاد فرماتے ہیں

الطلب ان تکون کثیر مال　　ویسمع منک دم فی کل قال

ومن کل النساء تری وراء　　تسربہ ومن کل الرجال

ویاتیک الغنی و تری سعیدا　　مھابا مکرما من کل وال

وتکفی کل حادثۃ و ضر　　وتبقی امنا فی کل حال

فقل یا حی یا قیوم الفا　　مکملۃ علی عدد اللیال

بلیل او نھار قال فیھا　　ذکرت و یرخص کل غال

و فی ذکراک یا وھاب سر　　ینبیک ماترید من السوال

وتکبر عند کل الناس طرا　　وتقبض بالیمین وبالشمال

فلازم ماذکرت ولا تدعہ　　فتفضل تبلغ الرتب العوال

ان ابیات کا مختصر ترجمہ یہ ہے ''اگر تو چاہے تو بڑا مالدار بن جائے اور تمام لوگ مرد و زن اور چھوٹے بڑے تیری عزت اور تعظیم کریں اور تجھ سے پیار اور محبت کریں اور تو زمانے کے ہر بڑے حادثے اور آفتوں سے محفوظ اور مامون رہے تو یہ دو اسماء یا حی یا قیوم ہر روز ہزار دفعہ ورد کیا کر اور اگر اسی طرح تو اسم یا وھاب کا ورد کرے گا تو اس اسم کی برکت سے لوگوں میں بڑا معظم اور مکرم بن جائے گا اور تمام لوگ تیری خدمت پر مامور ہو جائیں گے اور تو ان سے دائیں بائیں ہر قسم کے نذرانے اور تحفے تحائف وصول کرے گا اور لا یحتاج ہو جائے گا''۔

Marfat.com

اسم بدّوح کا حال

اسم بُــدّوح کا ذکر اکثر کتابوں میں آیا ہے اور حضرت سلطان العارفین نے بھی اپنی کتابوں میں جا بجا اس اسم کا ذکر کیا ہے۔ اس اسم کی تاثیر بھی عجب دیکھی گئی۔ ہر بعض کہتے ہیں کہ یہ علم جفر والوں کا اختراعی اسم ہے یہ اسم اعداد زوج در زوج یعنی جوڑے دار ہے اور اس کے حروف کے عدد ۲+۴+۶+۸ کل بیس ہوتے ہیں اور اسم ودود کے حروف کی تعداد بھی بیس ہے اور یہ اسم محبت اور تسخیر کے واسطے بہت مؤثر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اسم توریت کا اسم اعظم ہے موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سامری کے فتنے کے بعد جو بھگوڑے مصر سے بھاگ کر ہندوستان آ گئے تھے انہوں نے یہاں گوسالہ پرستی کو رواج دیا تھا اور یہ اسم بھی اس زمانے کے عامل اپنے ہمراہ مصر سے ہندوستان لے آئے تھے اور بدھ مذہب کے بانی مہانی ساکیہ مُنی گوتم بدھ نے اس اسم بدّوح کے عمل کا طریقہ اس زمانے کے کسی عامل سے سیکھ لیا اور اس کی دعوت کو جنگل میں رہ کر پایۂ تکمیل تک پہنچایا حتیٰ کہ ان پر اس اسم کا نور متجلّی ہو گیا اور اس اسم کے نور سے ان کا وجود منور ہو گیا اس لئے انہوں نے اسی نام کے مطابق اپنا نام "بدھ" رکھ لیا تھا اور اس کے ذریعے بہت خوارق ان سے ظاہر ہوئے اور ان کا طریقہ دین اور مذہب اس زمانے میں خوب پھلا پھولا۔ چین، جاپان برما، لنکا، تبت اور جنوبی ہندوستان میں اس دین کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

اس کے پڑھنے کے بے شمار طریقے ہیں اور روزانہ پڑھنے کی تعداد دو ہزار چار سو اڑسٹھ (۲۴۶۸) ہے اس کے مثلث نقش بِست در بِست کو حُب کے شائقین کیمیا کی طرح تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب حق نماء اردو میں اس اسم کا کچھ ذکر کر دیا ہے اور اس کے چند مثلث بست در بست نقوش بھی درج کر دیئے ہیں۔ جب کسی عامل سے اسم بدّوح کا عمل جاری ہو جائے تو اس سے عجیب و غریب کرامات اور خوارق جاری ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جہان کو گرویدہ بنا لیتا ہے لیکن "جائیکہ گنج است آنجا مار است" اس کا عمل جان جوکھوں کا کام ہے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کوئی جانباز طالب اس عمل میں کامیاب ہوتا ہے۔

Marfat.com

ظاہری اور باطنی غنا اور کشائش رزق کے واسطے اسم **یا غنی یا مغنی** بھی بہت موثر اور کارگر دیکھا گیا ہے اسے بھی ہزار دفعہ پڑھا جاتا ہے اس کے پڑھنے سے انسان جلدی مستغنی اور لا یحتاج ہو جاتا ہے عمل تسخیر کے لیے اسم یاسطیع بھی کیمیا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قرآنی سورتوں کے عمل کے بارے میں ہم پچھلے صفحوں میں بہت کچھ لکھ آئے ہیں یہاں بھی کچھ درج کیے دیتے ہیں لیکن کسی عامل کامل کی اجازت اور نگرانی کے بغیر کوئی عمل جاری نہیں ہوتا بلکہ الٹا پڑھنے والا رنج ورجعت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

سورۃ قریش ومزمل کا طریقہ اور خواص

استغناء اور کشائش رزق کے معاملے میں سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کا روزانہ ایک سو دفعہ پڑھنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ سورہ مزمل کی سب سے آسان زکوٰۃ یہ ہے کہ عروج ماہ میں خمیس کی رات یا دن کو مکمل خلوت میں جلالی اور جمالی پرہیز کے ساتھ دوسو دفعہ روزانہ پڑھنا شروع کرے ہر روز پڑھنے سے پہلے غسل کرے پاک لباس پہنے، خوشبو لگائے اور پانچ روز خلوت میں ایک ہزار کی تعداد پوری کرے۔ ہر بار سورہ مزمل شروع کرتے وقت پہلے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (البقرۃ:۲۵۵) پڑھے تاکہ رجعت سے محفوظ رہے۔ اس زکوٰۃ کے بعد کم از کم گیارہ دفعہ، متوسط اکیس دفعہ زیادہ سے زیادہ اکتالیس دفعہ روزانہ ورد رکھے اگر تہجد کے وقت پڑھے تو سونا ہے۔ طلوع آفتاب سے پہلے چاندی ہے اور بعد طلوع آفتاب تانبے کی قیمت رکھتا ہے بعض لوگ تہجد کی ہر رکعت میں سورہ مزمل ایک بار پڑھتے ہیں اس سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ بعض باہمت جوانمرد وجفاکش طالب ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو تہجد کی گیارہ رکعتوں کی ہر رکعت میں **سورہ یٰسٓ** ایک بار اور آخری بارھویں رکعت میں سورہ مزمل ایک بار پڑھ کر بعد میں بیٹھ کر اکتالیس دفعہ سورہ مزمل پڑھتے ہیں

تہجد پڑھنے کا سب سے آسان سہل لیکن بہت مفید طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد آیت الکرسی ایک دفعہ اور قل شریف یعنی سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔

Marfat.com

اگر کوئی شخص قرآن کا حافظ ہے اور اسے کوئی بڑی بھاری مہم پیش آ گئی ہے کہ کسی طرح حل نہیں ہوتی تو چاہیئے کہ عروج ماہ میں بدھ، جمعرات اور جمعہ کی ہر رات نفلوں میں تمام قرآن ختم کرے۔ ترکیب یہ ہے کہ پہلے غسل کرے اور دو رکعت نفل پڑھے ہر دوگانے میں ایک پارہ قرآن یعنی ہر رکعت میں آدھا پارہ قرآن پڑھے، جب بیس رکعتیں اور دس پارے ختم کرے تو پھر دوسرا غسل کرے اور اسی طرح بیس رکعتوں میں دس پارے پڑھے اس کے بعد تیسرا غسل کر کے باقی دس پارے پڑھ کر تمام قرآن ختم کرلے اسی طرح تین راتیں متواتر یہ عمل کرے اس کی مشکل حل ہوجائے گی لیکن ناجائز غیر شرعی فعل کے لیے یہ عمل ہرگز نہ کرے۔

ایک پاؤں پر دعوت پڑھنے کا ثبوت

سورۃ مزمل کا ایک نادر عمل اور اعظم دعوت یہ ہے کہ جس شخص سے کسی طرح بھی دعوت جاری اور رواں نہ ہوسکے تو اسے چاہیئے کہ آدھی رات جنگل میں جائے۔ طہارت و غسل کرے دس بار درود شریف پڑھے پھر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر اکتالیس دفعہ سورہ مزمل شریف پڑھے اور سو دفعہ یا اللہ سو دفعہ استغفر اللہ اور سو دفعہ یا محمد فریادرس کہے۔ یہ عمل سات رات متواتر کرے ان شآء اللہ اس کی ہر مشکل آسان ہوگی اس کا دل زندہ ہوجائے گا اور اس کی دعوت کا عمل جاری اور رواں ہوجائے گا۔ ایک پاؤں پر کھڑے ہونے کی ترکیب یہ ہے کہ جنگل میں کسی درخت کی شاخ سے رسی باندھ لے اور اسے پکڑ کر ایک ٹانگ پر کھڑا ہوجائے یا اگر مکان ہو تو دیوار میں کیل گاڑ کر اس سے ڈوری لٹکا کر ایک ہاتھ سے پکڑ لے اور ایک ٹانگ پر کھڑا ہوجائے اگر کچھ بھی پاس نہ ہو تو ایک نیزہ باہر لے جا کر زمین میں گاڑ دے اور اس کے سہارے ایک ٹانگ پر کھڑا ہو جائے بعض لوگ ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھ کر ایسا عمل کر لیتے ہیں۔ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ متمثل اور یکتا ہونے میں تائید اور مدد ملتی ہے اگرچہ حضرت سرور کائنات ﷺ یا صحابہ کبار سے اس قسم کے عمل کا ثبوت نہیں ملتا اور اسے بدعت حسنہ کا درجہ دے سکتے ہیں لیکن پچھلے بزرگانِ دین سے یہ عمل ثابت ہے چنانچہ حضرت محبوب سبحانی شیخ

Marfat.com

عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "میں اپنے حجرے کا کنڈا رات کو پکڑ لیتا تھا اور ایک ٹانگ سے کھڑے ہو کر ایک رات میں تمام قرآن شریف ختم کر لیتا تھا اور یہ عمل متواتر بارہ سال تک کرتا رہا ہوں"۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت مشہور ہے کہ آپ نے بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر دو رکعت نفل اس طرح ادا کیے کہ پہلی رکعت میں بائیں ٹانگ پر دائیں ٹانگ رکھ کر آدھا قرآن اور دوسری رکعت میں دائیں ٹانگ پر بائیں ٹانگ رکھ کر تمام قرآن ختم کیا پھر سجدے میں روتے ہوئے عرض کیا یَا رَبِّ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ یہ عمل اور اس قسم کے دوسرے کٹھن عمل پچھلے اولیائے کرام سے ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجاہدے ریاضت اور سعی کی کوئی حد نہیں۔

اسمائے الٰہی میں اسم یَاسَطِیْعُ کو تسخیر قلوب کے لئے مثل اکسیر شمار کیا جاتا ہے بعض لوگ اس اسم کے ساتھ کچھ ملا کر پڑھتے ہیں جس سے عملِ تسخیر میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ پہلے عاملوں نے بعض اسماء اور کلاموں کے ساتھ مؤکلات کے نام لکھے ہیں جن کے ملانے سے کلام کافی لمبا ہو جاتا ہے مؤکلات بعض قیاسی، بعض سماعی، بعض علم جفر والوں کے اختراعی اور اکثر پرانی عبرانی اور سریانی زبانوں میں وضع کیے ہوئے ہیں اس لیے ان کی صحت کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے مؤکلات کے ملانے سے کلام کا اپنا اثر بھی کم ہو جاتا ہے لہٰذا مؤکلات کے بغیر کلام کا پڑھنا بہتر ہے بعض جنتر منتر اس قسم کے ہیں کہ ان میں اسمائے الٰہی بسم اللہ شریف، سورۃ فاتحہ یا کسی کلام طیبہ کو الٹا کیا ہوا ہوتا ہے ایسے کلاموں کے پڑھنے سے گو فوری فائدہ مترتب ہو جاتا ہے جن شیاطین اور سفلی ارواح کی حاضرات بھی ہو جاتی ہے مگر ان کا پڑھنے والا ایمان سے خالی ہو جاتا ہے جیسا کہ آیا ہے مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ مَعْکُوْسًا وَقَعَ فِی النَّارِ مَعْکُوْسًا یعنی جس نے قرآن کو الٹا پڑھا وہ دوزخ کی آگ میں سر کے بل گرا۔ اسی قسم کا ایک کلام تبت کے جوگیوں اور لاماؤں میں بہت مشہور اور مروج ہے اور وہاں کا ہر سفلی عامل اس کی دعوت ضرور دیتا ہے میں نے جب اس کا تجزیہ کر کے دیکھا تو وہ (محمد ابن آمنہ) کی معکوس یعنی الٹی صورت ثابت ہوئی ایسے الٹے کلاموں سے احتراز کرنا چاہیے۔

Marfat.com

عربی میں حضرت رسول مقبول ﷺ کا بارگاہِ الٰہی میں منظور و مقبول شدہ مجرب اور پیٹنٹ دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے جسے دعائے سیفی، حرز یمانی یا حرزُ الصحابہ بھی کہتے ہیں اس کے پڑھنے میں بھی عجیب تاثیرات اور انوکھے برکات دیکھے گئے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین اس دعا کے حق میں فرماتے ہیں "ہرگز زبانِ عامل سیف نہ گردد تا آنکہ عامل دعاء سیفی نزد قبر اولیاء اللہ نخواند"۔ یعنی جب تک کوئی عامل دعائے سیفی کسی ولی کی قبر کے پاس نہ پڑھے اس کی زبان ہرگز سیف الرحمٰن یعنی اللہ کی تلوار نہیں بنتی۔ حضرت محبوب سبحانی جناب پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس دعا کو بہت پڑھا ہے اور انہی سے اس کا عمل قادری خاندان میں چلا آتا ہے۔ یہ دعاء سیفی ہم نے اپنی کتاب "مخزن الاسرار" میں درج کی ہے

دُعائے سیفی اور کتاب مخزن الاسرار

ہم نے حال ہی میں ایک کتاب بنام "مخزن الاسرار و سلطان الاوراد" لکھ کر شائع کی ہے اس میں چند نہایت چیدہ اور مجرب اوراد درج کیے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تک بہترین وسائل ہیں، ان کے پڑھنے سے طالب جلدی عارف، زندہ دل اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مقرب، منظور نظر اور ان سے واصل ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک فارسی کا رسالہ روحی ہے جو ہمارے روحانی مربی حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان حق ترجمان پر محبوبیت کے انتہائی مقامِ ناز میں جاری ہوا اور جس میں اس رسالے کے پڑھنے والے کے لیے بہت محکم مواعید اور پختہ مواثیق فرمائے ہیں۔

اول:۔ چنانچہ منجملہ مواعید ایک یہ ہے "الحق اگر ولی واصل کہ از رجعتِ عالمِ روحانی و یا عالم قدس شہود از درجۂ خود افتادہ باشد اگر توسل بایں کتاب مستطاب جوید آں را مرشد یست کامل، اگر او توسل نہ گرفت اور افتم و اگر ما ور انرسانیم مارا فتم و اگر طالبِ سلک سلوک معتصم و متمسک شود، بجز داعتصام عارف زندہ دل و روشن ضمیر سازم"۔

Marfat.com

ترجمہ: خدا کی قسم اگر کوئی واصل ولی جو عالمِ روحانی یا عالمِ قدس شہود سے رجعت کھا کر گر گیا ہو اگر وہ اس کتاب مستطاب کو اپنا وسیلہ بنائے تو اس کے لئے یہ کتاب مرشد کامل ثابت ہوگی اور اگر وہ توسل نہ پکڑے تو اسے قسم، اگر ہم اسے اپنے مقام پر نہ پہنچائیں تو ہمیں قسم ہے اور اگر سلک سلوک باطنی کا طالب اس رسالہ کے پڑھنے پر ہمیشہ قائم رہے گا تو اس کے محض پڑھنے سے ان شاء اللہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جائے گا

یہ تین چار اوراق کا چھوٹا سا رسالہ ہے یہ رسالہ طالب مولیٰ کے لئے ایک بہترین اور آسان ترین وسیلہ ہے۔

دوئم۔ اس میں صلوٰۃ الکبریٰ چند افضل واعلیٰ درود شریف کا بہت ہی چیدہ اور عمدہ مجموعہ ہے جسے حضرت محبوب سبحانی حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے مرتب فرمایا ہے اور جو حضرت رسول کریم ﷺ کی ذات والا صفات کے ساتھ واصل ہونے اور ان کے حضور میں داخل ہونے کے لئے ایک نہایت سہل اور آسان ترین وسیلہ ہے یہ درود گنج سعادت دارین کی ایک نہایت کارگر کلید اور کامیاب کنجی ہے

سوئم:۔ کتاب مذکورہ میں حضرت پیر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کے صحیح اور درست قصیدہ غوثیہ اور قصیدہ باز اشہب کو شامل کیا گیا ہے۔ کتاب مذکور "مخزن الاسرار و سلطان الاوراد" میں ان قصائد کا مکمل حال، ان کا ترجمہ، شرح اور ان کے پڑھنے کا طریقہ بھی دیا گیا ہے جو طالب مرید قادری کے لیے ایک غیر مترقبہ نعمت ہے۔ ساتھ ہی سلوک باطنی کے بے شمار نئے اچھوتے معارف و اسرار اور کامل و اکمل بزرگانِ دین کے حالات درج کیے ہیں جن کا مطالعہ طالبِ تشنہ کے لیے آبِ حیات کا حکم رکھتا ہے۔

دعوت القبور کا طریقہ

اب ہم اخیر میں دعوت القبور کا طریقہ بیان کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ رات کو کسی بزرگ، ولی کامل، شہید، غوث یا قطب کی قبر پر جائے روحانی اہل قبر پر مسنون طریقے سے

Marfat.com

سلام کہے، بعد میں اہل قبر کے حق میں فاتحہ درود پڑھے۔ ترتیب یہ ہے کہ درود شریف فاتحہ یعنی الحمد شریف، درود شریف ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص یعنی قل شریف تین بار پڑھ کر ثواب روحانی کو بخشے اس کے بعد قبر کے اردگرد اذان یعنی نماز کی بانگ پڑھے۔ بانگ قبر کے سرہانے قبلہ کی طرف سے پھرتا ہوا سرہانے ہی آکر ختم کرے، پھر روحانی کو مخاطب کر کے کہے یَا عَبْدَ اللّٰہِ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ اُمْدُدْنِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ روحانی فوراً حاضر ہو جائے گا۔ حاضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ قبر میں جنبش پیدا ہوگی یعنی ہلتی ہوئی معلوم ہوگی اس سے رعب وجلال ٹپکے گا، دیکھنے سے دہشت آنے لگے گی۔ اب اہلِ دعوت کو چاہیئے کہ قبر کے پاس بیٹھ کر دعوت قرآن شروع کر دے جو کچھ قرآن میں سے یاد ہو پڑھے قبر پر پڑھنے کے لئے سب سے بہتر دعوتِ سورہ مزمل، سورہ یٰسٓ ،سورہ ملک اور سورہ الفتح کی ہے اور موزوں تر سورہ مزمل کی دعوت ہے قبر کے قریب بیٹھ کر سورہ مزمل گیارہ دفعہ پڑھے اور جس وقت روحانی کے متوجہ اور حاضر ہونے کی علامات اور آثار ظاہر ہوں تو مراقبہ کر کے روحانی کی طرف متوجہ ہو جائے یا قریب ہی لیٹ جائے روحانی فوراً حاضر ہو کر مشکل کام کے حل ہونے کی بشارت اور اشارت فرمائے گا۔ روحانی کے حاضر ہونے کی علامات اور آثار یہ ہیں پڑھنے والے کے دل میں رقت پیدا ہو کر بے اختیار گریہ جاری ہو جائے گا۔ یا دائیں اور بائیں کانوں میں تن تن کی آواز آئے گی یا آنکھوں میں اہل دعوت کو نور کی چمک دے گا یا اپنی خوشبو بخشے گا یا الہام اور آواز دے گا یا دلیل، خیال اور وہم صریح سے دل کو آگاہی دے گا، یا اہلِ دعوت کو اپنا وجود بڑا بھاری، وسیع اور وزنی معلوم ہوگا ان علامات مذکورہ میں سے جو بھی علامت ظاہر ہو جائے کہ روحانی حاضر ہو گیا ہے اس وقت روحانی سے ملنے اور ملاقی ہونے کے لیے مراقبہ کرے یا قبر کے پاس لیٹ جائے۔ اگر ایک طرف دعوتِ قرآن پڑھنے سے روحانی حاضر نہ ہو تو دوسری طرف قبر کے پاس بیٹھ کر سورہ مزمل گیارہ بار پڑھے اگر پھر بھی حاضر نہ ہو تو قبر کی تیسری طرف سورہ مزمل پڑھے اور آخری بار قبر کے پاؤں کی طرف گیارہ دفعہ سورہ مزمل پڑھے، پاؤں کی طرف دعوت پڑھنے سے روحانی تنگ ہوتا ہے۔ اہل دعوت اگر عامل کامل ہے اور اسے کوئی اپنی یا اپنے خویش واقارب کی بڑی سخت مشکل آن پڑی ہے تو ایسے

Marfat.com

وقت اہل دعوت قبر پر چڑھ کر دعوت پڑھے اس وقت روحانی اسے برقی براق سے تیز تر رفتار سے لے جا کر بزم نبوی میں حاضر کر دے گا اور اس کی مشکل مہم اللہ تعالیٰ کے امر سے حل کرا دے گا لیکن قبر پر چڑھ کر دعوت پڑھنا سخت خطرناک اور جان جوکھوں کا کام ہے اگر ایک طرف آگ کی بھڑکتی ہوئی بھٹی ہے اور دوسری طرف قبر تو بہتر ہے کہ آگ میں کود پڑے لیکن قبر پر قدم نہ رکھے کیوں کہ آگ کا جلا ہوا ممکن ہے کہ اچھا ہو جائے لیکن قبر کا جلا ہوا کبھی اچھا نہیں ہوتا اس کا آزار لازوال ہے۔ اگر کسی شخص کو دُنیا میں مرشد کامل نہ ملے تو کسی عارف کامل کی قبر اور روحانیت سے تعلق پیدا کرے اس کی قبر کے پاس بار بار قرآن پڑھنے سے روحانی کے ساتھ باطنی رشتہ اور رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور طالب سالک عارف زندہ دل ہو جاتا ہے۔

ہر کہ　مرشد　را　نیابد　در جہاں

از　قبر　عارف　شود　صاحب　عیاں　(سلطان العارفین)

ترجمہ:۔ ''جس کسی کو مرشدِ کامل زندہ لوگوں میں سے نہ مل رہا ہو اس کو عارفِ کامل کی مزار سے فیض حاصل ہو جاتا ہے یعنی کسی کامل صاحبِ مزار سے وابستہ ہو جاتا ہے''۔

اوّل: روحانی اہلِ قبر دو طرح پر اہلِ دعوت کی مدد کرتا ہے پہلے اپنے برزخی مقام سے باہر آ کر اہل دعوت ملاقی ہوتا ہے اور اسے اس کے کام میں کامیابی کی بشارت پہنچاتا ہے۔

دوئم: روحانی اہل دعوت سے اتحاد پیدا کر کے اسے باطن میں اپنے برزخی مقام میں پہنچا دیتا ہے اور اسے اس کا کام حل ہوتا ہوا دکھا دیتا ہے۔ گاہے اہل دعوت کا کام روحانی حل کر دیتا ہے لیکن اہل دعوت کو معلوم نہیں ہوتا اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے عالم امر میں ایک ادنیٰ روحانی کو بھی بڑی روحانی طاقت اور باطنی قوت حاصل ہے۔

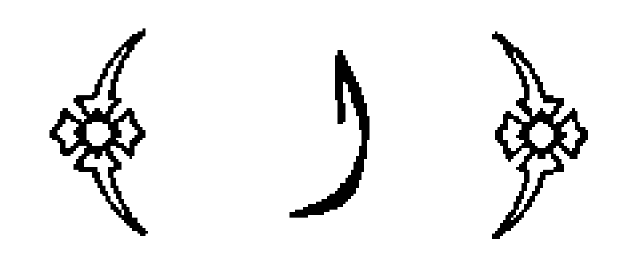
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

(الحدید: آیت ۲۱)

ترجمہ: ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے''۔

Marfat.com

فرہنگ



آز۔ لالچ

آزار۔ دکھ۔تکلیف۔رنج۔بیماری

آصف بَرخِیا۔ حضرت سُلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف کے باپ کا نام برخیا

آماج گاہ۔ نشانے کی جگہ

آنافاناً۔ لمحہ میں۔فوراً (فانا برائے وزن)

آیا۔ کیا

اِزدِیاد۔ بڑھنا

اَسانید۔ (واحد) سَنَد۔سرٹیفکیٹ

اِستِبداد۔ حکومت کی رعایا کے مقابلے میں ضد اور ہٹ کرنا

اَسفَل۔ سب سے نچلی

اِستماع۔ سُننا

اِستِیصال۔ جڑ سے اُکھاڑنا

اِستہزا۔ ہنسی

اِشارتیں۔ اشارات

اِضطرار۔ مجبوری

اَغلَب۔ قریب یقین کے

اِکراہ۔ زبردستی

اکلُ الحلال۔اکلِ حلال۔ حلال کی غذا

اِمکان۔ ہوسکنا۔(مخلوق کی صفت) اَغلب

اَمر۔ کام۔حکم

اَندوہ۔ غم۔رنج

اَنسب۔ بہت مناسب

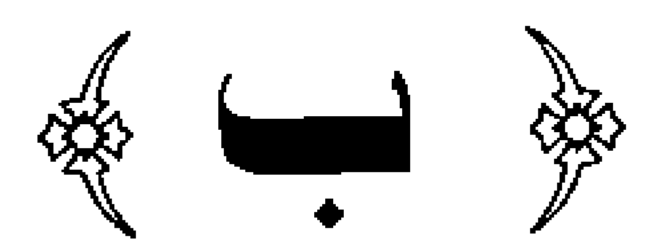
اَوج۔ اونچائی

اُوستا۔ اُستاد

اَیوان۔ شاہی محل (اِیوان)

اِلحاح۔ گڑگڑا کر مانگنا

Marfat.com



بَاج گذار۔ ٹیکس دینے والا

بالکل۔ کل کے ساتھ۔ پورے طور پر

باور۔ یقین

بَجائے خود۔ اپنی جگہ پر

بَرودت۔ ٹھنڈک

بَراز۔ گوہ

بَرحق۔ سچ۔ درست

بَرانگیختہ۔ برانگیختن۔ آمادہ کرنا۔ ابھارنا۔ اکسانا

بَزر۔ بیج

بَسطامی۔ بِسطامی۔ بسطام ایران کا ایک شہر

بِست در بِست۔ ہندسوں کو لمبائی چوڑائی میں جمع کرنے سے بیس کی تعداد بنے

بَطیب خاطر۔ خوشدلی سے

بُطلان۔ ضائع ہونا

بِلّور۔ زیادہ صاف کانچ (بلُور)

بَلعم باعور۔ بنی اسرائیل کا ایک عالم جو مردود ہوا

بمنزلِ حجرِ اَسود۔ خانہ کعبہ کے کالے پتھر کے مکان کی مانند (ب۔ مانند اور منزل۔ جگہ۔ مکان)

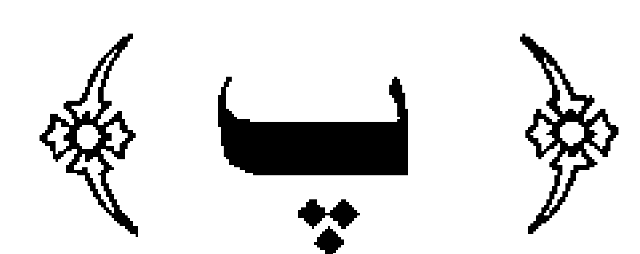
بِنگر۔ دیکھ (بِ نگر شعر میں بِنگر پڑھا جائے گا)

بوزینہ۔ بندر

بول۔ پیشاب

بہجت۔ خوبی

بیت۔ شعر



پایہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔

پرتو۔ روشنی

پہلو نہ زند۔ مقابلہ نہ کرے گا

پیکار۔ لڑائی

پرَان۔ اُڑنا

پندار۔ گھمنڈ

پاداش۔ بدلہ

Marfat.com

ت

تام۔ کامل

تبع۔ اتباع۔ پیروی

تحت الثریٰ۔ زمین کے نیچے

تدَاوی۔ دوا

تشنہ۔ پیاسا

تعدی۔ ظلم۔ حد سے بڑھ جانا

تعین۔ مقرر ہونا اور کسی ایک بات کے

تعشق۔ عاشق ہونا

تفاوت۔ فرق۔ فاصلہ

تلمیذالرحمٰن۔ رحمٰن کا شاگرد

تمحیص۔ آزمائش

تمتع۔ فائدہ اُٹھانا

تواتر۔ لگاتار

تہیہ۔ تیاری

ث

ثاقب۔ روشن

ثقیلہ۔ بھاری

ثِقل۔ ثِقل۔ بوجھ

ثقلین۔ انسانوں اور جنوں کی دو جماعتیں

ج

جان کندن۔ جان کنی۔ جان کا اُکھڑنا

جادہ۔ جادہ۔ سیدھا اور پتلا راستہ

جرم۔ جسم

جریدہ۔ دفتر لکھنے والوں کا

جزع۔ بے صبری

جنود۔ واحد جُند۔ لشکر

جوع الارض۔ ملک گیری اور نو آبادیوں کی بھوک

جولان گاہ۔ دوڑنے کی جگہ

جہ۔ امراز جہیدن۔ کود پڑ

جہت۔ طرف

جیوش۔ واحد جیش۔ لشکر

جافی۔ ظالم

چ

چندے۔ تھوڑی دیر

چاشت۔ پہر دن چڑھے کا کھانا

چپّا چپّا۔ چار انگلیوں کی چوڑائی جتنا (ہندی)

Marfat.com

ح

حُجّاج۔ واحد حاج۔ حاجی
حُدُوث۔ نیا پیدا ہونا کسی چیز کا (مخلوق کی ایک صفت)
حِذْق۔ دانائی
حَرارَت غریزی۔ انسان کے بدن کی اصلی گرمی
حَرَمَین۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ
حَرَج۔ تنگی۔ سختی۔ گناہ
حِرمان۔ بے نصیبی
حِزبُ اللہ۔ نیک لوگوں کے گروہ
حُزن۔ حَزَن۔ رنج۔ غم
حُصول اور تحصیل۔ حاصل ہونا اور حاصل کرنا
حَضَر۔ گھر میں رہنا

خ

خاصَّہ۔ خصوصیت
خبث۔ ناپاکی
خدارا۔ خدا کے لئے
خِرس۔ بھالو
خُروس۔ مرغ گھر کا پلا ہوا
خَفِیفَہ۔ چھوٹی۔ ہلکی
خَلط مَلط۔ ملنا۔ مل جانا۔ مَلَط برائے وزن
خویشان۔ واحد۔ خِویش، رشتہ دار
خوش اِلحانی۔ پیاری آواز
خُوک۔ سور
خیرہ۔ حیران

د

دُرد۔ گاد۔ تلچھٹ
دارُالمِحَن۔ واحد۔ محنت
دَرک۔ طبقہ
دَریغ۔ افسوس۔ غم
دَست بُرد۔ غالب آئے
دقائق۔ واحد دقیقہ۔ باریک اور لطیف چیزیں
دلو۔ ڈول
دُنبل۔ پھوڑا۔ زخم
دوچار۔ مقابل
دَور دورہ۔ عمل دخل مدّ الفت۔ ایک دوسرے کو دور کرنا ہٹانا
دَہ۔ دس
دِیَت۔ روپیہ خون کے بدلہ کا
دَیر۔ بُت خانہ

ذ

ذیل۔ دامن

Marfat.com



ر

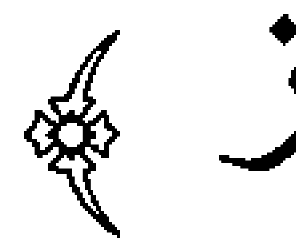
راہوار۔ گھوڑا

رُجُوم۔ ستارے جوشعلہ کی طرح دوڑتے دکھائی دیتے ہیں

رضا۔ راضی رہنا بندہ کا خدا کی مرضی پر خواہ راحت ہو یا رنج اور یہ مرتبہ درمیانی ہے۔ اسلئے کم صبر اور زیادہ تسلیم ہے۔

رَوشنی طبع۔ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

رَوضے۔ باغات (واحد رَوضَہ جمع روضات)



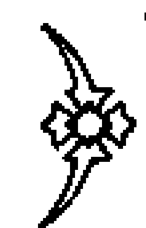
ز

زَارونزَار۔ کمزور اور دُبلی (نزار)

زَرِبفت۔ سوت اور چاندی سونے کے تاروں سے بنا ہوا کپڑا

زَبوں۔ بے چارہ

زِشت۔ بُرا



ژ

ژَند۔ آتش پرستوں کی آسمانی کتاب



س

سُخرہ۔ ہنسی

سَرِمُو۔ بال کی نوک جتنا

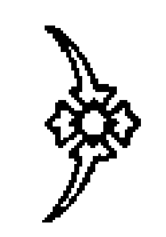
سَرزمین۔ زمین۔ ملک

سَکَرات۔ موت کے وقت جان نکلنے کی تکلیفیں

سَواد۔ طرفیں

سُویدا۔ کالا نشان جو دِل پر ہوتا ہے





ش

شَائبہ۔ ملاوٹ

شَغف۔ بہت محبت

شَقاوت۔ بدنصیبی

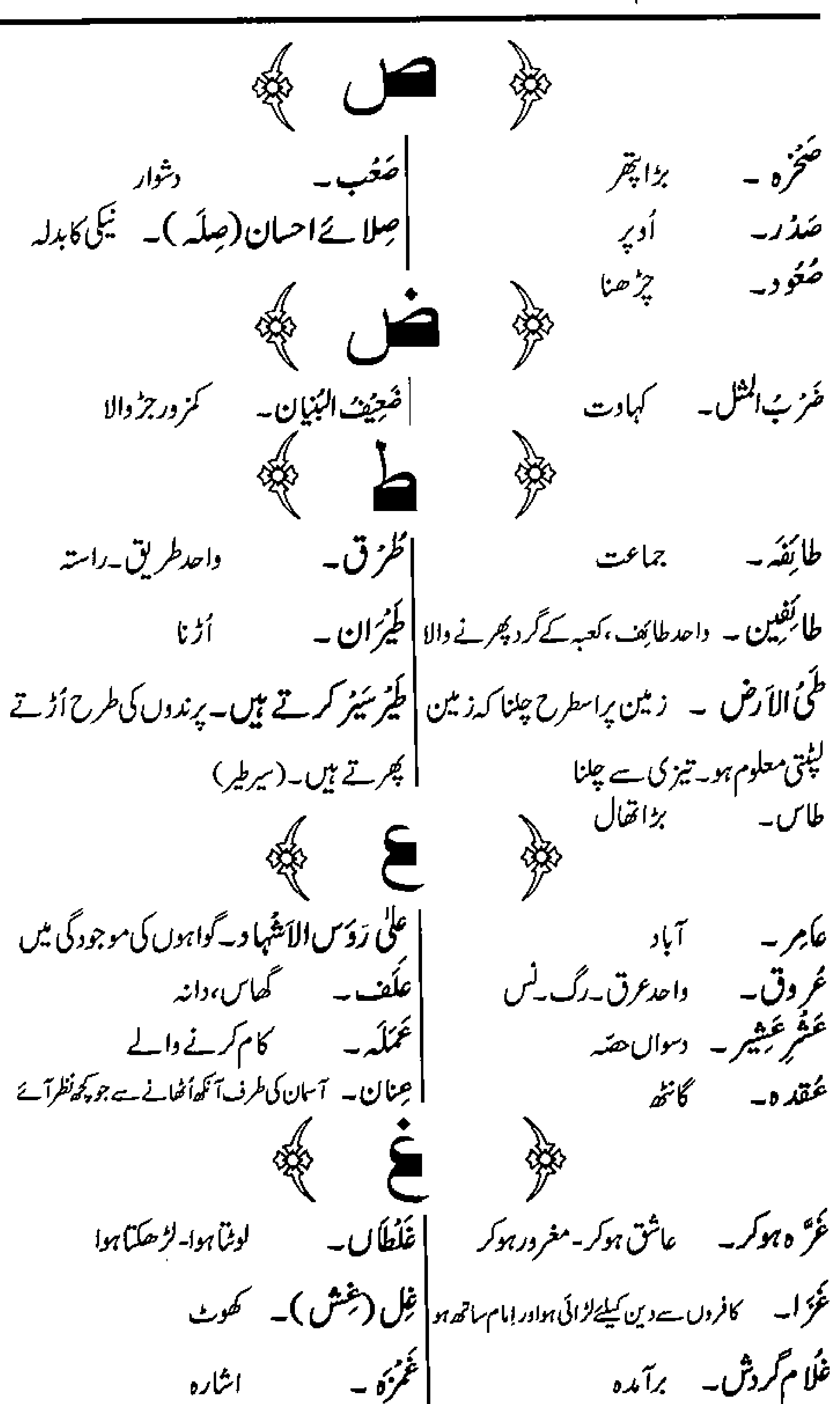
شَمائِل۔ عادتیں۔ شکلیں

شَمّہ۔ تھوڑا۔ کم

شُہرہ آفاق۔ مشہورِ زمانہ

شِیوہ۔ طریقہ۔ ہنر

Marfat.com



ص

- صَخرہ۔ بڑا پتھر
- صَدر۔ اُوپر
- صُعُود۔ چڑھنا
- صَعب۔ دشوار
- صِلائے احسان (صِلَہ)۔ نیکی کا بدلہ

ض

- ضَربُ المَثل۔ کہاوت
- ضَعِیفُ البُنیان۔ کمزور جڑ والا

ط

- طائِفَہ۔ جماعت
- طائِفِین۔ واحد طائف، کعبہ کے گرد پھرنے والا
- طَیُّ الاَرض۔ زمین پر اسطرح چلنا کہ زمین لپٹتی معلوم ہو۔ تیزی سے چلنا
- طاس۔ بڑا تھال
- طُرُق۔ واحد طریق۔ راستہ
- طَیَران۔ اُڑنا
- طَیرِ سَیر کرتے ہیں۔ پرندوں کی طرح اُڑتے پھرتے ہیں۔ (سیر طیر)

ع

- عامِر۔ آباد
- عُروق۔ واحد عرق۔ رگ۔ نس
- عُشرِ عَشِیر۔ دسواں حصّہ
- عُقدہ۔ گانٹھ
- علیٰ رؤس الاشہاد۔ گواہوں کی موجودگی میں
- عَلَف۔ گھاس، دانہ
- عَمَلَہ۔ کام کرنے والے
- عِنان۔ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھانے سے جو کچھ نظر آئے

غ

- غَرّہ ہوکر۔ عاشق ہوکر۔ مغرور ہوکر
- غَزا۔ کافروں سے دین کیلئے لڑائی ہو اور امام ساتھ ہو
- غُلام گردش۔ برآمدہ
- غَلطاں۔ لوٹتا ہوا۔ لڑھکتا ہوا
- غِل (غِش)۔ کھوٹ
- غَمزَہ۔ اشارہ

Marfat.com

ف

فَبِھَا۔ ہم اس پر راضی ہیں
فِروکش۔ کسی جگہ رہنا
فَرع۔ ٹہنی۔ شاخ
فروغ۔ روشنی
فَزَع۔ ڈر
فُصُول۔ حصے (پارٹس)
فَضُول۔ غیر ضروری کام کرنے والا
فضاحت۔ رسوائی
فَلَکُ الافلاک۔ عرش اعظم
فی البدیہہ۔ فوراً

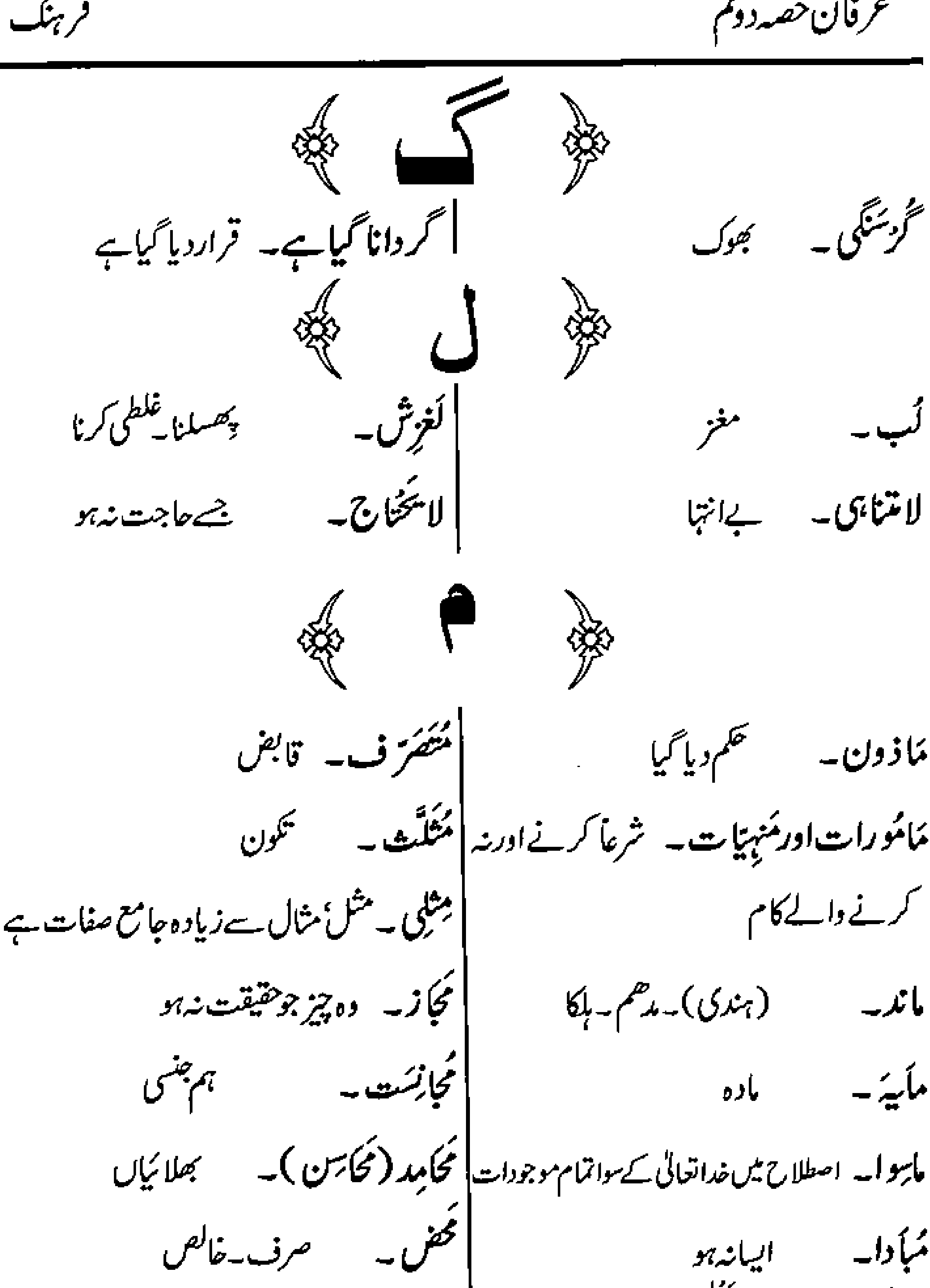
ق

قِبطی۔ قبط کی اولاد۔ مصر کے اصلی باشندے
قُبح۔ برائی
قِدَم۔ پرانا ہونا۔ ہمیشہ سے ہونا (خالق کی ایک صفت)
قُدس۔ پاک (قدّس)
قعرِ مذلّت۔ رسوائی کی گہرائی (انتہا)
قِشر۔ چھلکا
قُلزم۔ سمندر
قُلّابے۔ قلّابہ۔ حلقہ

ک

کابُوس۔ ایک بیماری یا حالت جس میں سوتے میں معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے دبا لیا ہے۔ غل مچانے اور ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود نہ آواز نکلتی ہے نہ حرکت ہوتی ہے
کام۔ مطلب
کاہے کو۔ کس لئے
کالبد۔ سانچہ
کام گار۔ کامیاب
کَتم۔ پردہ
کرّ و فر۔ دھوم دھام
کُشائش۔ تنگی کا دور ہو جانا
کفیٰ عِلمہٗ بِحالی۔ میرے حال کے لئے اس کا علم کافی ہے
کُفران۔ نعمت کی ناشکری
کَماحقّہٗ۔ جیسا چاہیے
کُمک۔ مدد
کُنِشت۔ بُت خانہ
کِنایہ۔ چھپا کر بات کرنا (کنایت)
کُوس۔ بڑا ڈھول۔ نقارہ

Marfat.com



گ

گُرسنگی۔ بھوک

گردانا گیا ہے۔ قرار دیا گیا ہے

ل

لُب۔ مغز

لامتناہی۔ بے انتہا

لغزش۔ پھسلنا۔ غلطی کرنا

لایحتاج۔ جسے حاجت نہ ہو

م

ماذون۔ حکم دیا گیا

مامورات اور منہیات۔ شرعاً کرنے اور نہ کرنے والے کام

ماند۔ (ہندی)۔ مدھم۔ ہلکا

مایہ۔ مادہ

ماسوا۔ اصطلاح میں خدا تعالیٰ کے سوا تمام موجودات

مبادا۔ ایسا نہ ہو

مبانی۔ واحد مبنیٰ۔ بنیاد

متلوّن۔ رنگ برنگ ہونے والا

مذابح۔ واحد مذبح۔ ذبح کرنے کی جگہ

مرہونِ منّت۔ شکرگزار۔ احسان مند

مرموز۔ چھپے ہوئے

متصرّف۔ قابض

مثلّث۔ تکون

مثلی۔ مثل، مثال سے زیادہ جامع صفات ہے

مجاز۔ وہ چیز جو حقیقت نہ ہو

مجانست۔ ہم جنسی

محامد (محاسن)۔ بھلائیاں

محض۔ صرف۔ خالص

محب۔ دوستی کرنے والا

محظوظ۔ صاحبِ نصیب

مطوّل۔ بہت زیادہ عبادت والی

مطرب۔ گانے والا

معادن۔ کانیں

Marfat.com

مَرحَبا۔ شاباش
مَرجعِ خَلائق۔ جس جگہ لوگ بار بار آئیں
مَراحِل۔ واحد مَرحلَہ۔ منزل
مُرتَسم۔ نقش شدہ
مُرفَّہُ الحال۔ خوش حال
مُستَولی۔ غالب
مُستَدعی۔ خواہشمند
مُسلّط۔ غالب
مُستسقی۔ پینے کے لئے پانی مانگنے والا
مُسکِت۔ چپ کر دینے والا
مُشاہرہ۔ تنخواہ
مَشرُوحا۔ مشروح۔ کھلم کھلا
مُصافحہ۔ ہاتھ ملانا
مِضراب۔ ستار بجانے کا آلہ
مُضغَہ۔ گوشت کا ٹکڑا
مضحکہ خیز۔ ہنسانے والا
مَنِش۔ مزاج
مَوْرِد۔ آنے کی جگہ
موہ۔ موج
مُوجِب۔ سبب

مُعانقہ۔ گلے لگانا
مُقتَبس۔ روشنی لیا گیا ہوا
مَقال۔ بات چیت
مُقیم۔ قیام کرنے والا
مَکنُون۔ چھپا ہوا (قیمتی چیز کو چھپا کر رکھا جاتا ہے)
مُکلّف۔ نافرمانی پر سزا پانے والی مخلوق
مِلَل۔ واحد مِلَّت
مَلاءِ الاَعلیٰ۔ گروہ فرشتوں کا
مَمات۔ موت
مُنقاد۔ عاجزی کرنے والا
مِنّت۔ احسان
مُنتہی۔ انتہا کو پہنچنے والا

مَنْ عرف نفسه فقد عرف ربه

امام النووی شارح صحیح مسلم نے لکھا کہ یہ دوسری صدی ہجری کے صوفی یحییٰ بن مُعاذ کا قول ہے۔

مُنطَبِق۔ برابر۔ مطابق
مُواظبت۔ ہمیشہ ایک کام پر لگے رہنا
مُہمَل۔ بے معنی لفظ۔ بے کار
مُہار۔ مہار۔ نکیل

Marfat.com

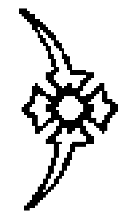
ن

نَزار۔ دبلا۔ مُفلس
نَسْیًا مَنْسِیّا۔ بالکل بھول جانا
نُطق۔ بولنا
نَظّار۔ واحد ناظر۔ دیکھنے والا
نِعْمَ الْبَدَل۔ اچھا بدلہ
نَکرالصَّوتی۔ مکروہ آواز
نَیِستاں۔ نئے اور ستاں۔ کانوں کا جنگل۔ شعر میں نَیَستاں پڑھا جائے گا

و

واقِعہ۔ خواب
واہی۔ بے ہودہ

ہ



ہَجو۔ کسی کی بُرائی بیان کرنا
ہَرَج۔ فتنہ۔ فساد
ہَرزَہ سَرائی۔ بکواس
ہَزِیمَت۔ شکست
ہَمتا۔ مثل۔ مانند
ہُوَیدا۔ ظاہر
ہَیئت کَذائی۔ صورت جیسی اس وقت بنی ہوئی تھی
ہَیجان۔ جوش
ہَیولائی۔ منسوب بہ ہَیولیٰ

ی

یاوَہ گوئی۔ بکواس
یَبوسَت۔ خشکی
یَدِطُولیٰ۔ مراد کمال درجہ کی مہارت
یکتائے رُوزگار۔ اپنے وقت کا بے مثال
یَوم مِیثاق۔ تمام رُوحوں سے اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رب ہونے کا اِقرار کرایا (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ)
یُوشَع۔ یسعبن نون

Marfat.com

حضرت قبلہ فقیر نور محمد صاحب سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ
کی مشہورِ زمانہ تصانیف

- عرفان (حصہ اول) (اردو)
- عرفان (حصہ دوم) (اردو)
- عرفان (حصہ اول) (انگلش)
- مخزن الاسرار و سلطان الاوراد
- حق نما
- نور الہدیٰ (فارسی)
- انوار سلطانی (ابیات باہو رحمۃ اللہ علیہ)
- حیات سروری (حضرت فقیر عبد الحمید سروری قادری)
- الہامات (حضرت فقیر عبد الحمید سروری قادری)
- عقلِ بیدار (حضرت فقیر عبد الحمید سروری قادری)
- آدابِ سروری (ملک شیر افگن)
- فیضانِ سروری (زیرِ طباعت) (مؤلف خلیفہ محمد صدیق کھیانی)

